UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226299

UNIVERSAL
LIBRARY

فبشر عبادِ الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب مستطاب بيمن تشييد للعالم العامل الفاضل الكامل كاشف دقايق المعقول والمنقول عارف
الفروع والاصول عمدة الفقها زبدة العلماء مولنا موتوى محمد شاه قبله القادرى تلميذ
محقق المسائل الفقهيه بالايات الصريحه والاحاديث الصحيحه المدقق الفريد مولنا الحاج المولوى
ابي رجا محمد نرمان خان الشهيد نور الله مضجعه

احسن الشريعة

للسد

ن الاقوال الشنيعة

قد اهتم بطبعها الذ ... لانام من الخواص والعوام اضعف العباد محمد عبد الرحمن غفر الله
ذنوبه وستر عيو ... حشره في زمرة الابرار يوم القيام في سنه عشرين ١٣٢٠ ثلاثة مائة الف
من الهجرة النبو ... صاحبها واله واصحابه وازواجه افضل الصلوة والسلام

من مطبع رئيس بلدة جيد اباد كن به صاعن الفتن

فہرست مضامین مقدمہ کتاب احسن الذریعہ للدفع عن الاقوال الشنیعہ

مضمون	صفحہ
حمد و نعت و تمہید تالیف کتاب ہذا۔	۲
احوال کتاب فقہ اکبر اور اوسکے مؤلف کا اور اس کے حدیثون مے کے جھوٹے راویون کا مجملاً۔	۴
ائمہ اربعہ کے مناقب مین جو حدیثین وارد ہین اون کا مختصر بیان۔	۶
امام اعظم صاحب کی شان مین بعض احادیث کا بیان اور مصنف فقہ اکبر کی خام خیالی کا اظہار کہ اوس نے اپنے کو حدیث لا تسبوا قریشا کا مصداق سمجھ لیا حالانکہ یہ حدیث باتفاق علما امام شافعی صاحب کی شان مین ہے۔	۸
معذرت مولف کتاب احسن الذریعہ کی اور درخواست اہل انصاف سے کہ اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھین اور آغاز مقدمہ کتاب ہذا کا۔	۱۰
مؤلف فقہ اکبر کی غلط فہمی کہ امام اعظم صاحب کے فقہ اکبر متداول کا مصنف سمجھ لیا حالانکہ وہ ابو حنیفہ محدث بن یوسف سخاری کی تصنیف ہے اور نیز امام اعظم صاحب کو صغار تبع تابعین مین شمار کیا حالانکہ وہ باتفاق اہل تحقیق تابعی ہین۔	۱۲
مؤلف فقہ اکبر کا امام اعظم صاحب کے باب مین بدزبانی کرنا کہ اون کو اعظم فقہاء اربعہ کہنا اور امام اعظم کہنے سے زبان کو روکنا اور ابو عصمہ نوح بن مریم کا اقرار جھوٹی حدیثین بنانے کا امام اعظم سے حسد اور تعصبی کی بنا پر	۱۴

مضمون	صفحہ
اور اثبات امام اعظم صاحب کے تابعی ہونے کا اور یہ کہ امام اعظم صاحب بالاتفاق تابعی ہین اور امام مالک صاحب کے تابعی ہونے مین اختلاف ہے۔	۱۶
مؤلف فقہ اکبر کا نقل کرنا بروایت ابو عصمہ کذاب و حاسد امام اعظم صاحب جہمیہ ورت کے مناظرہ کرنے کا قصہ امام اعظم کے ساتھ اور اوس سے دیدہ دلیری طعن کرنا امام صاحب پر اون کی بے علمی کا کہ ایک عورت کے مقابلہ مین ساکت ہوگئے اور دوسرا لعن یہ کہ امام اعظم صاحب اور اون کے تلمیذ امام ابو یوسف کے جہمی ہونے مین کتاب اور تحقیق فرقہ جہمیہ کے موجود کی اور بیان مولف فقہ اکبر کے بہتان کا امام اعظم صاحب پر اثبات جہمیت کے باعث ابو عصمہ کی جھوٹی روایت پر اعتماد کرکے اور امام اعظم صاحب کی عبارت مین تصرف کرکے اون کے مذہب مشہور سے انکو پھیرنا اور مسلمانان مین اپنے موافق تہلکا ڈالنا اور امام اعظم صاحب پر عمداً جھوٹ بولنا۔	۱۸
مسئلہ خلق قرآن مین امام ابو یوسف کا مناظرہ کرنا امام اعظم صاحب سے ایک سال تک نقل کرکے دیدہ دلیری طعن کرنا مولف فقہ اکبر کا کہ وہ دونون اول امر مین خلق قرآن کے مسئلہ مین اختلاف رکھتے تھے اور اثبات اس امر کا کہ مؤلف فقہ اکبر اپنے دعوون مین کاذب ہے اور مجملاً امام اعظم کے فضائل کا بیان۔	۲۰
تتمہ بیان فضائل امام اعظم صاحب کا اور الزام مؤلف	۲۰

مضمون	صفحہ
فقہ اکبر پر اوس نے اپنی اس کتاب مین حضرت علیؑ کے مرتدون کو آگ مین جلانے کا قصہ بطور استدلال نقل کیا ہے حالانکہ حضرت امیر کا اس فعل سے رجوع ثابت ہے اور اس قصہ کو خارجی بطور طعن نقل کیا کرتے ہین ترمذی کے حدیث سے اثبات حضرت علیؑ کے رجوع فرمانے کا آگ مین جلانے کے فعل سے اور بیان اس امر کا کہ خارجیون کے مطاعن حضرت امیر پر دو قسم کے ہین۔ اور بیان مولف فقہ اکبر کی افترا پردازی کا امام جعفر صادقؑ پر اون کو مثبت جہت قرار دینے مین اور اونکے کلام شریف کو رسالہ قشیریہ سے تصرف کے نقل کرنا مولف فقہ اکبر کا اثبات جہت کے لئے حالانکہ اوس کلام سے جہت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔	۲۲
بیان مولف فقہ اکبر کے تصرف کرنے کا امام جعفر صادقؑ کے قول ہین اور اثبات اس امر کا کہ وہ قول نفی جہت کے برخلاف ہین اور شیعہ بھی نفی جہت کے قائل ہین پس اس مسئلہ مین مولف فقہ اکبر شیعہ وسنی دونون سے مخالف ہے اور ائمہ اہل بیت پر بہتان کرتا ہے کہ وہ جہت کے مثبت تھے۔	۲۴
مولف فقہ اکبر کا تقسیم کرنا تقیہ کو دو قسم پر ایک تقیہ کہ جس کے قایل شیعہ ہین اور دوسرا تقیہ کہ جس کے قائل بزعم مولف خواص اہل سنت ہین اور مراد اوس کی خواص اہل سنت سے فرقہ نجدیہ ہے خذلہم اللہ۔	۲۶
مولف فقہ اکبر کا نقل کرنا ابن تیمیہ کے مذہب	۲۸

مضمون	صفحہ
مردود کو اوس کی کتاب رسالہ نزول و فتاوی حمویہ سے تشبیہ صفات الٰہیہ کے باب مین اور دعوے کرنا کہ تمام اکابر دین اسی مذہب پر تھے اور کتب الٰہیہ سابقہ ہی جو اب تک موجود ہین اسی مذہب سے معمور ہین اور اوسکو خوب بسط سے بیان کرنا۔	
مولف فقہ اکبر کا مذہب متکلمین و مذہب مشبہہ مین تلفیق کر دینا اور جمہور اہل سنت کے برخلاف باقتدائے ابن تیمیہ صفات متشابہات کا ترجمہ دوسری زبان مین جائز کرنا ابن تیمیہ کے قول پر جو صفات کی تقسیم مین اوسے کیا ہے علامہ مفتی محمد سعید کا اور نیز صفات متشابہات کا ترجمہ غیر عربی مین جائز کرنے کا ابطال۔	۳۰
مولف فقہ اکبر کے صفات متشابہات کا ترجمہ اردو مین کرنے کا ابطال ابن تیمیہ پر علامہ حلبی کا الزام صفات متشابہات کے ظاہری معنی ارادہ کرنے پر محقق دوانی کا قول ابن تیمیہ کے اثبات جہت مین مبالغہ و غلو کرنے کے باب مین اور عقیدہ جہت کا ابطال۔	۳۲
بیان اس امر کا کہ فقہ اکبر کے مولف نے اثبات جہت وغیرہ مسئلہ مین شیعہ وسنی دونون کے برخلاف اس کتاب مین بہتر ہے پس دونون گروہ پر لازم ہے کہ اس کتاب سے اعراض کرین اور مولف کو اپنے اعوان و انصار مین سے نہ سمجھین کیونکہ وہ درحقیقت اون اگلے اہل بدعت کا معاون و ناصر ہے کہ جن کے اقوال کو اس کتاب مین درج کیا ہے اور اون اہل بدعت	۳۴

مضمون	صفحہ
کے احوال کا اجمالی بیان۔	
فرقہ ہشامیہ و مشبہہ کے بانی ہشام بن حکم اور اونکے	۳۶
عقاید فاسدہ کا بیان اور فرقہ کرامیہ کے بانی محمد	
بن کرام کے اقوال اور اوس کا مختصر احوال میزان	
الاعتدال کے حوالہ سے مفتی محمد سعید کی عبارت سے	
اثبات اس امر کا کہ جمہور محدثین و محققین صوفیہ و	
فقہا و متکلمین حق تعالے کو جہت سے پاک مانتے ہین	
صرف فرقہ مشبہہ جہت فوق کا قایل ہے۔	
فرقہ مشبہہ کا باہمی اختلاف عرش پر ہونے کے	۳۸
کیفیت مین بعد اون کے اتفاق کرنے کے	
جہت فوق کے اثبات پر بیان اس امر کا کہ ابن تیمیہ	
بھی اثبات جہت وغیرہ مسائل مین مشبہہ کے	
موافق ہے اور اہل سنت کا مخالف اور اوس کے	
بعض اقوال کی نقل کہ جن سے خشعالی کا مکانی	
ہونا ثابت ہوتا ہے اور صاحب مظہر النور کا	
اون اقوال کو رد کرنا مؤلف فقہ اکبر کا اثبات	
جہت کیلئے اسرائیلیات کو حجت بنانا اور کتب الٰہیہ	
سابقہ کو موجود مان کر اونکی عبارت سے مدد لینا۔	
مولف فقہ اکبر کا اناجیل اربعہ موجودہ کو اصلی	۴۰
انجیل تسلیم کرنا اور اون کے منکر پر کہ جمہور اہل قبلہ	
مین قریب الکفر ہونے کا حکم کرنا قوت القلوب کی	
عبارت سے مؤلف فقہ اکبر کے حکم مذکور کو رد کرنا۔	
اثبات اس امر کا کہ اسناد کا باقی رہنا اسی امت	۴۲
مرحومہ کا خاصہ ہے اگلی امتون مین اسناد کا طریقہ	

مضمون	صفحہ
نہ تھا اور اس امر کی بنا پر کتب سابقہ کے موجود ہونیکو	
تسلیم نکرنا اور نیز نجت نصر کے کل کتب سابقہ کو جلادینے	
کا اثبات اور عقاید اسلام کی عبارت سے کتب سابقہ	
کے معدوم ہوجانے پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق	
نقل کرنا اثبات جہت کی بنا پر مؤلف فقہ اکبر کا مذہب	
عینیت کو باطل کہنا اور اکابر اولیا پر جو کہ عینیت	
وجود کے قایل ہین اشد کفر کا حکم دینا۔	
مولف فقہ اکبر کا اکابر صوفیہ شیخ اکبر وغیرہ کو اون کے	۴۴
اقوال مین وہی توجیہ کرکے مذہب وحدۃ الوجود سے	
منکر قرار دینا اور اون کو مثبت جہت ثابت کرنا۔	
وحدت وجود کا اثبات اور مؤلف فقہ اکبر کے عقدہ	
جہت کا ابطال۔	
بیان اس امر کا کہ صوفیہ مطلقا وجودیہ ہون یا شہودیہ	۴۶
عینیت وجود کے قایل ہین اور شہودیہ کے مسلک	
مین فرق اعتباری ہے اور شیخ محی الدین بن العربی	
کے امام وحدت الوجود ہونے کا اثبات۔	
ظل و عکس کی مثال سے شیخ ابن عربی کی طرف انکار	۴۸
عینیت و اثبات بینونیت کی نسبت کرنے مین	
مولف فقہ اکبر کا غلطی کرنا اور شیخ اکبر پر بہتان عظیم	
کی افتراء کرنا مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت کا اجمالی	
طور پر بیان اور شیخ اکبر کے بعض اقوال کی نقل	
مظہر النور سے کہ جس سے عالم کا وجود خیالی اور	
حق کا وجود واقعی ہونا ثابت ہوتا ہے۔	
جواہر الحقایق کی عبارت سے مسئلہ عینیت وجود کی	۵۰

مضمون	صفحہ
تحقیق اور کل طبعی کی تمثیل کا بیان اور کلمۃ الحق کی عبارت سے مسئلہ توحید کی حقیقت کا انکشاف صوفیہ کرام کے مسلک پر اور کلمہ طیبہ کے معنی میں غیر صوفیہ کرام کے غلطی کرنے کا ذکر	
بیان اس امر کا کہ جو معنی کلمہ طیبہ کے غیر صوفیہ نے استنباط کئے ہیں اگر وہی معنی مراد ہوتے تو مسلمانوں اور مشرکوں کے عقیدہ میں کچھ فرق نہ ہوتا پس ضرور ہوا کہ ایسے معنی لئے جائیں کہ جنسے دونوں میں فرق ہوجائے اور بیان مصنف کی غلطی کرنے کا صوفیہ کا مسلک سمجھنے میں اور بیان مصنف کی غلطی مذکور کے منشا کا مظہر النور کی عبارت کے استشہاد سے	۵۲
تتمہ بیان غیر صوفیہ کے غلطی کرنے کا مسلک صوفیہ کے سمجھنے میں اور اثبات اس امر کا کہ مصنف فقہ اکبر کا ارباب عینیت پر اخذ کفر کا فتوے دینا اس مقام میں اور تمام مسلمانوں پر جو مصنف کے عقاید باطلہ سے مخالف ہیں حکم کفر کرنا دوسرے مواقع میں اہل سنت کے مذہب سے برخلاف ہے اور خوارج کی عادت میں داخل ہے اور نیز فرقہ وہابیہ کے مسلک کے موافق ہے اور صواعق الٰہیہ کے عبارت سے وہابیہ پر الزام۔	۵۴
مولف فقہ اکبر کا مسئلہ امامت میں فرقہ امامیہ کے موافق اور اہل سنت سے مخالف ہونا تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت سے اس امر کا ثابت کرنا۔	۵۶
مولف فقہ اکبر کا امامت کو بارہ اماموں میں منحصر سمجھنا اور امامت کے اصول خمسہ کا کہ جن پر مسئلہ	۵۸

مضمون	صفحہ
امامت کی بنا ہے بائی بیان۔	
صفیہ سحادیہ کی عبارت میں مولف فقہ اکبر کا تصرف کرنا امامیہ کے موافق اور اہل سنت کے مخالف اور قرآن موجودہ کے علاوہ دوسرا قرآن کہ جس کو حضرت علی نے جمع کیا تھا موافق عقیدہ شیعہ کے ثابت کرنا اور اوس کا ابطال اہل سنت کے طرف سے۔	۶۰
حضرت عثمان غنی کے قرآن موجودہ کو جمع کرنے کا اور اور اس قرآن کے ماسوائے کو جلانیکا سبب اور اجماع کل صحابہ کا اس پر قرآن منزل یہی قرآن موجود ہے اور اس کے سوا ایک حرف بھی قرآن نہیں ہے اور حضرت علی کا بار بار اپنے خطبوں میں فرمانا کہ اس قرآن موجودہ کے سوا کہ جو عثمان نے جمع کیا ہے میرے پاس کوئی قرآن نہیں ہے۔ ہاں مجھکو تفسیر قرآن کا علم اس قدر عطا کیا گیا ہے کہ اگر چاہوں ایک سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کا بوجھ طیار کردوں اور یہاں تک مقدمہ احسن الذریعہ کا پہلا جزء تمام ہونا۔	۶۲
مقدمہ فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان کے رد کا آغاز اور اوس کے قول الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے میں درود کو چھوڑنے اور سلام کو صلوٰۃ پر مقدم کرنے کا الزام اور اظہار اس امر کا کہ اس قول میں مصنف نے شیعہ کا اسلوب اختیار کیا ہے	۶۴
مولف کے اس دعوے کا ابطال کہ علوم اہل بیت کو صرف میں نے زندہ کیا ہے اور بیان اس امر کا کہ اہل سنت	۶۶

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کا طریقہ تمام احادیث کو جمع کرنا ہے اہلسنت سے ہون یا صحابہ و تابعین وغیرہم سے بخلاف شیعہ کے کہ وہ اہلبیت کے ائمہ کو معصوم اور اونکے سوا صحابہ و تابعین کو خاطی و عاصی سمجھتے ہین اسیوجہ سے مرویات ائمہ کو جمع کرتے ہین اور بس پس مصنف فقہ اکبر اپنے دعوے احیاء علوم اہلبیت مین اہلسنت کا مخالف ہے اور تقسیم علوم اہلبیت کی تین قسمونکی طرف اور تمہید مرویات اہلبیت کی تعداد کی۔		قول اشہد ان لا الہ الا اللہ ربا وبالاسلام دینا ولمکا کبیرا صمدا سبوحا اھ کے۔	
تفصیل اہلبیت کی رواۃ اور اونکی مرویات کی اور بیان اس امر کا کہ مولف فقہ اکبر نے باوجود دعوی احیاء علوم اہلبیت اونکی ایک شخص کی بھی کل مرویات کو جمع نہین کیا اور بعض مرویات کو اگر جمع کیا تو ایسے طرق سے جو اہلسنت کے نزدیک مرجوع اور مجروح ہین۔ اسیوجہ سے اہلسنت نے اون مرویات کو چھوڑ دیا ہے اور ابطال مولف کے قریشی ہونیکے دعوی کا۔	۶۸	اعتراض مصنف کے قول مذکور پر ازواج مطہرات کو اہلبیت نبوی سے خارج کرنیکا اور تحفہ کی عبارت سے اثبات اس امر کا کہ ازواج مطہرات اصلی اہلبیت ہین اور اونکے غیر تبعًا داخل ہین اور اعتراض مصنف کے قول علی حملۃ العرش الذین لا یقترون من تسبیحک اھ پس۔	۷۴
بیان اس امر کا کہ نسب مین باپ کی طرف نسب معتبر ہے اور باپ کے نسب کے غیر کیطرف منسوب ہونیسے حدیث مین ممانعت وارد ہے پس مصنف کا باپ کی جہت سے ترکمانی ہونا منافی ہے اوسکے قریشی ہونے سے پھر قریشی ہونیکا دعوی کرنا مخالف ہے مضمون حدیث کے اور موجب ہے استحقاق وعید کا اور بیان بعض فضائل قریش کا اونہین کے ساتھ خاص ہین اور ابطال مصنف کے دعوی مجددیت کا۔	۷۰	اعتراض مصنف کے قول مذکور پر اور بیان اس امر کا کہ اہلسنت نے اصول عقائد مین بھی ائمہ اہلبیت کا مذہب نہین چھوڑا اور اسکے ثبوت مین تحفہ کی عبارت کو نقل کرنا اور شیعہ پر ائمہ اہلبیت کے عقائد مین مخالفت	۷۶
بیان مجدد ہونیکی شرطون کا اور نقل مصنف کے	۷۲	تتمہ بیان اعتراضات مذکور کا اور تحفہ کی عبارت بیان حدوث فرقہ شیعہ کا اور اظہار اس امر کا کہ اصلی شیعہ اہلسنت کے پیشوا ایک جماعت مہاجرین و انصار ہے کہ جنہون نے حضرت علیؓ کے زمان خلافت مین اونکا ساتھ دیا اور اونکا لقب شیعہ مخلصین ہے۔	۷۸
		آٹھوان اعتراض مصنف کے قول مذکور پر اور بیان اس امر کا کہ اہلسنت نے اصول عقائد مین بھی ائمہ اہلبیت کا مذہب نہین چھوڑا اور اسکے ثبوت مین تحفہ کی عبارت	۸۲

مضمون	صفحہ
کرنیکا الزام اور مصنف پر یہ الزام کہ شیعہ کے اعتراض کا جواب شافی جو اہلسنت کی طرف سے حتا پیش کیا اور اپنی طرف سے ایک واہی جواب دیا کہ جس سے مخالف کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔	
بیان اس امر کا کہ مصنف نے جو اعتراض شیعہ کا اہلسنت پر صدر کتاب میں نقل کیا ہے درحقیقت کسی شیعہ نے یہ اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ اونکے دو کید ون کو جو تحفہ مذکور میں مصنف نے جمع کرکے ایک فرضی اعتراض شیعہ کی طرف سے بنا لیا اور اوسکا جواب اپنے عقائد باطلہ و معلومات عاطلہ کے رواج دینے کو اپنی طرف سے پیش کیا	۸۴
لہٰذا اُن اعتراض مصنف کے قول مذکور پر دسوان اعتراض قول مذکور پر نقل مصنف کے قول فما علمت من علومہ عندہم مستدلا ویسمی سیرۃ علی اہ۔	
تتمہ قول مذکور مصنف کا تمام صفحہ میں جسکا حاصل فہرست اون کتب کی ہے کہ علوم حضرت علی کو اہلسنت نے جنمین جمع کیا ہے اور اونکی تعداد تخمیناً پچاس تک ہے۔	۸۶
تتمہ مصنف کے قول مذکور کا نصف صفحہ تک پھر اوسکا جواب چند اعتراضوں میں پھر اعتراض مع سند عبارت تحفہ کے دوسرا اعتراض اون کتابوں پر جنکی فہرست مصنف نے قول مذکور میں پیش کی ہے۔	۸۸
دوسرے اعتراض کی سند میں عبارت بستان المحدثین مولفہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی نقل اور ابطال مصنف کے اس قول کا جلہا مستند الیہا و معتمد علیہا علماءنا و عند جلہم اور نقل مصنف کے اس قول کی	۹۰

مضمون	صفحہ
وکذا عند جمع سواہم عن المولی علی والذریۃ العلیۃ الکرام	
مصنف کے قول مذکور پر جماعت کے اشخاص نہ بتانے کا مواخذہ پھر اوس جماعت اصلی حالت کا کشف اپنی طرف سے تحفہ کی عبارت نقل کرکے باین طور کہ وہ جماعت فرقہ باطلہ ہشامیہ ہے اور کچھ احوال فرقہ ہشامیہ کے امامون کا اور بیان اونکے عقائد باطلہ کا اور اونکے بعض عقائد باطلہ مین مصنف فقہ اکبر کے پیرو ہونیکا بیان۔	۹۲
بیان اولاد امام حسن مجتبی اور بعض اولاد امام حسین رضہ کا کہ جنکے علوم کو مصنف نے باتباع فرقہ ہشامیہ زندہ نہ کیا حالانکہ وہ علوم اہلبیت کے زندہ کرنیکا مدعی ہے۔	۹۴
تتمہ احوال اولاد امام حسن مجتبی کا اور اونکے بعض مناقب و علوم کا ذکر۔	۹۶
بیان ایک قصہ کا کہ جسمین موسی الجون و یحیی بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن حسن مثنی بن حسن مجتبی کے حلف لینے کا ذکر ہے ایک شخص زبیری سے خلیفہ رشید کے دربار مین اور اوس زبیری کا جھوٹی قسم کھانا پھر بیطرح سے حسب دعا یحیی مذکور کے تین دن مین ہلاک ہونا اور ذکر محمد نفس زکیہ کا کہ جنکا لقب مہدی ہے اور احجار زیت مین اون کی شہادت کا بیان۔	۹۸
احوال حضرت ابراہیم قتیل باخمری کا اور ذکر اون کی زور آوری کا ایک قصہ مین اور بیان اونکے علم و فضل و شہادت کا عمدۃ المطالب کی عبارت سے اور بیان ابلیس بن عبداللہ محض کا مثل و نحل سے اور ذکر اونکے بعض علوم کا نعواعق محرقہ سے۔	۱۰۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ذکر احوال حضرت زید شہید اور اونکے بعض مناقب و کرامات		کی آخر صفحہ تک۔	
کا اور بیان مذہب فرقہ رافضہ و فرقہ زیدیہ کا اور حضرت		مصنف فقہ اکبر پر اعتراض کہ قول مذکور مین علوم مولی علی	۱۱۰
زید شہید کی فضیلت دینے کا حضرت ابوبکر صدیق کو اونکے		و ذریہ علیہ کو انیس[19] کتابون مین جمع کرنیکا ذکر کیا حالانکہ ہنوز	
فیصلہ کلدک کے باب مین اور ذکر رد سے ائمہ اہلبیت		ایک کتاب بھی علوم اہلبیت مین پوری نہ کی اور یہ جو سمعی	
کے اقوال کا تفضیل شیخین کے باب مین۔		بفقہ اکبر چھاپی ہے صرف جزو کتاب ہے جیسا کہ اسکی عبارت	
ذکر بقیہ اقوال ائمہ اہلبیت کرام کا تفضیل شیخین کے	۱۰۴	آخر سے ثابت ہے اور اگر وہ انیس کتابین تصنیف ہو چکی ہوتین تو	
باب مین اور بیان شان نزول آیۂ ونزعنا ما فی صدورہم		ابتک کبھی کی شایع ہو جاتین بلکہ یہ محض دعوی ہی دعوی ہے لوگون	
من غل کا اور فرمانا حضرت علی رضہ کا کہ یہ آیت میرے اور شیخین		مین عزت و وقار و شہرت و اعتبار پیدا کرنیکی غرض سے پھر جو کچھ	
کے باب مین نازل ہوئی ہے اور جعفر کذاب حضرت علی بن الحسین		لکھا ہے وہ مشبہہ وغیرہ اہل بدعت کے عقائد ہین اور اون کو	
کا ایک جماعت شیعہ کو جو خلفاء ثلثہ پر اعتراض کر رہی تھی		اہلبیت کرام کے عقائد بیان کیا ہے اس فعل سے بھی مرنیکے	
آیات کے استدلال سے اور ذکر قول سیدنا علی کا حضرت عثمان کی		بعد مواخذہ ہونیکا اندیشہ ہے۔	
کی فضیلت مین عثمان من الذین اتقوا و آمنوا آہ۔ اور		مصنف فقہ اکبر پر دوسرا اعتراض کہ انیس[19] کتابونکی فہرست	۱۱۲
رد کرنا منکرون کو۔		بھی فرضی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ مولوی حیدر علی مرحوم	
ذکر قول حضرت علی رضہ کا حضرت عثمان رضہ کے باب مین کہ بخدا قسم	۱۰۶	کیطرف جو تفریط منسوب ہے اوس سے ظاہر ہے کہ کل بارہ	
امید ہے کہ مین اور عثمان آیۂ ونزعنا ما فی صدورہم من غل کے		کتابین ہین اور کتاب اصول العلم روایت و درایت دونون	
مصداق ہونگے اور ذکر محمد بن حنفیہ کے رد کرنے کا فرقہ شیعہ		مین مدون ہے اور اس قول مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ انیس[19]	
کو حضرت عثمان رضہ کی بدگوئی سے اور بیان اقوال ائمہ		کتابین ہین اور کتاب اصول العلم صرف روایت مین مدون ہے	
اہلبیت کا شیعون کو ملامت کرنے اور اونکو بدعتی سمجھنے		اور درایت مین ایک کتاب علیحدہ ہے اور اسیطرح اور اختلافات	
مین اور خلفاء ثلثہ کو دوست رکھنے مین۔		مین پس عدد کا اختلاف دلیل ہے اس بات کی کہ یہ فہرست	
بیان حضرت علی رضہ کے رونیکا شیخین کی یاد مین اور یہ فرمانا	۱۰۸	محض فرضی ہے کہ جسکی مسمی کوئی اصل نہین ہے اسیطرح	
کہ اونکا پیرو ہدایت و صراط مستقیم پر ہے اور حزب اللہ مین		اور اعتراض استخارہ کے باب مین ہے۔	
داخل ہے اور وہ دونون میرے محبوب اور ہدایت کے امام		مصنف پر کتابون کے طول طویل نام رکھنے کا اعتراض	۱۱۴
اور شیخین اسلام تھے صواعق محرقہ کی عبارت سے نقل		اور اوسکے قول والقصد صیانہم ابدا الروایۃ عن ہولاء	
مصنف کے قول فحتی الغیرۃ بحق الحق علی ان عدم		ائمۃ الولایۃ آہ کی نقل اور اس قول مین مصنف کے چھ	

مضمون	صفحہ
دعووں کا ذکر بطور تلخیص کے آخر کے صفحہ تک۔	
مصنف کے پہلے دعوی کا ابطال فقہ اکبر کی چار حدیثونمین تناقض وضعف کے اثبات سے اور اثنائے سند مین سید محجوب کا قصہ درج کرنیکی وجہ سے حالانکہ یہ قصہ شیعہ کی مرعومات سے ہے اور اہلسنت کے برخلاف ہے۔	۱۱۶
میزان الاعتدال کی عبارت سے ابو الصلت ہروی کے احد المتہمین ہونیکا اثبات اور جروح ثقات کے مقابلہ مین مصنف کے ابو الصلت ہروی کا تزکیہ کرنیکا ابطال اور مصنف پر الزام اس امر کا کہ اوسنے محمد بن اسلم طوسی پر سخت افترا کیا اور مصنف کے تیسرے دعوی کا بطلان اور بلاذری پر شیعہ ہونیکا الزام۔	۱۱۸
حدیث بلاذری کی موضوعیت کا بیان علامات وضع حدیث کے ذکر سے اور تاریخ الخلفاء کی عبارت سے اثبات اس امر کا کہ اجلۂ محدثین امام علی رضا کے زمانہ سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اونہون نے حدیث بلاذری کو ذکر نہ کیا اور صرف بلاذری نے روایت کیا۔	۱۲۰
تحقیق معنی ایمان کی شرح عقائد کی عبارت سے اور تتمۂ بیان علامات وضع حدیث کا اور مصنف کے قول والی ظاہر بذہ الاحادیث والاثار عن اہل البیت الاطہار کا ابطال اور مصنف کی احادیث مردیہ کے متن مین تناقض کا اثبات اور اوسکی جرح وتعدیل کی لغویت کا بیان۔	۱۲۴
مقدمہ فقہ اکبر کے اخیر قول قال وکذا فی موطا مالک وصحیح ابن خزیمہ اہ کی نقل آخر مقدمہ تک کہ جسمین مصنف نے	۱۲۴

مضمون	صفحہ
اپنی کتاب فقہ اکبر کی احادیث کا مادہ وماخذ بتایا ہے اور اوسکے جواب کی تمہید بانیطور کہ یہ کتاب عقائد مین ہے پس اثبات عقائد مین اخبار متواترہ لانا تھا نہ کہ اخبار احاد اور وہ بھی ضعاف وشاذہ جنکے راویون پر ائمہ حدیث کی جروح مفسرہ مبہم موجود ہین۔	
بیان اس امر کا کہ مولف فقہ اکبر کی قابلیت اور اوسکا مبلغ علم سبکو بخوبی معلوم ہے اور اسپر دعوی مجدد ہونیکا محض اپنی رائے پر عجب واعتماد کرنا ہے اسیوجہ سے بہتے اوسکے غلط کا کہولنا مسلمانونکی حفاظت کیلئے ضروری سمجھا اور عجب وغیرہ صفات ذمیمہ کا بیان زواجر مولفہ امام ابن حجر مکی کی عبارت سے کہ جنمین اکثر علماء مبتلا ہوجاتے ہین حالانکہ اون صفات سے بچنا واجبات سے ہے۔	۱۲۶
بیان اس امر کا کہ علم کی شان سے یہ امر ہے کہ آدمی کے دلمین خوف خدا اور تواضع پیدا ہو کیونکہ عالم پر اپنے نفس کی دنائت اور پروردگار کی عظمت کھلجاتی ہے اور جبکہ باوجود علم کے عجب وتکبر وغیرہ کرے تو یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اوسکا علم طلب دنیا وجب جاہ کیلئے ہے نہ طلب آخرت کیلئے اور نیز اوسکی نیت بھی درست نہین ہے اور اظہار اس امر کا کہ مولف نے اس کتاب مین ہر فن کے اکابر سے مقابلہ کیا ہے اور اپنے کو اونکے ہم پلہ بلکہ اون سے برتر سمجھا ہے اور اکابر علماء سے اوسکی مخالفت کرنیکا بیان۔	۱۲۸
مولف کے اس قول مذکور مین امام سیوطی کی خلاف کرنیکا بیان اور جواب اوسکے قول کا بانیطور کہ اخبار احاد سے استدلال کرنا عقائد دینیہ کے اثبات پر سنی وشیعہ دونون کے برخلاف ہے اور بیان اقسام حدیث اور اونکے احکام کا عبارات کتب معتبرہ سنی وشیعہ سے ذکر مصنف کی افترا	۱۳۰

مضمون	صفحہ
پردازی کا امام سیوطی کے باب مین اور اثبات اونکی براءت کا افزاندکورسے۔	
عبارت تحفہ کی نقل اس امر کے ثبوت مین کہ امام سیوطی وغیرہ متاخرین محدثین نے جوکتابین ہر قسم کی احادیث مین تصنیف کی ہین اون سے مقصود صرف اسقدر ہے کہ ہر باب کی حدیثین جمع کردی جائین تاکہ محققین اونکی جانچ کرکے صحیح کو قبول کرلین اور غیر صحیح کو رد کردین اور جبتک خود اون کتابون کے مصنفین نے کسی حدیث کو صحیح نکہا ہو اہلسنت کے نزدیک قابل استدلال نہوگی جبتک کہ اور طرق سے اوسکی صحت ثابت نہوجائے پس متاخرین نے اون کتب کی حدیثون کو جانچکر موضوعات کو علیحدہ کردیا اور مابقی کا مرتبہ بتادیا اور متواتر حدیثون کو علیحدہ جمع کیا پھر مصنف کا امام سیوطی پر مواخذہ کرنا کہ اوسنے تہذیب الآثار ابن جریر کو کتب صحیح مین شمار نہ کیا حالانکہ یہ کتاب صحاح مین داخل ہے اور اس مواخذہ کا جواب باصواب۔	۱۳۲
کتب حدیث کے درجات وطبقات کا بیان اور مسند وجامع ومعجم وجزء وسنن ومستخرج وغیرہ اقسام کا ذکر اور صحاح ستہ کے تفاوت اور صحیحین کے اعلیٰ طبقہ مین ہونیکا بیان اور چوتھے طبقہ کی کتابون کا ذکر۔	۱۳۴
چوتھے طبقہ کی حدیثون کا اثبات عقیدہ یا اثبات عمل کیلئے صالح نہونا اور اہل بدعت وغیرہ انہین حدیثون کو ادنی غرض کیلئے حجۃ بنانا اور تفصیل چوتھے طبقہ کی کتب احادیث کی اور تیسرے طبقہ	۱۳۶

مضمون	صفحہ
کی کتابون کا حکم اور اظہار اس امر کا کہ ہندوستان مین علم حدیث کی بنیاد شیخ ولی اللہ دہلوی اور انکی اولاد سے قایم ہوئی ہے اور یہ امر کسی پر مخفی نہین ہے اور تعریف مجدد کی۔	
معذرت اس امر کی کہ امور مذکورہ کا طول طویل بیان مصنف کا احوال کہولنے کی غرض سے ہوا ہے بانیطور کہ اگر مصنف مجدد ہوتا اور تجدید کی شرائط اوسمین جمع ہوتین تو ہرگز جمہور اہلسنت کے اقوال سے برخلاف ہوتا اور اقوال اہل بدعت کو حجت نہناتا اور اظہار مصنف کے بغض رکھنے کا حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم اور اونکے فرزند عزیز مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے اور اسکا اثبات مصنف کی بعض تحریر سے۔	۱۳۸
بیان مصنف کے مذہبکا کہ روایت ابوالصلت ہروی کو اصل قرار دیا اور روایت محمد بن اسلم کو تابع بنایا حالانکہ اس سے ترجیح مرجوح لازم آتی ہے اور دوسرا اعتراض مصنف پر کہ حدیث بلاذری کی روایت پر مسلسل بالائمہ ہونے کا فخر کیا حالانکہ وہ خود تقی کی جہت سے منقطع ہے اور یہ بھی دعوی کیا کہ اس حدیث کی روایت کا فخر اہلسنت ہی کو حاصل ہے حالانکہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اس افتخار کا مصداق نہین ہے۔	۱۴۰

فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب مستطاب احسن الذريعه
للسد عن الاقوال الشنيعه من مولفات
تلميذ محقق المسائل الفقهيه بالايات
الصريحه والاحاديث الصحيحه
المدقق الفريد مولنا الحاج
المولوي ابي وجا محمد
زمان خان الشهيد
محمد شاه قيصر
القادري
كان الله
له

في مطبع برصايه واقع بلده اباد كنه صاعن الشر والفتن

صرف ٹائیٹل پیج مطبع ہذا میں طبع ہوا ہے۔

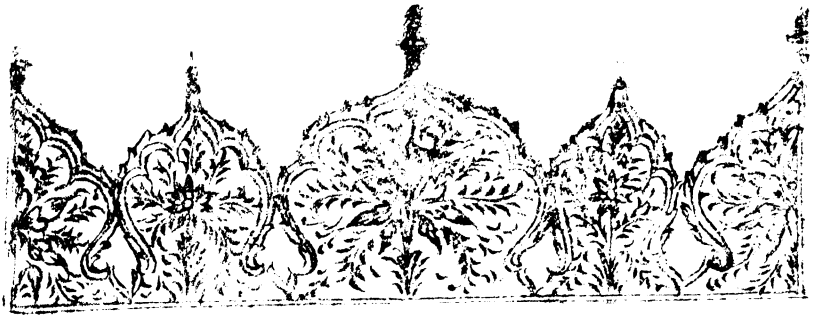

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي المعارج جاعل دين الاسلام اوضح ازمه واصدق النتائج
والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد الراقي الى اعلى المنازل وارفع المدارج وعلى
اله واصحابه الذين هم السابقون في المدلجات المصدقون في الخوارج ولعل فيما
ايما الخلان وجهابذة الاخوان من امة سيد الانس والجان اعلموا كثركم الله تعالى
ووفقكم بالاكتساب لما يرضوه الرحمن والاجتناب عما هو بحس النفس وخطوات
الشيطان انه قد وقع من سوانح هذا الزمان زمان الاثم والطغيان ان بعض العلماء قد كبوا
على افشاء الزور واعلان البرطلة وانشاعة الاكاذيب والاقاويل البطلان واخفاء انوار
الحق وكتمان العرفان واظهار رفضائلهم وكمالاتهم بافواههم بين
ابناء الزمان فانتحلوا بالاشراف وانتسبوا بالاسلاف ووزنوا انفسهم
مع في الميزان مع انهم ليسوا منهم بالايقان فمنهم المسمى بالشيخ

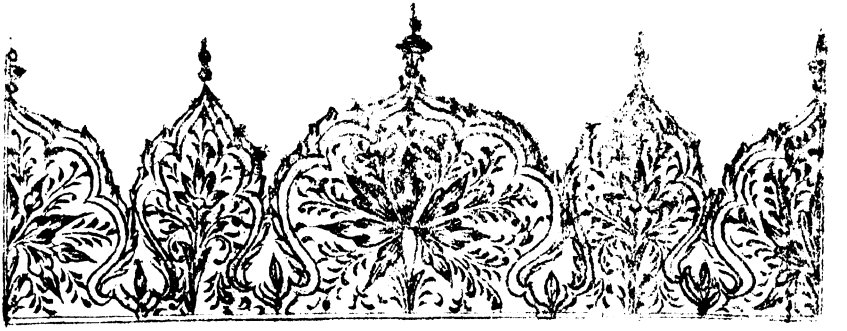

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین ثابت ہین خدائے تعالےٰ کو کہ مرتبون والا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان مین زیادہ روشن
اور صادق تر نتیجون کا بنانے والا اور درود وسلام رسولون کے سردار محمد پر کہ بلند تر منزلون
اور سب سے اونچے درجون پر پہنچنے والا ہے اور اوسکے آل واصحاب پر کہ سبقت کرنے والے
من داخل ہونیکے مقامون مین اور راست باز رہین نکلنے کے موقع مین اور حمد وصلوٰت کے
بعد پس اے دوستو اور دینی بھائیون کے سردار و جانو تم پر باد سے تم کو خدا تعالےٰ
اور توفیق دے تم کو ان امور کے حاصل کرنے کے جن سے رحمن راضی ہوتا ہے
اور نفسانی خواہشون اور شیطان کے قدمون پر چلنے سے بچنے کی تحقیق واقع ہوا ہے
منجملہ واقعات اس زمانہ کے کہ شر وطغیانی کا زمانہ ہے یہہ کہ بعض جاہل جھک پڑے ہین زور
وبہتان کے ظاہر کرنے اور جھوٹی باتون اور باطل قولون کے شایع کرنے پر
اور حق کی روشنیون کے بجھانے اور معرفت کے چھپانے پر اور اپنے فضایل
اور کمالات اپنے موئیدہ سے ابنائے زمان مین بیان کرنے پر پس ان علما نے
شریف خاندانون مین اپنے کو داخل کردیا ہے اور سلف صالحین کے
طرف منسوب ہوگئے ہین اور اپنے کو اون اکابرون کے ساتھہ ایک ترازو مین
تولتا ہے حالانکہ یہہ لوگ اون مین سے نہین ہین۔ پس انہین علما مین سے [illegible]

الفقهه الاكبر فى هذه الاوان وطبعه واشاعه فى البلدان وادعى فيه بانه عالم
قريش وسع طباق الارض علما ومحى لعلومه اهل البيت حتما ومجدد الهذه الامة
دينها على راس المائة الثالث عشر بالحجة والبرهان وسيعلم ما سنحققه بالتحقيق والبيان انه
ليس كذلك بل افترى على نفسه كذبا واحترى فى الدين عمدا وتسببا وما اختاره من مذهب الاربعين
المتقنين بل سلك مسلك الطاعنين وضع صنيع المتعسفين الذين لهم تعصب وتعنت
باعظم الفقهاء والمحدثين وان تبرء منه واعترف بانه من المخلصين وتشبث باقوال غير
مرضية صدرت ممن لا يعباء بهم ولا يعتمد عليهم فى امور الدين ووثق بما جمعوا ونقلوا فى
كتبهم وان كانوا فيه من الكذبين واعترفوا بكذبهم وانهم من المفترين حسبة لله
واعانة للدين وما علموا بان الله متم نوره فى كل وقت وحين على رغم انف الملحدين
واختار لنفسه الشهرة بين الناس فى الفضائل وكمالات الدين مع انها ليست فيه
باليقين والذى قاده الى هذا الصنيع الفظيع انه راى الائمة الاربعة والمشاهير من
الامة تنسب اليهم الفضائل وتنزل عليهم الاحاديث والاثار الواردة فى تلك
الشمائل فاستحسن لنفسه الاشتراك فى تلك الاوصاف ونسب بنفسه لنفسه اياها بالاعلاء
والاعتساف وما درى انهم رحمهم الله تعالى ما اختاروها بانفسهم بل العلماء المحققون بعد
انقضاء زمانهم وانتشار علومهم فى طباق الارض وتلقى الامة اقوالهم ومجتهداتهم بالقبول

کتاب فقہ اکبر عن اہل بیت اطہر کو اس زمانہ مین تصنیف کیا ہے اور اوس کو طبع کرا کر شہرون مین پھیلا دیا ہے اور اوسمین اس کتاب مین دعوے کیا ہے کہ مین ایسا قریشی عالم ہون کہ روئے زمین مین اوس کا علم پھیل گیا ہے اور علوم اہل بیت کا زندہ کرنے والا ہون قطعی طور پر اور اس امت کے دین کا مجدد ہون نیز ہون صدی کے سر پر حجت اور برہان کے ساتھ اور ہمارے تحقیق اور بیان شافی سے قریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص ایسا نہین ہے بلکہ اسنے اپنے نفس پر جھوٹ بولا ہے اور علم و نسب کے اعتبار سے دین مین جرأت کر بیٹھا ہے اور اس نے اس کتاب مین کاملین محققین کا مذہب نہین اختیار کیا بلکہ طعنہ زنون کی چال چلا ہے اور اُن بے انصافون کا کام کیا ہے جنکو اعظم فقہا و محدثین کے ساتھ تعصب اور بیر تھا گو اُس نے اپنے کو اس فعل سے بری ظاہر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین اون کے مخلصون مین سے ہون اور اون ناپسندیدہ اقوال کو پکڑے جو محض غیر معتبر اور امور دین مین بے اعتبار لوگون سے صادر ہوئے ہین اور جو کچھ انہون نے جمع کیا اور اپنی کتابون مین نقل کیا اوس کو دستاویز بنا لیا اگرچہ اُنہون نے جھوٹ کہا ہو اور اپنے جھوٹ بولنے کا اقرار بھی کیا ہو اور بیان کر دیا کہ جسنے یہ اقرار طلب ثواب اور دین کی مدد کیواسطے کیا ہے اور انہون نے یہ نہجانا کہ خدائے تعالی اپنا نور تمام کرنیوالا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ مین اور اس لئے اپنے نفس کے لئے فضائل و کمالات مین شہرت کو پسند کیا ہے حالانکہ یقیناً وہ کمالات اس مین نہین ہین اور وہ امر کہ جس نے اس کو اور سنرگ کام کی طرف کھینچا ہے یہ ہے کہ اس نے چارون اماموں اور امت محمدیہ کے مشہور علماء کو دیکھا کہ اون کے طرف فضائل منسوب کئے جاتے ہین اور جو حدیثین و آثار اون فضائل مین وارد ہوئے ہین اون پر بیان کئے جاتے ہین پس اپنے نفس کے واسطے اون اوصاف مین شریک ہونا پسند کیا اور خود ہی اون اوصاف کو دعوے اور زبردستی سے اپنی نفس کیطرف منسوب کر لیا اور یہ نہجانا کہ اون بزرگون نے بعد اوپر رحم کرے اون فضائل کو خود اپنی طرف نسبت نہین کیا ہے بلکہ محقق عالمون نے اون کا زمانہ گزرنے اور روئے زمین مین اون کے علوم پھیلنے اور اون کے اقوال و اجتہادات کو امت مرحومہ کے قبول کر لینے کے بعد اون فضائل کو

نسبوها اليهم وجعلوهم مصدا قها بالظن والتخمين كما قال الامام السيوطي في تمام
الدرايه وقد ورد في الحديث التبشرة بالشافعي ومالك فروى الطبالسي في مسنده
والبيهقي في المعرفة حديث لا تسبوا قريشا فان عالمها يملاء الارض علما قال الامام احمد
وغيره وهذا العالم هو الشافعي لانه لم يتشبع في طباق الارض من علم عالم قريشي من
الصحابة وغيرهم ما انتشر من علم الشافعي وروى الحاكم في المستدرك وغيره حديث
يضربون اكباد الابل فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة قال سفيان هذا العالم
مالك بن انس انتهى وايضا قال في تبييض الصحيفة في مناقب ابي حنيفة وقد بشر
النبي صلى الله عليه وسلم بالامام ابي حنيفة في الحديث الذي اخرجه ابو نعيم في
الحلية عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان
العلم معلقا بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس واخرج الشيرازي في الالقاب عن قيس بن
سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم
من ابناء فارس وحديث ابي هريرة في صحيح البخاري ومسلم بلفظ لو كان الايمان عند
الثريا لتناوله رجال من فارس وفي لفظ مسلم لو كان الايمان عند الثريا لذهب به
رجل من ابناء فارس حتى يتناوله وفي معجم الطبراني الكبير بلفظ لو كان الايمان
معلقا بالثريا لتناوله العرب لتناله رجال من فارس وفي الطبراني ايضا عن ابن مسعود

اون اکابر کی طرف منسوب کیا ہے اور اپنے گمان اور تخمین سے اون کو اون احادیث کا مصداق ٹھہرایا ہے
چنانچہ امام سیوطیؒ نے تمام الدرایت مین بیان کیا ہے کہ تحقیق حدیث مین امام شافعیؒ و امام مالک
کی بشارت وارد ہوئی ہے پس الیاسی نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین حدیث
روایت کی ہے کہ تم قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اون مین کا عالم روئے زمین کو علم سے
بھر دے گا امام احمدؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ عالم امام شافعی ہین اس لئے کہ روئے زمین مین
کسی قریشی عالم کا علم خواہ وہ عالم صحابی ہو یا غیر صحابی اس قدر نہین پھیلا ہے کہ جتنا امام شافعیؒ کا
علم پھیلا ہے اور حاکم نے مستدرک مین اور اوس کے غیر نے حدیث بیان کی ہے کہ
لوگ اونٹون کو مسافت دور زمین پیٹ پیٹ کر چلا وینگے پھر بھی کوئی عالم مدینہ کے عالم سے
زیادہ نہ پاوینگے سفیان ثوریؒ نے کہا ہے کہ وہ عالم مدینہ امام مالکؒ بن انسؓ ہین تمام
ہوا قول امام سیوطیؒ کا اور نیز امام سیوطیؒ نے تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا ہے
اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہؒ کوفی کی بشارت دی ہے اوس حدیث مین
جس کو ابو نعیم نے حلیہ مین نقل کیا ہے ابو ہریرہؓ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر علم ثریا (چند ستارون کا گچھا) مین معلق ہوتا فارس کے چند مردون کو
حاصل کر لیتے اور شیرازی نے القاب مین نقل کیا ہے قیسؓ بن سعدؓ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا مین معلق ہوتا البتہ فارس کے لوگون کی ایک جماعت
اوس کو حاصل کر لیتی۔ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث صحیحین مین اس طور پر ہے اگر ایمان ثریا کے قریب ہوتا البتہ
لے لیتے اوس کو چند لوگ فارس کے اور مسلم مین اس طور پر بھی ہے۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا البتہ اوس کو
فارسیون کا ایک مرد لیجاتا یہان تک کہ اوس کو حاصل کر لیتا اور معجم طبرانی کبیر مین یون ہے اگر ایمان ثریا مین
معلق ہوتا نہ حاصل کرتے اوس کو عرب البتہ اوس کو فارس کے چند لوگ حاصل کر لیتے اور طبرانی مین بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عوف

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء
فارس فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة انتهى ذكره الطحاوي في
شرح الدر المختار فهذه الاحاديث تدل على ان المجمع باعتبار الاتباع والافراد باعتبار
الاصل وهو ابو حنيفة فاتيان رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الطريق اشارة
الى ان اتباع ذلك الرجل كانوا مثله فائقين على غيرهم بفضل الاصابة بحسب قواعده
واصوله فلذا قال الامام الشافعي من اراد الفقه فليلزم اصحاب ابي حنيفة فان المعاني
قد تيسرت لهم وقال العلامة بن حجر المكي في الخيرات الحسان في ترجمة النعمان ومما يصلح
الاستدلال به على عظم شان ابي حنيفة ما روي عنه عليه الصلوة والسلام انه قال
ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الكردري ان هذا
الحديث محمول على ابي حنيفة لانه مات تلك السنة انتهى فشتان بين هذا المدعي وبين
هؤلاء الكرام كما قيل في الفارسية ع چه نسبت خاكرا با عالم پاك ، وقد رايت في
كتابه هذا عدة اسقام رواية ودراية يجب على اهل السنة والجماعة ازالتها و
باراة العقل والنقل اذا حتمها الان اعناق الحق وابطال الباطل سنة سنية للسالفين
والخالفين من العلماء والمجتهدين وهذا اصنعوا الخ عمل تعمان ونصر والحق و
صالوا الدين المتين من نفوث همزات الشياطين فيجمان من حفظ دينه وعصم

اگر دین ثریا مین لٹکا ہوتا البتہ اوس کو فارسیون کے چند لوگ حاصل کر لیتے پس یہ ایک دلیل صحیح قابل
اعتماد ہے بشارت و فضیلت کے باب مین ذکر کیا اس کو طحطاوی نے در مختار کی شرح مین
پس یہ چند حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ جمع کا صیغہ اتباع و افراد کے اعتبار سے ہے اور مفرد کا
اصل کے اعتبار سے اور وہ اصل امام ابو حنیفہ ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا
اس طور پر اشارہ ہے اس طرف کہ پیرو اوس مرد کے اوس کے مثل ہون گے کہ اپنے غیر سے
فایق ہون گے صواب کو پانے کی فضیلت مین اوس مرد کے قواعد و اصول کی پابندی سے پس
اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے پس اوس کو ابو حنیفہؒ کے
اصحاب کی اتباع لازم ہے اس لئے کہ تحقیق معانی اون پر آسان ہو گئے ہین اور علامہ ابن حجر
مکیؒ نے خیرات حسان فی ترجمۃ النعمان مین بیان کیا ہے کہ اون دلائل مین سے کہ جن کے ساتھ
امام ابو حنیفہؒ کی عظمت شان پر استدلال ہو سکتا ہے وہ حدیث ہے کہ جو روایت کی گئی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا ہے۔ دنیا کی آرایش اوٹھ جائے گی سن اکیسو پچاس
مین۔ اور یہین سے شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ تحقیق یہہ حدیث امام ابی حنیفہ پر
محمول ہے اس لئے کہ انہون نے اسی سال مین وفات پائی ہے تمام ہوا کلام ابن حجر مکی کا
پس بڑا فرق ہے اس مدعی اور ان اکابرین جیسا کہ فارسی زبان مین کہا گیا ہے

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ اور تحقیق رمز اس کی اس کتاب مین روایت و درایت کے
لحاظ سے چند ایسی خوبیان دیکھی ہین کہ اہل سنت پر اون کا دور کرنا اور عقلی و نقلی دلیلون سے
اون کا رد کرنا واجب ہے اس لئے کہ حق کو ثابت کرنا اور باطل کو جہلا نا سلف و خلف کے علما و مجتہدین
کا عمدہ طریقہ ہے اور ہر زمانہ مین انہون نے ایسا ہی کیا ہے اور انہون نے حق کی مدد کی ہے اور دین متین کو بچایا
ہے شیاطین کے اتباع کی بیہودہ خیال سے پس پاک ہے وہ کہ جس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور نگہبانی کی

منبيه ونصرحوبه وخزل عدوه ووفق المومنين لضرب اعناق الحاسدين ورد اقوال الحاسدين المدين واني
وان اعلم باني لست من ارباب التدوين والتاليف وليس الفراغ لي من نفسي لغيري للحمية
الحق القراح وحماية الصدق الصراح ومطالبة بعض الخلان والاجلة من الاخوان دعاني الى هذا
التاليف فالان اشرع في رد اقاويله التي وقعت في كتابه بحيث انقل اولا من عبارة جملة صنفه بها
بعنوان قال واورد جوابه بعد نقله قولا ثم لا بعنوان قوله وربما اقدح به عليه بعنوان اقول والمامول
من اهل الانصاف ان ينظروا في هذا الكتاب بعين الانصاف لا بالعناد والاعتساف

مقدمة الكتاب

وليعلم اولا ان المصنف في كتابه هذا قد خلط الحق والباطل وفتح باب الطعن والبهتان
على اهل الفضائل ونسب الاكاذيب اليهم ترويجا لمذهبه الفاسد وتقويما لمتاعه الكاسد في
مواضع فمنها ما قال في صفحة (٣) قال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة في الفقه الاكبر اختار الفقهاء
الاربعة وكف لسانه عن لفظ الائمة الاربعة لما يخبره من سوء الاعتقاد فيهم واختصار الامامة
في الاثني عشر تقليدا للشيعة واظهر به ان الامام جمع بنفسه الفقه الاكبر الذي نقل عنه
هذا القول كما يفهم من لفظه قال وهذا غلط منه وبهتان على الامام الاعظم تعمدا وقع في هذه
الورطة بتقليد امامه ابن تيمية فانه نقل في فتاواه اقوال الاعمر الفقه الاكبر المتداول وفيها اليه برده
العلامة الحلبي كما نقله المفتي محمد سعيد في التنبيه وقال فيه في صفحة (٣٣) قلت لهذه الرواية
لم ينقلها العلامة الحلبي عنه ولا تكلم فيها بشيء والمراد بالفقه الاكبر هذا هو غير المتداول
نحو جزء برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي عن الامام ابي حنيفة وما نقل ابن تيمية عن
اوله بقوله سئلت ابا حنيفة الخ هو عبارة غير المتداول واما المتداول المنسوب الى امام الذي

اپنے نبی کی اور اپنے گروہ کی مدد فرمائی اور اپنے دشمن کو رسوا کیا اور مومنوں کو منکروں کی گردن مارنے اور دین کے حاسدوں کے اقوال کو رد کرنے کی توفیق دی اور میں اگرچہ جانتا ہوں کہ میں تصنیف و تالیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ مجھکو اپنے نفس کے محاسب سے غیر کی طرف متوجہ ہونیکی فراغت ہے لیکن حق صرف کی سچی اور خالص سچائی کی حمایت سے اور بعضے دوستوں اور جلیل القدر دینی بھائیوں کے تقاضا نے مجھکو اس تالیف کی طرف بلا لیا پس اب میں مصنف کے اقوال کا رد شروع کرتا ہوں جو اس کتاب میں واقع ہوئے ہیں اسطرح پر کہ پہلے اوسکی عبارت نقل کرونگا اوسکی شرح میں قال لکھکر پھر اوسکا جواب لکھونگا اوسکو بڑی کلام سے ایک یا کئی قول کے عنوان کر تھے لیکر اور جو کچھ قدح کرونگا اقول کے عنوان سے لکھونگا اور مصنف لوگوں سے امید ہے کہ اس کتاب میں انصاف کی آنکھ سے نظر کریں نہ عناد اور بے انصافی سے ۱۲

مُقدّمہ کتاب کا

پہلے جاننا چاہیے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں حق اور باطل کو مخلوط کر دیا اور دین کے اکابر پر طعن و بہتان کا دروازہ کھول دیا اور اونکی طرف جھوٹے اقوال کو منسوب کیا اپنے خراب مذہب کے رواج دینے اور کھوٹی پونجی کی بناوٹ کے واسطے چند مقامات میں پس منجملہ اون مقامات کے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۰۴ میں کہا ہے کہ فقہائے اربعہ کے بزرگ ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں آہ فقہائے اربعہ کو اختیار کیا اور ایمہ اربعہ کہنے سے زبان کو روکا اسوجہ سے کہ اس کے دل میں ان چاروں سے سوا اعتقاد ہے اور نزدیک اسکے امت بارہ ہی میں منحصر ہے یا اتباع شیعہ اور ظاہر کیا اس قول میں یہ کہ فقہ اکبر کو امام ابو حنیفہ نے خود جمع کیا ہے جس میں مصنف نے امام کا قول نقل کیا ہے کہ لفظ قال سے سمجھا جاتا ہے اور مصنف کی غلطی ہے اور امام پر دانستہ بہتان جسے مصنف اس پر ہے میں اپنے امام ابن تیمیہ کی پیروی سے گرا ہے اسوجہ سے کہ ابن تیمیہ نے اپنی فتاوی حمویہ میں چند اقوال اوس فقہ اکبر سے نقل کئے ہیں جو رواج پا گئی ہے اور اون اقوال کو امام اعظم کی طرف منسوب کیا اور علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے اس قول کا رد لکھا ہے چنانچہ متقی محمد سعید صاحب نے تنبیہ میں اوس کو نقل کیا ہے اور تنبیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں کہا ہے کہ (میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو علامہ حلبی نے اوس سے نقل نہیں کیا اور نہ اوسمیں کچھ کلام کیا اور مراد اس فقہ اکبر سے وہ ہے کہ جو غیر مشہور ہے بقدر ایک جزء کے بروایت ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی امام اعظم صاحب سے اور جو عبارت ابن تیمیہ نے اوس کی شروع سے نقل کی ہے اپنے قول سالت ابا حنیفہ کے ساتھ وہ عبارت فقہ اکبر غیر مشہور کی ہے اور لیکن مشہور فقہ اکبر جو امام صاحب کی طرف منسوب ہے اور جس کی

وشرحه علی بن محمد القاری من متاخری الحنفیة فهو لا لابی حنیفة نعمان بن الثابت الکوفی بل لابی حنیفة
محمد بن یوسف البخاری کما حققه العلامة بن حجر فی فتاواه ونقله العلامة الطحطاوی فی
حاشیة الدر عنه انتهی وقال ایضا بعید هذا ثم هذه العبارة ما وجدتها فی نسخة قدیمة عندنا
من الفقه الاکبر للامام ابی حنیفة بروایة صاحبه ابی مطیع رواه ابو المعین میمون بن محمد بن محمد
بن معتمد المکحولی النسفی عن الامام ابی عبد الله الحسین بن ابی الحسن الکاشغری الملقب بالفضل
عن ابی مالک نصران بن نصر بن الختلی عن ابی الحسن علی بن الحسن بن محمد الغزالی عن ابی الحسین
علی بن احمد الفارسی عن نصیر بن یحیی الفقیه قال سمعت ابا مطیع الحکم بن عبد الله البلخی قال
سئلت ابا حنیفة النعمان بن ثابت عن الفقه الاکبر فذکره وهی قد کتبت سنة
تسع وخمسین وستمائة نعم قد رایتها فی نسخة جدیدة ذکر فی اولها حدثنا الشیخ ابو الفضل عبد المومن
الخ انتهی فالعجب من المصنف انه یعلم ان هذه الروایة الفاسدة لیست فی نسخة الغیر المتداولة
للفقه الاکبر الذی هو موجود عنده کما علمته ومع ذلک ینقل هذه الروایة من المتداول وینسبها
الی الامام ان هذا الا اختلاق وغیر المتداول ایضا لیس من تالیف الامام بل کتب سنة
تسع وخمسین وستمائة بروایة تلمیذ الامام ابی مطیع البلخی فخرج جزء کما مر فکیف یصح
قوله قال اعظم الفقهاء للاربعة فی الفقه الاکبر ان هذا الا التعمد بالوضع واتباع الکرامیة
والطائفة المبتدعة کما قال السید السند فی اصول الحدیث الملصقة فی اول السنن الترمذی
وقد ذهب الکرامیة والطائفة المبتدعة الی جواز وضع الحدیث کما سیجیء فی الترغیب والترهیب ومنه ما
عن ابی عصمة نوح بن ابی مریم انتهی فظهر من هذا ان المصنف یتعمد بالاکاذیب
والاباطیل اشاعة للباطل واتباعا لهوی النفس العاطل نعوذ بالله سبحانه منه ومنها کما قال
فی صفحة (۱۳۲) قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متکلمی صغار التبع المتبعة الخ

ملا علی قاری نے لکھی ہے جو پہلے حنفیہ سے ہیں وہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی نہیں ہے بلکہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی ہے جیسا کہ علامہ بن حجر نے اپنے فتاوے میں اس کی تحقیق کی ہے اور علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں اس کو نقل کیا ہے تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا اور اس کلام کے کچھ بعد نیز مفتی صاحب نے کہا ہے (پھر اس عبارت کو میں نہیں پایا فقہ اکبر امام اعظم کے قدیم نسخہ میں جو میرے پاس موجود ہے بروایت ابو مطیع تلمیذ امام روایت کیا اس کو ابو المعین میمون بن محمد بن محمد بن محمد مکحولی نسفی نے امام عبداللہ حسین بن ابی الحسین کاشغری سے جو ملقب ہیں ساتھ فضل کے انہوں نے روایت کیا ابی مالک نصران بن نصر بن ختلی سے اور انہوں نے ابو الحسن علی بن حسن محمد غزالی سے انہوں نے ابو الحسین علی بن احمد فارسی سے انہوں نے نصیر بن یحیی فقیہ سے کہا اونہوں نے سنا میں نے ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی سے کہا انہوں نے میں نے پوچھا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے فقہ اکبر کو کہا پس ذکر کیا امام نے اوس کو اور وہ لکھی گئی ہے ۵۹ھ میں کہا ہاں اس عبارت کو میں نے دیکھا ہے جدید نسخہ میں کہ جس کے شروع میں ہے حدیث بیان کی ہم سے شیخ ابو الفضل عبدالمومن نے آخر تک تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا تنبیہ میں) پس تعجب ہے مصنف سے اس پر کہ وہ جانتا ہے کہ یہ عبارت فاسد فقہ اکبر غیر مشہور میں نہیں ہے جو اوسکے موجود ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہے اور باوجود اس کے اس روایت کو مشہور فقہ اکبر سے نقل کر کے امام اعظم کے طرف منسوب کیا ہے یہ فعل محض بناوٹ ہے اور فقہ اکبر غیر مشہور یہی امام اعظم کی تصنیف نہیں ہے بلکہ ۵۹ھ میں لکھی گئی ہے بروایت تلمیذ امام ابو مطیع بلخی ایک جزر کے مقدار میں جیسا کہ گذرا پھر مصنف کا یہ قول کہ وامام اعظم فقہا اربعہ سے فقہ اکبر میں) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے یہ تو دانستہ جھوٹ جوڑنا ہے اور کرامیہ وگروہ اہل بدعت کی پیروی کرنا ہے جیسا کہ سید سند نے کہا ہے اصول حدیث میں جو ترمذی کی شروع میں لگا ہوا ہے (اور کرامیہ اور ایکجماعت اہل بدعت کی گئی ہے طرف جواز وضع حدیث کے ترغیب اور ترہیب کے باب میں اور اسی قبیل کے ہے جو کہ روایت کیا ہے اوسکو ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے تمام ہوا کلام سید سند کا پس اس نقل سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف دانستہ جھوٹی روایتیں اور اصل باتیں نقل کرتا ہے اپنے باطل مذہب کو پھیلانے اور اپنے ناکارہ نفس کی پیروی کیلئے ہم پناہ مانگتے ہیں ساتھ خدا کے اس فعل سے اور انہیں مواقع میں سے ہے جو کہا ہے صفحہ (۱۳۲) میں کہا اعظم فقہاء اربعہ ائمہ مجتہدین تابعین

فتحمل له لفظ اعظم الفقها وكف لسانه من لفظ الامام وجعله فيه من صغار التبع مع انه من التابعين فكيف يصح جعله من صغار تبعهم معاذ الله من هذا الكذب وغض البصر من فضل الامام قال السيد السند في اصول الحديث ووجيهه الدين في شرح الشرح والشيخ محمد في خاتمة مجمع التحاقيل لابي عصمة نوح بن ابي مريم من ابن ابي شيبة عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القرآن سورة سورة فقال رغبت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقه ابي حنيفة ومغازي بن اسحاق فوضعتها حسبة انتهى وابو عصمة نوح من كبار تبع التابعين ومن معاصري الامام مالك كما قال برجمة في التقريب نوح بن ابي مريم ابو عصمة المروزي القرشي مشهور بكنيته ويعرف بالجامع لجمعه العلوم لكن كذبوه في الحديث من السابعة مات سنة ثلث وسبعين ومائة ومالك بن انس الامام في الفقه امام دار الهجرة من السابعة مات سنة تسع وسبعين ومائة انتهى وقال ايضا في مقدمة السابعة كبار اتباع التابعين كمالك وقال الامام محمد في شرح موطا قوله اخبرنا مالك بن انس مشهور انه من تبع التابعين وقيل ادرك بعض الصحابة كابي الطفيل وقيل انه روى عن عائشة بنت ابي وقاص فعلى هذا يكون تابعيا كابي حنيفة الا انه تابعي بلا خلاف كما بينته في مسند الامام شرح الامام والثوري انتهى فذلك القول من نوح تصريح بان الناس اهل القرن الثاني والثالث والرابع كانوا مشتغلين بفقه الامام ابي حنيفة وانه كان مقبول الناس في زمانه في باب الدين وانه من التابعين لا من صغار تبعهم لما زعمه المصنف لانه لو كان من صغار التبع كيف يشتغل كبارهم بفقهه وان نوح بن مريم كان وضاع الحديث ومن حاسدي الامام ابي حنيفة ولما اخذ المصنف بروايته وتركه ثبت حسده الصامع الامام وكونه خصيما للخائنين وقد قال الله تعالى ولا تكن للخائنين خصيما وقال في صفحة (١٣٦) قصة مناظرة المراة الجهمية مع الامام

پس اختیار کیا لفظ اعظم فقہا کو اور لفظ امام کہنے سے اپنی زبان کو روکا اور صغار تبع تابعین مین امام کو قرار دیا باوجودیکہ امام اعظم صاحب تابعین مین داخل ہین پس کیونکر صحیح ہوتا ہے انکو صغار تبع تابعین مین قرار دینا خدا کی پناہ ایسی جھوٹ سے اور امام کی بزرگی سے چشم پوشی کرنیسے سید سند نے اصول حدیث مین اور وجیہ الدین نے شرح الشرح مین اور شیخ محمد نے مجمع البحار کے خاتمہ مین لکھا ہے کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم سے پوچھا گیا کہ تم کو کہان سے حاصل ہوئی ہے روایت عکرمہ کی بن عباس سے فضائل قران مین ایک ایک سورت کے باب مین پس ابو عصمہ نے کہا کہ مین لوگون کو دیکھا کہ اونہون نے قرآن سے مونہہ پھیر لیا اور ابو حنیفہ کی فقہ اور بن اسحاق کی مغازی مین مشغول ہو گئے لہذا مینے اون روایتون کو گہر لیا بغرض طلب ثواب تمام ہوا کلام اونکا اور ابو عصمہ نوح کبار تبع تابعین سے ہے اور امام مالک کے ہمعصرون مین داخل ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین کہا ہے (نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی قرشی اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہی اور جامع کرکے مشہور ہی اسوجہ سے کہ اوس نے علوم کو جمع کیا ہی لیکن محدثین نے علم روایت حدیث مین اوس کو جھوٹا کہا ہے وہ ساتوین طبقے سے ہی ۱۷۳ھ مین مرا ہے اور مالک بن انس مدنی فقیہ دار الہجرۃ کے امام بھی ساتوین طبقے کے ہین ۱۷۹ھ مین اونہون نے وفات پائی تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور نیز اوسی کتاب کے شروع مین ابن حجر نے کہا ہی ساتوین فقہ کبار تابعین کا ہیں جیسے کہ امام مالک اور شرح نوطا مین کہا ہی اور امام محمد نے اخیر نا مالک بن انس کی شرح مین مشہور ہے کہ امام مالک تبع تابعین سے ہین اور کہا گیا ہے کہ اونہون نے بعضے صحابہ کو پایا ہے جیسے کہ ابو الطفیل صحابی اور کہا گیا ہی کہ اونہون نے عائشہ بنت ابی وقاص سے روایت بھی کی تو اس بنا پر وہ تابعی ہین مثل امام ابی حنیفہ کے مگر فرق یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ بلا خلاف تابعین ہین جیسا کہ مینے اوسکو بیان کیا ہی مسند امام مین اور امام نووی انتہی پس نوح کا یہہ کلام تصریح ہی اصابت کی کہ دوسرے اور تیسرے اور چوتھے قرن کے لوگ امام ابو حنیفہ کی فقہ سے شغل رکھتے تھے اور وہ اپنی زمانہ کے لوگون مین مقبول تھے دین کے معاملہ مین اور وہ تابعین سے تھے نہ صغار تبع تابعین جیسا کہ مصنف نے کہا ہی اس لئے کہ اگر وہ صغار تبع تابعین مین ہوتے تو اون کے کبار امام کی فقہ سے کیونکر شغل رکھتے اور نوح کے کلام سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ نوح بن مریم حدیث بنا لیتا تھا اور امام اعظم کے حاسدین مین تھا اور جبکہ مصنف نے اسکی روایت لیلیا اور اوسکا مرکیہ بیان کیا تو امام اعظم کے ساتھہ مصنف کا حسد رکھنا اور اہل خیانت کی طرفداری کرنا بھی ثابت ہو گیا حالانکہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ تو خیانت کرنے والونکا طرف دار مت بن اور صفحہ ۱۳۶ مین مصنف نے نقل کیا ہی قضیہ جمیعہ عورت کی مناظرہ کرنیکا امام

الاعظم برواية ابي عصمة وراء من نقلها الطعن عليه بانه عجز وسكت في مقابلة امراة و
قال في صفحة (١٤٠) فما عن بعضهم في ابي حنيفة وبن الحسن انهما جهميان ففي غاية البطلان
انتهى اراد بهذا القول تزكية الامام وتلميذه لا من الجهمية ظاهرا
واعلان كونهما ممن يخالف في جهميتهم باطنا والجهمية يقال
لاصحاب جهم بن صفوان وهو من الجبرية الخالصة ظهرت بدعته بترمذ وقتله سالم بن
احوز المازني بمرو في اخر ملك بني امية ووافق المعتزلة في نفي الصفات الازلية وزاد عليهم باشياء
كما في الملل والنحل ومنها ما نقل في صفحة (١٣٨) برواية ابي عصمة يعني قول الامام ابي حنيفة
في جواب رجل سأله عن اية وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ انه قال هو كما تكتب الى الرجل
اني معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة
الجهة السامية انتهى في هذه الرواية ايضا بهتان على الامام واختلقها ابو عصمة
حسدا عليه كما اعترف به فيما حكي عنه واثبات الجهة لله تعالى ليس من مذهب
الامام حاشاه عن ذلك بل افتراه المصنف كذبا عليه نعوذ بالله منه ومنها ما قال
في صفحة (٢٤٤) وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان الى ان نقل
وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا انتهى اراد بنقله من كتاب
الوصية ان الامام الاعظم موافق له بزعمه في ان مجرد التصديق ليس بايمان ولهذا
فسرها به بقوله اي بمجرد التصديق فلزم ان التصديق وحده ليس بايمان عند الامام
وهذا تعمدا بالكذب على مذهبه لان مجرد التصديق عنده ايمان والاقرار شرط له
في احكام الدنيا كما هو مصرح في كتب العقائد وسنذكره في محله انشاء الله تعالى
ومنها ما نقل في صفحة (٢٦) من مناظرة الامام ابي يوسف مع شيخه الامام ابي حنيفة

کے ساتھہ جن کا راوی ابو عصمہ مذکور ہی اور اوس قصہ کی نقل سے امام اعظم صاحب پر طعن کا قصد کیا ہے بانیطور کہ وہ ایک عورت کے مقابلہ مین عاجز و ساکت ہوگئے اور صفحہ (۱۴۰) مین کہا ہی کہ ابو حنیفہ اور اون کے شاگرد محمد بن حسن کے باب مین جو بعض لوگون سے منقول ہی کہ وہ دونون جہمی تھے پس وہ بالکل بے اصل ہی اتہی اس قول مین بظاہر تو ان دونونکا جہمی ہونیسے ترکیا قصد کیا ہے اور درحقیقت اس بات کے اعلان کا قصد کیا ہے کہ دونون ایسے ہین کہ جن کے جہمی ہونے مین لوگون کا اختلاف ہی اور جہمیہ کہا جاتا ہی جہم بن صفوان کے اصحاب کو اور وہ جبریہ خالصہ مین سے ہی اور اسکی بدعت ترمذی مین ظاہر ہوئی اور سالم بن احوز مازنی نے اوسکو بنی امیہ کی اخیر حکومت مین مرو مین قتل کرڈالا اور جہم مذکور معتزلہ کے موافق تہا صفات ازلیہ کے نفی کرنیمین اور کچہ معتزلہ کی اقوال پر اور بھی اضافہ کین جیسا کہ ملل و نحل مین ہے اور ایہ نہین موضع مین سے ہی جو صفحہ (۱۳۹) مین بروایت ابو عصمہ نقل کیا ہے یعنے امام ابو حنیفہ کا قول ایک مرد کے جواب مین کہ جس نے امام اعظم سے آیت (اللہ تمہارے ساتھہ ہی جہان کہین تم ہو) کا مطلب پوچہا تہا وہ قول یہہ کہ امام صاحب نے کہا کہ یہہ ایسا ہی کہ جیسے تو کسیکو لکہے مین تیرے ساتھہ ہون اور تو اوس سے دور ہو اور معنی سمار کے جاریہ سودا کی حدیث مین اور ابو حنیفہ کے قول مین جہت عالیہ ہی تمام ہوا کلام مصنف کا اس روایت مین بہی امام صاحب پر اور اس روایت کو ابو عصمہ نے امام صاحب پر حسد کرنیکی وجہ سے بنایا ہے چنانچہ ابو عصمہ نے اس کے بنانیکا اقرار کیا ہے اس قول مین جو ابو عصمہ نے منقول ہی اور جہت کو اللہ تعالے کے واسطے ثابت کرنا امام صاحب کا مذہب نہین ہے وہ اس سے پاک ہین بلکہ مصنف نے امام صاحب پر جہوٹ بولنے کے واسطے یہ افترا پردازی کی ہی خدا کی پناہ اس افترا سے اور بعض اون مواقع مین سے وہ ہے کہ جو صفحہ (۴۴) مین کہا ہے (اور کہا امام ابو حنیفہ نے وصیت مین ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے اور دل سے سچا جاننے کا یہانتک کہ نقل کیا اور اسی طرح سے معرفت تنہا یعنے صرف تصدیق ایمان نہین ہے انتہی اس قول کو کتاب الوصیت سے نقل کرنے سے یہ ارداہ کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ مصنف کے موافق ہین مصنف کے نزدیک اس امر مین کہ صرف تصدیق ایمان نہین ہے اور اسی وجہ سے معرفت کی تفسیر تصدیق کے ساتھہ بیان کی اپنے قول اے مجرد التصدیق سے پس لازم آیا کہ تنہا تصدیق امام صاحب کے نزدیک ایمان نہین ہے اور یہ دانستہ جہوٹ بولنا ہے امام صاحب کے مذہب پر اس لئے کہ صرف تصدیق امام صاحب کے نزدیک ایمان ہے اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کیلیے شرط ہے دنیاوی احکام مین جیسا کہ یہہ امر عقاید کی کتابون مین بصراحت مذکور ہے اور ہم اس کو اس کے مقام مین عنقریب بیان کرین اگر خدا نے چاہا اور بعض اون مواقع سے وہ ہی جو صفحہ (۱۲۶) مین نقل کیا ہی یعنی مناظرہ کرنا امام ابو یوسف کا اپنے شیخ امام ابو حنیفہ کے تئیں ایک دن تک

بروايته البيهقي الى سنة جوداء ثم استقر رايهما على عدم خلق القرآن وفي هذا النقل ايضاً
يريد تزكيتهما بحسب الظاهر ويظهر كونهما من المختلفين في خلقه في بدء الامر وهذه
الصيغة من المصنف مع انه يدعي نصرة مذهب الامام ابي حنيفة وكونه من اهل السنة والجماعة
وكونه رادّ المذهب الشيعة ومحيّاً لعلوم اهل البيت ومجدد الهذا العصر من العجائب كيف
ولو كان صادقاً في هذه الدعاوى لما غض البصر عن فضائل اكابر اهل السنة ولما سرد
المصنف مناقب الامام الاعظم التي سردت اجوبتها منا مجملة وسنبينها في مقامها مفصلة وغض
البصر من فضائله حان لنا ان نذكر هٰهنا نبذ امنها تنشيطاً لمقلديه وتحصيلاً للحق الصريح على
طالبيه سيما اخواننا القادرية لان الامام الاعظم شيخ شيخنا اعني داود الطائي كما قال الاستاذ
ابو القاسم القشيري في رسالته مع صلابته في مذهبه وتقدمه في هذه الطريقة من ابي
القاسم النصيرابادي قال انا اخذت هذه من الشبلي وهو اخذها من الجنيد وهو
اخذها من السري السقطي وهو من معروف الكرخي وهو من داود الطائي وهو اخذ العلم والطريقة
من ابي حنيفة وكل اثنى عليه واقر بفضله انتهى واذا تمهد هذا فاعلموا اخواني ان ابا حنيفة
النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن لانه اخبر به قبل وجوده بالاحاديث
الواردة التي ذكرنا بعضاً منها انفاً فانها حملت عليه قطعاً وحسبك من مناقبه اشتهار
مذهبه في الآفاق ما قال قولاً الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعل الله
الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم عبد هبعيسى بن مريم عليه السلام
وهذا يدل على امر عظيم اختص به بين سائر العلماء العظام كيف لا وهو كالصديق رضي الله
عنه لما جره ولجر من دون الفقه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام
وقد تبعه على مذهب كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة

بروایت بیہقی پھر دونوں کی رائے کا قرآن کے مخلوق نہ ہونے کا ٹھہر جانا اور اس نقل میں بھی اون دونوں کی ضعائے کا ارادہ کرنا
ظاہر ہے اور اعلان کرتا ہے اس کا کہ وہ دونوں ابتدائی امر میں قرآن کے مخلوق ہونے میں اختلاف کرنیوالوں میں تھے مصنف کی
یہہ حرکت باآنکہ وہ مدعی ہے مذہب امام کی نصرت کا اور اپنے سنی ہونے کا اور مذہب شیعہ کا رد کرنیوالا اور علوم اہل بیت کو زندہ کرنیوالا اور
اس زمانہ کا مجدد ہونیکا عجائبات سے ہے کیونکہ اگر مصنف ان دعوں میں سچا ہوتا تو اکابر اہل سنت کے فضائل سے چشم پوشی نہ کرتا
اور جبکہ مصنف نے امام اعظم کے معائب کو بیان کیا ہے کہ جس کے جوابات مجمل طور پر ہماری طرف سے دئے گئے اور ہم اون کے مقام میں مفصل
طور پر بیان کرین گے اور للہم صاحب کے فضائل سے چشم پوشی کی تو ہم کو موقع ملا کہ ہم یہاں پر کچھ فضائل امام صاحب کے بیان کردین تا امام صاحب کے
مقلد خوش ہوں اور حق بات طالبین حق پر کھل جائے خاصکر ہمارے قادریہ بھائیوں پر اس لئے کہ امام اعظم صاحب ہمارے
شیخ طریقت حضرت داؤد طائی کے شیخ ہیں چنانچہ استاد ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ میں بیان کیا ہے حالانکہ اون کو اپنے مذہب میں
تشدد رہا ہے اور وہ طریقت میں سبقت رکھتے ہیں کہ سنا میں استاد ابوعلی فارمدی سے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے یہ طریقہ حاصل کیا حضرت
ابوالقاسم نصیر آبادی سے انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو حاصل کیا حضرت شبلی سے اور شبلی نے حاصل کیا حضرت جنید سے اور حضرت جنید نے
حاصل کیا حضرت سری سقطی سے اور انہوں نے حضرت معروف کرخی سے اور انہوں نے حضرت داؤد طائی سے اور انہوں نے علم طریقت کو حاصل کیا امام ابوحنیفہ
اور ان سب بزرگوں نے امام صاحب کی تعریف بیان کی اور اون کی بزرگی کا اقرار کیا اور جبکہ یہہ مقدمہ بیان ہو چکا پس جانو تم
میرے بھائیو میں تمکو ابوحنیفہ نعمان حضرت نبی صطفے صلعم کے بڑے معجزوں میں سے ہیں بعد قرآن کے اسوجہ سے کہ اونکی خبر دی گئی ہے اونکی پیدائش
قبل اون حدیثوں میں جنمیں سے بعض کا ذکر ابھی ہم کر چکے پس وہ حدیثیں قطعی طور پر امام صاحب پر ہی حمل کی گئی ہیں اور امام صاحب کی اوصاف میں سے ہی ہیں
جہان میں اون کے مذہب کی شہرت ہے جو بات انہوں نے کہی ہے کسی نہ کسی امام جلیل القدر نے اوس پر عمل درآمد کر لیا ہے اور اللہ تعالی اونکی اتباع کا
کا حصہ کر دیا ہے فتوے دینا امام صاحب کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک یہاں تک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام امام صاحب ہی کے مذہب پر فتوے دینگے
اور یہہ امر دلیل ہے امام صاحب کی بڑی فضیلت پر جس کے ساتھ اور نہیں کو خصوصیت ہے تمام علماء عظام پر کیونکہ نہ ہو حال یہہ ہے کہ حضرت امام اعظم علماء میں بمنزلہ
حضرت صدیق اکبر کے ہیں صحابہ میں اون کو اجر ہے اون کے اجر کا اور نیز اجر ہے شخص کا کہ جس نے علم فقہ کو جمع کیا اور فقہ کے مسائل
امام صاحب کے بزرگ اصول پر بنائے قیامت تک اور امام صاحب کے مذہب میں پیروی ہے اولیاء کرام کی ہے جو موصوف تھے مجاہدہ میں اور ثابت قدم رہنے

واتباع احكام الاسلام بكمال الاهتمام كما مر ذكرهم في شقائق الم تكن لك اسوة حسنة
في هؤلاء السادات الكرام اما كانوا مهتدين في هذه الاقرار والافتخار وهم ائمة هذه
الطريقة وارباب الشريعة والحقيقة ومن بعدهم في هذه الامر فلهم تبع وكل ما خالف
ما اعتمدوه مردود محدث وايضا قد اتبعه على مذهب ممن اتصف بشباب المجاهدة
وركض في ميدان المشاهدة ابراهيم بن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابو يزيد
بسطامي وفضيل بن عياض ووكيع بن الجراح وابو بكر الوراق وعبد الله بن المبارك
وغيرهم ممن لا يحصى عددهم وقد قال بعض الاكابر من العلماء قد صار العلم من الله
عز وجل الى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى
التابعين ثم صار الى بخيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط ومنها انه نقل قصة
الاحراق بالنار التي هي مما يذكره الخارجون في مطاعن سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه
التي يتبرء منها اهل السنة والشيعة من مجموع ذلك الجناب يدفعونها عنه باجوبة انيقة
في كتبهم في صفحة ١٥٨ بعنوان التنبيه عن فتح الباري وقال بعد تمامها وقد حدث
في هذا الزمان احداث على آثارهم يهرعون وانا لله وانا اليه راجعون يجب اشد
الوجوب على اولي الامر ويتحتم اولا التحتم على اهل العلم والقدرة ان يعتنوا ويهتموا بازالة
هذا الامر وعظا وبيانا ويعذروهم غاية التعذير حبسا وضربا وقتلا اعلم انا انتفى
ومقصوده من نقلها اعزاء اولي الامر على تعذيب اهل الحق الذين قالوا بتنزيهه الصفات
لله عز وجل من صفات المخلوق كما يشهد به ايتانه بهذه القصة بعد ما بينهم وما
درى ان هذه القصة وان كانت صحيحة من حيث النقل الا انها مردودة مرجوع
عنها كالمنسوخ وصارت كانها لم تكن ويتضح ذلك من حديث علي ان عليا حرق

اور احکام اسلام کی پیروی کرنے کے ساتھہ کمال اہتمام سے جیسا کہ مذکور ہوا قشیریہ کی اعبارت منقولہ مین کیا اون سادات
کرام کے باب مین تیرے لئے نیک پیروی نہین ہے کیا یہ اکابر فضلا امام اعظم کے اقرار اور اون کی طریقہ عالیہ فقہ کرنہین ہدایت پر
نہ تھے حالانکہ یہی حضرات طریقت کے پیشوا اور شریعت وحقیقت والے تھے اور اون کے بعد والے امر شریعت مین پیرو ہین اور جو فیصلہ ان اکابر کے
حکم کے خلاف ہے مردود و بدعت ہے اور نیز امام اعظم کے مذہب کی پیروی کی ہی اونہین سے جو ثبات مجاہدہ اور میدان مشاہدہ مین گھوڑا کدانیکے ساتھہ
موصوف تھے حضرت ابراہیم بن ادہم اور شقیق بلخی ومعروف کرخی وبایزید بسطامی وفضیل بن عیاض وکبیر بن جراح وابوبکر وراق وعبداللہ بن
مبارک نے اور اون کے سوا بہت سے اکابر نے جن کا عدد شمار مین نہین آسکتا اور بعض اکابر علمانے کہا ہی کہ آئمہ علم اللہ عزوجل کے پاس سے
محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک آیا پھر اون سے صحابہ تک آیا پھر تابعین مین آکر امام ابوحنیفہ مین جمع ہوگیا اب جو چاہے
اُن سے اس فضیلت پر خوش ہو اور جو چاہے ناخوش ہو اور اون مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے اُن مین جلانیکا قصہ جو
اون قبایح مین سے ہے کہ جن کو خارجی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اون مطاعن مین ذکر کیا کرتے ہین کہ جن سے
سنی وشیعہ تمام آنجناب سے محبت رکھنے والے بیزار ہین اور آن جناب کے طرف سے اپنی کتابون مین عمدہ
جوابات دے کر اون کو دفع کرتے ہین صفحہ (۱۵۸) مین بعنوان تنبیہ فتح الباری سے نقل کیا ہے اور اوس کے
خاتمہ پر کہا ہے اور اس زمانہ مین کچھ لوگ پیدا ہوئے ہین اور نہین سوختگان کے نقش قدم پر دوڑتے ہین
اور ہم اللہ ہی کے ہین اور اللہ ہی کے طرف لوٹنے والے ہین حکام وقت پر واجب ہے اشد وجوب اور
علمائے ذی مرتبہ لوگون پر لازم ہے اوکد لزوم کرکے یہ کہ اس بدعت کے دور کرنے مین توجہ کرین اور
وعظ بیان سے اہتمام کرین اور حبس وضرب وقتل واعلان کے ساتھہ ان بدعتیون کے حد درجہ کی تعزیر
دیون انتہی اور اس قصہ کے نقل کرنے سے مصنف کا مقصود حکام کو آمادہ کرنا ہے اور اون اہل حق کو عذاب
کرنے پر کہ جو صفات الہی کو صفات مخلوق سے منزہ کرنیکے قایل ہین چنانچہ ان لوگون کا ذکر کرنے کے بعد اس قصہ کو نقل کرنا
ہمارے مدعا پر شاہد ہے اور مصنف یہ نہ سمجھا کہ یہ قصہ اگر نقل کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن وہ مردود ہے کہ اوس کا رجوع
ثابت ہے بمنزلہ منسوخ کے گویا اوس کا وجود ہی نہ تھا اور یہ امر حضرت عکرمہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ

قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك بن عباس فقال لو كنت انا لقتلتهم لقول رسول
الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينا فاقتلوه ولم اكن لاحرقهم لان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال لا تعذبوا بعذاب النار فبلغ عليا فقال صدق بن عباس رواه الترمذي
وقال هذا حسن صحيح انتهى فلا يجترئ على نقلها وحدها الخارجيون الذين يسبون عليا
ويظهرون مثالبه ويعدونها من المنكرات ومثالبه قسمان الاول ما تفرد به النواصب
الطائفتان اللتان هما من محبيه انكرناه وهذا القسم مما لا يعبأ به لانه من مفتريات
النواصب كالشركة في قتل عثمان وفي قذف عائشة وان نزول والذي تولى كبره منهم
له عذاب عظيم في حقه نعوذ بالله منه والثاني ما نقل في كتب الطائفتين بطرق صحيحة
وقد تصدى الطائفتان لجوابه كما اجاب الشريف مرتضى في تنزيه الانبياء والائمة
من علماء الشيعة وبن حزم في التفصيل من علماء اهل السنة ومنه وما قيل انه تصرف في سلاح
عثمان وماله بعد قتله ومارده على ورثته وان طلبوه منه ومال المسلم لا يستحل بوجه من
الوجوه ومنه الاحراق بالنار كذا في التحفة ومنها انه كذب وافترى على الامام الهمام ذي
الحسب الزلفى والنسب العلى سيد العلماء وارث خير الانبياء جعفر الصادق وجعله
من مثبتي الجهة لله عز وجل وتعالى عنها علوا كبيرا وتصرف في كلامه الشريف لاثبات
مرامه مع انه برهان جلي على نفيه فضلا من ان يثبته كما قال في صفحة ، وقال حافظ
الصوفية ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة المشهورة وقال لجعفر الصادق من زعم
ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك اذ لو كان على شيء لكان محمولا (زاد
المصنف ههنا من عنده) اي وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ برحمته كل حامل
ومحمول (ولو كان في شيء لكان محصورا) زاد بعده (اي وليس محصورا ولا مقصورا

اوس قوم کو جلوا دیا جو دین اسلام سے پھر گئے تھے پس یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباس کو پہونچی انہوں نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان لوگوں کو قتل کرتا بسبب فرمانے رسول اللہ صلعم کے کہ جو شخص دین کو بدلے پس اوسکو مار ڈالو اور میں اونکو نہ جلاتا اس لیئے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مت عذاب دو تم آگ کا عذاب پس یہ فرمانا حضرت عبداللہ بن عباس کا حضرت علیؑ تک پہونچا تو آپنے فرمایا سچ کہا ابن عباس نے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے انتہی پس تمہارا اس قصہ کو نقل کرنے کی جرءت خوارج کرتے ہیں کہ جو حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور اونکے عیوب بیان کرتے ہیں اور اون عیوب کو منکرات سے شمار کرتے ہیں اور عیوب حضرت علیؑ کو جو بیان کیئے جاتے ہیں دو طرح کے ہیں پہلی قسم وہ عیوب ہیں جن کے بیان کرنے میں فرقہ ناصبیہ ہی متفرد ہے اور حضرت علی سے محبت رکھنے والے دونوں فریق اون عیوب کا انکار کرتے اور اس قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے اسوجہ سے کہ یہ محض فرقہ ناصبیہ کی گھڑت اور بناوٹ ہے جیسا کہ حضرت عثمان کے قتل میں اور حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے میں شریک ہونا اور یہ کہ آیت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم کا نزول حضرت علیؑ کے حق میں ہے نعوذ باللہ منہ اور دوسری قسم وہ عیوب ہیں جو سنی شیعہ دونوں گروہ کی کتاب میں صحیح طریقوں سے منقول ہیں اور یہ دونوں فریق کی جواب دہی کے لیئے ہوئے ہیں چنانچہ علمائے شیعہ میں سے شریف مرتضی نے تنزیہ الانبیا والائمہ میں اور علمائے اہل سنت میں سے ابن حزم نے فصیل میں جواب دیا ہے اور اسی قسم ثانی میں سے ہے جو کہا گیا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کے صلاح و مال میں اون کے قتل ہونیکے بعد قبضہ کر لیا اور اونکے ورثہ کی بہر چند مطالبہ کیا مگر اونکو واپس نہ دیا حالانکہ مسلمانوں کا مال کسی وجہ شرعی سے حلال انہیں سمجھا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے آگ میں جلانیکا قصہ جسکا کچھ اثر عوام میں مذکور ہے اور انہیں مواضع میں سے یہ ہے کہ مصنف نے امام ہمام صاحب حسب زکی و نسب علی سید علما وارث خیر الانبیا حضرت امام جعفر صادقؑ پر دروغ گوئی و افترا پردازی کی اور اونکو اس جماعت میں داخل کر دیا جو کہ اللہ عزوجل کے جہت علو میں ہونے کا اثبات کرتے ہیں اور امام موصوف کے کلام میں اپنا مدعا ثابت کرنے کو کمی بیشی کی حالانکہ وہ کلام شریف روشن برہان ہے جہت کی نفی پر چہ جائیکہ جہت کا اثبات سمجھا جائے جیسا کہ صفحہ (۰) میں کہا ہے اور کہا حافظ صوفیہ ابو القاسم عبدالکریم قشیری نے اپنے رسالہ مشہورہ میں اور کہا امام جعفر صادقؑ نے جس نے اعتقاد کیا کہ اللہ کسی شے میں ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ بیشک مشرک ہو گیا اسلیئے کہ اللہ کسی شے پر ہوتا تو وہ اٹھایا ہوا ہوتا (یہاں پر مصنف نے اپنی طرف سے اضافہ کیا) یعنی اور وہ اٹھایا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ اٹھانیوالا ہے (یہ بھی اضافہ کیا) قدرت سے اور گھیرنے والا ہے ہر اٹھائی ہوئی شے کا اور اٹھائی ہوئی کا (اور اگر کسی شے میں ہوتا تو لازم گھیرا ہوا ہوتا) اسکے بعد مصنف نے اضافہ کیا (یعنی اور وہ گھیرا ہوا ہے اور نہ وہ کاہوا ہے

بل هو حاضر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله تعالى الرحمن على العرش استوى
وقوله تعالى ءامنتم من في السماء تجل على عظيم وتعلى جلى فخيم من تجلياته و
تعلياته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من الفرش وسيبين (ولو كان
من شئ لكان محدثا) زاد بعده اى وهو ممتنع مطلقا انتهى واهل الحق الذين يقولون
بنفى الجهة لله تعالى يستدلون بهذا الكلام الشريف والبيان المنيف بدون التصرف
فيه كما قال المفتى محمد سعيد فى التنبيهه فى صفحه (۴۰) البرهان الاول وهو المقتبس من
ذرى الحسب الزكى والنسب العلى سيد العلماء وارث الانبياء وجعفر الصادق قال
لو كان الله فى شئ لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان فى جهة مشارا اليه
لزم تناهيه وذلك لانه اذا كان فى هذه الجهة دون غيرها فقد حصل فيها دون غيرها
ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر
المقادير لا بد لذلك من مخصص فقد ظهر بهذا البرهان الذى يبهر العقول ان القول
بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب مربوبا وان ذاته متصرف فيها ويقبل الزيادة
والنقصان تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا انتهى والشيعة ايضا على حسب مقتضاه
هذا الكلام المنيف قائلون بنفى الجهة لله تعالى كما قال العلامه القوشجى فى شرح التجريد
للمحقق الطوسى ويدل اى وجوب الوجود على نفى الجهة لان كل ما هو فى جهة فهو جسم او
جسمانى وكل منهما ممكن بل حادث لما بينا من حدوث الاجسام انتهى وقال فى نهج المسترشدين
فى اصول الدين من كتب مذهب الشيعة انه تعالى ليس فى جهة انتهى لذا فى التنبيهه فعلم من هذا
التحقيق ان المصنف لاثبات ما هو بصدده وهو المذهب اليه الوهابية النجدية
يتصرف فى كلام الاكابر من الائمه ويفترى عليهم ما هم بريون عنه كما شهد

بلکہ وہ گھیرنیوالا ہے اور رحمکے ذالا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کا اور مثل قول خدائے تعالے جس عرش پر مستوی ہوا اور قول خدا تعالے
کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے جو آسمانمین ہے ہنین ہے مگر ایک عظیم الشان تجلی اور روشن و بزرگ تعلی اوس کی تجلیون
وتعلیون مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش کی یا کسی فرش کی اور نہ قریب بیان کیا جائے گا
(اور اگر ہوتا کسی شے سے تو ہوتا نو پیدا) اس کے بعد اضافہ کیا اور یہہ مطلقاً محال ہے اور اہل حق جو حق تعالی سے
جہت کی نفی کے قایل ہین دلیل لاتے ہین اس کلام شریف کو بیان منیف سے نفی جہت پر بدون کمی بیشی کے چنانچہ
فتح محمد سعید نے کتاب تنبیہ کے صفحہ ۱۰ مین کہا ہے پہلے برہان اور وہ نکالی ہوئی ہے صاحب حسب زکی
ونسب علی سید علما وارث انبیا امام جعفر صادقؑ کے کلام سے یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا (اگر ہوتا اللہ کسی
شے مین تو ہوتا گھیرا ہوا) اور بیان اس دلیل کا یہہ ہے کہ اگر خدائے تعالے کسی جہت مشار الیہ
مین ہوتا تو اوسکا متناہی و محدود ہونا لازم آتا یہہ اس وجہ سے کہ وہ جبکہ ہوا کسی جہت مین تو اس کے
غیر مین تو اسی مین موجود ہوتا تو اوس کے غیر مین اور اوس کے محدود ہونے کے یہی معنی ہین اور محدود
نو پیدا ہے اسوجہ سے کہ اوس کا خاص ہونا اس مقدار معین کے ساتھہ نہ اور مقدارون کے ساتھہ
بالضرور محتاج ہے خاص کرنے والے کا۔ پس اس برہان سے جو کہ عقلون کو دنگ کرنے والی ہے
ظاہر ہو گیا کہ جہت کا قول واجب کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے اور رب کے مربوب ہونے کو اور
اور اس کے ذات مین غیر کے متصرف ہونے اور کمی و بیشی کے قایل ہونے کو برتر ہے خدا اون باتون سے
جن کو ظلم کرنیوالے اوسکی طرف منسوب کرتے ہین جہت برتر ہونا انتہی اور شیعہ بھی اس کلام منیف کے مطابق خدائے تعالے جہت کی نفی کرنیکی قایل
ہین چنانچہ علامہ قوشجی نے محقق طوسی کی تجرید کی شرح مین کہا ہے اور وجوب وجود دلالت کرتا ہے جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز جہت مین ہے
جسم ہوتی ہے یا جسمانی اور یہہ دونون ممکن ہین بلکہ نو پیدا ہین اس لئے کہ جسم کا نو پیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین انتہی اور نہج المسترشدین فی اصول الدین
مین جو کہ شیعون کی کتاب ہی لکھا ہی کہ اللہ تعالی جہت مین نہین ہے انتہی جیسا کہ تنبیہ مین ہے پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف اپنا مذہب ثابت کرنے
واسطے جو کہ حقیقت مین اہل بدعت کا مذہب ہے بڑے بڑے علما پر تصرفات کرتا ہے اور اپر تہمت لگاتا ہے اس امر کی کہ جمہور بزرگ جن مین چار ائمہ کی اربعہ

ه علماء اهل السنة والشيعة كلهم في كتب عقائدهم فالعجب من المصنف انه يدعي
حب اهل البيت واحياء علومهم ونصرة اهل السنة في مقابلة الشيعة ويأتي في كتبه
بعجائب لا يرضى بها احد منهم منها ما قال في حاشية صفحة (٤٢) لا يخفى ما في هذا وما
مضمون اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون تقية
شقية في هؤلاء الائمة التقية التقية منه انتهى اودع في صنعة هذه العبارة ان التقية
قسمان شقية ونقية فالاول مذهب الامامية والثاني مذهب خواص اهل السنة الذين
سلك المصنف مسلكهم وهم النجدية لا عوامهم اهل سنة من مقلدي الائمة الاربعة
ونقول في جواب اهل السنة والامامية كلهم يحرمون التقية في القول والفعل جميعا وهي كلها
عندهم شقية وحرام وتقسيمها الى قسميها المذكورين انما هو مختار المصنف وائمة الذين
هم النجدية كما قال صاحب الملل والنحل وكان نجدة بن عامر ونافع بن ازرق قد اجتمعا
مع الخوارج على بن زبير ثم تفرقا عنه فاختلف نافع ونجدة فخصار نافع البصرة ونجدة
الى اليمامة وكان سبب اختلافهما ان نافعا قال التقية لا تحل والقعود عن القتال كفر
واحتج بقول الله تعالى يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وبقوله تعالى
اذا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ وخالفه نجدة وقال التقية جائزة واحتج
بقوله تعالى وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ وقال القعود جائز ر
والجهاد اذا املنه افضل وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا وقال
نافع هذه في اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حين كانوا مقهورين واما في غيرهم
مع الامكان فالقعدة كفر لقوله تعالى وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وقالوا
اي الامامية والخوارج يحرم التقية في القول والفعل واحتجوا بان التقية كتمان امر

وشیعہ کے علمانے اپنی کتابون مین شہادت دی ہے پس مصنف سے تعجب ہے کہ وہ حب اہل بیت اوراون کے علوم
کے زندہ کرنے مین شیعہ کے مقابلہ مین سنیون کی تائید کرنے کا دعوے کرتا ہے اور اپنی کتاب مین ایسے عجائب امور
لاتا ہے کہ جنسے نہ سنی راضی ہین نہ شیعہ اونہین مقامات سے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۴ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ
زیدیہ شبہ نہین ہے جو کہ اس مقام مین ہے اور اس کے پہلے گذشتہ مقام مین یعنے مخلص ہونا اہل سنت مودت
کے خواص کا عقیدہ کی خصوصیت پر بدون تقیہ شیعہ کے ان امامون کے باب مین کہ جو تقیہ و نقیہ والے ہین انتہی
اس عبارت کی بناوٹ مین یہہ بات رکھی ہے کہ تقیہ دو قسم پر ہے ایک شقیہ دوسرا نقیہ پس قسم اول امامیہ کا مذہب ہے
اور قسم ثانی خواص اہل سنت کا مذہب ہے جن کے مذہب پر مصنف چلا ہے اور وہ نجدیہ ہین نہ عوام اہل سنت کا جو ائمہ
اربعہ کے مقلد ہین ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ اہل سنت و امامیہ تمام تقیہ کو چاہے قول مین ہو یا فعل حرام
جانتے ہین اور تقیہ مطلقاً ان کے نزدیک شقیہ و حرام ہے اور تقیہ کی تقسیم کرنا و قسمون مذکورہ کی مصنف
اور اوس کے امامون ہی کے مذہب مین مختار ہے جو نجدیہ ہین جیسا کہ صاحب ملل و نحل نے کہا ہے (اور
نجدۃ بن عامر اور نافع بن ازرق خارجیون کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی مخالفت پر جمع ہوئی تھے پھر متفرق
ہوگئے اوس سے اور مختلف مقام مین چلے گئے پس نافع بصرہ مین چلا گیا اور نجدۃ یمامہ مین اور اون کے اختلاف کا
سبب یہ ہوا کہ نافع نے کہا تقیہ حلال نہین ہے اور جنگ سے بیٹھہ رہنا کفر ہے اور وہ حجت لایا اللہ تعالے کے
اس قول سے) (قتال کرتے ہین اللہ کی راہ مین اور ملامت گر کے ملامت سے باک نہین رکھتے اور اس قول سے
ناگاہ ایک گروہ اون مین کا ڈرتا ہے لوگون سے خدا سے ڈرنیکی طرح اور مخالف ہوا اس قول کا نجدۃ اور اللہ تعالے
کے کلام سے حجت لایا (اور کہا ایک ایمان دار مرد نے آل فرعون مین سے جو کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا) اور کہا لڑائی سے
بیٹھہ رہنا جائز اور جہاد جبکہ ہو سکے افضل ہے اور فضیلت دی خدا نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھہ رہنے والون پر بہت بڑا اجر (اور نافع کو کہا
ہے کلام اصحاب ہی علم کے باب مین حاد رہے جبکہ وہ مخاطب تھے اور لیکن اون کے غیر مین باوجود امکان جہاد کے پس بیٹھہ رہنا کفر ہی ہے بسبب قول خدا تعالے
کی (اور بیٹھہ رہے وہ لوگ کہ جنہون نے اللہ اور اوس کے رسول) اور امامیہ و خوارج نے کہا کہ تقیہ قول و فعل مین حرام ہے اور اس پر حجت لائے بائن طور کہ تقیہ ایک کام کو چھپانا ہے

ولظهار خلافه دفعا للضرر وهو نفاق والنفاق حرام فالتقية كذلك وبانها لو جازت
لجاز على الانبياء اظهار كلمة الكفر تقية ولو جاز على الانبياء لعدم الدين بالكلية
لاسيما في اوائل الاوقات لابتداء الدعوة لكثرة العدو والمنكر حينئذ وذلك
باطل انتهى وايضا روى محمد بن يعقوب الكليني في الكافي عن عبد الله بن المنكدر
قال لا ينبغي للمؤمن ان يجلس مجلسا يعصى الله فيه فلا يقدر انتهى فاراد المصنف
في هذا القول من نسبة التقية الشقية الى الامامية على طور التعريض مخالفة لمذهبهم
وما ارتضاه الخواص اهل السنة من عزاء التقية اليقية اليهم كناية يعرفها العاقلون
فان اراد بهم النجدية فهو صحيح لكنهم ليسوا من اهل السنة فضلا ان يكون من خواصهم
واراد بهم اكابر اهل السنة فهو افتراء عليهم حاشاهم عن ذلك فافهم ولا تغفل
ومنها انه نقل المذهب المردود لشيخه وشيخ النجدية بن تيمية من رسالة النزول
وفتاوى الحموية في تشبيه الصفات لله تعالى واثبات الجهة له قال في صفحة (٠٠) بعبارة
طويلة ما حاصله انه هو ما نور عن السلف وائمتهم وفي صفحة (١٠٠) والاخبار والآثار
في باب اهل البيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة
مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم يوجد بعضها
الى الان في التوراة والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد الفاظها متفرقة
في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الان في هذه الكتب الموجودة انتهى وهلم جرا
ايد بيانه ومشيد اركانه وبسط كل البسط لسرد الادلة ونقل الاقوال للائمة
وتطبيق كلام السلف والخلف عليه بالتصرفات الواهية حتى سود سطور كتب
هذه بيانات فاسدة واستدلالات كاسدة عجم الطبع السليم ويستخفها الفهم

اور اوس کے خلاف کو ظاہر کرنا دفع ضرر کے لئے اور یہہ نفاق ہے اور نفاق حرام ہے پس
اور ہاین طور کہ اگر تقیہ جائز ہوتا البتہ انبیاء کو کلمۂ کفر کہنا بطور تقیہ کے جائز ہوتا اور انبیاء کو کلمۂ کفر
کہنا اگر جائز ہوتا تو دین بالکل معدوم ہوجاتا خاص کر شروع دعوت اسلام کے ابتدائی اوقات مین
دشمنون اور منکرون کے زیادہ ہونے کے سبب سے اسوقت مین اور یہہ امر باطل ہے انتہی اور
نیز محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین عبداللہ بن منکدر سے روایت کی ہے کہ انہون نے
کہا مومن کو لایق نہین ہے کہ ایسی مجلس مین بیٹھے کہ جس مین خدا کی نافرمانی کیجاوے
اور اسکو دفع کی قدرت نہو انتہی پس مصنف نے اس قول کو جو تقیہ شقیہ کی نسبت بطور
تعریض کے امامیہ کے طرف قصد کی ہے اون کے مذہب کے خلاف ہے اور تقیہ نقیہ کو
منسوب کرنا خواص اہل سنت کے طرف جو پسند کیا ہی بطور کنایہ کے کہ جس کو عقلا سمجھتے ہین
پس خواص اہل سنت سے نجدیہ کو ارادہ کیا ہے تو یہہ نسبت کرنا صحیح ہے لیکن نجدیہ اہل سنت ہی
نہین ہین چہ جائیکہ اہل سنت کے خواص ہین سے ہون اور اکابر اہل سنت کو ارادہ کیا ہے تو یہہ اون پر
افترا پردازی ہے وہ اس سے بری ہین ای ناظر کتاب تو اس کو سمجھ لے اور غافل نہو اور ان مواضع مین سے
یہہ ہے کہ مصنف نے اپنی اور نجدیہ کے شیخ ابن تیمیہ کا مردود مذہب نقل کیا ہے رسالۂ نزول وفتاوی حمویہ سے
خدائے تعالی کی صفات مین تشبیہہ اور اوس کیلئے اثبات جہت کے باب مین اور صفحہ (۷۰) مین ایک طول طویل عبارت تین
کہا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ یہی مذہب سلف صالحین اور سادوں کی امامون سے منقول ہی اور اسناد واخبار وآثار رواہ بیت بنوت اصحاب سے بیشمار دیجدید ہین
اور پہلی کتب الہیہ جہت فوق کی اثبات سے مالا مال ہین اور اسیطرح انبیائے سابقین کا کلام اور اونکی دعائین کہ بعض اونمین سے ابتک توراۃ وانجیل صحائف انبیائے بنی اسرائیل مین موجود ہین
اور اونکی الفاظ متفرق طور سے مختلف مقامات مین پائے جاتے ہین اور بہت سی اوسوقت مفقود ہوگئی ہین ان کتب موجودہ مین انتہی اور اسیطرح پر اوس کے بیان کو قوت دی اور اوسکے
ارکان کو محکم بنایا اور پورا پھیلاؤ کرکے اوس کو پھیلایا دلائل کے بیان کرنے اور امامون کے اقوال نقل کرنے اور علمائے سلف وخلف کے کلام سے اوپر مطابق
کرنیکی ساتھہ ویہی تصرفات کرکے یہان تک کہ ایک بڑا حصہ اپنی اوس کتاب کا سیاہ کردیا بیانات فاسدہ اور استدلالات کاسدہ سے کہ جن کو طبع سلیم رد کرتی ہے اور فہم

المستقیم فنقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ ان المصنف فی ھذا الباب اقتدی بمذھب ابن تیمیۃ وھو مبنی علی اصلین احدھما تلفیق بین مذھب المتکلمین ومذھب المشبھۃ کما ھو داب الوھابیۃ خذلھم اللہ تعالی وثانیھما تجویز ترجمۃ الصفات المشابھۃ بلغۃ اخری وھو ایضا مخالف لقول السلف صریحا ویتضح ذلک من التنبیہ للعلامۃ المفتی محمد سعید وعبارتہ ھذا قال ابن تیمیۃ فی الحموی وجماع الامر ان الاقسام الممکنۃ فی ایات الصفات واحادیثھا ستۃ اقسام کل قسم علیہ طایفۃ من اھل القبلۃ قسمان یقولون علی ظواھرھا ویقولون علی ظواھرھا وقسمان یسکتون اما الاولون فقسمان احدھما من یجریھا علی ظاھرھا یجعل ظاھرھا من جنس صفات المخلوقات فھؤلاء المشبھۃ ومذھبھم باطل نکرۃ السلف والیہ توجہ الرد بالحق والثانی من یجریھا علی ظاھرھا الایق بجلال اللہ انتھی اقول فاجرائھما علی الظاھر ثم انصافہ بالایق بالجلال جمع بین مذھب المجسمۃ والمتکلمین فان المجسمۃ حملتھا علی الظاھر والمتکلمین اعتقدوا لھا معنی لایقا بجلال اللہ من غیر تعیین وارادۃ الظاھر تعیین للمعنی المراد ووصفہ بالایق بالجلال غیر تعیین لہ انتھی فالذی اختارہ ابن تیمیہ لمذھبہ فی الصفات کلام متعارض ومتناقض وتلفیق وجمع بین المذھبین وفیہ ایضا فما قالہ ابن تیمیہ فی الحموی الاستواء معلوم یعلم معناہ وتفسیرہ ویترجم بلغۃ اخرین واما کیفیتہ ذلک الاستواء فھو التاویل الذی لایعلمہ الا اللہ مخالف لقول السلف صریحا فان الاستواء وان کان معناہ معلوما فی اللغۃ لامجھولا فانہ لفظ مشترک بین معان متعددۃ لکن معنیہ المراد منہ متوقف ومفوض الی اللہ ولھذا لایجوز تفسیرہ ولایترجم انتھی فما ترجمہ المصنف من الصفات بالھندیۃ ھکذا صفحہ (۱۴۹) اور اللہ کا چہرہ بھی ہے ہر شے ہلاک ہوگی بجز اوس کے

درست خفیف سمجھتی ہے پس ہم کہتے ہین اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اثنا مین ابن تیمیہ کے مذہب کی پیروی کی ہے اور مذہب ابن تیمیہ

دو اصل پر مبنی ہی ایک اون مین سے ملا دینا اور جمع کر دینا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہہ کو جیسا کہ وہابیون کا خاصہ ہی خدا اونکو خوار کرے

اور دوسری اصل صفات متشابہہ کا ترجمہ دوسری زبان مین کرنیکو جائز کر دیا ہے اور یہہ بھی علمائے سلف کے قول سے صریح مخالف ہے اور یہہ امر مفتی

محمد سعید علامہ کی تنبیہہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی عبارت یہہ ہے (ابن تیمیہ نے حمویہ مین کہا ہے) اور خلاصہ اس امر کا یہہ ہے کہ آیات

و احادیث صفات متشابہہ مین جس قدر احتمالات ممکن ہین چھہ قسم پر ہین اور اون مین سے ہر ایک قسم اہل قبلہ کے گروہ کا مذہب ہے دو گروہ

اون کے ظاہری معنے کے قایل ہین اور دو گروہ اون کے خلاف ظاہر کے قایل ہین اور دو گروہ اون مین سکوت کرتے ہین لیکن پہلا دو گروہ

دو قسم پر ہین ایک گروہ اون مین کا وہ ہی کہ ظاہری معنے پر اونکو جاری کرتا ہے اور اُس ظاہری معنی کو صفات مخلوقات کی جنس سے قرار دیتا ہے

پس یہہ گروہ تو مشبہہ ہین اور اون کا مذہب باطل ہی کہ علمائے سلف نے اس کا انکار کیا ہی اور اسی مذہب پر اہل حق کا رد وارد ہوتا ہے اور دوسرا

گروہ وہ ہی کہ اونکو ظاہر معنی پر جاری تو کرتا ہی پر اوس ظاہری معنی کو جلال آلہی کے لایق نا کرتا ہی انتہی فائدہ یہی اخیر گروہ ابن تیمیہ کی جماعت

ہی جس مین مشبہہ و متکلمین کے دونون مذہبون کو خلط ملط کر دیا ہی جس کو مفتی صاحب اسطرح رد کرتے ہین (مین کہتا ہون پس اونکو جاری کرنا

اون کے ظاہری معنی کو پہر اوس کو معنی موصوف کرنا لائق جلال آلہی کے ساتھہ جمع کر دینا ہے مجسمہ و متکلمین کے مذہبون کو اس لئے کہ مجسمہ نے

اون کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور متکلمین نے اون کے ایسے آراے کئے ہین جو جلال آلہی کے لایق ہون بدون معین کرنے کسی خاص معنی کے

اور ظاہر معنی کو ارادہ کرنا معنی مرادی کو معین کر دینا ہے اور اوس ظاہر کو لایق بجلال آلہی کے موصوف کرنا یعنی مراد کو غیر معین کرنا ہے

تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا) پس جس مذہب کو ابن تیمیہ نے نفی صفات مین اختیار کیا ہے وہ ایک متعارض متناقض قول ہی اور خلط کر دینا ہی

دو مذہب مذکور کو اور نیز تنبیہہ مین مذکور ہی پس یہہ جو حمویہ مین ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ استوا معلوم ہی اوسکی معنی اور اوسکی تفسیر جانی جاتی ہین

اور دوسری زبان مین ترجمہ کئے جاتی ہین اور لیکن استوا کی کیفیت پس وہی اوس کی تاویل ہی جسکو بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہی یہہ قول علمائے سلف کے قول

سے صریح مخالف ہی اس لئے کہ استوی کی معنی لغوی اگرچہ معلوم ہین کہ وہ ایک لفظ مشترک ہی چند معانی مین لیکن جو معنی کہ اوس سے مراد لگی ہین

اون مین توقف کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی مشیت مین سونپے گئے ہین اور اسی وجہ سے نہ اوسکی تفسیر درست ہے اور نہ اوس کا ترجمہ

کیا جاتا ہے انتہی پس جو مصنف نے صفات متشابہہ کا ترجمہ کیا ہی ہندی زبان صفحہ ۲۹۱ مین اسطرح (اور اسکی چہرہ ہی ہر شے ہلاک ہوگی بجز اوس کے

چہرے کے۔ اے محمد تیرے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اور اللہ آسمان دنیا پر اترتا ہے اور اللہ کا ہاتھ ہی اور اللہ کیلئے انگلی بھی ہے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے اندر ہے۔ بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے صفحہ (۱۵۳) ساتویں آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اوس کا علم وقدرت ہر مکان میں ہے اللہ تعالے عرش پر ہی اور کرسی اوس کے دونوں پیروں کی جگہ ہی صفحہ ۱۵۵ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۷) اور ہم کل مسلمانوں کو دعا کیوقت آسمانکی طرف ہاتھ اوٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسلئے اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہی جو آسمان کے اوپر ہی اگر وہ عرش پر نہوتا تو عرش کے طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے وعلی ہذا القیاس الخ

فنقول لہ فی جوابہ ما تقول فیما ورد من ذکر العیون بصیغۃ الجمع وذکر الجنب وذکر الساق الواحد وذکر الایدی فان اخذت بظاھرھذ ایلزمک اثبات شخص لہ وجہ واحد وعلیہ عیون کثیرۃ ولہ جنب واحد وعلیہ ایدکثیرۃ ولہ ساق واحد فای شخص یکون فی الدنیا ابشع من ھذا وان تصرفت فیہ بجمع وتقریق بالتاویل ففیہ اما اولا فھو خلاف مذھبک واما ثانیا فلم یذکرہ اللہ ورسولہ وسلف الامۃ قال العلامۃ الحلبی قادحا علی ابن تیمیہ فیما زعم فلیت شعری ھل ھذ فی کلام اللہ تعالی علی ھذہ الصورۃ التی نقلھا عن کتاب ربہ وسنت نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وھل فی کتب اللہ تعالی کلمۃ مما قالہ حقّ یقول ان فیہ نصا والنص ھو الذی لا یحتمل التاویل البتۃ وھذا مرادہ فانہ جعلہ غیر الظاھر بعطفہ لہ علیہ وای ایۃ فی کتب اللہ تعالی نص بھذا الاعتبار انتھی قال المحقق الدوانی فی شرح العصدیۃ ولابن تیمیۃ واصحابہ میل عظیم الی اثبات الجھۃ ومبالغۃ فی القدح فی نفیھا وقد صرح بکون الفوق جھۃ للہ تعالی حقیقۃ من غیر تجوز انتھی وقد علم مما سبق ان عقیدۃ الجھۃ باطل واھل السنۃ والشیعۃ وایتمام کلھم علی خلافھا وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار وایضا من

چہرہ کے - اے محمد تیرے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اللہ آسمان دنیا پر اوترتا ہے اور اللہ کا نا نہین ہی اور اللہ کیلئے بھی بھی ہے - کوئی دل نہین مگر وہ اللہ عزوجل کی انگلیون مین سے دو انگلیون کے اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے صفحہ (۱۵۳) ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے جدا ہی اور اس کا علم و قدرت ہر مکان مین ہے اللہ تعالے عرش پر ہے اور اوسی اوس کے دونون پیرون کی جگہ ہے صفحہ (۱۵۵) اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۷) اور ہم کل مسلمانون کو دعا کیوقت آسمان کے طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین اس لئے کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانون کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہ ہوتا تو عرش کیطرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اوٹھاتے اور اسی طرح سے اور مقامات مین ترجمہ کیا ہے پس ہم اوس کے جواب مین کہتے ہین کہا کہی گا تو اون حدیثون مین کہ جنھین چند آنکھون کا ذکر ہے جمع کے صیغہ کے تھا اور ایک پہلو اور ایک پنڈلی اور چند ہاتھون کا ذکر ہی پس اگر ظاہر معنی پر تو نے عمل کیا تو لازم آئیگا تجھپر ثابت کرنا ایسے شخص کا کہ جس کا ایک چہرہ ہے اور اوس پر بہت آنکھین ہین اور اوس کے ایک پہلو ہی اور اوسپر بہت سے ہاتھ ہین اور اوسکی ایک پنڈلی ہی پس کون شخص دنیا مین اس سے زیادہ بدصورت ہوگا اور اگر تو نے جمع و تفریق کے ساتھ تاویل کرکے اوسمین تصرف کیا پس اسمین پہلا اعتراض یہہ ہی کہ تاویل تیرے مذہب مذکور کے مخالف ہی اور دوسرا اعتراض یہہ ہے تیری اس تاویل کو نہ خدا نے ذکر کیا ہی نہ اوس کے رسول نے اور نہ امت کے سلف صالحین نے علامہ حلبی نے فرمایا ہے پس کاش مین جانتا کہ اینہ کلام اللہ مین وارد ہوا ہے جس طرح پر کہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہی اپنے رب کی کتاب سے اور اوس کے نبی کی حدیث مین ہی اور کیا کلام اللہ مین اوس کے قول کا ایک کلمہ وارد ہوا ہے جسکی وجہ سے یہہ کہتا ہی کہ اسمین نص وارد ہی اور نص تو وہی کلام ہے کہ جو قطعاً تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہی ابن تیمیہ کی مراد ہی اس لئے کہ اس نے تاویل کو غیر ظاہر قرار دیا ہے تاویل کا عطف ظاہر پر کرکے اور کلام اللہ مین اس لحاظ سے کونسی آیت اس بات مین اور اوسکی نفی پر قدح کرنے مین مبالغہ اور صاف طور سے بیان کردیا ہی خدا تعالے کیلئے حقیقتاً جہت فوق ہونیکا بلا ارادہ مجاز کے انتہی بڑی رغبت ہی خدا تعالے کے لئے جہت کے اثبات مین اور اوس کے نفی پر قدح کرنے مین مبالغہ اور اس نے صاف طور سے بیان کردیا ہے خدائے تعالے کے لئے حقیقتاً جہت فوق ہونے کو بلا ارادہ مجاز کے انتہی اور بیان سابق سے معلوم ہوچکا کہ عقیدہ اثبات جہت کا باطل ہے اور سنی و شیعہ اور اون کے کل ائمہ اوس کے خلاف پر ہین اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ تم بڑے گروہ کی اتباع کرو کہ جو اون سے جدا ہوا دوزخ کی آگ مین جا پڑا اور نیز فرمایا ہے جو شخص

فارق الجماعة قاتلوه فيجب على الموجودين في زماننا من الطائفتين ان لا يقبلوا ما اتى
به المؤلف في هذا الكتب اتباعاً لشيخيه بن تيمية ونشر المذهبه في الامة بل يردوه وينكروه
كل الانكار ولا يحسبوه من اخوانهم الاخيار واعوانهم والانصار فانه من انصار اهل البدعة
الذين مضوا قبله على هذه العقيدة ولو لم يكن من احبائهم لما نسج على منوالهم ولما طبق
قوله بأقوالهم وهم الهشامية اصحاب الهشامين هشام بن الحكم صاحب المقالة في التشبيه
وهشام بن سالم الجواليقي الذي نسج على منواله في التشبيه وكان هشام بن الحكم من متكلمي
الشيعة وجرت بينه وبين ابي الهذيل مناظرات في علم الكلام منها في التشبيه حكى بن الراوندي
عن هشام بن الحكم انه قال ان بين معبوده وبين الاجسام تشابها ما بوجه من الوجوه ولو
لا ذلك لا دلت عليه وحكى الكعبي عنه انه قال هو جسم ذو ابعاض له قدر من الاقدار
ولكن لا يشبه شيئاً من المخلوقات ولا يشبه شيء ونقل عنه انه قال هو سبعة اشبار
بشبر نفسه وانه في مكان مخصوص وجهة مخصوصة وانه يتحرك ويحركه فعله وليست من
مكان الى المكان وقال هو متناهٍ بالذات غير متناهٍ بالقدرة وحكى عنه ابو عيسى الوراق
انه قال ان الله تعالى مماس لعرشه لا يفضل منه شيء وقال هشام بن سالم انه تعالى
على صورة انسان اعلاه مجوف واسفله مصمت وهو نور اسود لكنه ليس بلحم ولا دم و
هذا هشام بن الحكم صاحب الغور في الاصول لا يجوز ان يغفل عن الزامه على المعتزلة
فان هذا الرجل وراء ما يلزمه على الخصم ودون ما يظهره من التشبيه وذلك
انه لزم العلاف فقال انك تقول الباري تعالى عالم بعلم وعلمه ذاته فيشارك المحدثات
في انه عالم بعلم ويباينها في انه علمه ذاته فيكون عالما لا كالعالمين فلم لا تقول انه جسم
لا كالاجسام وصورة لا كالصور وله قدر لا كالاقدار الى غير ذلك ومحمد بن نعمان الملقب

جماعت سے پس اس کو قتل کردو۔ پس ہمارے زمانہ کے موجودین سنی و شیعہ پر واجب ہے کہ جو کچھ مصنف اس کتاب مین لایا ہی باتباع ابن تیمیہ کے اور امت مرحومہ مین اوس کا مذہب پھیلانیکی غرض سے اوسکو قبول نکرین بلکہ اوسکو رد کرین اور پوری طرح سے اوسکا انکار کرین اور مصنف کو اپنی نیک بھاؤ مین سے نکالدین اور نہ اپنے اعوان و انصار مین سے اس لیے کہ مصنف اون بدعتیون کے انصار مین سے ہے جو اس عقیدہ پر گذری ہین اور اگر یہ اون کے قبیلہ مین نہ ہوتا تو اس طریقہ پر اپنی کتاب نہ لکھتا اور اپنا قول اون کے اقوال سے مطابق نہ کرتا اور بدعتی لوگ ہشامیہ ہین دو ہشام کی پیرو ایک ہشام بن حکم ہی جس نے تشبیہ مین مقالہ ایک کتاب تصنیف کی ہی اور دوسرا ہشام بن سالم جوالیقی ہی جو پہلے ہشام کے طرز پر چلا ہی تشبیہ کے باب مین اور ہشام بن حکم متکلمین شیعہ مین سے تھا اور اسمین ابوالہذیل مین سے مناظرے ہوئے ہین علم کلام مین انہین مناظرون مین سے ایک مناظرہ تشبیہ مین ہوا ہے ابن راوندی نے ہشام بن حکم سے حکایت کی ہی کہ اوس نے بیان بیان کیا ہی کہ اوس کے معبود اور اجسام مین ایک قسم کی مشابہت ہے اور اگر وہ مشابہت نہوتی تو اجسام اوسپر دلالت کرتے اور کعبی نے اوس سے روایت کی ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ معبود ایک جسم ہی کہ جس کے ابعاد ہین اور اوسکی ایک مقدار ہی مقادیر مین سے ولیکن وہ مخلوقات مین سے کسی کے مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی شی اوس کے مشابہ ہی اور اوس سے منقول ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ اپنی نفس کی بالشت سے سات بالشت کا ہی اور وہ خاص جگہ مین ہی اور خاص جہت مین اور وہ حرکت کرتا ہی اور اوسکی حرکت اوس کا فعل ہی اور اوسکی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہین ہی اور کہا ہی کہ وہ باعتبار اپنی ذات کے محدود ہی اور باعتبار اپنی قدرت کے غیر محدود ہی اور ابواسحق وراق نے اوس سے نقل کیا ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ تعالے اپنے عرش سے ملا ہوا ہی کہ عرش کا اوس سے چھوٹا ہوا نہین ہی اور ہشام بن سالم نے کہا ہی کہ اللہ تعالے آدمی کی صورت پر ہے اوپر کا حصہ اوس کا خولدار ہی اور نیچے کا حصہ ٹھوس ہی اور وہ سیاہ نور ہی لیکن وہ گوشت اور خون نہین ہی اور یہ ہشام بن حکم کہ جس نے اصول مین غور ایک کتاب لکھا ہی اسنے جو الزامات معتزلہ پر وارد کئی ہین یاد رکھنے کے لایق ہین اس لیے کہ یہ شخص دشمن کو الزام دینے مین بلند پرواز ہے اور تشبیہ کے پیچھے پڑا ہوا ہی اور اس کا بیان یہ ہے کہ اسنے خلاف کو الزام دیا کہ تو کہتا ہی کہ خدا تعالے عالم ہی ساتھ صفت علم کی اور اوسکا علم عین ذات ہی پس تو نے پیروون کی وہ شریک ہوگیا اس صفت مین کہ وہ عالم ہے ساتھ صفت علم کے اور اون کے مخالف ہوا اس امر مین کہ اوس کا علم اوس کی ذات کا عین ہی پس وہ عالم ہوگا نہ مثل اور علما کے پس تو کیون نہین کہتا ہے کہ وہ جسم ہے نہ مثل اجسام کے اور صورت ہے نہ مثل اور صورتون کی اور اوس کے واسطے مقدار ہی نہ مثل اور مقادیر کے اسی طرح پر ہین اور صفات اوس کے وہ محمد بن نعمان جسکا لقب

بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مومن الطاق وافق هشام بن الحكم فان الله تعالى
نور على صورة انسان وابى ان يكون جسما لكنه قال قد ورد في الخبر ان الله خلق ادم
على صورته وعلى صورة الرحمن فلا بد من تصديق الخبر ويحكى عن مقاتل بن سليمان
مثل هذه المقالة في الصورة وكذلك يحكى عن داود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهما
ممن اغلب الحديث الله تعالى في صورة واعضاء ويحكى عن داود الجواربي انه قال
واعفوني عن الفرج واللحية واسئلوني عما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت
ذلك ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين زعم ان الملئكة تحمل العرش والعرش
يحمل الرب تعالى اذ قد ورد في الخبر ان الملئكة ياطاحيانا من وطاءة عظمة الله تعالى
على العرش كذا في الملل للشهرستاني ومنهم محمد الكرام السجستاني شيخ الكرامية سقط
الحديث على بدعة قال ابن حبان خذل حتى التقط من المذاهب اردأها ومن الاحاديث
اوهاها وايضا قال جعل محمد بن كرام الايمان قولا بلا معرفة وقال بن كرام الايمان قول
باللسان ومن اعتقد الكفر بقلبه فهو مومن ومن بدع الكرامية قولهم في المعبود تعالى
انه جسم لا كالاجسام وقد سفت اخبار بن كرام في تاريخي الكبير وله اتباع ومريدون
وقد سجن بنيسابور لاجل بدعته ثمانية اعوام ثم اخرج وسار الى بيت المقدس ومات
بالشام في سنة خمس وخمسين ومائتين وعكف اصحابه على قبره مدة كما في الميزان
الاعتدال للذهبي قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحه (٣٠) هذه اقوال المحدثين
سيما قول الامام الطحاوي والبيهقي من اهل الرواية والدراية والمحققين من الفقهاء
والمحدثين والمتكلمين والصوفية وغيرهم اول دليل على انه تعالى منزه عن الجهة باتفاق
اهل السنة وخالفت في ذلك المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا

شیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین ہشام بن حکم کے موافق ہوگیا ہے اس عقیدہ مین
کہ اللہ تعالے نور ہے آدمی کی شکل مین اور وہ خدا کے لئے بدن ہونے کا انکار کرتا ہے لیکن اوس نے
کہا ہے کہ خبر مین وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا اور یون بھی وارد ہوا ہے
کہ رحمن کی شکل پیدا کیا اور ایسا ہی منقول ہے داؤد جوارببی و نعیم بن حماد مصری اور دوسرے محدثون سے
کہ اللہ تعالے صورت و اعضا رکھتا ہے اور داؤد جواربی سے منقول ہے کہ تم مجھکو فرج اور ڈاڑھی کے
سوال سے معاف رکھو اور اس کے سوا جو چاہے سوال کرو اس لئے احادیث مین اس کا ثبوت موجود ہے
اور یونس بن عبدالرحمن قمی نے (جو آل یقطین کا آزاد کردہ غلام تھا) کہا ہے کہ فرشتے عرش کو اٹھائے
ہوئے ہین اور عرش پروردگار کو اٹھائے ہوئے ہے اس لئے کہ حدیث مین آگیا ہے کہ فرشتے کبھی کبھی تھک
جاتے ہین عرش پر اللہ تعالی کی عظمت کا بوجھ پڑنے سے اسی طرح ہے ملل و نحل شہرستانی مین اور
اور اونہین بدعتیون مین سے ہے محمد بن کرام سجستانی کرامیہ کا شیخ کہ جسکی حدیث متروک ہے بدعتی ہونیکی
وجہ سے ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ شخص رسوا ہوا یہان تک کہ مذہبون مین سے زیادہ ردی مذہب کو
اسنے اختیار کیا ہے اور حدیثون مین زیادہ وہی حدیثون پر عامل ہوا اور نیز کہا ہے کہ ابن کرام نے
کہا ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار کرنے کا نام ہے اور جو دل مین کفر کا اعتقاد رکھے مومن ہے اور کرامیہ
کی بدعتیون مین اونکا یہ قول ہے کہ حق تعالی کا بدن ہے نہ اور بدنون کی طرح اور مین نے ابن کرام کی حدیثون کو
اپنی تاریخ کبیر مین بیان کیا ہے اور اوس کے بہت سے پیرو اور مرید ہین اور نیشاپور مین اپنی بدعت کیوجہ سے
آٹھ برس تک وہ قید رہا پھر وہان سے رہا ہوکر بیت المقدس کی طرف چلا گیا اور ۲۵۵ھ مین ملک شام مین مر گیا اور اس کے
اصحاب مدت تک اوس کی قبر پر جمع رہے جیسا کہ ذہبی کی میزان الاعتدال مین مذکور ہی مفتی محمد سعید صاحب تنبیہ کے صفحہ ۳۰ مین لکھا ہی کہ محدثین خاصکر
کہ امام بخاری و مسلم کہ اس روایت و درایت سے ہین اور محققین فقہا متکلمین اہل صوفیہ اکرم غیر ہم کی یہ اقوال مذکورہ بہت بڑی دلیل ہین اس پر کہ اللہ تعالی
جہت سے پاک ہی تمام اہل سنت کے نزدیک اور رسالہ مین مشبہہ نے اہل سنت کا خلاف کیا ہی جہت فوقی کا ساتھ پروردگار کو انہون نے باتفاق خاص کر کیا پھر اسپر وہ مختلف ہوئے

فيما بينهم فمن هب ابو عبد الله محمد بن كرام الى ان كونه في الجهة ككون الاجسام فيها
قال وهو مماس للصفحة العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات و
عليه اليهود حتى قالوا العرش يأط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش
من كل جهت اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذٍ للعرش غير مماس له فقيل بمسافة
متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه في الجهت ككون الاجسام في الجهة
يعني انه ينفي عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا اسم الجنس كذا في المواقف ومنهم
ابن تيمية واصحابه من الوهابية حيث حكي عن ابن تيمية انه قال في بعض تصانيفه انه
لا فرق عند بداهة العقل بين ان يقال هو معدوم او مرفوع لبتة في جميع الامكنة فلم
اجده فلو لم يكن ذاته تعالى في مكان اصلا يلزم ان يكون معدوما وما اورده صاحب
مظهر النور بانه هذا قياس مولف من مقدمات ما هو مالوف بها من احكام المحسوسات المادية
الجسمانية ثم قاس عليها من هو منزه متعال عن الكل وقد نقل عنه انه يقول بتجدد فرد
من افراد العرش على سبيل التعاقب لان الله تعالى عند مكاني ازلي فلزمه ان يقول بان
العرش لا يزال اذا اندرس واحد منه يضع اخر لجلوسه تعالى الله عما يكون الجلوس
على العرش الجديد يوم النيروز او يوم العيد وامثال ذلك كذا في مظهر النور والمنار
من الدين الاوهن بادي ومنها انه تمسك لاثبات مذهبه من اثبات الجهت والاستقرار
على العرش وغيره بالاسرائيليات التي رواها اليهود والنصارى عن التوراة والانجيل
وغيرهما وادعى انهما موجودة الان والقران الكريم يصدقهما كما قال في صفحة (٢٠٢) وليعلم ان
ان العبارات التي ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل يوجد بعضها الى الان
في التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة في مواضع

پس ابو عبداللہ محمد بن کرام اس طرف گیا ہے کہ اللہ کا جہت علو میں ہونا مثل اور اجسام علویہ کے اور کہا ہے کہ وہ عرش کے فوقانی سطح سے ملا ہوا ہے اور اوس کے حق میں حرکت کرنا اور تبدل مکانی اور جہت کا تبدل جائز ہے اور اسی باطل عقیدہ پر یہود ہیں یہانتک کہ انہوں نے کہا ہے کہ عرش لچکتا ہے پروردگار کے نیچے جیسا کہ نیا کجاوہ اونٹ پر لچکتا ہے اور یہ کہ خدا عرش کے ہر جانب میں بقدر چار انگشت بڑا ہوا ہے اور اونہیں سے بعض نے کہا ہے کہ خدا عرش کے محاذی ہے عرش سے ملا ہوا نہیں ہے پھر بعض نے عرش سے محدود مسافت کے فاصلہ پر ہے اور بعض نے کہا غیر محدود فاصلہ پر ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ اوس کا جہت علو میں ہونا اور اجسام علویہ کی طرح سے نہیں ہے یہہ قائل حمل صفات اجسام پروردگار سے نفی کرتا ہے یہانتک کہ نہیں چھوڑتا ہے سوائے اسم جنس یعنے لفظ جسم کے ایسا ہی ہے مواقف میں اور شبہہ میں سے ہی ابن تیمیہ اور اوس کے اصحاب ہیں جو وہابیہ کہلاتے ہیں اس لئے کہ ابن تیمیہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جس کو اوس نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ بداہت عقل کے نزدیک کچھ فرق نہیں ہے اسمیں کہ کہا جائے کہ خدا معدوم ہے یا اوس کو مینے سب جگہ تلاش کیا پر اوس کا پتا نہ ملا پس اگر ذات الٰہی کسی مکان میں بالکلیہ نہ ہو تو اوس کا معدوم ہونا لازم آئے اور اس کو مظہر النور کے مصنف نے رد کر دیا ہے کہ بایں طور کہ یہہ ایک ایسا قیاس ہے کہ ترکیب دیا گیا ہے اون مقدمات وہمیہ سے جنکے ساتھ ابن تیمیہ کو الفت ہے یعنے محسوسات مادیہ جسمانیہ کے احکام پر اُسنے قیاس کیا ہے اوس ذات پاک کو جو منزہ و برتر ہے تمام اشیا سے اور ابن تیمیہ سے یہہ بھی منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عرش کے افراد ایکے بعد دیگرے بدلتے رہتے ہیں اور یہہ اسوجہ سے کہا ہے کہ اللہ (ج) اوس کے نزدیک کلیتی الذاتی ہے پس اوسکو لازم آیا قابل ہونا اس امر کا کہ ایک عرش جب کہنا ہو جاتا ہے تو دوسرا عرش پروردگار کی جلوس کے لئے بنایا جاتا ہے اور خلو عرش پر جلوس نو دوزیا بعید کر دن ہونا ہوگا اسی قبیل کے اور یہی اقوال ابن تیمیہ نے بکے ہیں جیسا کہ مظہر النور میں مولانا قمر الدین اورنگ آبادی قدس سرہ نے بیان کر دیے ہیں۔ اور انہیں مقامات میں سے ہے یہہ کہ مصنف نے اثبات جہت و عرش پر بیٹھنے وغیرہ عقاید باطلہ کو ثابت کرنیمیں دستاویز بنایا ہے اون احادیث واہیہ کو کہ جنکو یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل وغیرہ سے روایت کیا ہے اور دعوے کیا ہے کہ کتب سابقہ ہنوز موجود ہیں اور قرآن کریم موجودہ کتب سابقہ کی صداقت بیان کرتا ہے جیسا کہ صفحہ (۲۰۲) میں کہا ہے (اور جاننا چاہئے کہ جن عبارتوں کو حدیث کی کتابوں اور تورات و انجیل سے نقل کرتے ہیں بعض انکی تورات اور زبور و انجیل صحاح سر لیا میں ہنوز موجود ہیں اور اون کے الفاظ

[illegible] وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة فيحتمل ان اليهود والنصارى اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التي اقرها المفسرون من النصارى ويحتمل ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى على نبينا وعليه الصلوة والسلام واحاديث انبياء بني اسرائيل انتهى وقال في اخر هذه الصفحة وكذلك النصارى يطلقون لفظ الانجيل على الاناجيل الاربعة التي جمعها متى ويوحنا ومرقس فيها كلام الله انتهى ثم قال في صفحة ٢٠٦ وفرقة خرى يدعون ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها فقدت من الدنيا انتهى ثم اثنى على هذه الفرقة في اخر هذه الصفحة وقوله فهؤلاء يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون في شان الكتب المنزلة بكلمات تفسر منها جلود المؤمنين فان احتاط في تكفيرهم لاقرارهم باصل هذه الكتب وانكارهم فقد ابعد فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعاذنا الله من شرور [illegible] علم من هذه العبارات علة دعاوى الاول ان الكتب السابقة موجودة الى الآن الثاني ان القرآن يصدق هذه الموجودة الثالث ان في اهل الكتب مفسرين ومحدثين الرابع ان من ينكر وجود الكتب المنزلة الآن فهو مبتدع قريب الى الكفر وهذه الدعاوى كلها باطلة قال صاحب قوت القلوب في الجلد الثاني منه في صفحة (١٣٠) ومما فضل الله تعالى به هذه الامة على سائر الامم وخصهم بثلثة اشياء بقية الاسناد فيهم باسره خلف عن سلف متصلا الى نبينا صلى الله عليه وسلم بما خلا من علمائنا وانما كانوا فيهم ينسخون الصحف كلما اختلفت صحيفة جددت فكان ذلك اثر العلم فيهم والثانية حفظ كتب الله المنزل عن ظهر غيب وانما كانوا يقرؤن كتبهم نظرا ولم يحفظ جميع كتب انزل الله تعالى قط غير كتابنا الا ما الهمه الله تعالى العزيز من التوراة بعد ان بخت نصر حرق جميعها عند احراقه بيت المقدس ولذلك قال

مختلف مقامات مین متفرق ہوگئے ہین اور بہت سے الفاظ اون عبارات کے اِن کتب موجودہ مین اب مفقود ہین پس احتمال
ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی عادت مشہورہ کے مطابق اون الفاظ کو نکال ڈالا ہو جیسا کہ نصاریٰ کے مفسرین نے اسکا
اقرار کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ عبارتین حضرت موسیٰ کی احادیث کی کتابون سے اور نیز انبیاے بنی اسرائیل کی
کتابون سے نقل کی گئی ہون انتہیٰ پھر صفحہ (۳۰۶) مین لکھا کہ (اور دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ تورات و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے
مفقود ہوگئی ہین انتہیٰ ف اس فرقہ سے محققین علماے اسلام کی جماعت مراد ہے۔ پھر اس فرقہ پر اُسی صفحہ کے آخر مین اسطرح سے
فتوے دیا پس یہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جن سے مومنون کے
رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی شخص احتیاط کرے اسوجہ سے کہ یہ لوگ کتابونکی اصلیت کا اقرار کرتے ہین
اور اون کے گم ہوجانے کا اعتقاد رکھتے ہین پس اس مین تو شک نہین ہے کہ یہ لوگ بہت بڑے بدعت کے مرتکب ہین جس کی وجہ سے
کفر کے قریب پہونچ گئے ہین ہم کو پناہ مین رکھے خدا اون کی شرارتون سے انتہیٰ ان عبارتون سے مصنف کے چند دعوے معلوم ہوئے
اول یہ کہ کتب سابقہ بتمامہا موجود ہین دوم یہ کہ قرآن ان موجودہ کتب کے کو مانتا ہے سوم یہ کہ اہل کتاب مین مفسرین و محرف
ہوتے ہین چہارم یہ کہ جو شخص کتب سابقہ کے موجود ہونیکا انکار کرے وہ بدعتی ہے کہ کافر ہونیکے قریب ہے اور یہ تمام دعوے باطل ہین
قوت القلوب کے مصنف نے اوسکی جلد ثانی کے صفحہ (۱۳۰) مین لکھا ہے (اور ان امور مین سے کہ جنکی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس امت کو
باقی تمام امتون پر فضیلت بخشی ہے اور اسی امت کو اونکے ساتھ خاص کیا ہے تین چیزین ہین ایک اس امت مین اسناد کا باقی رکھنا ہے
بالکلیہ سلف سے لیکر خلف تک کہ متصل ہے ہمارے نبی صلعم تک ہمارے علما کے سوا دوسرے مین یہ بات نہین ہے اگلی امتون مین صرف
یہ بات تھی کہ صحیفون کو لکھہ رکھتے تھے جبوہ پرانے و بوسیدہ ہوجاتے دوسرا صحیفہ لکھہ کر تیار کرلیتے پس یہی طریقہ علم کے نقل کا اونمین
تھا اور دوسرا امر اس امت مین قرآن شریف کو برزبان کرلینا ہے اور اگلی امتین اپنی کتابون کو صرف ناظرہ تلاوت
کرتی تھین اور کوئی کتاب آسمانی بتمامہا کبھی حفظ نہین کی گئی ہماری کتاب یعنے قرآن کے سوا مگر
توریت جس کو خدا تعالےٰ نے حضرت عزیر پر الہام کیا تھا یعنی تورات بعد اس کے بخت نصر نے تورات کے کل نسخون کو
جلا دیا تھا جبکہ اوسنے بیت المقدس کو جلا دیا تھا اور اسی سبب سے یہود کے ایک گروہ نے کہا ہے

سبطه من اليهود انه ابن الله عز عن ذلك علوا كبير الملخصه به وافرده من حفظ جميع التورية
والثالث كل مومن من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من
رايه وعلمه مع حدوث سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس انتهى فعلم منه ان بقية الاسناد خصيصة لنا
لا لغيرنا فلما لم يكن ذريعة بقاء العلم التي هي رواية الاسناد موجودة في غيرنا فكيف يذعن
ببقاء العلم للغير فيهم وايضا وقعت فيهم حوادث عظيمه في زمن بخت نصر صربت
فيها اعناقهم واحرقت كتبهم واوراقهم حتى صارت كانها لم تكن شيئا مذكورا فكيف
يستيقن ان هذه الموجودة في ايدي النصارى واليهود التي اثنى عليها المصنف وبين اوصافها
كذا وكذا هي المنزلة من الله ويوئده ما نقل صاحب عقائد الاسلام من علماء الاعلام
وقد صرح به الامام القرطبي في الاعلام والامام الزرقاني وغيره جميع علماء الاسلام
حتى صارت هذه المسئلة مما اتفقت عليه الامة لسيد الانس والجن وسياتي بيانها
في مقامها انشاء الله تعالى فعلم ان حكم الابتداع والتفسيق على منكري الكتب الموجودة
منه ليس بصحيح ومنها ان المصنف لما راى بين عقيدة الجهة والاستقرار على العرش
مخالفه صريحه لعقيدة العينية والوحدة مذهب الى ابطال العينية وشمر ذيله لتكفير
ارباب وحدة الوجود وافترى على شيخ المعرفة واصحابه بانهم موافقون له في اثبات
الجهة وبينونة وجود الخلق عن الخالق حيث قال في صفحه (٦٣) واما قول الملاحدة
من ائمة الاماترى فانكار لوجود الحق سبحانه تعالى علما لانهم يقولون العالم كله
هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها
موجود ولا شك ان قيله العينية بهذه المعنى كفر صريح بل اشد كفرا اذ ليس كافر ولا مشرك

عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور اللہ اون کے اس قول سے بہت پاک ہے یہہ زعم یہود کو اسوجہ سے ہوا کہ حفظ تورات کے ساتھہ اللہ نے
عزیر علیہ السلام ہی کو خاص و متفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے اس امت کے ہر مسلمان سے مسئلہ ایمان مین سوال کیا جاتا ہے اور
اس کا قول سنا جاتا ہے اور اوس کی رائے عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کم سن ہو اور اگلی امتین صرف احبار و قسیسین
و رہبانون سے علم کو دریافت کرتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ اسناد باقی رکہنا
ہمارا ہی خاصہ ہے نہ ہمارے غیر کا پہر اہل کتاب مین علم کے باقی رہنے کا اعتقاد کیونکر کیا جائے اور نیز نخبت نصر کے
زمانہ مین اور پہر بڑے بڑے حادثے برپا ہوئے ہین کہ جن مین اون کی گردنین ماری گئی اور اونکی کتابین اور اوراق
جلائے گئے یہان تک کہ گویا اون کتابون کا وجود ہی نہ تہا پہر کیونکر یقین کر لیا جائے کہ یہہ کتابین جو یہود و نصاریٰ
کے ہاتہون مین موجود ہین اور جن کی مصنف نے تعریف کی ہے اور جنان و جنین اون کے اوصاف بیان کئے ہین
وہی کتابین ہین جو خدا کے پاس سے نازل کی گئی تہی اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ کلام جسکو عقاید الاسلام کے مصنف نے
نقل کیا ہے زبردست علماے اور امام قرطبی نے اعلام مین اور امام رازی وغیرہ تمام علمائے اسلام نے اسکی صراحت
کر دی ہے یہان تک کہ یہہ مسئلہ حضرت سید انس و جان صلعم کی امت مین متفق علیہا ہو گیا ہے اور اس کا بیان عنقریب
اس کے مقام مین آئیگا پس معلوم ہوا کہ کتب موجودہ کے انکار کرنے والونپر بدعتی و فاسق ہونے کا فتوے دینا
صحیح نہین ہے اور اون مواقع مین سے یہہ ہے کہ مصنف نے جبکہ جہت و عرش پر ہونے مین اور عینیہ وجود حق
صریح مخالفت دیکہی پس عینیت کے باطل کرنیکی طرف قدم بڑہایا اور وحدت وجود کے قائلین کو کافر کہنے پر آمادہ ہوا
اور معرفت کے شیخ (محی الدین بن العربی) اور اون کے اصحاب پہ افترا پردازی کہ یہہ لوگ اثبات جہت اور وجود حق
کے مخلوق سے بائن ہونے مین مصنف کے موافق تھے چنانچہ صفحہ (۶۴) مین لکہا ہے (اور لیکن ملحدون کا یہہ قول کہ
نہین ہے مگر جو کچہ تو دیکہہ رہا ہے پس یہہ انکار ہے حق تعالے کے علیحدہ موجود ہونیکا الی اسطیکہ یہہ لوگ کہتے ہین
کہ عالم تمامہ اللہ ہی اور اوس کا غیر کوئی شے اوس کے ساتہہ خارج مین موجود نہین ہے جسطرح کلی طبعی اور اسکے جزئیات ہین کہ غیر اونکا
موجود نہین ہے اور اوس مین شک نہین ہے کہ عینیت کا قول کرنا اسمعنی کیساتہہ کہلا کفر ہے بلکہ بدتر ہے کفر سے اسلئے کہ کوئی کافر معترف

یعنی وجود الحق علی حدة عز وتعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا انتهی وقال فی صفحه (۶۲) وقد
اکثر الشیخ وغیره من اهل المعرفة السالفة والخلفة فی تصانیفهم من ذکر مثال ظل
الانسان وعکسه فی المرأة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله علی عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعکسه انتهی فتقول بتوفیق الله وعونه ان
اهل الاسلام فی مسئله وجود الحق تعالی علی ثلثة انحاء ایجادیة وشهودیة ووجودیة
فالاولون ذهبوا الی غیریة وجود الحق تعالی عن وجود الخلق والنسبة بینهما عندهم
کالکلال والکوزة والشهودیة وهم اصحاب الظل والعکس قالون بان وجود الحق
اصل ووجود الخلق ظله وعکسه وعلی قول هذه الطائفة لایتاتی الحمل بالمواطاة
ولا یقال هما اوست بل یقال هما ازوست والوجودیة ارباب العینیة والوحدة یقولون
ان الوجود هو الله ولا وجود غیر الله فالموجود هو الله والله هو الموجود وعندهم
یصح الحمل بالمواطاة ویقال هما اوست کما قال عارف بالله المرزا مظهر جانجانان
فی المکتوبات الثالث من مکتوباته بالفارسیة بدانکه نسبت در لغت عرب عبارتست
از علاقه بین الطرفین ودر اصطلاح صوفیه مراد از علاقه ایست که خالق جل مجده وخلق واقع ست ومتکلمین تعبیر
از ان نسبت بصانعیت ومصنوعیت میکنند چون نسبت کلال باکوزه از کتاب وسنت همین معلوم می شود و
صوفیه اگر وجودیه اند تعبیر از ان نسبت بظهور وحدت در کثرت میکنند مثل ظهور آب در صور موج وحباب
ومیگویند که این کثرت اعتباری مزاحم وحدت حقیقی ما مطلق نیست وحاصل این تعبیر اثبات عینیت
خلق ست باحق واین معنی را بتاویلات وتمثیلات شروع ومعقول می سازند واگر شهودیه اند نسبت
ظل باصل چون نسبت اضواء منبسطه بشمس یا شمس میفرمایند وظل اینجا بمعنی تجلی ست یعنی ظهور شئ
در مرتبه ثانیه واین کثرت ظلی نیز مخل وحدت حقیقی شمس نمی تواند شد این قدر فرق ست میان این تعبیر

اللہ تعالے علیحدہ وجود کا منکر نہین ہے برتر ہے خدا ان ظالمون کے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور صفحہ ۲۱
مین لکھا ہے اور محقق شیخ محی الدین عربی اور دوسرے بعض عارفون نے اپنی کتابون مین انسان کے سایے
اور آئینہ مین اوس کے عکس کی مثال کو اکثر بیان کیا ہے پس ان بزرگون کا قول علماے سلف کے قول
موافق ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہی اس لیے کہ انسان اپنے سایے اور عکس سے جدا
انتہی اب ہم اللہ کی توفیق اعدا و سکی مدد سے کہتے ہین کہ تمام مسلمان وجود حق کے مسئلہ مین تین قسم پر ہے ایک وجودیہ
وشہودیہ دوسرے وجودیہ پس ایکجا دیہ قائل ہین کہ وجود حق غیر ہے وجود خلق کا اور نسبت ان دونون وجود مین اوس کے
نزدیک کوزہ گر اور کوزہ کی ہے اور شہودیہ اور یہی لوگ ظل عکس کی مثال دینے والے ہین قائل ہین کہ وجود حق اصل
ہے اور وجود خلق اوس کا ظل و عکس ہے اور اس کوزہ کے قول پر حمل بالمواطاۃ درست نہین ہے پس نہ کہا جائیگا کہ
سب حق ہی ہے بلکہ کہا جائیگا کہ سب اوس سے ہین اور وجودیہ کی عینیت اور وحدت وجود کا قول کرتے ہین اون کا قول
یہہ ہے کہ وجود اللہ ہی ہے اور کوئی وجود اللہ کا غیر نہین ہے پس موجود اللہ ہی ہے اور اللہ ہی موجود ہے اور اون کے
مذہب پر حمل بالمواطاۃ درست ہے اور کہا جاتا ہے کہ سب اللہ ہی ہے جیسا کہ عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جانان
نے اپنی مکتوبات کے تیسرے مکتوب مین فارسی عبارت مین فرمایا ہے (جاننا چاہیے کہ نسبت عربی زبان مین
دو چیزون مین علاقہ سے عبارت ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عبارت ہے اوس علاقہ سے کہ خالق جل مجدہ اور
اوس کی مخلوق کے درمیان واقع ہے اور علم کلام والے اوس نسبت کی تعبیر صانعیت و مصنوعیت کیساتھ
کرتے ہین جیسے کوزہ گر کو کوزہ سے نسبت ہے اور کتاب و سنت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور صوفیہ
اگر وجودیہ ہین اوس نسبت کی تعبیر کثرت مین وحدت کے ظاہر ہونیکے ساتھ کرتے ہین جسطرح کہ پانی موج و جھاگ کی صورت مین ظاہر
اور کہتے ہین کہ یہہ اعتباری کثرت مطلق پانی کی وحدت حقیقی کو دور نہین کرتی ہاں اس تعبیر خاصہ خلق کی عین ہونیکا ثابت کرنا حق کے ساتھ
اور اس معنی کو تاویلون اور مثالون سے شرع و عقول کرتے ہین اور اگر شہودیہ ہین اصل و ظل کی نسبت سے تعبیر کرتے ہین جیسا کہ آفتاب کی روشنی
اور دھوپ کو آفتاب سے نسبت ہے اور ظل کے معنی یہہ ہین کہ شی کی عین شی کا ظاہر ہونا دوسرے مرتبہ مین اور یہہ کثرت ظلی ہی آفتاب کی وحدت حقیقی مین ظلال ہونے سے

اول وثانی که هر دو ظل را حقیقتے دیگر غیر از اصل دانست همان اصل در مرتبهٔ ثانی ظهور کرده خود را ظل وانموده است
اما جمل و اطاله یکے بر دیگرے ایجاب صحیح نمیدهد و در صورت امواج و دریا صحیح ست پس شهود و یا ازین تعبیر متوجه
اثبات غیریت میکنند بطوریکه در توحید وجود حقیقی خلل نکند و ایشانی را از کتاب و سنت بآسانی توان استنباط
کرد و انتهی فعلم ان الصوفیة وجودیة کانت او شهودیة کلهم متفقون فی مسئلة الوحدة
غیر قائلین بالمبائنة کما فهمه المصنف من مثال الظل والعکس غایة ما فی الباب ان الشهودیة
منهم قایلون بالمغائرة الاعتباریة من وجه بحیث لا یخل بالوحدة الحقیقة اصلا
وابین المغائرة الاعتباریة من المبائنة الحقیقة فنسبته المبائنة الحقیقة الیهم سیما الی
شیخ المعرفة وهو امام الوجودیة عجیب جدا ولما تمهد هذا فاقول ان الشیخ محی الدین
بن عربی قدس الله سرة العزیز من الوجودیه بل هو امامهم فی هذا الباب کما قال
صاحب جواهر الحقایق فی صفحه (۸۷) شیخ محی الدین بن عربی بحر حقایق است کمالات وے
از مصنفات وے خصوصاً فصوص و فتوحات ہویدا است متقدمان وے ہر چند در علیات سکر سخنان
توحید و اتحاد باشارات و رموز انا الحق سبحانی گفته اند اما ہیچ یکے ازین طائفه پیش از شیخ بتفصیل ان پرداخته
و وجه اتحاد را باین نہج بیان نکرده و باین علوم و اسرار زبان نکشاده است اوست که سخن معرفت و
عرفان بنیاد نهاده است و شرح و بسط داده اوست که از توحید و اتحاد و تفصیل آن سخن گفته و منشار تعدد و
تکثر را بیان فرموده است و اوست که بیرون خانه علم ظهوری اثبات نکرده و در ماورای مجالی و مظاہر
شہود و مشاہده و رویت تجویز ننموده است و اوست که وجود را بالکل بحق سبحانه داده و عالم موہوم
و متخیل ساخته است و اوست که عالم را عین حق دانسته است و متاخرین وے از برکات و استفاضه نموده و
از معارف وے خط وافر گرفته اند و حکم عیال وے دارند پس شیخ برہان متقدمان و صحبت متاخران ست
جزاه الله سبحانه عنا جزاء الخیر و قدوه قائلان وحدت وجود ست بسیارے از فقہاء و علماء ظاہر در وے طعن کرده اند

پہلی اور دوسری تعبیر مین اسی قدر فرق ہی کہ اگرچہ سایہ کی کوئی حقیقت اپنی اصل کے سوا نہین ہی اوسی اصل نے دوسرے مرتبہ مین ظاہر ہوکر اپنے سائے کو ظاہر کیا ہے لیکن حمل مواطات ایک کا دوسرے پر اس قول پر صحیح نہین ہی اور موج و دریا کی صورتین صحیح ہے پس شہودیہ اس تعبیر سے ایک طرح کی غیریت ثابت کرتے ہین ایسی طور پر کہ وجود حقیقی کی توحید مین خلل انداز نہو اور اسمعنی کو کتاب و سنت سے بآسانی ثابت کرنا ممکن ہی انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیہ وجودیہ ہون یا شہودیہ وحدت وجود کے مسئلہ مین متفق ہین اور مبائن ہونیکے قائل نہین ہین جیسا کہ مصنف نے ظل و عکس کی مثال سے سمجھ لیا ہے غایت یہہ ہے کہ شہودیہ ایک قسم کی مغائرت اعتباری کے قایل ہین اس طرح پر کہ وحدت حقیقیہ مین اصلا خلل انداز نہین ہے اور اعتباری مغائرت کو حقیقی مبائنت سے کیا نسبت ہے پس مبائنت حقیقی کی نسبت کرنا صوفیہ کے طرف خصوصًا معرفت کے شیخ (محی الدین بن العربی) کے طرف وہ وجودیہ کے امام ہین قطعًا عجیب ہے اور جبکہ یہہ مقدمہ ثابت ہوچکا تو ہم کہتے ہین کہ شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز وجودیہ مین سے ہین بلکہ وہ اسباب مین وجودیہ کے امام ہین چنانچہ جواہر الحقایق کے مصنف نے صفحہ (۸۰) مین لکھا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی حقایق کے دریا ہین اون کے کمالات اونکی کتابون سے خاصکر اونکی فصوص اور فتوحات سے روشن ہین اون کے پہلون نے اگرچہ سکر کے غلبہ مین توحید و اتحاد کی باتین انا الحق و سبحانی کے رموز و اشارات ہین کہے ہین لیکن کوئی شخص اس گروہ مین سے شیخ سے پیشتر اوس کی تفصیل مین مشغول نہین ہوا اور اتحاد وجہ کو شیخ کے مانند بیان نہین کیا اور ان علوم و اسرار مین زبان نہین کھولی اوسی نے معرفت و عرفان کے مسئلہ کی بنیاد قایم کی اور اوسکو اچھی طرح بیان بسط کے ساتھ بیان کیا اوس نے توحید و اتحاد اور اوسکی تفصیل مین کلام کیا اور تعدد و تکثر کا منشا بیان کیا اور اوسنے خانہ علم کی باہر کسی طہور کا اثبات جائز نہین رکھا اور مجالی و مظاہر کے ماسوا مین شہود و مشاہدہ و رویت کو ناجائز کہا اور اوسی نے وجود کو بالکل حق سبحانہ مین منحصر کردیا اور عالم کو محض موہوم اور خیالی قرار دیا اور اوسی نے عالم کو عین حق جانا اور اوس کے پہلون نے اوسکی برکات سے فیض پایا اور اوسکی معارف سے کامل حصہ لیا اور اوس کے عیال مین داخل ہوئے پس شیخ پہلون کے برہان اور پہلون کی حجت ہی اللہ پاک اوسکو ہمارے طرف سے اچھا بدلا دے وحدت وجود کے قائلین کا وہ پیشوا ہی پرست سے ملانون اور ظاہر کے علما نے اوس پر طعن کیا ہے

فعلم من هذا التحقيق ان ما نسبه المصنف الى الشيخ من مثال الظل والعكس ليس
على التحقيق لانه تصوير لمذهب الشهوديين والشيخ من الوجودية فكيف يصح هذا
المثال على قوله وايضا نسبة البينونة والاستقرار اليه افتراء عظيم عليه حاشاه عن
ذلك اما بيان مسئلة العينية على وجه الاجمال بحيث ينكشف حقيقة الحال فقول
توفيق الله تعالى وعونه ان حقيقة الحق سبحانه عند الوجودية هو الوجود المطلق فليست
شيئا سواه والوجود هي تلك الحقيقة فليس هو شيئا غيرها وتلك الحقيقة هو الوجود
فليست هي غير وجود اصلا والموجود هي تلك الحقيقة فلا وجود ما عداها كذا في
مظهر النور وان حقيقة كل شيء عندهم هي الحقيقة الحق مع اعتبارها من الاعتبارات
اللازمة لها المقتضية للآثار والاحكام فيلزم سراية الحقيقة في الحقايق كلها
وهي يستلزم تحقق جميع الاعتبارات في كل واحدة حقيقة لكونها لازمة لها وهو يترتب
الآثار والاحكام منها لاجل كونها مقتضيات الاعتبارات ولهذا زعم القوم
باندراج كل شيء وترتب اثار جميع الاشياء على كل شيء الان اصحاب الكمون
والبروز خصوا الاندراج بالاجسام والصوفية عموا في جميع الحقايق كلها وكثرة
الحقايق حقيقة عند اصحاب الكمون اعتبارية عند الصوفية كذا في مظهر النور وقال
الشيخ قدس سره ان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة ولخطاء انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بذات واحدة قيومة لها ليثبت حقيقة غير حقيقة الحق سبحانه
على سبيل الاستقلال قالت الصوفية حقايق العالم كلها اعراض مجتمعة بعضها الى البعض
وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيومة فانك لو فصلت حقيقة
الانسان وجملة ما لم تجد فيها الا اعراضا متعددة من النطق والحس والحركة

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف نے ظل و عکس کی مثال لانیکی نسبت جو شیخ کی طرف کی ہے خلاف تحقیق ہے اس لئے کہ یہہ مثالیں
شہودیہ کے مذہب کی تصویر ہے اور شیخ محی الدین بن عربی وجودیہ مین سے ہین پس یہہ مثال اون کے مذہب پر کیونکر درست
ہوگی اور نیز بایں ہمہ اور عرش پر بیٹھنے کا عقیدہ شیخ کی طرف منسوب کرنا شیخ پر بہت بڑی تہمت ہی شیخ اس سے بری ہے پھر شیخ اس سے بری ہے
لیکن عینیت کے مسئلہ کا بیان اجمالی طور پر کچھ سے حقیقت حال کہلجائے پس ہم بیان کرتے ہین خدا کی توفیق و مدد سے کہ حق سبحانہ
کی حقیقت وجودیہ کے مذہب مین صرف وجود مطلق ہی پس حقیقت بجز وجود مطلق اور کچھ نہین ہے اور وجود مطلق عین
حقیقت حق ہے پس سوائے حقیقت حق وجود مطلق اور کچھ نہین ہے اور وہی حقیقت موجود ہے پس وہ ہرگز
غیر موجود نہین اور موجود وہی حقیقت ہے پس غیر حقیقت موجود نہین ہے اسیطرح لکھا ہے مظہر نور مین اور
ہر شے کی حقیقت وجودیہ کے نزدیک وہی حقیقت حقہ ہے مع ایک اعتبار کے اوس کے اعتبارات سے جو کہ اوسکو
لازم ہین اور آثار اور احکام خارجیہ کے مقتضی ہین پس اس قول پر حقیقت حقہ کا سرایت کرنا تمام حقایق مین لازم
ہے اور وہ حقیقت ہر ہر حقیقت مین پائے جانیکی واسطے اپنے جملہ اعتبارات کے پائے جانیکو مستلزم ہے کیونکہ وہ
اعتبارات حقیقت حقہ کو لازم ہین اور وہ مرتب ہوتا ہے آثار کا ہر ہر حقیقت مین کیونکہ وہ حقایق اعتبارات کے مقتضے
ہین اسی وجہ سے اون پر لازم ہوگیا ہے قول کرنا اندراج کل کا کل مین اور وہ مرتب ہونیکے آثار تمام اشیاء کا ہر ہر
شے پر مگر اصحاب کمون و بروز نے اندراج کو اجسام ہی کیساتھ خاص کیا ہے اور صوفیہ نے جملہ اشیاء مین اندراج کو
عام رکھا ہے ایسا ہی لکھا ہے مظہر نور مین اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ نظام اپنے اس
قول مین کہ عالم نام ہے اعراض مجتمعہ کا مصیب ہے لیکن وہ چوک گیا ہے اس مین کہ وہ ان اعراض کے قایم ہونے کا ایک
ذات ہین کہ اونکی قایم رکھنی والی ہی قایل نہین ہوا پس جبکہ کوئی حقیقت مستقل طور پر حقیقت حق کے سوا ثابت نہوئی صوفیہ
قایل ہوگئے کہ عالم کی حقایق سب کی سب اعراض مجتمعہ ہین بعض اون کے بعض کے ساتھ اور اون سب کا قیام ذات حق کے ساتھ ہے
کہ جو بالذات قایم ہے اور دوسرے حقایق کو قایم رکھنی والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل کرے
اور اوسکو کھول کر دیکھے اوسمین اعراض متعاقبہ کے سوا کچھ نہ پائے گا کہ وہ نطق و حس و حرکت ہے انتہے

قال صاحب جواهر الحقایق باید دانست که نزد ارباب وحدة الوجود وجود خارجی عین وجود حق سبحانه تعالی
است بدلیل آیة وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وکونه هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وحدیث لو دلیتم احدکم الی الارض السابعة لهبط علی الله وحدیث واذا مرضت
فلم تعدنی الی غیرها من الآیات والاحادیث والاقاویل والدلائل الدالة علی العینیة
چنانکه موج عین بحر سیف عین جسم است همچنان وجود خارجی عین وجود عام بود چه نزد وجود یه موجود یکه در خارج
بود و آثار خارجی بروئے مترتب شود در وجود محتاج بضم ضمیمه است یا نه اول ممکن بود و ثانی واجب و این ضمیمه
وجود منبسط بر هیاکل موجود است و قایم بذاته و مقوم لغیره است و بالذات متعین نبود و بنوعی از آثار که
عند الناس معلوم اند مختص نباشد در قدیم قدیم و در حادث حادث و او را وجود و صادر اول نیز گویند
اما صادر او مقارن حق از لیست (و قال فی هامشه) صفحه (۲)، چه وجود بمنزله کلی طبعی است بوجود
یک فرد موجود میشود و چون وجود حقیقی فردے از افراد است پس بتحقیق وجود حق در ازل این
وجود منبسط نیز ازل متحقق خواهد شد و زمانے نیست انتهی بقدر الحاجة ومن شاء التفصیل
فلیرجع الیه وقال مولانا عبد الرحمن الصوفی فی کلمة الحق ان التوحید اقدم رکن من
ارکان الایمان وکلمة التوحید لا اله الا الله اول المحکمات الخمس التی بنی علیها الاسلام
والتصدیق بحقیقة مضمونها اولجبة علی کل مسلم ومسلمة والامة المرحومة کلها الاواحدة
من الصوفیة الصافیة قدست اسرارهم زعموا ان لا مدلول للکلمة الطیبة الا انه سبحانه
واحد وهو مستحق للعبادة ولیس الامر کذلک فان مشرکی العرب ایضا کانوا مصدقین بوحدة
سبحانه ومقرین بان الله مستحق للعبادة ولم یقل احد منهم انه الله ورب العالمین
بقولهم ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی وهؤلاء شفعاؤنا
عند الله فلو کان مدلول الکلمة الطیبة هو

جواہر الحقایق کے مصنف نے کہا ہے (جاننا چاہئے کہ وجودیہ کے نزدیک وجود خارجی وجود حق سبحانہ کا عین ہے بدلیل آیت (اور نہین پھینکا تو نے جبکہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا) اور بدلیل آیت (وہی اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے) وبدلیل حدیث (اگر پھینکا جائے ایک تم مین کا ساتوین زمین کے طرف اسفل ہی پر جاکر منتہی ہوگا) وبدلیل حدیث (اور جبکہ مین بیمار ہوا پس تو نے میری عیادت نہ کی) اور اس کے سوا اور بہت سی آیتین وحدیثین واقوال ودلائل ہین کہ وجود کے عین ہونے پر دلالت کرتی ہین جیسا کہ موج عین دریا ہے اور تلوار عین جسم ہے اسی طرح وجود خارجی عین وجود عام ہے اس لئے کہ وجودیہ کے نزدیک جو موجود کہ خارج مین ہے اور آثار خارجی اوپر مترتب ہوتے ہین وجود مین ضمیمہ کے ملانے کا محتاج ہے یا نہین ہے اول ممکن ہے اور دوسرا واجب اور یہہ ضمیمہ ایک وجود ہے کہ تمام موجودات کے ہیکلون پر پھیلا ہوا ہی اور اپنی ذات سے قایم اور اپنے غیر کا قایم کرنے والا ہے اور بذات خود غیر متعین ہے اور خاص قسم کے آثار سے کہ جو لوگون کو معلوم ہین مخصوص نہین ہے قدیم مین قدیم ہے اور حادث مین حادث ہی اور اوسی کو وجود عام اور صادر اول بھی کہتے ہین لیکن اوس کا صدور حق ازلی کے مقارن ہے (اور اوس کے حاشیہ مین کہا ہے) اس لئے کہ وجود بمنزلہ کلی طبعی کے ہی ایک فرد کے وجود سے موجود ہوجاتا ہی اور جبکہ وجود حقیقی اوس وجود عام کا ایک فرد ہے پس وجود حق کے ازل مین ہونیسے یہ وجود منبسط بھی ازل مین پایا جائیگا اور زمانہ کی ساتھ مقید نہین ہے تمام ہوا کلام صاحب جواہر الحقایق کا بقدر حاجت اور جو شخص تفصیل کو چاہے اس کتاب کے طرف رجوع کرے اور مولینا عبد الرحمن صوفی نے کلمۃ الحق مین لکھا ہی (تحقیق کہ توحید ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اور کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ اول اون پانچ محکمات کا ہی کہ جن پر اسلام بنا کیا گیا ہے اور اس کلمہ کے مضمون کی تصدیق واجب ہے ہر مسلم ومسلمہ پر اور کل امت مرحومہ نے سوائے صوفیہ کرام کے اعتقاد کر لیا ہی کہ کلمۂ طیبہ کے معنی ہی ہین کہ اللہ پاک یکتا ہے اور عبادت کا مستحق ہے حالانکہ کلمۂ طیبہ کا مضمون ایسا نہین ہے اس لئے عرب کے مشرک بھی خدائے پاک کے یکتائی کے قائل تھے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اصل ہی عبادت کا مستحق ہی اور کسی کو شریک نہین کہا ہی کہ بت خدا ہین کہ پروردگار سارے جہان کا ہے اون کا قول تو یہہ ہے کہ ہم تو ان کو صرف خدا کی یہان نزدیکی حاصل ہونیکو واسطے مانتے ہین اور بت ہماری سفارش کرینگے الٰہی خدا کی درگاہ مین پس اگر کلمۂ طیبہ کا مضمون یہی

المعنى المذكور فقط لم يكن بين المشركين والمسلمين فرق ولا ريب انما نزلت لو زعم
المشركين وجميع الانبياء عليهم الصلوة والسلام امروا بالقائها الى امم مطلقا وقال نبينا و
شفيعنا محمد رسول الله صلعم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فعلم
ان مدلول الكلمة الطيبة امر قد انكره المشركون انكارا شديدا او زعموا الغيرية بينه
سبحانه وبين الالهة وسائر الاشياء فنزل في ردهم لا اله الا الله يعني كلما
توهمتموه غير الله ليس بغير الله بل عينه وسيظهر صحة هذا المعنى بما مزيد عليه
انشاء الله تعالى انتهى فقد ظهر من هذه النقول ان المصنف غلط في فهم مذهب
الصوفية ومنشائه انه لما كان منهمكا ومستغرقا في لجج العقائد الباطلة من اثبات
الجهة والاستقرار على العرش و البينونة وغيرها لله تعالى وكان مصداقا
للكريمة والذين في قلوبهم زيغ فتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله نظر قاس كلام العرفاء على ما ارتكز في
ذهنه واشرب في قلبه وشغفه حبه فوقع فيما وقع لا محالة والعجب منه انه يدعي الصوفية
ويصف نفسه بهذا الوصف ولا يعلم ما التصوف وما التوحيد عند ارباب هذا العلم
ولو كان من مسترشدي هذه الطائفة العالية وطالبيهم ومريديهم ومصاحبيهم
لبلغ مبلغهم ودرك مسلكهم ومشربهم كما قال صاحب مظهر النور بنيان معتقد
الصوفية في هذه المسئلة بل في جميع المسائل ليس على الاقضية والدلائل بل على
العيان الصريح والكشف الصحيح وما يحصل به الكشف والعيان نور يودعه الله تعالى
في عين القلب يرى به الاشياء على ما هي عليه ويدرك به ما لا سبيل للعقل اليه وملاك
ظهور هذا النور وان كان على عناية الله تعالى التي يختص بها من يشاء من عباده لكنه قد ربطه الله تعالى

معنی مذکور ہوتا پر مشرکون اور مسلمانون مین کچھ فرق نہوتا اور اس مین شک نہین کہ کلمہ طیبہ مشرکون کا عقیدہ رد
کرنے کے واسطے نازل ہوا ہے اور کل انبیا علیہ السلام مامور ہوئے ہین اس کلمہ پاک کو مطلقاً اپنی امتون مین شایع کرنیکو واسطے
اور ہمارے نبی اور شفاعت کرنیوالے محمد رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مجکو حکم ہوا ہے کہ مین لوگونسے جہاد کرون یہان تک
کہ وے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرین پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا امر ہی کہ جسکا مشرکین سخت انکار کرتے تھے
اور اونکا عقیدہ یہہ تہا کہ خدائے پاک مین اور بتون مین تمام اشیا مین غیریت ہے پس اس عقیدہ کے رد مین نازل ہوا کہ
لا الہ الا اللہ یعنے جس کو تم نے خدا کا غیر وہم کیا ہے وہ خدا کا غیر نہین ہے بلکہ خدا کا عین ہے اور اس معنی کی صحت
عنقریب ظاہر ہوگی ان شاء اللہ تعالی اس تفصیل سے کہ جس پر زیادتی نہین ہوسکتی کہ اگر خدا نے چاہا انتہی پس ان عبارات منقولہ سے
ظاہر ہوگیا کہ صوفیہ کا مذہب سمجھنے مین مصنف نے غلطی کی ہے اور اس غلطی کا منشا یہہ ہے کہ مصنف جسکا عقاید باطلہ
گرداگرد ابون مین ڈوبا ہوا تہا اوسنے جیسے خدا پاک کے لئے جہت ثابت کرنا اور عرش پر بیٹھنے اور مخلوق سے جدا ہونیکا قول کرنا
اور اس آیت کا مصداق بن گیا تہا اور جنکے دلون مین کجی ہی وہ قرآن کے متشابہات کے پیچھے ہولیتے ہین فتنہ کی تلاش کرنے
اور اوسکی تاویل کی جستجو مین حالانکہ اوسکی تاویل خدا ہی جانتا ہے) لہذا مصنف نے اپنی مزکور خاطر بخار فونکی کلام کو ہی قیاس
کرلیا پس لامحالہ واقع ہوا جس بلا مین کہ واقع ہوا اور مصنف نے جب یہہ سنا کہ وہ صوفی ہونیکا دعوی کرتا ہے اور کامل
وصف کے ساتھ اپنی کو موصوف کرتا ہے اور اوسکو یہہ بھی معلوم نہین ہے کہ صوفیون کے مذہب مین تصوف و توحید کیا چیز ہے
اور اس طائفہ عالیہ کے معتقدون اور طالبون اور مریدون مین سے تہا نہ لوگون مین ہوتا تو فقرا اونکی مبلغ کو
پہونچتا اور اونکا طریقہ معلوم کرتا جیسا کہ مصنف کے معاصرون مین سے کسی نے کہا ہے کہ صوفیہ کے اعتقاد کی بنا مسئلہ توحید مین
بلکہ تمام مسائل مین عقلی مقدمات اور عقلی دلائل پر نہین ہی بلکہ کھلی مشاہدہ اور کشف صحیح ہی اور جس چیز کے کشف و مشاہدہ حاصل ہوتا ہے
بسکو جو خدا تعالی نے انکی فطرت مین عطا کیا ہی جس سے تمام اشیا کی حقیقت کہلی جاتی ہی اور وہ چیزین معلوم ہوجاتی ہین کہ جنکی راہ عقل کا گذر نہین ہے
اور اس روشنی کے ظہور کے بدا اگرچہ حق تعالی کی عنایت پر ہے کہ جسکی وجہ سے جس کو
چاہتا ہے اپنے بندون مین مقبول کرلیتا ہے لیکن حق تعالی نے اوسکو مربوط کردیا ہے قبلہ احدیت کے جانب

بالتوجه التام الى القبلة الاحدية على طريقة التسبيب الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي
اليه من ينيب انتهى وقال ايضاً والتوجه طرق شتى يهدي السالكون ويرشدون اليها
على حسب همتهم ومناسباتهم لها وشرائط كثيرة اعظمها تفريغ القلب وتطهيرها بقلع
الآثار التي تدنس بها وهي علوم وادراكات القاها اليه الاباء واملاها المعلمون المجبون
في اول الامر وبدء الفطرة كما علموا وعُلّموا من اباءهم ومعلميهم حين كانت نفوسهم هيولانية
حتى صارت عندها كانها ضروريات اوليات او فطريات وعلوم استخرجها من الحجج التي
مبادئها تلك العلوم الماخوذة الكاذبة الموهمة بالصدق والبداهة حتى سرت كذبها فيما
نتجته وولدته انتهى هذا واما تكفير الاربابي العينية في هذا المقام وللمسلمين المخالفين له في
عقائده الباطلة في موضع آخر فليس من صنيع الصحابة ولا تابعيهم ولا من سنة اهل
السنة وائمتهم ومقلديهم بل هو من خصائص الخوارج وشنائع اهل البدعة كما قال
صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية المطبوعة في نخبة الاخبار في المصر في صفحه (١٢)
ثم ان الخوارج اعتزلوا وبدء المسلمين الامام ومن معه بالقتال فسار عليهم علي رضي الله
عنه وجرى المسلمين منهم امور هائلة يطول وصفها ومع هذا كله لم يكفرهم الصحابة
والتابعون ولا ائمة الاسلام ولا قال لهم على ولا لغير هم من الصحابة قامت عليكم
الحجة وبينا الحق فانظر رحمك الله الى طريقة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الاحجام عن تكفير من يدعي الاسلام انتهى وايضاً قال في صفحه (٧) اليوم ابتلي
الناس بمن ينتسب الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا
طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الاخذ بقوله
وتفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال

پوری توجہ کرنیکے ساتھہ بنظر عالم اسباب کے اللہ اپنا مقبول کرلیتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے اپنی طرف اوسکو جو اوسکی طرف پوری توجہ کرے
انتہی اور نیز دوسرے مقام مین کہا ہے اور توجہ کرنیکے مختلف طریقے ہین کہ جنکی طرف سالکون کی رہنمائی کیجاتی ہے اونکے مراتب اور مناسبات کے موافق
اور توجہ کی بہت سی شرطین ہین بڑی شرط ان مین سے دلکو فارغ اور پاک کرنا ہے اون آثار کے دور کرنے سے جنکی ساتھہ دل آلودہ ہوگیا ہے
اور وہ آثار عبارت اون علوم و ادراکات سے ہے جن کو انسان باپنے سالک کے دل مین اسنا کیا تھا اور بے بصیرت ملاؤن نے اول امر
و بدو فطرت مین سکھایا تھا جس طرح پر کہ خود انہون نے اپنے باپ اور اپنے استادون سے سیکھا تھا جبکہ اون کے نفوس عقل
ہیولانی کے مرتبہ مین تھے یہانتک کہ وہ علوم اون کے نفوس کے نزدیک بدیہی اولی و فطریات کے درجہ مین ہوگئے
اور نیز عبارت ہے اون علوم سے جن کو طالب نے بطور خود ثابت کیا ایسی دلیلون سے کہ جن کے مقدمات وہی علوم سیکھے
سوفسطائی کاذبہ صدق کی ہمرنگ تھے کہ جن کو اوس نے بدیہی سمجھہ لیا تھا یہان تک کہ اون کاذبہ کے دلائل کے نتایج مین سرایت کرگیا
انتہی سمجھہ یاد رکھنا چاہیے اور لیکن یہ جو مصنف نے کفر کا فتوے دیا ہے وحدت وجود کے قایلین پر اس مقام مین اور اون مسلمانون
جو مصنف کے عقاید باطلہ مین مصنف کے مخالفین دوسرے مقامات مین پس یہ نہ صحابہ کا فعل تھا اور نہ تابعین اور نہ اہل سنت کا فعل ہے
اور نہ اونکے ائمہ و مقلدین کا بلکہ یہ خارجیون کی خصایص سے ہے اور اہل بدعت کے قبایح سے جیساکہ صاحب صواعق الہیہ نے الرد علی الوہابیہ
اس کتابمطبوعہ مطبع منتخب الاخبار فی البصرہ کے صفحہ (۱۰) مین کہا ہے پھر تحقیق کہ خارجی علی ہوگئے اور مسلمانون اور اونکے امام کے ساتھہ لڑنا شروع
کیا پس علی رضی اللہ عنہ نے اوپر صبر فرمائی کی اور مسلمانون نے خوارج کی ماتھون خطرناک حوادث کا سامنا ہوا جن کا قصد دراز ہے اور باوجود اونکی تمام حرکات
کے نہ اونکو صحابہ نے کافر کہا اور نہ تابعین نے اور نہ اسلام کے پیشواؤن نے اور صحابہ مین سے حضرت علی کی کہانہ اونکی غیر نے کہ تمپر حجت قایم ہوگئی اور تمہارے سامنے
ہم نے حق کو بیان کردیا پس تو دیکھہ تجھپر خدا رحم کرے اصحاب رسول اللہ صلعم کے سکوت کرنیکو اون لوگون کی تکفیر سے کہ جو اسلام کے
مدعی تھے انتہی اور نیز اسی کتاب کے صفحہ (۱۰) مین کہا ہے آجکل دن لوگ مبتلا ہوئے ہین ایسے شخص کے ہاتھون جو کتاب و سنت پر عمل کا دعوی کرتا ہے اور کتاب و سنت
علوم کا اثبات کرتا ہے اور کتاب و سنت سے کا باک نہین رکھتا اور جب اوس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تو اپنے کلام کو
عالمون کے سامنے پیش کر تو نہین مانتا ہے بلکہ اپنے قول پر عمل کرنا لوگون پر واجب کرتا ہے اور جو کوئی اوس کے خلاف کا
قایل ہے وہ اوس کے نزدیک کافر ہے اس کو یاد رکھہ اور وہ ایسا شخص ہے کہ اوس مین مجتہدین کی صفات مین سے ایک صفت بھی

هل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله
وانا اليه راجعون انتهى ومنها انه شيد اركان الامامة كالامامية على نهج يوافق
الامامية ويخالف اهل السنة والجماعة وتفصيله ان اصول الامامة التي هي مدار الاختلاف
بين الفرقتين خمسة عند الشيعة كما نص عليه عمدة المسفرين وزبدة المحدثين مولنا شاه
عبد العزيز في الفتاوى حيث قال في صفحة (٣٩) بايد دانست كه مدار مخالفت درميان شيعه واهل سنت
مسئله امامت ست ومسئله امامت بر پنج اصول موقوفست وهر يك ازين پنج اصل ثابت ميشود بدليليكه
قابل شنيدن باشد اصل اول آنكه حضرت امير امام بود بلا فصل اصل دوم آنكه ائمه امت منحصر اند در عدد
لا يزيدون عليه ولا ينقصون عنه اصل سوم طول عمر امام آخر واختفا را وبا رجعت او بعد الموت
على اختلاف فرقهم في ذلك اين هر سه امر از روى كتاب احمد واخبار متواتره هر گز بثبوت نرسيده است
ونخواهد رسيد اصل چهارم ارتداد كفر صحابه وكتمان حق واظهار باطل واجتماع همه ايشان بر امور شنيعه باوصف
انكه آيات بينات واحاديث صحيحه الدلالت بر زوال ايشان صريح باطل اصل پنجم اعتقاد تقيه در جناب ائمه
طاهرين كه بر خلاف آن هر چه از ديگران مخفي ومستور ميدانستند حالانكه آن وديگر آن نيز شاگردان و
تلامذه آنحضرت بودند واخذ علم وطريقه از ايشان كرده اند وبلا وجه وبدون باعث ورجوع كلفتن حضرت
امير را چه ضرور بود انتهى بقدر الحاجة واذا تمهد هذا فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد اورد هذه الاصول الخمسة التي عند الشيعة في باب الامامة بمنزلة الاركان الخمسة
للاسلام في هذا الكتاب وغيره من مصنفاته متفرقة لئلا يفر المؤمنون انه من
مقولات الشيعة في اول الباب فهمنا ان المؤمن يفر بفراسة الايمان وينظر بنور الله
المنان فالاصل الاول وهي امامة بحديث غدير خم الذي اورده في هذا الكتاب غير مرة
كما ان الشيعة ايضا يأتون به لاثبات الاصل الاول واهل السنة يجيبون بعد تسليم

نہین ہی بخدا بلکہ ایک صفت کا دسوان حصّہ بہی اوس مین نہین اور اس علم و دانش پر وہ اپنا کلام بہت سے جاہلون مین پہیلاتا ہے پس ہم اللہ ہی کے ہین اور ہم اُسی کے طرف لوٹنے والے ہین انتہی اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہی کہ مصنف نے امامت کے ارکان کو بلند کیا ہی امامیہ کے طور پر اس طرح سے کہ امامیہ کے موافق ہی اور اہل سنت کے مخالف ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ امامت کے اصول کہ جن پر شیعہ و اہل سنت کی مخالفت کا مدار شیعہ کی نزدیک پانچ ہین جیسا کہ عمدۃ المفسرین و زبدۃ المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز نے تحفۂ اثنا عشریہ مین اس کی تصریح کی ہے چنانچہ تحفہ کے صفحہ ۳۰ مین فرمایا ہے (جاننا چاہیئے کہ شیعہ و اہلسنت مین مخالفت کا مدار امامت کا مسئلہ ہے اور یہہ مسئلہ پانچ اصول پر موقوف ہے اور اُن پانچ اصول مین سے ہر ایک ثابت ہوتی ہے ایسی دلیل سے کہ سننے کے قابل ہے پہلی اصل یہہ ہی کہ حضرت امیر بلا فاصلہ امام تھے دوسری اصل یہہ ہے کہ امت کے کل امام ایک خاص عدد مین منحصر ہین نہ اوس سے زاید ہین نہ کم ہین تیسری اصل یہہ ہے کہ پچھلا امام وارث عمدہ ہے اور معصوم ہے یا یہہ کہ مر گیا ہے پہر لوٹے گا یہہ مبنی اون کے باخود ہا اختلاف پر یہہ تینون اصول قرآن و حدیث متواتر سے ہرگز ثابت نہ ہوئے ہین اور نہ ہون گے چوتھی اصل صحابہ کا مرتد و کافر ہونا اور حق کو چہپانا اور باطل کو ظاہر کرنا اور اون سب کا اسور شیعہ پر اتفاق کرنا باآنکہ کہلی کہلی آیتین اون کے حال اور مآل کی خوبی پر صریح ناطق ہین پانچوین اصل جناب ائمہ مین تقیہ کا اعتقاد کرنا کہ شیعون کے لئے ایسی باتین ظاہر کرتے تھے کہ دوسرے اون کو مخفی رہکتے تھے حالانکہ وہ دوسرے ہی اون حضرات کے شاگرد رشید تھے اور علم طریقت کو اماموں ہی سے اُنہون نے لیا ہی اور یہہ جہوٹی سب حضرات ائمہ کو جہوٹ بولنا کیا ضرور تہا انتہی بقدر حاجت اور جبکہ یہہ تمہید ہو چکی تو ہم خدا تعالےٰ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ مصنف ان پانچون اصول کو جو شیعہ کی نزدیک امامت کے باب مین ارکان خمسہ اسلام کے درجہ مین ہین اس کتاب مین اور اپنی دوسری تصانیف مین متفرق طور پر لایا ہے تاکہ مسلمانون کو جو فراست ایمانی رکہتے ہین معلوم ہو جائے کہ مصنف اسباب مین شیعہ کا مقلد ہے اور مصنف نے یہہ بجا نا کہ مومن سمجہہ لیتا ہے ایمانی فراست سے اور دیکہہ لیتا ہے خدائے منان کی نور سے پس پہلی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے حدیث غم غدیر سے جسکو مصنف اس کتاب مین کئی مرتبہ لایا ہی جیسا کہ شیعہ بہی اس حدیث کو اصل اول کے اثبات مین نقل کرتے ہین اور اہل سنت اس حدیث کو مان کر ایسے عمدہ جواب دیتے ہین

هذا الحديث بلوبة انيقه لايثبت بها مرامهم ولايتم كلامهم كما هو مبسوط
في كتب اهل السنة والاصل الثاني لمح اليه بما قاله في اثناء السند الخبر المسلسل بالائمة
العشرة الكمل فان العشرة تثبت من هذا القول والاثنان يتثبتان باضافة السيد
المحجوب الذي اثبت غيبته في صفحة (۳۹) والامام الحسن الذي هو مقبول الطرفين
فينتج العدد ويكمل الى اثنا عشر الذي هو عند الشيعة مقبول ولايزيد عليه ولاينقص
منه والاصل الثالث اثبته بعبارت الحاشية في صفحه (۳۹) هكذا (يعني امام محمد
بن حسن جن کے محجوب ہونے کا واقعہ مشہورہ یہ ہے کہ آپ بعمر پنجسالگی موضع (سر من راے) میں
ایک نہر کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے انتہی) فلما ذكر هذه القصة واحالها على
الشهرة وقبل مضمونها بانه سكت بعد نقلها ومارد عليها وانكر علم انها مقبولة
عنده ومتابعة بها لان السكوت في معرض البيان بيان والاصل الرابع اشار اليه
تحريف عبارة الدعاء المنقولة من الصحيفة السجادية بالزيادة والنقصان حيث قال
في صفحة (۴) واتباع الرسل عامة واتبع حبيبك محمدا خاصة الذين احسنوا الصحابة
انتهى فانه يومي بزيادة لفظة عامة وخاصة وتغيير احسنوا الصحبة الذي كان في
الاصل بصيغة الماضي من الاحسان وبصيغة المصدر المفعول به للماضي المذكور وبزيادة
لفظة خاصة قبله وكان يفيد الدعاء الخير لجميع الصحابة الى احسنوا الصحابة بصيغة
افعل التفضيل من الحسن وانما فتها يومي الى ان بعض الصحابة ليسوا كذلك بل هم
جائرون ناؤن عن الحق وان هو الا ما عليه الشيعة من الاصل الرابع واهل السنة يقولون
الصحابة كلهم عدول ثقة ثبة حجة دلائل الرشاد ونجوم الاهتداء لحديث اصحابي
كالنجوم بايتهم اقتديتم اهتديتم وغيره مما ورد في هذا الباب وهذه التي نصرف

کہ جن سے شیعون کا مدعا ثابت نہین ہوتا اور اونکا کلام ناتمام رہجاتا ہے جیسا کہ اہل سنت کی کتابون مین مفصل طور پر مذکور ہے
اور دوسری اصل کے طرف مصنف نے اشارہ کیا ہی اثنائے سند مین بایںطور کہ کہا (اخبر المسلسل بالائمۃ العشر الکل)
اس لئے کہ دس اماموں کا ثبوت تو اس قول سے کیا اور دو امام ثابت ہوتے ہین سید محبوب کے ملانیسے جن کے غائب ہونے کو
ثابت کیا ہے صفحہ (۳۹) مین اور امام حسن کے ملانے سے جو طرفین مین مقبول و مسلم ہین پس اماموں کا عدد پہنچا تا ہے اور کامل
ہوجاتا ہے بارہ تک کہ جو شیعہ کے نزدیک مقبول و معتبر ہے اور اس سے عدد ائمہ نہ زاید ہے نہ کم ہے اور تیسری اصل کو حاشیہ
صفحہ (۳۹) کی عبارتمین اس طرح ثابت کیا (یعنی امام محمد حسن جنکے محجوب ہونیکا واقعہ یہہ ہے کہ آپ بعمر پنجسالگی موضع سرمن رائے مین
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے) پس جبکہ اس قصہکو ذکر کیا اور شہرت پر حوالہ کیا اور اس کے مضمون کو
قبول کرلیا باینوجہ کہ اس کے نقل کرنیکے بعد سکوت کیا اور اس کا رد و انکار نکیا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہہ قصہ مصنف کے
نزدیک مقبول ہے اور عقیدہ کے موافق ہے اس لئے کہ بیان کے موقع پر سکوت کرنا بمنزلہ بیان ہے اور
چوتھی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے اوس دعا کی عبارت مین تحریف کرکے کہ جس کو کمی وبیشی کے ساتھ صحیفہ سجادیہ سے
نقل کیا ہے چنانچہ صفحہ (۴) مین لکھا ہے (اور رسولون کے عامۃ اتباع پر اور اپنے حبیب محمدؐ کی خاص اتباع پر
جو صحابہ مین بہتر تھے انتہی اس لئے کہ اس کلام مین لفظ عامہ و خاصہ کا اضافہ ہے اور احسنوا الصحبۃ کو جو اصل
دعا مین تہا ماضی کے صیغہ پر باب افعال سے اور مصدر کا صیغہ مفعول بہ تہا ماضی مذکور کا اور لفظ خاصہ
اس کے قبل نہ تھا اور تمام صحابہ کے واسطے دعا خیر کا مفید تہا مصنف نے بدلدیا ہے احسنوا الصحابہ کے
ساتھہ کہ جس مین احسنوا کا لفظ اسم تفضیل ہے حسن سے اور اوسکی اضافت صحابہ کے طرف اشارہ کرتی
ہے اس امر کا کہ بعض صحابہ ایسے نہ تھے بلکہ وے صاحب جور تھے حق سے دور تھے اور یہہ
مضمون وہی شیعہ کی چوتھی اصل ہے اور اہل سنت کہتے ہین کہ تمام صحابہ متقی ہین ثقہ ہین قابل وثوق ہین حجت ہین
راستی کی دلیلین ہین راہ پانے کے ستارے ہین اس حدیث سے (میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین
تم نے جس کی پیروی اون مین سے کی راہ حق پالیا) اور اس کے سوا دوسری حدیثین ہے جو ابواب مین وارد ہین

فيها المصنف ينقل من قبل اهل السنة فى مقابلة الشيعة فى ان الائمة كانوا راضين
من الصحابة كلهم وداعين لهم بالخير والرضا من الله عز وجل فلما حرفها المصنف
الى ما حرف قوى منه مزعوم الشيعة وضعف وبطل تشبث اهل السنة بها والاصل
الخمس اشبه بالعبارة المصنوعة المندرجة فى حاشية صفحة (٢٤) لا يخفى ما فى هذا
وفيما مضى من اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون
تقية شقية فى هؤلاء الائمة التقية النقية منه ووجه الاثبات قد مضى منا فى
بيان هذه العبارة فلا نعيدها وليرجع اليه ومنها انه سلك مسلك الشيعة فى
اخر هذا الكتاب ايضا سلكه فى اولها فى ان القران الموجودة فى ايدى الامة
ناقص والتكميل انما يتأتى بضم القران الذى كان لعلى اليه وهو الان مفقود منا و
مدفون فى موضع سر من راى ومتى يظهر الامام الاخير يكمل به هذا الموجود فى
ايدينا حيث قال فى صفحة (٢٥٢) وهى الصفحة الاخيرة لهذا الكتاب (فقد علم انه
كرم الله وجهه جمع القران قديما الى ان قال ثم جمعه بعد وفاته صلى الله عليه وسلم
كما تقرر فى العرضة الاخيرة الى ان قال فكان كانه العلم كله قال ابن حجر مكى فى المنح
المكية واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه وسلم فكتب كتابا فيه العلم
الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتب لظفرت بالعلم كله انتهى وقد
تمت مضامين هذا الكتب الى هذه العبارة فعلم منه ان القران الكريم لم يكمل بعد
ما لم يضم اليه ذلك الكتب الذى تمنى ابن سيرين باصابته والذى عليه اهل السنة
لا سيما على كرم الله وجهه ان هذا القران الموجود جامع لجميع العلوم وشامل
لجملة ما اتى به نبى صلعم بطريق الوحى المتلو ومابقى دونه حرف وتحقيقه ان اول

اور یہہ عبارت جس کو مصنف نے تصرف کرکے نقل کیا ہے اسکو اہل سنت شیعہ کے مقابلہ مین لاتے ہین اس
امر کے اثبات مین کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ سے راضی تھے اور اون کے لئے دعا خیر کیا کرتے تھے اور
خدا کی خشنودی چاہتے تھے پس جبکہ مصنف اس عبارت کو بدل دیا اسطرح پر کہ جس سے شیعہ کا عقیدہ قوی ہوگیا اور اہل سنت کا
اس عبارت سے دلیل لانا ضعیف و باطل ہوگیا اور پانچوین اصل کو ثابت کیا ہے اوس عبارت سے جس کو مصنف نے
گھڑ کر صفحہ (۴۲) کے حاشیہ مین درج کیا ہے (پوشیدہ نہین ہے کہ جو کچھ اس مین ہے اور گذشتہ مضمون مین ہے
یعنے اخلاص خواص اہل سنت مودت کا عقیدہ کے خاص کرنے پر بدون تقیہ شقیہ کے ان اماموں کے باب مین
جو تقیہ نقیہ والے ہین) اور اس عبارت سے پانچوین اصل کے اثبات کی وجہ مذکور ہو چکی ہے اس عبارت کے بیان مین
لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے جسکو دیکھنا ہو وہان دیکھ لے اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہے کہ اس کتاب کے
آخر مین بھی مصنف شیعہ کے چال چلا ہے جیسا کہ اس کے اول مین چلا تھا اس امر کے بیان مین کہ جو قرآن کہ امت کے
ہاتھ مین موجود ہے ناقص ہے اور اس کی تکمیل جب ہوگی کہ حضرت علی کا قرآن اوس مین شامل کیا جائے گا اور
وہ قرآن اس وقت مفقود ہے اور موضع سرمن رای مین مدفون ہے۔ اور جب امام آخر اوس کو لیکر ظاہر ہونگے
تب یہہ قرآن مکمل ہوگا چنانچہ صفحہ (۲۵۲) مین کہ جو اس کتاب بطبوعہ کا آخر صفحہ ہے بیان کیا ہے (پس تحقیق
معلوم ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے ایک قرآن جمع کیا تھا) یہانتک کہ لکھا ہے پھر جمع کیا نبی صلعم کی وفات کے بعد جیسا کہ ثابت ہوا
آخیر دور مین) یہانتک کہ لکھا (پس گویا کہ تمام علم وہی قرآن تھا ابن حجر کی صحیح مکیہ مین لکھا ہے اور تنہائی کی یعنی حضرت نے نبی صلعم کی
وفات کے بعد پس ایسی ایک کتاب تھی کہ جسمین تمام علوم تھے یہانتک کہ امام ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مین اس کتاب کو پاتا تو سارے علوم پر آگاہ ہوجاتا
اس کتاب کے مضامین امر عبارت مذکورہ تک تمام ہو چکے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم مین ہنوز سب علوم نہین ہین حالانکہ یہ
کتاب اس کے ساتھ نمائی جائے کہ جس کے پانیکی تمنا امام ابن سیرین کو تھی اور جس عقیدہ پر اہل سنت ہین خاصکر حضرت علی کا وہی
عقیدہ ہے وہ یہہ ہے کہ یہی موجودہ قرآن جامع ہے تمام علوم کا اور شامل ہے تمام اون امور کو کہ جنکو نبی صلعم
وحی منجانب اللہ کے طریق سے لائے ہین اور اس کے سوا ایک حرف باقی نہین رہا اور تحقیق اس عقیدہ کی یہہ ہے کہ اول

من جمع القرآن ابو بكر الصديق فانه جمع اولا خمس صحايف ارسلها الى الاطراف ومسك
واحدة عنده ثم لما استشهد القراء في اخر زمن عمر الفاروق واختلف الصحابة في
القراءة وفهم ابن مسعود ان المعوذتين ليستا من القرآن بل هما من الادعية وزاد
بعضهم فيه تفسيرا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم وايقن انه من القرآن حتى
اتى زمن عثمان وقال له حذيفة بن اليمان ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في
الكتب اختلاف اليهود والنصارى بجمع عثمان جملة للصحف التي كانت متفرقة
عندهم حتى ان ابن مسعود لما توقف في اعطاء المصحف الذي كان عنده تشدد عليه
واخذ منه جبرا وجمع الموجود بين الدفتين وحرق ما دونه صونا له وما بقي شيء عند
احد سواها هذا القرآن حتى اجتمع الصحابة كلهم على انه هو القرآن وما عداه
ليس بقرآن وكان علي يقول في خطباته غير مرة ان ما سوى هذا الذي جمعه
عثمان ليس عندي لكني رجل اوتي فهما لو شئت لاورت سبعين بعيرا من تفسير
سورة الفاتحة انتهى وما تشبث به من رواية ابن سيرين في هذا الباب فجوابه انه ضعيف
كما صرح به الملا علي القاري في المرقات وقد ثبت بسند جيد على رضي الله عنه انه
قال اعظم الناس في المصاحف اجرا ابو بكر رحمة الله على ابي بكر هو اول من جمع كتاب الله انتهى ولا
يعارضه رواية محمد بن سيرين لانه ضعيف كما مر والشرط في التعارض ان يكون المتعارضان
متساويين في القوة والضعف وفيه ايضا وعلى تقدير الصحة فالمراد بالجمع الحفظ براسه
او الجمع منفردا واما جمع ابي بكر فهو اجماعي لا يحتمل الزيادة والنقصان من المتعددين ولهذا
استحسن علي جمع ابي بكر ودعا له بالاجر والرحمة والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتب

تمت المقدمة ههنا بفضل الله تعالى وعونه

جس نے قرآن کو جمع کیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہین اس لئے کہ انہون نے پہلے پانچ صحیفے جمع کئے جنکو اطراف ملک مین بھیجدیا اور ایک انہین سے اپنے پاس رکھ لیا پھر حضرت عمر فاروقؓ کے آخر زمانہ مین قاری شہید ہوگئے اور صحابہ نے قرارت مین اختلاف کیا حضرت ابن مسعودؓ سمجھ لیا کہ معوذتین قرآن مین سے نہین ہین بلکہ وہ منجملہ دعاؤن کے ہین اور بعض صحابہ نے جو تفسیر نبی صلعم سے سنی تھی قرآن مین بڑہا دی اور یہ یقین کر لیا کہ یہ قرآن کا جزو ہی یہانتک کہ حضرت عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا اور حذیفہ بن الیمان نے عرض کیا کہ اس امت کو سنبھالو قبل اس کے اختلاف کرے قرآن مین یہود و نصاری کی طرح سے اپنی کتابون مین پس حضرت عثمانؓ نے اون تمام مصاحف کو جمع کیا جو اوسوقت لوگون کے پاس پھیلے ہوئے تھے یہان تک کہ ابن مسعودؓ نے جب اوس مصحف کی دینے مین توقف کیا جو اون کے پاس تھا اوپر سختی کی اور جبرًا اون سے لے لیا اور جو کچھ کہ بین دفتین مین اس وقت موجود تھا اس کو جمع کیا اور اس کی حفاظت کیواسطے اس کے ماسوا کو جلا دیا اور کوئی جز قران کا اس موجود کے سوا کسی کے پاس نرہا یہان تک کہ تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا اس پر کہ یہی موجود قرآن ہی اور اس کے اسوا قرآن نہین ہے اور حضرت علیؓ اپنے خطبون مین بارہا فرماتے تھے کہ سوا اس قرآن کے جسکو عثمانؓ نے جمع کیا میری پاس نہین ہے لیکن مین ایک مرد ہون کہ جسکو فہم دی گئی ہے اگر چاہون تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کو لاد دون انتہی اور وہ جو روایت ابن سیرین سے مصنف نے اس باب مین استدلال کیا ہی اوس کا جواب یہ ہی کہ یہ روایت ضعیف ہی جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات مین اسکی تصریح کی ہی اور بسند صحیح حضرت علی سے ثابت ہوا ہی کہ اونہون نے فرمایا قرآن جمع کرنیوالون مین زیادہ اجر ابوبکر کو ہی خدا کی رحمت ہو ابوبکر پر سب سے پہلے انہون نے قرآن کو جمع کیا انتہی اور اس روایت کا معارضہ محمد بن سیرین کی روایت سے نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ضعیف ہی جیسا کہ گذر چکا اور تعارض مین شرط ہی کہ دونون دلیلین قوت و ضعف مین برابر ہون اور نیز مرقات مین ہی کہ بر تقدیر صحت پس مراد جمع سے پورے قرآن کو یاد کرنا ہے یا تمہا جمع کرنا ہی اور ابوبکر صدیق کا جمع کرنا اجماع سے ہوا ہی کہ جس مین دشمنکی طرف سے کمی و بیشی کا احتمال نہین ہے اور اسی وجہ سے حضرت امیر نے ابوبکر صدیق کے جمع کو پسند فرمایا اور اون کو دعائے خیر دی اور اللہ زیادہ جانتا ہے امر حق کو اور اوسی کو اصل کتاب کا علم ہے یہان تک خدا کی توفیق و مدد سے مقدمہ کتاب کا تمام ہوا فقط۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وفقنا باتمام المقدمة من كتبنا هذه اثر توجهنا الى ان نرد على مقدمة الفقه الاكبر
لمولوي حسن الزمان التركماني نسبا الحيدر ابادي موطنا فلنشرع فيه بعون المعبود الصمد المجيد
قال الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد فينا ونسئلك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي
احيا من شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه واله صلوة وداده وجمع على يده
ما تفرق منها وانتشر في الزبر لاهل السنة بعد ما شذ وندر وكاد ان يكون مما قد فقد واندثر مع
ما تفضل عليه به والقى في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدراكات
ونشر بين الجن والبشر تشويقا الى ذلك وتوفيقا له من فضله لما فضله به وقد رتحقيقا له هنالك مصداق
حديث ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها وحديث
وان علم العالمين قريش يسع طباق الارض انتهى قوله الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى
اقول ومن الله التوفيق كان عليه ان يصلي اولا ثم يسلم لان السلام دون الصلوات لانها في الاستعمال اختصت
بالنبي صلى الله عليه وعلى اله وسلم ولا يصلى على غيره الا تبعا والسلام عام له ولغيره ولما اتى به دون نهاورد
عليه ايراد ان احدهما ان ترك الصلوة لا سيما في مقامها ليس من سنن المحدثين كما قال في مقدمة سنن
الدارمي في ذكر فضيلة علم الحديث ومن شرف اهله ايضا ما رويناه من حديث بن مسعود رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله عليه واله وسلم ان اولى الناس بي يوم القيمة اكثرهم على صلوة رواه الترمذي وحسنه
قال بن حبان في صحيحه في هذا الحديث بيان صحيح على ان اولى الناس برسول الله صلعم في القيمة اصحاب الحديث وليس من هذه
الامة قوم اكثر صلوة عليه منهم انتهى فعلم ان كثيرا مما ليس على سنن كتبهم وتآليفهم انه مسلك فيه مسلك الشيعة لانهم قائلون بان ائمة اهل البيت
معصومون كالانبياء ويستلزمون في استحقاق الدعاء لهم والصلوة عليهم عند ذكرهم ولهذا يكون لفظة
على ويقولون اللهم صل على محمد وال محمد ويستدلون عليه بما روى من فرق بيني وبين الى بلفظ على افتقل
حنانك واهل السنة كثرهم الله تعالى يجوزون ههنا بلفظ على بكسر اللام والياء المشددة ويقولون ان معناه
ان اولاد الحسنين يقال لهم ال محمد ولا يقال لهم ال على فالمصنف لما كان بصدد اقتداء الشيعة واقتفاء اثرهم
اختار من اول الامر مختارهم واقتفى في بدئه اثارهم قوله اللهم لك الحمد واليك المشتكى الخ اقول
هذا الدعاء مجوب لانه ترك فيه الصلوة وقد اخرج الديلمي انه صلى الله عليه وسلم قال الدعاء محجوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین اوس خدا کو جس نے ہم کو ہماری اس کتاب کا مقدمہ تمام کرنیکی توفیق عطا فرمائی پھر ہمکو فقہ اکبر کے مقدمہ کا رد کرنے کی طرف متوجہ کیا جو مولوی حسن الزمان ترکمانی حیدرآبادی کی تصنیف ہے اب چاہئے کہ ہم کتاب مذکور کے مقدمہ کا رد شروع کریں معبود بے نیاز مسجود خلائق کی مدد سے کہا مصنف نے حمد خدا کی اور سلام اوس کے اون بندوں پر جن کو اوس نے برگزیدہ کیا اے خدا تیرے ہی واسطے حمد ہے اور تجھی سے لوگون کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے اور تو ہی مددگار ہے اور نہ گناہ سے پھرتا ہے اور نہ عبادت پر دسترس ہے مگر خدائے بزرگ و برتر کی مدد سے اور ہم تجھ سے مدد مانگتے ہین اوس فساد کے دور کرنے مین جو ہم مین پھیل رہا ہے اور اپنے کل کاموں کی درستی تجھ سے طلب کرتے ہین سب تعریفین اوس خدا کو جس نے زندہ کیا اپنے جس بندے کے ہاتھ سے چاہا سعید عباد یعنی رسول اللہ کے اہل بیت کے علاوہ اوس پر اور اوسکی آل پر خدا کی محبت کے درود نازل ہون اون علوم کو جو اہل سنت کی کتابون مین متفرق و منتشر تھے بعد اوس کے شاذ و نادر ہو گئے ہے اور مفقود ہو گئے تھے مفقود و نابود ہو جائین اون بندے کے ہاتھ سے ایک جا کر دیا معہ اون تحقیقات و تدقیقات و اجتہادات و استنباطات و استدراکات کے جو اوس بندے کو اوسنے عطا فرمائی تھے اور اوس کے قلب مین القا کئے تھے جن وانس مین پہلے نہ تھے تاکہ لوگون کو اونکا شوق پیدا ہو اور اپنے فضل سے اوسکی توفیق دے اون کمالات کی جو اوس کیلئے مقدر کئے تھے اور تاکہ وہ بندہ اسمقام مین مصداق ہو جاوے اس حدیث کا بیشک خدا اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو اون کے دین کی اصلاح کر دیتا ہے) اور نیز اس حدیث کا (بیشک ایک قریشی عالم کا علم روئے زمین مین پھیل جائیگا انتہی) مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے واسطے سے ہے یہ جو مصنف نے کہا حمد خدا کو اور سلام اوسکے اون بندون پر جنکو اوس نے چن لیا مصنف کو چاہئے تھا کہ درود بھیجنا اوس بعد سلام بھیجتا اوسلئے کہ سلام درود سے کم ہے سو جسے کہا استعمال مین درود حضرت صلعم ہی کے لئے خاص کیا گیا اور آپکے غیر پر درود نہین بھیجتے ہین مگر آپکے ساتھ ملا کر اور سلام حضرت پر درود سے دون پر بھیجا جاتا ہے اور جبکہ مصنف نے سلام کو مقدم کر دیا اور درود کو مؤخر کر دیا تو اوس پر دو اعتراض وارد ہوئے ایک یہ کہ درود کو ترک کرنا خاص کر اوس مقام مین جو محدثین کا طریقہ نہین ہے جیسا کہ سنن دارمی کے مقدمہ مین کہا ہے علم حدیث کی فضیلت کے ذکر مین اور محدثین کی فضیلت مین ہے وہ حدیث جسکی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہم کو پہنچی ہے کہا اور ہمین نے خبر دی رسول اللہ صلعم نے فرمایا زیادہ قریب مجھ سے قیامت کے دن وہ لوگ ہونگے جو مجھ پر درود زیادہ پڑھین گے اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا اور جہان نے اپنی صحیح مین کہا ہے اس حدیث مین بیان ہے اوپر اساس کے تحقیق کہ نزدیک ترین آدمیون کا ساتھ رسول اللہ صلعم کے قیامت کے دن اونھی حدیثون کی اس امت مین سے کوئی جماعت زیادہ ہے جن مین زیادہ مین انتہی ہین علوم ہوا کہ سنت کی یہ حدیثین کہ طریق پر ہیں اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اونھون مصنف نے مسلک کی پیروی کی ہے اوسلئے کہ وے قائل ہین کہ حضرت علی مثل انبیا کے معصوم ہین اور درود و سلام ہین مستقل طور پر انبیا کی طرح حق رکھتے ہین اسی وجہ سے شیعہ لفظ علی کو کہ کہتے ہین اللھم صل علی محمد و آل محمد اور اوس پر دلیل لاتے ہین اس حدیث سے (جس نے مجھ مین اور عیسی کی آل مین بغض علی کے ساتھ جہالت کی اوس نے مجھ پر ظلم کیا) اور اہل سنت خدا اونکی جماعت کو بڑھاوے اس مقام مین علی کو لام کے کسرے اور یا کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ عیسی کی اولاد کو آل محمد کہا جاوے اور آل علی کہا جاوے پس مصنف جبکہ شیعہ کی اقتدا اور اونکی پیروی کے درپے تھا لہذا اول امر سے اون کے مذہب معتقد کو اختیار کیا اور شروع ہی مین افکی نفس قدم پر چلا اور یہ جو مصنف نے کہا اے خدا تیرے ہی واسطے حمد ہے اور تیرے طرف لوگون کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے تا آخر مین کہتا ہون کہ یہ دعا خدا کے قریب مجوب ہے اوسلئے کہ مصنف نے اس دعا مین دروغ کو ذکر کیا جھوٹ دیا ہے اور دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دعا محجوب ہے

حتى يصلي محمد واهل بيته قوله الحمد لله الذي اجبى بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده
الى اخر ما نقل في الصدر اقول ومن الله سبحانه التوفيق كله ادعاء باطل واستدعاء عاطل لا ينبغي
لاهل نفضل ان يتكلموا به لانفسهم ويفتخروا عليه بانفسهم وايضا ليس هو من داب اهل السنة بل هو
من عادات الشيعة فان اهل السنة لما راوا ان مقصود الدين وهو التقرب الى الله تعالى انما يحصل بالاتباع لما
جاء به النبي صلى الله عليه وعلى اله وسلم من الايات والاحاديث وحاملوه هم الصحابة واهل البيت رضوان
الله عليهم اجمعين وكلهم عندهم عدول في باب الدين جمعوا ونشروا ما وجدوا منهم بالطرق الصحيحة والاسناد
المعتبرة من دون فوق بين طائفة او شخص منهم والشيعة لما اعتقدوا ان الائمة المخصوصين هم المعصومون من
بين الامة والصحابة اكثرهم منافقون عندهم نعوذ بالله تعالى منه اعتمدوا التخصيص في الرواية بالائمة المخصوصين
وتركوا ما دونهم فعلم من هذا البيان ان المصنف في هذا التصنيع من مقلدي مذهب الشيعة وان ادعى انه
من اهل السنة كثرهم الله تعالى واما بطلان ما ادعاه من انه اجبى وجمع ونشر علوم اهل البيت بعد ما صارت
عند درسة منتشرة في زيرا هل السنة فلان اهل السنة جمعوا ونشروا جملة العلوم لجملة اهل البيت كما هو مدون
مبسوط في كتبهم كل البسط وتفصيله ان علوم اهل البيت على ثلثة اقسام الاول ما رووه عن النبي صلى الله
عليه وعلى اله وسلم بدون الواسطة والثاني ما نقلوه عنه بواسطة غيرهم والثالث ما افادوه من عند انفسهم
ويقال لها علوم لدنية كما روى في التفسير النيسابوري عن علي كرم الله وجهه انه قال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ادخل لسانه في فمي فانفتح في قلبي الف باب من العلم وقال لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من
تفسير سورة الفاتحة وقال لو بنيت لي وسادة فجلست عليها فحكمت لاهل التورية بتوراتهم ولاهل الانجيل
بانجيلهم ولاهل الزبور بزبورهم ولاهل الفرقان بفرقانهم انتهى وهذا القسم الاخير اصل علم الطريقة
الذي وصل الينا من اولاد سيد الاولياء علي كرم الله تعالى وجهه بواسطة المعروف كرخي وبايزيد بسطامي
رضي الله تعالى عنهما ويعمل به في جميع السلاسل للاولياء الكرام واما اهل البيت عند اهل السنة فهم المنتجاب
المطهرات وبنو فاطمة الذين يقال لهم ال العباء وبنو عباس الذين يقال لهم ال ملاذي وبنو هاشم ومرويا تهم
كثيرة لا يحصى عددها كما وقع في تذهيب التهذيب وغيره من ان مرويات المرتضى على خمسمائة وست وثمانون
ومرويات فاطمة الزهراء ثماني عشرة ومرويات عائشة الفان ومائتان وعشرون ومرويات حفصة بنت عمر ستون
ومرويات ام سلمة بنت ابي سفيان خمس وستون ومن زينب بنت جحش كثيرة ومن سودا بنت زمعة كثيرة
ومن صفية بنت حي بن اخطب كثيرة ومن الامام الحسن ثلثة عشر ومن الامام الحسين علي بن عباس بن عبد المطلب
ومن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما ست مائة وثلثون ومن عقيل بن ابيطالب كثيرة ومن

جب تک کہ محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ پر درود نہ بھیجا جائے اور مصنف کا یہ قول کہ سب تعریفیں اوس خدا کو جس نے اپنے جس بندے چاہا سید عباد یعنے رسول خدا کے اہل بیت کے علوم کو زندہ کر دیا قول مذکور الصدر کے آخر تک مین کہتا ہون اور توفیق خدائے پاک ہی کے طرف سے ہے یہ تمام جھوٹا دعوے ہے اور بیہودہ خواہش ہے اہل فضل کو زیبا نہین ہے کہ اپنے مونہہ سے اپنے نفس کے واسطے اس کو بیان کرین اور خود ہی اس دعوے پر افتخار کرین اور نیز اہل سنت کا یہ طریق نہین ہے بلکہ یہ شیعہ کی عادت ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل سنت نے جبکہ دیکھا کہ دین کا مقصود اور وہ خدا سے قربت حاصل کرنا ہے آیات واحادیث کی پیروی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اون کے پہنچانیوالے صحابہ و اہل بیت ہین خدا اون سب سے راضی ہو اور وے تمام دین کے باب مین اہلسنت کے نزدیک ثقہ اور سچے ہین پس جو کچھ اہل سنت نے بروایات صحیحہ اسناد معتبرہ صحابہ و اہل بیت سے پایا اون کو جمع کر لیا اور تمام سنت مین اس کو شایع کر دیا اور اسبات مین اُنھون نے صحابہ و اہل بیت مین سے کسی خاص یا عترت یا خاص شخص کو جدا نہین کیا اور شیعہ نے جبکہ اپنا عقیدہ یہ پایا کہ خاص مرد اہلبیت ہی تمام امت مین معصوم ہین اور صحابہ کفر منافق تھے (ہم پناہ مانگتے ہین خدا سے ایسے عقیدہ سے) لہذا روایت حدیث مین شیعہ نے ائمہ اہل بیت کی تخصیص کو سنت کیا اور اون کے غیر کی روایات کو چھوڑ دیا ہمارے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اپنی اس صنعت مین شیعہ کے مذہب کا معتقد ہے گو وہ دعوے کرتا ہے کہ ہمین اہل سنت سے ہون اور یہ جو مصنف نے دعوے کیا ہے کہ مین نے علوم اہل بیت کو زندہ کیا اور ایک جا فراہم کر کے شایع کیا بعد اس کے کہ وہ علوم اہل سنت کی کتابونمین کالمعدوم اور متفرق ہو گئے تھے یہ دعوے باطل ہے اس وجہ سے کہ اہل سنت نے تمام اہل بیت کے تمام علوم کو جمع کر کے شایع کیا ہے جیسا کہ اون کی کتابونمین بسط کے ساتھ وہ علوم مدون ہو چکے ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ علوم اہل بیت تین طرح کے ہین ایک وہ علوم ہین جن کو اہل بیت نے بلا واسطہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے دوسرے قسم وہ علوم ہین جن کو انہون نے آنحضرت صلعم سے بواسطہ اپنے غیر کے نقل کیا ہے تیسری قسم وہ علوم ہین جن کو انہون نے اپنی طرف سے افادہ فرمایا ہے اور اس قسم کو علوم لدنیہ کہا جاتا ہے جیسا کہ تفسیر نیشاپوری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو میرے مونہہ مین داخل فرمایا پس میرے قلب مین علم کے ہزار باب مفتوح ہو گئے اور نیز فرمایا اگر مین چاہون تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر ستر اونٹ کا بوجھ بھیا کر دون اور فرمایا کہ اگر میرے لئے ایک فرش بچھایا جائے تو مین اوس پر بیٹھکر اہل تورات کے لئے اون کی تورات کے مطابق فیصلہ کر دون اور اہل انجیل کے لئے اون کی انجیل کے مطابق اور اہل زبور کے لئے اون کی زبور کے مطابق اور اہل قرآن کے لئے اون کے قرآن کے مطابق انتہی اور یہی پچھلی قسم علم طریقت کی اصل ہے جو ہم کو سید اولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے حضرت معروف کرخی اور حضرت بایزید بسطامی کے واسطے سے پہونچا ہے اور تمام اولیاے کرام کے سلسلون مین اوسپر عمل کیا جاتا ہے اور لیکن حضرات اہل بیت اہل سنت کے مذہب مین پس وہ ازواج مطہرات اور بنی فاطمہ جن کو آل عبا کہا جاتا ہے اور بنی عباس جن کو آل ملائے کہا جاتا ہے اور کل بنی ہاشم ہین اور ان تمام کی احادیث اس قدر ہین کہ جن کا شمار کرنا دشوار ہے چنانچہ فقط کتاب تہذیب التہذیب مین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی حدیثین پانسو چھیاسی ۵۸۶ اور حضرت فاطمہ زہرا کی اٹھارہ ہین اور حضرت عائشہ صدیقہ کی دو ہزار دو سو چالیس ۲۲۴۰ ہین اور حضرت حفصہ بنت عمر کی ساٹھ ہین اور رملہ بنت ابی سفیان کی پینسٹھ ہین اور زینب بنت جحش کی تعداد ہین اور سودا بنت زمعہ کی تعداد ہین اور صفیہ بنت حی بن اخطب کی تعداد ہین اور حضرت امام حسن کی تیرہ ہین اور حضرت امام حسین کی اٹھہتر ہین اور حضرت عباس بن عبد المطلب کی پینتیس ہین اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی چھتیس ہین اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی تعداد ہین

حمزة بن عبد المطلب كثيرة ومن جعفر بن ابيطالب الهاشمي ذو الجناحين بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم
كثيرة روى عنه جماعة من الصحابة والتابعين ومن زبير بن العوام كثيرة وامه صفية بنت عبد المطلب و
اسماء بنت ابي بكر زوجة الزبير كثيرة وعن فضل بن عباس ابن عبد المطلب كثيرة وعن سلمان الفارسي
واسامة بن زيد مولى رسول الله صلعم وبن مولاه وبلال بن رواح المؤذن وثوبان الهاشمي مولى النبي
صلعم كثيرة وهم من اهل البيت لحديث مولى القوم منهم ومن الامام زين العابدين بن رواية الزهري التي
هي جيدة الاسانيد في الموطا كثيرة ومن اولاده الامام محمد باقر والامام عبد الله الطاهر والامام
زيد الشهيد والامام عمر الاشرف والامام حسين الاصغر كثيرة ومن اولاده كثيرة ومن الامام
جعفر الصادق واولاده كثيرة ومن الامام موسى الكاظم واولاده كثيرة ومن الامام علي الرضا و
اولاده كثيرة ومن الامام محمد التقي والامام علي النقي واولاده كثيرة ومن الامام حسن عسكري
واخيه الامام جعفر وهو يكنى بابي كرين كثيرة ومن اولاده وهم الذين يقال لهم رضويون ومنهم
العلماء العظماء الذين تفاصيلهم مذكورة في كتب النسابة كثيرة ومن اولاد الامام كثيرة الحسن الامام
زيد بن الحسن المجتبى واولاده والامام الحسن المثنى واولاده الامام عبد الله المحض والامام
ابراهيم القمر والامام الحسن المثلث الذي يكنى بابي علي والامام داود والامام جعفر بين ومن
اولاد الامام عبد الله المحض الذين منهم محدثون اجلاء الامام محمد ذي النفس الزكية والامام
ابراهيم القتيل اباخزري والامام موسى الجون والامام يحيى الديلمي والامام سليمان والامام
ادريس كثيرة وبعض مرويا تهم مذكورة في الصواعق المحرقة في فضائل الشيخين ومن اولاد
الامام الحسن المثلث الامام ابي الحسن علي العابد واولاده كثيرة وفي تراجم هؤلاء الاكابر و
فضائلهم دون كتاب عمدة المطالب في ال ابيطالب فالاحاديث المروية عن جميعهم تبلغ عددا لا
يحصى وكتب اهل السنة مملوة منها والمصنف مع دعواه الاحياء والجمع لهذا العلوم ما اتى في
كتابه بجملة مرويات شخص منهم فظلما ان يحيي ويجمع جميعها والبعض منها الذي اتى به رواه
من طرق مرجوحة مجروحة تركتها علماء اهل السنة عمدا ظنا منهم بانها ليست مما يعتمد
به ويعتقد عليه وسياتي بيان ضعفها في موضعه انشاء الله تعالى واما الظان كونه قرشيا
فلانه تركماني من جهة الاباء لا قرشي كما اعترف في لوح هذا الكتب حيث قال بانه
حسن الزمان محمد بن قاسم بن علي بن ذو الفقار علي بن امام قلي الى ان قال والتركماني
الاستجلوي بالانتساب الابوي انتهى والعبرة في الانساب للاباء واما الانتساب الى

اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی ذوالجناحین بن عم رسول اللہ صلعم کی متعدد ہین ان سے صحابہ و تابعین کی بڑی جماعت نے روایت کی ہے اور حضرت زبیر بن العوام کی متعدد ہین اور ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب کی اور اسماء بنت ابی بکر زوجہ حضرت زبیر کی متعدد ہین اور فضل بن عباس بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت سلمان فارسی و اسامہ بن زید کی کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن خادم آپکے تھے اور بلال بن رباح موذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ثوبان ہاشمی خادم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متعدد ہین اور یہہ حضرات بھی اہل بیت مین داخل تھے کیونکہ حدیث مین وارد ہوا ہے (قوم کا غلام بھی قوم مین داخل ہے) اور احادیث حضرت امام زین العابدین کی زہری کی روایت سے جو مؤطا مین اعلی درجہ کی سند ہے متعدد ہین اور انکی اولاد و امام محمد باقر و امام عبد اللہ طاہر و امام زید شہید و امام عمر اشرف و امام حسین اصغر کی حدیثین بہت سی ہین اور انکی اولاد کی اولاد سے بیشمار حدیثین مروی ہین اور امام جعفر صادق اور ان کی اولاد سے متعدد ہین اور امام موسے کاظم اور اون کی اولاد سے متعدد ہین اور امام علی رضا اور اُن کی اولاد سے بہت ہین اور امام محمد تقی سے اور امام علی نقی ہو اور انکی اولاد سے بہت ہین اور امام حسن عسکری اور ان کے بھائی امام جعفر سے جن کی کنیت ابو کرین تھی بہت ہین اور ان کی اولاد سے کہ جنکو رضویہ کہتے ہین اور ان مین بڑے بڑے علما ہوئے ہین کہ جنکی تفصیلین انساب کی کتابون مین مذکور ہین بہت حدیثین مروی ہین اور امام حسن کی اولاد یعنے امام زید بن حسن مجتبے اور انکی اولاد و امام حسن مثنے اور اون کی اولاد و امام عبد اللہ محض و امام ابراہیم قمر و امام حسن مثلث جن کی کنیت ابو علی ہے اور حضرت امام جعفر سے بہت ہین اور امام عبد اللہ محض کی اولاد مکرم جن بن بعض جلیل القدر محدث ہوئے ہین یعنے امام محمد صاحب نفس زکیہ و امام ابراہیم قتیل باخمرے و امام موسے جون و امام یحیے دیباجی و امام سلیمان و امام ادریس سے بہت ہین کہ بعض اونہین کی صواعق محرقہ مین فضایل شیخین کے باب مین مذکور ہین اور امام حسن مثلث کی اولاد یعنے امام ابو الحسن علی عابد اور اون کی اولاد سے بہت ہین اور انہین سادات کے احوال و فضایل مین کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب مدون ہوئی ہے پس ان تمام مذکورین سے جس قدر حدیثین مروی ہین اون کا شمار کرنا دشوار ہے اور اہل سنت کی کتابین اون سے مالا مال ہین اور مصنف باآنکہ ان تمام علوم کو جمع و زندہ کرنے کا دعوی نہین کیا لیکن اپنی کتاب مین اہل بیت مذکورین مین سے ایک شخص کل حدیثون کو بھی بیان نہین کیا سب کی کل حدیثون کا تتبع و جمع کرنا تو کجا اور بعض حدیثین جو بیان کی ہین سو ایسے مجروح و مجروح طریقون سے کہ جن کو علماے اہل سنت نے درست چھوڑ دیا ہے نا قابل و غیر معتبر سمجھکر اور اون کے بیان عنقریب اپنے مقام مین آئے گا اگر خدا نے چاہا اور لیکن قریشی ہونے کا دعوے جو مصنف نے کیا ہے اسوجہ سے باطل ہے کہ مصنف باپ دادا کی طرف سے قریشی نہین ہے بلکہ ترکمانی ہے چنانچہ بیان مکاتیب مین خود اس نے اقرار کیا ہے جہان پر یہہ لکھا ہے کہ مؤلف کتاب حسن الزمان محمد بن قاسم علی بن ذوالفقار علی بن امام قلی تا آنکہ ترکمانی استجلوی ہی باپ کی طرف سے انتہی اور نسب مین اعتبار باپ دادا کا ہوتا ہے اور اون

غيرهم فقد ورد منه التحذير العظيم في الشرع فكيف ينتسب الى غيرهم ويفتخر به اما التحذير فقد
روى في صحيح البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من انتسب الى غير
ابيه او تولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين والاحاديث في هذا الباب
كثيرة مشهورة فلا نطيل الكتب بذكرها فلما منع من الانتساب الى نسب غير الاب مطلقا فكيف الى
اشرف الانساب الذي هو نسب سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم اعاذنا الله من الكذب عليه وعلى
ابنائه واوليائه من عترة وحشرنا في زمرة اهل البيت البنوي المعظم المكرم فانا من محبيهم وخدمة
جنابهم ومن احب قوما حشر معهم بنص الحديث الصحيح وقد قال ابن حجر الهيتمي في الصواعق
المحرقة في نسبه صلى الله عليه وسلم ينبغي لكل احد ان يكون له غيرة على هذا النسب الشريف وضبط
حتى لا ينتسب اليه صلى الله عليه وسلم احد لا يحق ولم يزل انساب اهل البيت البنوي مضبوطة على
تطاول الايام واحسابهم التي بها يتمين ون محفوظة عن ان يدعيها الجهال واللئام قد الهم الله من يقوم
بتصحيحها في كل زمان ومن يعتنى بحفظ تفاصيلها في كل اوان خصوصا انساب الطالبين والمطلبين ومن
ثم وقع الاصطلاح على اختصاص الذرية الطاهرة بني فاطمة من بين ذوي الشرف كالعلم [illegible] اغرة
بلبس الاخضر اظهارا لمزيد شرفهم واما فضل القريش على غيرهم فقد اخرج البخاري [illegible] والبيهقي
عن امرهاني ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل الله قريشا بسبع خصال لم يعطها احد
قبلهم ولا يعطاها احد بعدهم فضل الله قريشا انى منهم وان النبوة فيهم وان الحجابة فيهم وان السقاية
فيهم ونصرهم على الفيل وعبدوا الله عشر سنين لا يعبد غيرهم وانزل الله فيهم سورة من القرآن لم يذكر
فيها احد غيرهم لايلاف قريش انتهى واما بطلان كونه من المجددين للدين فلانه لا يوجد فيه شرط
من شروط التجديد فضلا من ان يتصف بجميع الشروط التي يصح بها كونه مجددا قال صاحب التفهيمات
واقرب الناس الى المجددية المحدثون القدماء كالبخاري ومسلم واحمد بن حنبل قال احمد بن المناوي
سأل رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف
حديث قال لا قال فثلثمائة الف حديث قال لا قال فاربعمائة الف حديث قال نعم قال ابو الحسين فسألت
جدي كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث قال ابو سعيد لما جلست في مجلس المنصور
للفتيا ذكرت هذه المسئلة فقال لي رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتي الناس قلت لا انما افتي
بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى وقال صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية في صفحة ٢٣
[illegible] وقال الامام ابو بكر الهروي اجمعت العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين والمتن

غیر کی طرف نسبت بیان کرنیسے بڑی ممانعت شرعی وارد ہے پھر کیون کر مصنف اپنی کو غیر آبا دی کی طرف نسبت کرکے افتخار کرتا ہی اور ممانعت شرعی کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری مین بروایت حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہا انہون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے باپ کے غیر کے طرف اپنا نسب لگاوے یا اپنے آقاؤن کے غیر سے اپنی غلامی بتاوے تو اوس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگون کی پھٹکار ہے اور حدیثین اس باب مین کثیر و شایع ہین لہذا اون کے ذکر سے اس کتاب کو ہم دراز نہین کرتے ہین پس جبکہ باپ کے غیر کے طرف نسب لگانا مطلق منع ہوا پھر کیونکر نہ منع ہوگا نسب لگانا اوس غیر آب کی طرف کہ جو اشرف و بہترین انساب ہے یعنی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہم کو بچاوے حضرت پر اور آپکے اولاد و احباب پر جھوٹ جوڑنے سے اور اہل بیت نبوی کے زمرہ مین جو عظمت و کرامت والا ہی ہم کو ادہا وے اسلیے کہ ہم اونکو دوست رکھتے ہین اور اونکی درگاہ مقدس کے خادم ہین اور جو شخص دوست رکھتا ہے کسی قوم کو اوس کی فنا ہی ہوتی ہے کہ اون کے ساتھ ہووے جیسا کہ حدیث صحیح کی نص ہے ثابت ہی اور ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ مین بنی صلعم کے نسب شریف کے بابت کہا ہے کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اس نسب شریف کے ضبط پر غیرت کہے تاکہ غیر شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مین خلاف حق ناطہ لگاوے اور اہل بیت نبوی کے انساب ہمیشہ سے مضبوط رہے ہین اور اون کے حالات خاصہ محفوظ رکھے گئے ہین اس امر سے کہ جہال و نالایق ان کا دعوی کرنیوالے ہر زمانہ مین حق تعالی الہام فرماتا رہا ہے برگزیدہ اشخاص کو اونکی صحت قایم رکھنے کا اور اونکی حفظ تفاصیل کا ہر وقت مین اہتمام رکھنے کا خاصکر نبی طالب نبی مطلب کے انساب کیلئے اور یہین سے اصطلاح واقع ہوگئی ہے نزدیک طاہر بنی فاطمہ کیخاص سبز لباس کیساتھ کہنی دوسرے ذی شرف انساب عباسین و جعافرہ وغیرہ ہماسے اون کی سیادت و زیارت شرف کے ظاہر کرنیکے واسطے رہا قریش کا فضل اون کے غیر پر اس کے ثبوت مین بخاری نے ادب مین اور حاکم و بیہقی نے امام ہانی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے قریش کو ساتھ خصال مین فضیلت بخشی ہے کہ نہ اون سے پہلے کسی کو دیگی تھین اور نہ اونکے بعد والون کو دی جائین گی ایک فضیلت قریش کو یہ ہے کہ مین اون مین سے ہون دوسری فضیلت یہ ہے کہ نبوت اون مین ہے تیسری یہ ہے کہ کعبہ شریف کی دربانی اون مین ہے چوتھی یہ کہ پانی پلانا حاج و زوار کعبہ کو اونمین ہے پانچوین یہ کہ خدا نے اصحاب فیل پر اون کو نصرت دی چھٹی یہ کہ دس برس تک انہون نے خدا کی عبادت کی اس طرح پر کہ اون کے سوا اوس وقت کوی موحد نتھا ساتوین یہ کہ قرآن مین خدا نے ایک سورت خاص قریش کے باب مین نازل فرمائی ہے اوس مین اون کے غیر کا ذکر نہ کیا وہ سورہ لایلاف ہے انتہی اور لیکن باطل ہونا مصنف کے مجدد ہونیکا وہ اوسوجہ سے ہے کہ مصنف مین تجدید کی شرطین سے ایک شرط ہی موجود نہین ہے چہ جائیکہ تمام شرطین تجدید کی کہ جن پر اون کا مجدد ہونا موقوف ہے اوسمین پائی جائین صاحب نفحہ یمانی نے کہا ہے کہ مجدد ہونیکے قریب تر لوگون مین لگے محدثین ہین جیسے امام بخاری و مسلم و امام احمد بن حنبل احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ جب کسی شخص کو ایک لاکھ حدیثین یاد ہون ایا وہ فقیہہ یعنی مجتہد ہوجاتا ہے فرمایا نہین کہا اگر دو لاکھ حدیثین یاد ہون فرمایا نہین کہا اگر تین لاکھ یاد ہون فرمایا نہین کہا اگر چار لاکھ یاد ہون تب کہا ہان یعنی ہوسکتا ہے ابوالحسین نے کہا ہے کہ مین نے اپنے والد سے پوچھا کہ امام احمد بن حنبل کو کسقدر حدیثین یاد تھین کہا کچھ جواب دیا اپنے پاس سے لاکھ حدیثین سنی ہوئی کہی ہے جب مین جامع منصور مین فتوے دینے کو بیٹھا تو مین اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم کو چار لاکھ حدیثین یاد ہین جسکی بنا پر تم لوگون کو فتوے دیتے ہو مینے کہا نہین مین تو صرف فتوے اوس شخص کے قول پر دیتا ہون جسکو یہ مقدار یاد ہوا تھا اور صاحب صواعق الہیہ نے اسی کتاب کے صفحہ (۳) مین کہا ہے کہ ابوبکر ہردی کا قول ہے کہ تمام علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے اسپر کہ کسی شخص کو دین و مذہب مین امام ہونا جائز نہین ہے

المستقيم حتى يكون جامعا لهذه الخصال دوهي ان يكون حافظا للغات العرب لاختلافها ومعاني اشعارها
واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالما فقيها وحافظا للاعراب وانواعه والاختلاف عالما
بكتب الله حافظا له لاختلاف قراءته واختلاف القراء فيها عالما بتفسيره ومحكمه متشابهه وناسخه
ومنسوخه وقصصه عالما باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم ميزا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها
ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعا تقيا صائنا لنفسه
صدوقا ثقة بين صدقه وديانته على كتب الله وسنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا جمع هذه الخصال
يجوز ان يكون اماما وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعا لهذه الخصال او اخل
بواحدة منها كان ناقصا ولم يجز ان يكون اماما وان يقلده الناس الى ان قال ولو ذهبنا نخلي من جملي الاجماع
لطال وفي هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون قاعدة يرجع اليها فيما اذكره فان
اليوم ابتلي الناس بمن ينتسب الى الكتب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا طالبت
منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه
فهو كافر عنده هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع
هذا اوراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون انتهى بقدر الحاجة واما بطلان كونه
عالما قرشيا يسبح طبقات الارض علما فقد مر في الخطبة باحسن الوجوه فلا نعيدها قال اشهد ان لا اله
الا الله ربا رؤفا ملكا كبيرا صمدا سبوحا قدوسا رحمن الدنيا والاخرة ورحيمهما واحدا لا شريك له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله ووده ومقبوله ورضيه وخليله وحبيبه فارد الا شبيه له امنا
بالله كما هو في ذاته الاحدية وصفاته الواحدية وملئكته وكتبه ورسله وانبيائه وما
ورد من الامر في اليوم الاخر والقدر من الله القدير القادر اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما
صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى ال محمد لما باركت
على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم اجعل صلوتك وبركاتك على محمد النبي وازواجه
امهات المومنين وذريته واهل بيته كما صليت على ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم وعلى حملة
عرشك الذين لا يفترون من تسبيحك ولا يسئمون من تقديسك والملئكة الذين اختصمهم لنفسك
اللهم وصل على رسولك وانبيائك من ادم الى الخاتم اللهم واتباع الرسل عامة اللهم واصحاب
حبيبك مولنا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن في نصره وكافحوه واسرعوا
الى وفادته وسابقوا الى دعوة اللهم والتابعين لهم باحسان الذين يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا

جب تک یہہ چند خصال اوسمین نہ ہون اور وہ خصال یہ ہین لغات عرب کا حافظ ہونا مع اختلاف لغت کے اشعار عرب کے معانی کو جاننا
مع اونکی اقسام کے اور اختلاف علماء وفقہا کو جاننا اور ذی علم مجتہد ہونا علم نحو کے مسایل مسلمہ و مختلف فیہا سے ماہر ہونا قرآن شریف کا
عالم ہونا اور اوس کو یاد رکھنا مع اوس کے اختلاف قرات و اختلاف قرّاء کے اور قران کی تفسیر اور اوس کے محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ
و قصص کا عالم ہونا احادیث رسول اللہ سے واقف ہونا مع اونکے صحیح و سقیم و متصل و منقطع و مرسل و مسند و مشہور وغیرہ کے اور اسی طرح احادیث
صحابہ سے واقف ہونا مع اون کے موقوف و مسند کے پھر پرہیزگار دیانت دار نفس کو نگاہ رکھنے والا راست گو معتبر ہونا کہ اپنے مذہب و
دین کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر مبنی کرتا ہو پس جبکہ ان خصال کا جامع ہو تو اوس کو امام ہونا جایز ہے اور یہہ لوگ اوس کی تقلید
کرین اور وہ اپنے دین و احکام مین اجتہاد کرے اور جب کہ یہہ سب خصال اوس مین نہ ہون یا ایک بھی اُن مین سے کم ہو تو وہ شخص
ناقص رہے گا اور اوس کا امام ہونا درست نہ ہوگا اور نہ لوگون کا اوسکی تقلید کرنا جائز ہوگا یہان تک کہ کہا ہے کہ اگر ہم اس مسئلہ مین
اتفاق علماء کے ناقلین کو بیان کرنا چاہین تو کتاب دراز ہو جائے اور اسی قدر کافی ہے طالب راستی کے واسطے اور یہہ مقدمہ اس لئے
ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہو جائے اون مباحث کے لئے جن کا ہم آگے ذکر کرین گے اس لئے کہ آج کل مسلمانون کو ایک ایسے شخص سے
معاملہ پڑا ہے کہ جو کتاب و سنت کے طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے اور اون کے علوم سے مسائل نکالتا ہے اور کسی کے مخالف ہونیسے
باک یعنے خوف نہین رکھتا ہے اور جب علماء پر اپنا کلام پیش کرنیکے واسطے کہا جاتا ہے تو پیش نہین کرتا ہے بلکہ اپنے ہی قول و مفہوم پر عمل
کرنا لوگون پر واجب کرتا ہے اور جو شخص اوس کے قول سے مخالف ہو تو اوس کے نزدیک کافر ہے یہہ تو اوس کی حالت ہے اور اوس کے
ساتھ کیفیت یہہ ہے کہ اوس مین مجتہدین کے اوصاف مین سے ایک وصف بھی موجود نہین ہے بلکہ بجز ایک وصف کا دسوان حصہ بھی اسمین
نہین ہے اس پر اپنے کلام کو بہت سے جاہلون مین شایع کر دیا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تمام ہوا بقدر حاجت اور لیکن
مصنف کے اس دعوے کا بطلان کہ مین قریشی عالم ہون جسکا علم روئے زمین پر پھیلنے کی حدیث مین بشارت وارد ہے پس مقدمہ مین بخوبی مذکور
ہو چکا ہے لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے کہا مصنف نے (مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہین ہے کہ پروردگار مہربان
بادشاہ بزرگ بینیاز پاک و پاکیزہ دنیا و آخرت مین دشمن و رجیم ہی کیتا ہے کہ جس کا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اوس کے بندے اور رسول
و محبوب و مقبول و خلیل و حبیب مین ایسے یکتا ہین کہ جنکا نظیر نہین ہے اور ہم خدا پر ایمان لائے جیسا کہ وہ ہے اپنی ذات احدیت اور اپنی صفات واحدیت مین اور اوسکے
فرشتون اور کتابون اور تمام رسولون و انبیاء پر اور اون امور پر جو آخرت مین ہونیوالے ہین اور خدا ہی تقدیر قادر کی اشیاء کو مقدر فرمانے پر اے خدا درود بھیج محمد
پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم و آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنی برکتین نازل کر محمد نبی پر اور اونکی بیبیون پر کہ مومنون کی
مائین ہین اور اون کی اولاد و اہل بیت پر جیسا کہ برکت نازل کیا تو نے آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اور اپنے عرش کے اٹھانیوالے فرشتون پر جو کہ تیری تسبیح سے
باز نہین رہتے اور تیری تقدیس سے نہین تھکتے اور تیرے مقرب فرشتے تجکو تیری ذات کیلئے فارغ کر لیا ہے اے خدا اور اپنے رسولون نبیون پر درود بھیج کہ یہان تک آخر انبیاء تک اور رسولونکی تابعین پر یعنے اے خدا اور
حبیب ہمارے مولے محمد کے اصحاب پر خصوصاً جو بہتر ون صحابہ تھے اور اچھی آزمایش مین آزمائے گئے حضرت کے مدد کرنے مین اور
محافظ ہونے حضرت کے اور حضرت کو پیغام پہنچانے مین جلدی کی اور دعوت اسلام کو پہلے قبول کیا اور پیروی کرنیوالے پسر نیکی مین جو کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اور ہمارے بھائیون کو

الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم انتہی قولہ تعالیٰ امہات المومنین وذریتہ واہلبیتہ اقول ومن اللہ التوفیق فی اخراج الازواج من اہل البیت مع تقدمہا علیہم والفصل بالذریۃ بینہما ایماء الی انہا حادثۃ منہم وفی الاتیان بہم بعد الذریۃ تلویح الی کونہم من الذریۃ لا من الازواج فحصل بہذین الکلامین قیاس علی الترتیب الشکل الثانی ان اہل البیت ہم الذریۃ والازواج لیست بذریۃ فاہل البیت لیسوا بالازواج وینعکس الی ان الازواج لیست باہل البیت ویؤیدہ ما قال صاحبہ فی ازالۃ الخفا فی صفحہ (۱۱) حضرت عائشۃ ام المومنین محب اہل بیت تمین انتہی یعنی انہا من محبیہم لا منہم ویؤیدہ ایضا انہ لم یرو فی ہذا الکتب عنہن حدیثا ولانہا استقلالا لا مع ان موضوع مباحث ہذا الکتب علوم اہل البیت لا غیرہم وہذا القیاس فاسد لان صغراہ ممنوعۃ مخالفۃ لمذہب اہل السنۃ لان الازواج المطہرات عندہم من اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصالۃ والزہراء داخلۃ فیہم تبعا کما نص علیہ فی التحفۃ حیث قال فی صفحہ (۴۲۱) منہا البنی و محققین برانند کہ مراد آیت در مخاطبہ ازواج واقعست اما بحکم العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب جمیع اہلبیت درین بشارت واخلند وجناب پیغمبر صلعم این دعا در حق چہار کس موصوف فرمود فظر بخصوص سبب بود ونیز قراین خصوصیت باز واج سابق ولاحق کلا او بانہ ترسید کہ مبادا خاص باز واج باشد ولہذا در روایۃ صحیحہ بیہقی مثل این معاملہ با حضرت عباس وپسران او نیز ثابت ست ودعائے آن حضرت صلعم ہمین بود کہ جمیع اقارب خود را در نقطۂ اہلبیت کہ در خطاب الہی وارد شدہ داخل سازد مانند آنکہ بادشاہ کریم یکے از مصاحبان خود را بفرماید کہ اہل خانہ خود را حاضر کن تا خلعت دہم ونوازش فرمایم امیر صاحب عالی ہمت ہمہ متوسلان خود را گوید کہ اینہا اہل خانہ من اند تا در خلعت ونوازش بادشاہی بر ہمہ ایشان نصیب باشد انتہی بقدر حاجت قولہ علی حلۃ العقل الذین لا یفترون من آیاتک ولا یسئمون عن تقدیسک اقول فیہ براعۃ ظاہرۃ لما بسطہ فی ہذا الکتب من افادۃ والجسمۃ المشبہۃ ان اللہ تعالیٰ جالس علی عرشہ فوق سبع سمواتہ بائن من خلقہ وجلاء علی کرسیہ لیس باعور یضحک وینزل الی سماء الدنیا علی الحقیقۃ ونحو تبلیغ ہذہ العقائد الفاسدۃ فی حاشیۃ صفحہ (۴۳) بروایۃ محمد بن اسحق الذی ہو من المدلسین عند المحققین کما سیاتی فی تلک الصفحۃ من لم یقر ان اللہ تعالیٰ علی عرشہ قد استوی فوق سبع سمواتہ فہو کافر بربہ یستتاب فان تاب والا ضربت عنقہ والقی علی بعض المزابل حیث لا یتاذی المسلمون والمعاہدون بنتن ریحہ وکان مالہ فیئا لا یرثہ احد من المسلمین اذ المسلم لا یرث الکافر کما قال صلعم انتہی وہذہ العقیدۃ المردودۃ من مزعومات اہل البدعۃ ردہا علماء اہل السنۃ سلفا

جو ایمان مین ہم سے پہلے گذر گئے ہین بخش دے اور ہمارے دلون مین مومنون کے طرف سے کدورت نرکھ اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان اور رحیم ہے فقط یہ جو مصنف کا قول ہے اور دون کی بیبیون پر جو مومنین کے مائین ہین اور انکی اولاد اور اہل بیت پر مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے انداج کو اہل بیت سے جدا لانے مین انکو اہل بیت پر مقدم کرنے کے ساتھ اور اولاد سے اون دونون مین فرق کرنے مین اشارہ ہے اسکے طرف کہ ازواج اہل بیت سے خارج ہین اور اہل بیت زریعت کے بعد لانے مین اشارہ ہے اس طرف کہ اہل بیت ذریت مین سے ہین نہ ازواج مین سے پس ان جو ان کلام کے ملانے سے شکل ثانی کی ترتیب پر یون قیاس مرتب ہوا کہ اہل بیت ذریت مین سے ہین اور ازواج ذریت مین سے نہین پس اہل بیت ازواج نہین اور اس کا عکس یون ہوگا کہ ازواج اہل بیت نہین ہین اور اسی کو مؤید ہے جو مصنف کے شاگرد نے ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۱) مین کہا ہے (حضرت عایشہ ام المومنین محب اہل بیت نہین) انکے مراد یہ ہے کہ حضرت عایشہ اہل بیت کو دوست رکھنی والی نہین نہ یہ کہ اہل بیت سے نہین اور نیز اس کا مؤید ہے یہ کہ مصنف نے اس کتاب مین ازواج مطہرہ سے مستقل طور پر نہ کوئی حدیث روایت کی نہ کوئی اثر حالانکہ اس کتاب کے مباحث کا موضوع اہل بیت کے علوم ہین اونکا غیر اور یہ قیاس فاسد ہے اس لئے کہ اسکا صغری ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کیونکہ ازواج مطہرات اون کے نزدیک اسلئے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور حضرت کی اولاد اون مین داخل ہین تبعاً جیسا کہ تحفہ مین اس کی تصریح کی ہے جہان پر کہ صفحہ (۴۲۱) مین لکھا ہے (اور محققین اہل سنت اس پر ہین کہ چند یہ آیت ازواج کے مخاطبہ مین واقع ہے لیکن چونکہ عموم لفظکا اعتبار ہے نہ خصوص سبب کا کل اہل بیت اس بشارت مین داخل ہین اور جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دعا چار اشخاص موصوف کے حق مین فرمائی بلحاظ خصوص سبب کے تھی اور نیز ازواج کے خاص ہونے کی نفی کلام الٰہی کے سابق و لاحق مین پاکر حضرت کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہہ بشارت ازواج ہی کیلئے خاص ہو اسیوجہ سے بیہقی کی صحیح روایت مین اس معاملہ کے مثل حضرت عباس اور اونکی اولاد کے حق مین بھی ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا بھی تھا کہ اپنی تمام اقارب کو اہل بیت کے لفظ مین جو کہ خدا کے کلام مین وارد ہوا ہے داخل کریون جس طرح سے کہ بادشاہ کریم اپنے کسی مصاحب کو حکم کرے کہ اپنے تمام اہل خانہ کو حاضر کر تا مین اون پر خلعت وغیرہ سے نوازش کرون یہ مصاحب عالی ہمت اپنی کل علاقہ داردن کو فراہم لاکر کہدیوے کہ یہہ سب میرے گھر کے لوگ ہین تاکہ بادشاہی خلعت و عطیہ مین سب حصہ دار ہو جاوین قولہ اور اپنے عرش کے اٹھانیوالون پر جو کہ تیری تسبیح سے سستی نہین کرتے انتہے مین کہتا ہون کہ اس قول مین صنعت براعۃ استہلال ہے اون عقاید کے لئے جو مصنف نے اس کتاب مین بسط کے ساتھ لکھی ہے یعنے مجسمہ و مشبہہ کے عقاید کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر بیٹھا ہے اپنے سات آسمانون سے اوپر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس کے دونون پیر اوسکے کرسی پر ہین کانا نہین ہے فائدہ یعنی دونون آنکھین اوسکی صحیح و سالم ہین ہنستا ہے اور نیچے کے آسمانی طرف حقیقتاً اترتا ہے اور ان عقاید فاسدہ کی تبلیغ کو صفحہ ۱۳۷ کے حاشیہ مین صفحہ ۵۰ محمد بن اسحاق کی روایت سے جو کہ محققین کے پاس معتبر نہین تھا جیسا کہ اوسمین اسکا سطر بسطر لکھا ہے (جو شخص کہ اقرار نکرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے سات آسمانون کے اوپر وہ اپنے رب سے منکر ہے اوس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ اوسکی گردن ماری جائے اور گھورے پر پھینکدیا جائے تاکہ مسلمان اور ذمی کفار اوسکی بدبو سے ایذا نپاوین اور اسکا مال غنیمت کا حکم رکھتا ہے وارث ہوگا اور اسکا کوئی مسلمان اسلئے کہ مسلم کو کافر کا ترکہ نہین پہنچتا جیسا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے انتہی اور یہ مردود عقیدہ اہل بیت کے مقابلہ ہی علماء اہل سنت سلف

وخلفا كما مر بيانه منه في المقدمة وسياتي بقيته في سقامه انشاء الله تعالى قوله اللهم واتباع الرسل
عامة واخص حبيبك مولينا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن الخ اقول و
من الله التوفيق اورد هذه العبارة مقتبسا من الصحيفة السجادية التي هي كالصحيفة الالهية ومنزلة القرآن
عند الشيعة في الدرجة والفضيلة منشيطا لقلوب الامامية وتغليطا لما زعمه اهل السنة والجماعة وايقاد
النار المنازعة التي هي في قلوب الطائفتين كامنة ولذا تصرف فيها بالنقص والزيادة كي يدفع ما اراد
بها اهل السنة ويثبت ما رامه الامامية وتفصيل ان اهل السنة قائلون بان الصحابة كلهم عدول ومن
ابغض واحدا منهم او تكلم فيه بشيء فهو مبتدع ضال زنديق داخل في زمرة اهل الشيعة وخارج من
دائرة اهل السنة والجماعة كما قال ابن حجر في الصواعق المحرقة اعلم ان الذي اجمع عليه اهل السنة والجماعة
انه يجب علي كل مسلم تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة لهم والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم
فقد اثنى الله سبحانه عليهم في ايات من كتابه منها قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس فاثبت
الله لهم الخيرية على سائر الامم ولا شيء يعادل شهادة الله لهم بذلك لانه تعالى اعلم بعباده وما
انطووا عليه من الخيرات وغيرها بل لا يعلم ذلك غيره تعالى فاذا شهد تعالى فيهم بانهم خير الامم وجب
على احد اعتقاد ذلك والايمان به والا كان مكذبا بالله في اخباره ولا شك ان من ارتاب في حقية
شيء مما اخبر الله او رسوله به كان كفر باجماع المسلمين انتهى بقدر الحاجة وقال امام عصره ابو زرعة
الرازي من اجل شيوخ المسلم اذا رايت الرجل ينقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاعلم انه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا كل الصحابة فمجرحهم
انما اراد ابطال الكتاب والسنة فيكون الجرح به اولى والحكم عليه بالزندقة والضلالة والكذب والفساد
هو الاقوم الاحق وقال ابن حزم الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا وانه لا يدخل احد منهم النار لانهم
المخاطبون بالاية انتهى لذا في الصواعق وذهب جمهور العلماء ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان
وعلي وكذا بعدها كذا في شرح فقه الاكبر وقال ابن دقيق العيد في عقيدته وما نقل فيما شجر بينهم
واختلفوا فيه فمنه باطل وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه بتاويلات حسنة لان الثناء
عليهم من الله سبق وما نقل من الكلام الذي لا يحتمل التاويل والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق
والمعلوم هذا وقال الشافعي تلك دماء طهر الله ايدينا عنها فلا نلوث السنتنا بها انتهى كذا في
شرح فقه الاكبر والشيعة يعتقدون ان بعض الصحابة بل اكثرهم منافقون قد ارتدوا وانى الدين
وغصبوا الخلافة من مستحقيها وجاروا على الامام الحق وافسدوا بين الخلق نعوذ بالله من هذه

سلف تک اس کا رد کرتے آئے ہیں چنانچہ اس کا کچھ بیان مقدمہ میں گذر چکا ہے اور ہم بقدر اپنے مقام میں اگر خدا نے چاہا مذکور ہوگا مصنف کا
قول اے خدا اور رسولوں کے بیر دوں پر عموماً اور اپنے حبیب ہمسائی موسیٰ محمد کے یاروں پر خاص کر تمہوں نے بعجب کو بھی طرح سے کیا
اور بلامیں اسی طرح مبتلا کئے گئے انتہے میں کہتا ہوں اس عبارت کو مصنف نے صیغہ مجاہد سے اخذ کیا ہے جو کہ صحیفہ الہیہ اور قرآن کے مثل
شیعوں کے مذہب میں سمجھا جاتا ہے وجہ وفضیلت کے اعتبار سے امامیہ کے قلوب خوش کرنے اور اہل سنت کا رد کرنے اور جگر کی
آگ بجھانے کو جو فریقین کے دلوں میں بھڑکی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے کمی کرتے کہ اصل عبارت میں تصرف کرکے نقل کیا ہے تاسنیوں کا
بہ استدلال اس عبارت سے دفع ہو جاوے اور امامیہ کا مطلب ثابت ہو جاوے نقطہ اس کی یہ ہے کہ سنیوں کے مذہب میں صحابہ سب
کے سب عادل ہیں اور جب ہم نے ایک صحابی سے بعض کہا یا کچھ اس میں الزام لگایا تو وہ شخص ہمارے نزدیک بددین ہے بلکہ بددینوں کی حماقت میں داخل ہے
اور اہل سنت کے حلقہ سے باہر ہے چنانچہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں کہا ہے (بیان تو کہ تحقیق اہل سنت کا اجماع ہے اس پر کہ ہر مسلمان پر واجب
ہے کہ کل صحابہ کی عدالت اور پاکی کا اثبات کرے بذریعہ اثبات انصاف وسچائی کے اور ان پر طعن کرنے والوں کو رد کرے اور ان کی قباحت ظاہر کرنا اس لئے
کہ حق سبحانہ نے کلام مجید کی بہت سی آیتوں میں انکی مدح فرمائی ہے منجملہ اون کے قول خدا ہے پاک کا ہے تم بہتر جماعت ہو کہ جو لوگوں کی اصلاح
کے واسطے بھیجی گئی ہے پس اللہ نے صحابہ کیلئے تمام امتوں سے بہتر ہونا ثابت فرمایا اور اس معاملہ میں اللہ کی شہادت سے بڑھکر کوئی دلیل نہیں
ہو سکتی ہے اس لئے کہ حق تعالے اپنے بندوں کا حال اور جو کچھ خیر و شر اون کا خیال ہے بخوبی جانتا ہے بلکہ حق تعالے کے سوا دوسرے کا
علم ہی نہیں ہے ہر چند کہ خدا نے صحابہ کی تمام امتوں سے افضلیت بیان فرمائی ہے ہر شخص پر اس کا اعتقاد و ایمان لانا لازم ہوا اور اس خبر میں
حق تعالے کو سچا ماننا لازم آئے گا اور اسمیں شک نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی خبر کو نہ مانے بیشک وہ کافر ہے اور تمام اہل
اسلام کے اجماع سے کافر ہو جائے گا تمام ہوا یہ کلام ابن حجر علیہ الرحمہ کا اور امام وقت ابو زرعہ رازی نے کہا کہ جان لو کہ اسلام کے اجارہ میں سے ہے فرقہ
ہے (جبکہ تو کسی کو دیکھے کہ کسی صحابی کی توہین کرتا ہے تو یقین کر لینا کہ یہ شخص بددین ہے اور یہ اسلئے ہے کہ رسول سچا ہے اور قرآن سچا
ہے اور قرآن کا لانیوالا (یعنی جبرئیل) سچا ہے اور تمام قرآن ہم کو صحابہ نے پہنچایا ہے پس جو کہ صحابہ میں جرح کرتا ہے تو گمان اس کا یہ ہے
کتاب وسنت میں جرح کرنیکا ہے تو ایسی جرح اوسی شخص پر جارح کے لئے زیادہ چسپاں ہے اسی طرح مذکور ہے صواعق میں اور رسالہ کبریٰ
میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کا مذہب ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فتنہ سے قبل اور اسی طرح اون کے فتنہ کے وقت اور
اور ابن دقیق العید نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے اور جو کچھ صحابہ کے باہمی خصومات میں منقول ہوا ہے اور جس معاملہ میں صحابہ کا اختلاف ہوا
ہوا ہے اوسکی روایات میں بعض تو اون میں سے محض بے اصل اور جھوٹ ہیں اور کئی طرق سے معلوم ہو گئی ہے اور جس قدر ان میں
صحیح ہے اوسکی تاویلات مستحسنہ بیان کرینگے کیونکہ صحابہ کی شان حق تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے اور جو کچھ فتنوں کے خلاف ہے شاذ منقول ہوا ہے
اور شاذ کا اعتبار نہیں ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مشکوک و مردود کی وجہ سے ادلہ قطعی و یقینی باطل نہیں ہو سکتا ہے اسکو خوب سمجھ لے اور امام شافعی کا
قول ذکر کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں اللہ نے ہمارے لئے ہمارے منہ کو پاک کر رکھا ہے پس ہم کو نہیں سزاوار کہ اپنی زبانوں کو اون آلودہ کریں تمام مجلد قول اس طرح ہے فقط اگر کسی نے
اوپر بعض صحابہ کا اعتقاد ہو کہ بعض صحابہ بلکہ اکثر منافق تھے کہ دین میں مرتد ہو گئے اور خلافت کو اوسکا مستحق نہیں لیا اور امام حق پر ظلم کیا اور یہاں میں نہ بیان کیا ہے فقط

الاقاويل الواهيات الاباطيل فعلماء اهل السنة ناظروا هم في هذه المسئلة وردوا عليهم في الكتب ودفعوا
هذه المطاعن بطرق معتبرة في البحث والمنظرة فنهم من رد واعلى الامامية قائلين هذه العبارة من
الصحيفة السجادية قائلين بان الائمة كانوا يحبون الصحابة ظاهرا ويدعون لهم بالخير وانتم يا معشر الامامية
تذمون حب الائمة وتحالفون سيرتهم في اقوالهم وسيرتهم في افعالهم فلما اعتبر المصنف هذه العبارة حيث
زاد في صدرها اللهم واتباع الرسل عاصمة ونقص كثيرا من آخرها لزم منه ان عموم الدعاء وارد في حق اصحاب
الانبياء السابقين وخصوصه لبعض اصحاب نبينا صلى الله عليه وسلم الذين اتصفوا بالاوصاف المذكورة
واما غير الموصوفين بها كمعاوية وغيره فخارجون منه وان هو الا مار امه الشيعة دفاه اهل السنة فقوله
مزيفة الامامية على زعم اهل السنة وضعف ما استدل به اهل السنة على خلاف الامامية فاشتعل
نار المنازعة بعد ما كانت كامنة في قلوب الجماعة وقد قال الله تعالى ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها
وقال تعالى ان الله لا يحب المفسدين اعاذنا الله تعالى من افساد المفسدين وايقاد هم نار الفتنة
بعد خمودها بين المسلمين قال اما بعد فلقد امتد ما انتهى الي من اقوال الفرقة المتشيعة ان اهل السنة
وهم جماعة المولى على المرتضى وشيعته وخاصته على الحقيقة وان لم يتسموا بذلك انتقاء موضع التهمة خلافا
للمتشيعة حيث تسموا بالشيعة والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة انهم سلفا وخلفا قد تركوا مذهب
الائمة من اهل البيت النبوة بما سلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة واصول الرواية و
واصول الدراية وجعل الفروع الفقهية على غاية الكثرة وتركوا سائرها عنهم من انواع العلم وكما ذا لوامع
ان جل علوم اجل القوم امام الائمة على المرتضى انما هو عند اهل السنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان هذا الكلام لا يخلو عن الاستقام ومع ذلك لا يدل على المرام لغاية الابهام اما اولا فلان سوق قوله من
اقوال الفرقة المتشيعة انما يقتضي ارباية على الاول يبقى لفظ ما في قوله ما انتهى الي بغير بيان فلا يدل
على المرام لكمال الابهام وعلى الثاني لا يطابق قوله من اقوال الفرقة المتشيعة لما بعده لان ما بعده قول
واحد لا اقوال واما ثانيا فلان لفظ انهم في قوله انهم سلفا وخلفا مقحم لان اهل السنة اسم ان وقوله
قد تركوا الى آخره خبرها فالفائدة في زيادة انهم وان الدعي التاكيد الكثير بينه وبين المؤكد منه يوهن
دعويه واما ثالثا فلان قوله وهم جماعة المولى على الخ اما من مقولة الشيعة فهو يقلع هذا الاعتراض
من اصله وايضا يلزم الخلف في الواقع واما من مقولة المصنف كما هو الظاهر فيقتضي التناقض
لكلماته واما من مقولة الغير فالسياق والسباق ابيان عند كل الاباء فلا بد له من البيان وبدونه
خرط القتاد من ادوية اتباب البلغة ويشتمل على الخشونة لا طائل تحته واما رابعا فلان هذا الاعتراض

شیعون کی ان واہی تباہی باتون سے پس علمائے اہل سنت نے اس مسئلہ مین اون سے مناظرہ کیا اور اپنی کتابون مین شیعون کا رد لکھا اور شیعون کے اون مطاعن کو اون مناظرہ کے معتبر طرق سے دفع کیا پس ان طرق مین سے بعض یہہ ہے کہ اہل سنت نے شیعہ کو الزام دیا صحیفہ سجادیہ کی عبارت مذکورہ کو نقل کرکے بانیطور کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ کو دوست رکھتے تھے اور اونکو دعا خیر دیتے تھے اور تم لوگ اے امامیہ کی جماعت ائمہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو اور اونکی سیرت افعال سیرت اقوال کے خلاف کرتے ہو پھر جبکہ مصنف نے اس عبارت کو تغیر کیا اس طرح سے کہ اس کے اول مین عامتہ کا لفظ بڑہایا اور اس کے آخر سے بہت کچھ کم کردیا تو اس صنعت سے لازم آگیا کہ عموم دعا کا انبیا سابقین کے اصحاب کے حق مین وارد ہے اور جھوٹ کا وارد ہے بعض اصحاب رسول اللہ صلعم کے واسطے جو کہ اوصاف مذکورہ فی الدعا کے ساتھ موصوف تھے اور جو کہ اون اوصاف کے ساتھ موصوف تھے جیسے معاویہ وغیرہ وہ اس دعا سے خارج ہین اور یہی تو شیعہ کا مدعا ہے اور سنیون کے منافی ہے پس اس تغیر مصنف سے امامیہ کا مطلب قوی ہوگیا برخلاف منشا اہلسنت کے اور اہل سنت کا استدلال شیعون کے خلاف مین اس عبارت سے ضعیف ہوگیا پس جھگڑے کی آگ بھڑکانی بعد اس کے کہ لوگون کے دلون مین دبی ہوئی تھی اور حق تعالے نے فرمایا ہے اومت فساد پر پاکر زمین مین اوسکی درستی کے بعد) اور نیز فرمایا (بیشک اللہ فسادیون کو دوست نہین رکھتا ہے) خدا پناہ مین رکھے مفسدون کے فساد پر پاکرنے سے اور فتنہ کی آگ کو مسلمانون مین بجھنے کے بعد سلگانے سے کہا مصنف نے (لیکن حمد و صلوۃ کے بعد پس شیخ مونگا یہ اعتراض مجھ تک پہنچا کہ سنیون نے جو کہ درحقیقت مولی علم رکھنے کے شیعہ اور خاصہ ہین اگر یہ وہ اپنے کو موضع تہمت سے بچنے کے لئے شیعہ کہلاوین بخلاف شیعون کے کہ یہہ اپنا نام شیعہ وخاصہ رکھتے ہین اور اہل سنت کو عامہ کہتے ہین سلف سے لیکر خلف تک ائمہ اہل بیت کے مذہب کو چھوڑ کر مذہب صحابہ و تابعین کو اختیار کرلیا ہے علم عقاید و علم روایت و اصول درایت و حملہ مسائل فقہیہ مین باوجود ان کی کثرت کے اور نیز کل انواع علوم کو جو اہل بیت سے منقول ہین جو ہیچ بیٹھے یا جس طور سے شیعہ اس اعتراض کی تقریر کرتے ہون حالانکہ اجل قوم امام ائمہ علی مرتضے کے علوم کا بڑا ذخیرہ اہل سنت ہی کے یہان ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اب خدا کی توفیق و مدد سے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے اور بانہمہ غایت ابہام و پیچیدگی کی وجہ سے اصل مطلب پر دلالت نہین کرتا ہے پہلا سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (من اقوال الفرق المشیعۃ) مین لفظ من یا تو تبعیضیہ کیلئے ہے یا بیانیہ ہے شق اول پر اوس کے قول (ما الخ) مین لفظ ما بلا بیان رہجاتا ہے پس ابہام کے سبب سے مقصود پر دلالت نہین کرتا اور شق ثانی پر مصنف کا قول (من اقوال الفرق المشیعۃ) اپنے بعد کے جملہ سے مطابق نہین ہوتا ہے اس لئے کہ اوس کے بعد مین ایک قول ہے نہ کہ اقوال دوسرا سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (انہم سلفا خلفا) لفظ انہم کی بہرتی ہے اس لئے کہ اہل السنۃ ان کا اسم ہے اور مصنف کا قول قد ترکوا آخر تک ان کی خبر ہے پس لفظ انہم کے بڑہانے مین کیا فائدہ ہے اگر تاکید کا دعوے ہو تو تاکید اور مؤکد مین بڑا فاصلہ لازم آتا ہے جو مصنف کے دعوی تاکید کو کمزور کرتا ہے تیسرا سقم یہہ ہے کہ مصنف کا قول وہم جماعۃ المولی علی آخر تک یا تو شیعہ کا قرار دیا جاوے تو یہہ قول اعتراض مذکور کو جڑ سے اوکہاڑ دیتا ہے اور واقعی مین ہی شیعہ اس کے قایل نہین اور یا مصنف کا قول قرار دیا جاوے اور یہی احتمال ظاہر ہے تو اس تقدیر پر تناقض لازم آتا ہے جیسا کہ تم سمجھ گئے اس کا مذکور ہوگا اور یا کسی غیر شخص کا قول ہے پس اس احتمال سے کلام سابق و لاحق بالکل انکار کرنا ہے پس اس کے لئے کوئی قیمت نہ فرد ہے ورنہ یہہ کلام اوس اعتراض بلاغۃ پہنچی کا اور ایک بڑی برکہ جس پر کچھ بھی فائدہ نہین مرتب ہوتا ہے چوتھا سقم یہہ ہے کہ یہہ اعتراض

[illegible] دعوی الا بدس [illegible] لیل و برہنہ لا یسمع و اما نقل فلا بد لہ من التصحیح بان ینسب الی کتب
معتبرۃ کتب ذکرہا و ثقہ من نقاتہم و کلامہما مفقود ان فکیف یصفی الید بالرد او التسلیم و اما
خامسا فلان قولہ [illegible] موضع التہمۃ لیس لہ محل لان اہل السنۃ یفتخرون بکونہم من شیعۃ
المرتضی [illegible] و یباہون و یجتنبون بہ و یصرح بہ فی التحفۃ فی صفحہ ۳۹ اول کسیکہ
شیعہ لقب بجماعہ صحابہ و تابعین و اتباع تابعین یشان باحسان اند کہ متابعت حضرت [illegible] نمودند و در فقہ
بمذہب ایشان [illegible] و ملازمت صحبت ایشاں اختیار کردند و باقتدار من ایشان جنگ نمودند و مطیع اوامر و نواہی ایشان
بودند و ایشہا را شیخین میگویند و ابتدائے این لقب در سنہ سی و یکصد و ہجرت بعد از دویست سال شیعہ تفضیلیہ ظاہر
شدند الی ان قال بعد از ین ظاہر شد شیعہ دیگر کہ عظم صحابہ و امہات المومنین را سب و طعن میکردند و ایشہا متفرق شدند بفرق
کثیرہ چنانچہ گذشت و این مذہب بنا بر ظہور مذہب ست و الا حدوث ایشہا بعہد و عہد امیر المومنین بود باغواء عبد اللہ بن سبا
انتہی بقدر الحاجۃ فکیف یتقونہ ظانین لہم مظان التہمۃ ان ہو الا کذب بحت افتراء محض منہ
علیہم و انما فعل لتشغل بہ نیران الخلاف و الشقاق بین الطائفتین اعاذنا اللہ منہ و العجب منہ انہ
یقول کذا ثم یفتخر بہ ایضا ثم قال و ہم جماعۃ الموالی علی المرتضی و شیعتہ و خاصۃ علی الحقیقۃ مع
دعواہ بکونہ من اہل السنۃ ان [illegible] و الا فناقض صریح کما وعدناہ سابقا و اما سادسا فلان
قولہ قد ترکوا مذاہب الائمۃ من اہل بیت النبوۃ بما سلکوا مذاہب الصحابۃ و التبعۃ باطل لان
المذاہب طریق یفتح علی بعض العلماء من الائمۃ فہم الشریعۃ فیضع ذلک العالم قواعد بعقلہ
و بمقتضی فہمہ یستنبط بہا المسائل الشرعیۃ من مواخذہا و لہذا یحتمل الخطاء و الصواب فنسبتہ
الی الصحابۃ و اہل بیت النبوۃ لیس بمقبول کما وقع من المصنف و تقریر الاعتراض و لہذا لا
ینسب الی اللہ و رسولہ و الی الملۃ و اہل السنۃ ایضا لا ینسبونہ الی فقہاء الصحابۃ مع کونہم افضل من
الائمۃ الاربعۃ بیقین عندہم و اللہ تعالی نائب الرسول معصوم من الخطاء عنہ الامامیۃ فکیف یصح
منہم ان ینسبوا المذہب الیہ بل نسبتہ الی ائمۃ اہل البیت او الصحابۃ خبر خالیۃ عن سوء الادب
و انما اقوال الائمۃ و الصحابۃ ہو اخذ المذاہب لا نفسہا لان اخذ الفقہ و اما سابعا فقولہ فی اصول
الدینیۃ و اصول الروایۃ و اصول الدرایۃ و حمل الفروع الفقہیۃ علی غایۃ الکثرۃ ایضا لا یخلو
عن سخفۃ لان ہذہ الفنون انما دونت بعد قرون الثلثۃ المشہودۃ علیہا بالخیر و ما کان
فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ من العلوم ہی علم الایمان و علم القرآن و علم الروایۃ
و علم الفتیا کذا فی قوت القلوب و النحو ایضا ادون باسر المرتضی کرم اللہ وجہہ فی ومنہ فکیف

جس کو مصنف نے شیعون کے جانب سے نقل کیا ہے یا تو مصنف کو ادعا محض ہے تو اس کیلئے دلیل کا ہونا ضرور ہے ورنہ قابل سماعت نہ سمجھا جائیگا یا نقل ہے پس اس کی تصحیح کیلئے مصنف پر لازم ہے کہ شیعہ کی کسی کتاب یا ان کے کسی معتبر شخص کا حوالہ نقل کرے اور یہ دونون امر یہان پر مفقود ہین پھر کیون کر تسلیم یا رد کے طور پر اس اعتراض کے طرف توجہ کیجائے پانچوان مقدم یہ ہے کہ مصنف کا قول (انتفاء موضع التہمۃ) بے محل ہے اس لئے کہ اہل سنت سنیہ ناحلی کے شیعہ ہونے پر فخر کرتے ہین اور قابل مباہات وحسنات سمجھتے ہین چنانچہ مولانا نے تحفہ کے صفحہ ۳۹ مین اس کی تصریح پہلے جس کا نام شیعہ رکھا گیا مہاجرین وانصار اور ان کے تابعین یا حسان کی جماعت ہے کہ جنہون نے حضرت مرتضےٰ کی رفاقت واطاعت کی تھی اون کی خلافت کے زمانے مین اور ہمراہی صحبت کو لازم پکڑا اون کی مخالفین سے لڑے اور خود اون کے احکام کی اطاعت کرتے رہے اور انہین کو شیعہ مخلصین کہتے ہین اور اس لقب کی ابتدا سن ستائیس ہجری مین ہوئی پھر وقتین بہ کے بعد شیعہ بتقضیہ بظاہر ہوئے یہانتک کہ ان کے بعد شیعہ سبیہ ظاہر ہوئے کہ جو برے صحابہ اور امہات مومنین پر لعن طعن کرتے ہین پھر ان کے بہت سے فرقے ہوگئے جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ ترتیب مذہب کے ظاہر ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ پیدا ہونا ان سب فرقون کا حضرت امیر کے عہد مین عبد اللہ بن سبا کے بہکانے سے ہوا ہے تمام ہوا یہ کلام بقدر مرام پھر کیونکر اس کو موضع تہمت سمجھکر اس سے احتراز کرین گے یہ تو محض جھوٹ اور مصنف کے طرف سے سنیون کے اوپر افترا ہے اور یہ جملہ مصنف نے اس لئے درج کتاب کیا ہے کہ اس کو پڑھکر شیعہ وسنی دونون فرقون مین مخالفت وعداوت کی آگ خوب روشن ہو خدا اس سے پناہ مین رکھے اور تعجب تو مصنف سے یہ ہے کہ خود ہی ایسا کہتا ہے اور خود ہی فخر کرتا ہے جیسا کہ قول مصنف (وہم الجماعۃ المولی علی المرتضےٰ وشیعتہ وخاصتہ علی الحقیقۃ) سے ظاہر ہے اور اپنے سنی ہونے کا دعوے ہی مصنف کو ہے پس مصنف کے اس کلام مین تناقض صریح لازم آگیا جیسا کہ ہم نے سابق مین وعدہ کیا تھا جو مطلب مستفاد یہ ہے کہ قول مصنف (فقد تکون مذہب الائمۃ من اہل بیت النبوۃ بما سلکوا مذہب اصحابہ والتبعۃ) باطل ہے اس لئے کہ مذہب ایسا طریقہ ہے کہ بغیر علمائے امت پر کھولا جائے مسائل شریعت کے سمجھنے کو پس وہ عالم کچھ قاعدے بنا وے اپنی عقل اور مقتضائے فہم سے جن کی بنا پر شرعی مسائل کو اون کے ماخذ سے نکالے اور اسی وجہ سے مذہب مین خطا وصواب دونون کا احتمال پس مذہب کی نسبت صحابہ واہل بیت نبوی کی طرف جیسا کہ مصنف نے اعتراض کی تقریر مین واقع ہوئی ہے سراسر نامعقول ہے اور اسی وجہ سے خدا اور رسول اور قرشتون کی طرف مذہب کی نسبت نہین کیجاتی اور نیز اہل سنت فقہاے صحابہ کیطرف اپنے مذہب کی نسبت نہین کرتے باینکہ ان کے نزدیک یقیناً صحابہ افضل ہین ائمہ اربعہ سے اور شیعہ کے نزدیک امام مذہب اصول ہی خطا سے معصوم ہوتے ہین پھر کیونکر اون کی جانب سے مذہب کی نسبت امام کیجانب کرنا درست ہو سکتا ہے بلکہ مذہب کی نسبت اہل سنت یا صحابہ کیطرف بے ادبی سے خالی نہین ہے کیونکہ صحابہ وائمہ اہل بیت کے اقوال ماخذ مذاہب ہین نہ کہ عین مذاہب اسی طرح مذکور ہے تحفہ مین ساتوان مقدمہ یہ ہے کہ قول مصنف فی اصول الدیانۃ واصول الروایۃ واصول التدریۃ وفی الفقہیۃ علی غایۃ الکثرۃ) یہی مخالفت خالی نہین ہے اس لئے کہ [illegible] کی تدوین قرون ثلاثہ کے بعد ہوئی ہے اور جس معلوم ہو چکا کہ زمانہ مین صرف علم الایمان وعلم القرآن وعلم الروایۃ وعلم الفقہ قضیا تا جیسا کہ وقت تقلید مین کمی ہوئی اور علم نحو وبلاغت وغیرہ کی [illegible]

يصح قوله بما سلكوه من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة الخ ان هذا الاختلاق واما ثانيا فلان ترك مذهب الائمة من اهل البيت فهذا والقول انه ايضا غير صحيح لان اهل السنة كلهم متفقون في عقائدهم غير مختلفين فيها والاشعري منهاجهم كما قال الحافظ ابن عساكر في تبيين كذب المفتري لسنا نرى الائمة الاربعة في اصول الدين مختلفين انتهى وقال الشيخ تاج الدين السبكي في مفيد النعم ومبيد النقم وهذه المذاهب الاربعة ولله الحمد في العقائد واحدة الا من الحق منها باهل الاعتزال والتجسيم والاجتهاد فيها على الحق يقرون عقيدة ابي جعفر الطحاوي التي تلقاه العلماء سلفا وخلفا بالقبول ويدينون الله بدين شيخ السنة ابي الحسن الاشعري الذي لم يعارضه الا مبتدع انتهى وامهات العقائد قد اخذوها من ائمة اهل بيت النبوة كما قال في التحفة صفحه (٣٢٣) از رئيس فقهاء اهل سنت ابو حنيفه مرويست كه گفت قلت لابي عبد الله جعفر بن محمد الصادق يا ابن رسول الله هل فوض الله الامر الى العباد فقال الله اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد فقلت هل جبرهم على ذلك فقال الله اعدل من ان يجبرهم على ذلك فقلت كيف فقال بين بين لا جبر ولا تفويض ولا استبلاط انتهى برين روايت اهل سنت بنا بر مذهب خود نهاده اند ودر نفي خلق از عباد واثبات كسب مر ايشان مطابق ارشاد حضرت صادق اعتقاد دارند حالا ببين روايت رابعينها از كتب شيعه واثنا عشريه نيز بايد شنيد تا صدق وكذب اهل سنت ظاهر گردد وروى محمد بن يعقوب الكليني عن ابي عبد الله انه قال لا جبر ولا تفويض ولكن امر بين امرين وروى الكليني ايضا عن ابراهيم عن ابي عبد الله مثل ذلك وروى الكليني ايضا عن ابي الحسن محمد بن رضا نحوه انتهى فعلم من هذه الروايات المتفقة عليها بين الطائفتين ان عقيدة الائمة من اهل البيت لا جبر ولا قدر ولكنه بين بين وان هوا لا معتقد اهل السنة والشيعة على خلافه يقولون بخلق العباد للافعال ويا ولون قول الامام الى تاويلات ركيكة سخيفة لا يقبلها السليم ان رضي بها السقيم فلزم عليهم ما الزموه على اهل السنة من ترك مذاهب الائمة والمصنف ما رضي عن هذا الجواب وان كان قويا مسكتا للخصم مصرحا به الكتب لانه ليس في الحقيقة من منتصري اهل السنة بل هو من مقلدي مذهب المجسمة والمشبهة والوهابية الذين هم اصحاب الجهة والنزول والاستقرار وغيرها من العقائد الباطلة كما هي مبسوطة في كتبه هذا وكان مرامه من تصنيف هذا الكتب ترويج هذه العقائد الواهية وهي مردودة غير مقبولة كلها عند الطائفتين من السني والشيعة كما سنبين انشاء الله تعالى في هذا الكتب فكيف يمكنه ترويجها بينهما فاخترع من عند نفسه دسيسة عجيبة مختلفة من الدسيسين من

صحیح ہوسکتا ہے مصنف کا یہ قول (یا سلکوا من مذاہب الصحابۃ والتبعۃ فی اصول الدیانۃ) یہ تو محض بناوٹ ہے اٹھواں قسم یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت نبوت کے مذہب کو ان فنون میں ترک کرنا بھی غیر صحیح ہے اس لئے کہ تمام اہل سنت عقاید میں متفق ہیں اصلا اختلاف نہیں رکھتے اور امام اشعری اون کے طریقہ پر ہیں جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے کتاب تبیین کذب المفتری میں کہا ہے کہ ہم ائمہ اربعہ کو عقاید میں مختلف نہیں دیکھتے ہیں انتہی اور شیخ تاج الدین سبکی نے کتاب مفید النعم وبید النقم میں کہا ہے اور یہ چاروں مذہب خدا کا شکر ہے کہ عقاید میں ایک ہیں مگر جو ان میں سے معتزلی اور مجسم ہوگیا وہ نہ جمہور مذاہب اربعہ کے حق پر اور ابو جعفر امام طحاوی کا عقیدہ جس کو اگلے پچھلے تمام نے مقبول کر لیا ہے تسلیم کرتے ہیں اور خدا کی عبادت کرتے ہیں مطابق رائے شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری کے جن کا مخالف نہیں ہے مگر بدعتی انتہی اور اصل الاصول عقاید کو علمائے مذاہب اربعہ نے ائمہ اہل بیت ہی سے اخذ کیا ہے جیسا کہ تحفہ کے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے فقہاء اہل سنت کے سردار امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ کیا خدا نے اپنا کام بندوں کے سپرد کر دیا ہے فرمایا کہ خدا بزرگ تر ہے اس سے کہ رب ہونے کو بندوں کے حوالہ کر دیوے پس میں نے پوچھا کیا انکو اسپر مجبور کر دیا ہے فرمایا کہ اللہ عادل تر ہے اس سے کہ بندوں کو اس امر پر مجبور کر دیوے پھر میں نے عرض کیا کہ کیونکر ہے یہ معاملہ فرمایا کہ بین بین ہے نہ بالکل جبر ہے نہ بالکل اختیار ہے نہ محض اکراہ ہے نہ ہم تن تسلیط ہے انتہی اسی روایت پر اہل سنت نے اپنی مذہب کو مبنی کیا ہے اور بندوں سے پیدا کرنے کی نفی اور اون کے لئے کسب کے اثبات میں امام جعفر صادق کے ارشاد کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں اب بعینہا اسی روایت کو حضرات شیعہ و اثنا عشریہ کے کتابوں سے بھی سننا چاہئے تا اہل سنت کا جھوٹ سچ ظاہر ہوجائے محمد بن یعقوب کلینی نے ابو عبد اللہ یعنے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ فرمایا انہوں نے نہ جبر ہے نہ تفویض لیکن ایک شے ہے ان دونوں کے درمیان اور نیز کلینی نے بواسطہ ابراہیم بھی امام جعفر صادق سے کلام مذکور روایت کیا ہے اور نیز کلینی نے امام ابو الحسن محمد بن علی رضا سے ایسا ہی روایت کیا ہے انتہی پس ان روایتوں سے کہ جن پر شیعہ و سنی دونوں متفق ہیں معلوم ہوگیا کہ ائمہ اہل بیت کا عقیدہ نہ جبر کا ہے نہ قدرت کا بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا اور شیعہ اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور امام جعفر صادق کے قول مذکور کی طرح طرح پر رکیک و سخیف تاویلیں کرتے ہیں کہ جن کو صحیح المزاج آدمی قبول نہیں کرتا اگرچہ بدمزاج آدمی اون سے خوش ہوجائے پس جو کہ شیعہ نے اہل سنت پر اہل بیت کے مذاہب کو چھوڑ دینے کا الزام لگایا تھا وہ حضرات شیعہ پر الٹ پڑا اور مصنف نے اس جواب کو پسند کیا حالانکہ یہ جواب قوی ہے اور خصم کا مسکت ہے اور کتب اہلسنت میں بصراحت مذکور ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت مصنف اہل سنت کی طرف داروں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ متعلد ہائی مجسمہ و مشبہہ و وہابیہ کے مذہب کا جن کے عقاید باطلہ سے اثبات جہت و نزول و استقرار وغیرہ جیسا کہ یہ عقاید مصنف نے اپنی اس کتاب میں بسط کیساتھ درج کئے ہیں اور اس کتاب کی تصنیف سے مصنف کی ہمیں غرض ہی ان عقاید وہابیہ کو رواج دینا تھا حالانکہ یہ تمام عقیدہ شیعہ و سنی دونوں کے مذہب میں نامقبول و مردود ہیں چنانچہ ہم اوس کو اگر خدا نے چاہا آگے چل کر بیان کریں گے اپنی اس کتاب میں پس اس کی کیفیت کیا تھا ان عقاید باطلہ کو سنی و شیعہ میں رواج دینا مصنف سے کیونکر ہوسکتا ہے پس اپنے جی سے ایک عجیب فریب کی بات بنائی جس سے

دسائس الشیعة المذکورتین فی التحفة هکذا اکید شصت وهفتم آنکه طعن کنند بر اهل سنت که ایشان در روایت احادیث تمیز نمیکنند در منافقین ومخلصین زیرا که بعد از وفات آنحضرت صلعم منافق از مخلصین متمیز نمی شد بانقطاع وحی وایشان از هر صحابی روایت دارند بخلاف شیعه که ایشان از غیر اهل بیت روایت نمی کنند وپاکی وطهارت اهل بیت وذهاب رجس از ایشان قطعی است انتهی اکید هشتاد وپنجم آنکه طعن کنند بر اهل سنت وجماعت که ایشان مذهب ابوحنیفه وشافعی ومالک واحمد را اختیار می کنند ومذهب ائمه را اختیار نمی کنند حالانکه ائمه احق اند باتباع انتهی ونسب تلک الدسیسة بعنوان الاعتراض الی الشیعة ووضع هذا الکتاب موضع جوابه من جانب اهل السنة ونسب جملة ما املاها فیه الی ائمة اهل البیت واکابرهم واطبق اقوال اکابر علماءهم علیها وجاء ان یقبلها العوام من الطائفتین لحسن ظنهم بالاکابر الذین نسب المصنف الاقاویل الموضوعة فی هذا الکتب الیهم ومادری ان الناقد بصیر والیس خبیرا ما قاسعا فالان قوله وترکوا سائر ما عندهم من انواع العلم اوکما قالوا فی غایة البطلان و نهایة البهتان علی الطائفتین لان مزعوم الشیعة ان اهل السنة لایحاطون فی اخذ الروایات والمذاهب لانهم لاتقتصرون فیه علی الائمة المعصومین بل یاخذون مما عندهم وعن غیرهم من الصحابة والتابعین فغایة مزعومهم ان مذهب اهل السنة صار مشتبها مختلطا بالحق والباطل بخلاف مذهب الشیعة فانه ماخوذ من المعصومین فلهذا یبقی علی الصراط الحق وسویة الصدق وما نسبه المصنف الیهم فی هذا القول مما شاهوعنه وان ادعی به فعلیه النقل عن ثقة او کتب معتبر عندهم وکیف یقولون بهذا وانهم یتلون کتاب الله تعالی قالت الیهود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیهود علی شیء وهم یتلون الکتب وقال الشاعر اقلی اللوم عاذل والعتابن وقولی ان اصبت لقد اصابن واما ما اشتهر انه لاوحی بعد رحلة رسول الله صلعم فالمراد ان جمیع ما یحتاج الیه الامة من امر الدین قد بینه الرسول صلعم للامة اما بالقول او بالفعل او بالتقریر ثم ان ذلک البیان قد یکون بالوحی الجلی الذی یتلی وقد یکون بالوحی الخفی الذی لایتلی وهو المسمی بالسنة کما ان الوحی الجلی هو المسمی بالقرآن وکلاهما حجة یجب العمل بهما وقد بین الله تعالی ذلک بقوله وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون فالذکر هو الوحی الجلی والسنة هی الوحی الخفی وقد بین الله تعالی ان الوحی الخفی حجة کالوحی الجلی بقوله ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی فالوحی الخفی هو الذی یوحی بلا واسطة جبریل والوحی الجلی هو الذی یوحی بواسطة جبریل

شیعون کے دو کیدون سے منجملہ اون کیدون کے جو تحفہ مین مذکور ہین اس طرح سے سرنامہ اون کیدون کا یہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ احادیث
و روایت مین منافقون اور مخلصون مین تمیز نہین کرتے ہین کہ اسوجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مخلص سے منافق کی تمیز ہوسکی نہین
بسبب انقطاع وحی کے اور سنی صحابی سے روایت کرتے ہین بخلاف شیعہ کے کہ یہہ لوگ اہل بیت کے غیر سے روایت نہین لیتے اور اہل بیت کی
پاکی و صفائی اور پاکیزگی کا اونسے دور ہونا قطعی امر ہے انتہے پچاسیوان کیدیہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ ابو حنیفہ و شافعی
و مالک و احمد کا مذہب اختیار کرتے ہین اور ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہین کرتے حالانکہ ائمہ اتباع کے زیادہ حق دار ہین انتہے
اور مصنف نے اُس فریب کی بات کو شیعون کا اعتراض قرار دے کر چھٹے تصنیف کتاب کی تمہید مین ذکر کیا اور اپنی اس کتاب کو
سنیون کے طرف سے اعتراض مذکور کا جواب قرار دیا اور جو کچھ اس کتاب مین لکھا اوس کو ائمہ و اکابر اہل بیت کا مذہب قرار دیا
اور اہل سنت کے اکابر علماء کے اقوال اوس پر منطبق کئے اس امید پر کہ دونون گروہ کے عوام الناس خوش عقیدہ ہونے کی وجہ سے
اسکو مان لین گے کہ جن کی طرف مصنف نے اس کتاب کے اقوال و عبارات کو منسوب کیا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ پرکھنے والا تیز
نظر ہے اور ہوشیار باخبر ہے نوان سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول (وتر کوا سائر ما عندہم من انواع العلم او کما قالوا) انتہا درجہ کا باطل
اور پرلے سرے کا بہتان ہے دوگرو ہونیر اس لئے کہ شیعہ کا قول یہ ہے کہ اہل سنت روایت مذہب کے اختیار کرنے مین احتیاط نہین کرتے
اسوجہ سے کہ وے ائمہ معصومین پر بس نہین کرتے بلکہ اون سے اور اون کے غیر صحابہ و تابعین سے روایت کرتے ہین پس حاصل قول
شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب مشتبہ اور حق و باطل سے مختلط ہوگیا ہے اور شیعہ کا مذہب ایسا نہین ہے کہ خاص ائمہ معصومین سے
لیا گیا ہے اسوجہ سے حق صرف اور صدق محض پر ہنوز باقی ہے اور مصنف نے اس قول مین جو کچھ شیعہ کے طرف منسوب کیا ہے وہ اس سے
بری ہین اور اگر مصنف کو دعوی ہو تو شیعہ کے کسی ثقہ کے قول یا اونکی کتاب معتبر سے اسکو ثابت کرے اور شیعہ کیونکر ایسا کہہ سکتے ہین وہ بھی تو
آخر کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہین فرمایا خدا تعالے نے کہ یہود نے کہا نہین ہین نصارے کسی شے پر اور نصاری نے کہا کہ نہین ہین یہود کسی شے پر
حالانکہ یہ سب کتاب کی تلاوت کرتے ہین اور ایک شاعر نے کہا ہے ابعاذلہ ملامت وعتاب کو کم کر اور مین اگر حق بات کہون اوس کی نسبت تو کہہ
کہ حق بات کہا دسوان سقم یہ ہے کہ مصنف کا یہ قول (مع ان جل علوم اجل القوم انما ہو الاشعۃ علی الرتبۃ انما ہو عند اہل السنن) بھی خدا سے
خالی نہین ہے اس لئے کہ حضرت امیر کے علوم جو اہل سنت کی بیان معتبر مین دو طرح کی ہین معارف و غیر معارف پہلی قسم پر تمام سلاسل صوفیہ صافیہ کا عمل درآمد ہے
اور دوسری قسم وہ ہے کہ جو کتب احادیث صحیحہ مین مذکور ہی اوس عدد پر منسوب ہی پس اگر علوم مرتضی سے یہ علوم مصنف نے ارادہ کئے ہین تو اوسپر کچھ اعتبار نہین
اور اگر انکا خیر قصد کیا ہے تو اہل سنت اوس سے بری ہین اور اُس کے مجموعہ سے راضی نہین ہین کہا مصنف نے (یہ جتنے علوم مرتضی علی کے اہل سنت کے پاس صحیحہ کو معلوم ہین
منجملہ اون کے ایک مسند علی ہے اور سیرت علی اوسکا نام ہے جسکا مصنف حافظین ہمدانی نے بڑا گشت کہ یہ والا بہت سفر کرنیوالا ابو اسحق ابراہیم بن حسین بن
دیبل کیا ئی ہے جس کی وفات آخر شعبان ۲۸۰ھ مین ہوئی تھی اور شاید کہ اوس نے اس مسند کو ۲۵۰ھ کے بعد تصنیف کیا تھا اور دوسرا مسند علی ہے
جس کا مصنف حافظ بغداد احمد بن ابراہیم دورقی صاحب تصانیف کثیرہ ہے جسکی وفات ۳۰۶ھ مین ہوئی اور عمر (۷۰) برس کی پائی مسند خلی ہے
جس کا مصنف حافظ جرجان بہت بڑا حافظ حدیث ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن منجر صاحب مسند ہے جسکی وفات ۲۵ ربیع الاول ۳۵۹ھ ہجری مین ہوئی

وخمسين قال الشحنة قطب الدين محمد الكريم الحلبي ثم المصري المحقق في تاريخ مصر وعندي مسند علي وفيه
عن يحيى بن عبيد وزيد بن هارون وابن نمير وخلائق وكذا في تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي
ومسند له وسماه جيادا على وسير على ايضا لتضمنه لها خرجه حافظ البصرة نزيل بغداد الحافظ التهمير
يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند احسن منه ولكنه لم اتمه
قال الذهبي بلغني ان مسند علي اخرج بمجلدات ومات في ربيع الاول سنة مائتين واثنتين وستين
ومسند خرجه حافظ العراق قاضيها الكبير اسمعيل بن اسحق المتوفى سنة مائتين واثنتين وثمانين
ومسند خرجه حافظ مرو القاضي ابو بكر احمد بن حنبل حب كتب العلم وكتب حجة المتوفى سنة
مائتين وتسعين واثنتين ومسند خرجه حافظ حضرموت ابو جعفر محمد بن عبد الله عرف مطين
المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني عشر جزءا ومسند خرجه حافظ نسا احمد بن شعيب
ثالث ائمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلث وثلثمائة ومسند خرجه الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان
بن ابي نصر المتوفى سنة وجملة صالحة من اخباره واثاره في كتاب خلاف اهل العراق عليا وعبد الله الثالث
ائمة المذاهب الاربعة الشافعي وفي كتب الامر له وفي كتب اخرى سوتهما له ايضا وفي كتب خلاف اهل
العراق عليا وعبد الله محمد بن نصر المروزي وكذا اخبار واثار جمة عن الموالي للموتضى على والذرية
الطيبة وكتب الحفاظ الايقاظ المتقدمة الائمة من اهل السنة ككتاب السنن والاثار لابن شهاب
الزهري المدني التابعي من خاصة الامام زين العبدين وهو اول كتب في الباب والسيرة والسنن لصالح
بن كيسان المدني ومصنف هشام بن سعيبان البصري والسنن لابن جريج المكي والجامع لمعمر بن
راشد البصري نزيل اليمن والسنن لسعيد بن عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري اول من
صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرايض لسفيان الثوري الكوفي والخراج لابي يوسف الكوفي
ومسند ه تخريج ابي عوانة الحراني له وتصانيف نعمان بن عبد السلام الاصبهاني وتصانيف عبد الرحيم
بن سليمن الاشل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي والوليد بن مسلم الدمشقي و
وكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه وجمع سفيان بن عيينة الكوفي
نزيل مكة وسنة وتفسيره وكتب يحيى بن ادم الكوفي ومسند ابي داؤد سليمن بن داؤد الطيالسي
البصري والتفسير والعلم لادم بن ابي اياس العسقلاني وفي كتب ابي عبيد القاسم بن سلام البغدادي
واصبغ بن الفرج المصري والسنن سعيد بن منصور الخراساني نزيل المكة وكتب نعيم بن حماد
المروزي نزيل المصر ومسدد بن مسرهد البصري واسحق بن راهوى المروزي ورابع الائمة المذاهب

حافظ قطب الدین عبد الکریم حلبی پھر مصری حنفی نے اپنی تاریخ مسمّٰی بہ معید النعم کہا ہے کہ میسر اس حافظ جرجان مذکور ایک مسند علی ہے جس میں اوسنے یعلی بن عبید و یزید بن ہارون و ابن نمیر و خلایق کثیر سے روایت کی ہے ایسا ہی مذکور ہے حافظ ذہبی شامی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں چوتھا مسند علی ہے کہ جس کا نام اخبار علی و سیر علی بھی ہے اس وجہ سے کہ اوس میں آپکی سیرۃ مذکور ہیں اوس کا مصنف حافظ بصرہ نزیل بغداد حافظ مشہور یعقوب بن شیبۃ سدوسی ہے کہ جس نے ایسا بڑا مسند لکھا ہے کہ جس سے خوب تر مسند تصنیف نہیں ہے لیکن وہ اوس کو تمام کرنے نہیں پایا ذہبی نے کہا ہے کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ سدوسی کے مسند علی کی پانچ جلدیں ہیں اور اوسنے ماہ ربیع الاول ۲۶۲ھ میں وفات پائی ہے اور پانچوان مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق مالکیہ کے قاضی اسمٰعیل بن اسحٰق نے کہ وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے چھٹا مسند ہے کہ جس کو حافظ مرو قاضی ابو بکر احمد بن علی نے تصنیف کیا ہے کہ جو مصنف ہے کتاب علم اور بہت سی کتابوں کا اور ۲۹۲ھ میں اوس نے وفات پائی ہے۔ ساتوان مسند ہے کہ جس کو حافظ حضرت ابو جعفر محمد بن عبد اللہ عرف مطیّن نے کہ جس کی وفات ۲۹۷ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے اور یہ مسند بارہ جزو میں ہے۔ آٹھوان مسند ہے کہ جسکو حافظ نسا احمد بن شعیب نے کہ جو صحاح ستہ کے مصنفوں میں سے تیسرا ہے اور ۳۰۳ھ میں وفات پائی ہے تصنیف کیا ہے نواں مسند کہ جسکو حافظ ابو محمد عبد الرحمٰن بن عثمان بن ابی شیبہ نے تصنیف کیا ہے کہ جن کی وفات ۳۰۵ھ میں ہوئی ہے اور ایک بڑا مجموعہ حضرت ؑ کے اخبار و آثار کا کتاب خلاف اہل العراق علیاً عبد اللہ میں ہے کہ جو محمد بن نصر مروزی کی تصنیف ہے اور اسیطرح اخبار و آثار کثیرہ مولی مرتضےٰ اور ذریتہ طیبہ ؑ کے حفاظ ایفاظ سابقہ کی کتب میں ہیں کہ جو اہل سنت کے امام تھے جیسے کتاب السنن و الآثار ابن شہاب زہری مدنی تابعی کی کہ جو امام زین العابدین کے خاص لوگوں میں سے ہے اور یہ اسباب میں پہلے کتاب ہے اور جیسے سیرت علی و سنن علی صنیح بن کیسان مدنی کی اور جیسے مصنف ہشام بن حسان بصری کی اور سنن ابن جریج مکی کی اور جامع معمر بن راشد بصری نزیل یمن کی اور سنن سعید بن عروبہ بصری کی اور مصنف ربیع بن صبیح بصری کی جو بصرے کے مصنفین میں پہلا ہے اور جامع و فرائض سفیان ثوری کوفی کی اور خراج ابو یوسف کوفی کی اور سنن اوزاعی کہ جس کو ابو عوانہ حرانی نے اوس سے روایت کیا ہے اور تصانیف نعمان بن عبد السلام اصبہانی کی اور تصانیف عبد الرحیم بن سلیمان اشل مروزی نزیل کوفہ کی اور محمد بن حسن شیبانی کوفی کی اور مولید بن مسلم دمشقی اور وکیع بن جراح کوفی کی اور جامع سفیان بن عیینہ کوفی مکی کی اور اس کی سنن و تفسیر اور کتب یحیٰی بن آدم کوفی کی اور مسند ابی داود و مسند سلیمان بن داود طیالسی بصری کی اور کتاب التفسیر و العلم آدم بن ابی ایاس عسقلانی کی اور کتب ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی اور اصبغ بن فرج مصری کی اور سنن سعید بن منصور خراسانی نزیل مکہ اور کتاب نعیم بن حماد مروزی مقیم مصر اور مسدد بن مسرہد بصری اور اسحاق بن راہویہ مروزی اور مذاہب اربعہ کے

الاربعة احمد بن محمد بن حنبل المروزی نزیل البغداد و محمد بن یحیی بن ابی عمر العدنی نزیل المکة و احمد بن
منیع البغوی نزیل البغداد و عبد بن حمید الکشی و یعقوب بن ابراهیم الدورقی و اخیه احمد و ائمة
الحدیث الستة و ائمه جمة لا یحصون کثرة و مسند علی من الافعال فضلا عن الاقوال من جمع الجوامع
لخاتمة الحفاظ جلال الدین السیوطی مع حذف السند مجلد و سوی ذلک عنه فی زبره سیما تنسبره
الدر المنثور جملة جلة و لیس من جمیع ذلک المذکور عند المتشیعة نبذة و لا یوجد لهم عنه مسند صغیر
فضلا عن کبیر و لسیدة نساء العالمین فاطمة الزهراء مسند خرجه حافظ العراق ابو حفص عمر بن شاهین
البغدادی و فی مسانید الحفاظ الایقاظ عنها جملة یعتد بها و کذلک فی سائر اصناف الکتب الحدیثیة و لحافظ
الحنفیة ابی بشر محمد بن احمد الدولابی من متقدمین کتب الذریة الطاهرة و لحافظ الحابلة عبد العزیز
بن الاخضر الحابندی البغدادی من المتاخرین معالم العترة النبویة و معارف اهل البیت الفاطمیة و
فیهما من سانیدهم ما فیهما و قد صنف مفید بغداد فی وقته المحدث المکثر مؤلف مسند ابی حنیفه ابو
عبد الله الحسین بن محمد بن خسرو البلخی الخنفی مناقب اهل البیت و کلام الائمة و کذا عند حفاظ
اهل السنة سوا هم کحافظ صنعاء الیمن عبد الرزاق و حافظ الکوفة و العراق بن ابی شیبه و حافظ الاندلس
و المغرب بقی بن مخلد فی تفاسیرهم و مصنفاتهم و کذا عند جمع سواهم عن المولی علی و الذریة
العلیة المکرمة الی الامام جعفر الصادق رضی الله عنهم علوم جمة و جلها مسند الیها علما و معتمد
علیها عملا و عما عند حکیم انتهی اقول بتوفیق الله تعالی و عونه قد اجاب المصنف عن الاعتراض المذکور
فی عمدة العبارة بان اهل السنة ما ترکوا علوم اهل بیت النبوة بل جملة علومهم عندهم و سردها فی بیانه عدة
کتب صوح باسامی بعضها و ابهم لجهاد لا یبلغ عددها خمسین و افتخر و قال و لیس من جمیع ذلک
المذکور عند المتشیعة نبذة و لا یوجد لهم عنه مسند صغیر فضلا عن کبیر و ما دری ان هذا الجواب لیس
بمسکت لهم و لا بمرضی لاهل السنة اما اولا فلان کتب علوم الائمة من اهل بیت النبوة عندهم
اربعمائة من اربعمائة العلماء کما قال صاحب التحفة فی صفحه ۲۳ و اما کتب اخبار بعض احادیث پیغمبر و ائمه
پس چنین میگویند و العهدة فی الروایة علیهم که چهار صد نسخه بود از جهار صد مصنف که آنرا اصول می گفتند ورقه ورقه
آن همه نسخها ضایع شد و جماعه تلخیص آن نسخها نموده چند نسخه پرداخته اند انتهی فکیف یوزن ذاک العدد الجسیم بهذا
العدد الکثیر و کیف یباهی به بل یقضحک الخصم و یصیر باعثا لشماتة الاعداء علی الاحباء و موهنا
الاقویاء بایدی الضعفاء و اما ثانیا فلان ما ذکر من المسانید و السنن و الجوامع و السیر و کتب
الاخبار و التواریخ فحالها عند اهل السنة عند الا تعتبر بها لم یحتجوا بها لم یعولوها اغنها من ثمینها

چوتھے امام احمد بن محمد حنبل مروزی مقیم بغداد اور محمد بن یحیی بن ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور احمد بن منیع بغوی وارد بغداد اور عبد بن حمید کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی اور اون کے بھائی احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین اور دوسرے بہت سے امامون کی کہ جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور مسند علی امام جلال الدین سیوطی کی کہ حذف سند کیساتھہ ایک مجلد ہے اور اس کے سوا امام سیوطی کی اور کتابون مین خصوصًا اونکی درمنثور مین حضرت امیر کی روایات کا ایک بڑا مجموعہ ہے اور شیعہ کے پاس اس تمام مذکور مین سے کچھ بھی نہین ہے اور نہ اون کے یہان حضرت امیر کا کوئی چھوٹا سا مسند ہے بڑا مسند تو کجا اور تمام جہان کی سر اور حضرت فاطمہ زہرا کا ایک مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق ابوحفص عمر بن شاہین بغدادی نے تصنیف کیا ہے اور حفاظ اتقاط کی بہت سے مسند و نین حضرت فاطمہ زہرا کی روایات کا ایک اچھا ذخیرہ ہے اور اسیطرح کتب حدیث کی اصناف مین اور حافظ خیفہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی کہ جو متقدمین سے ہین کتاب الذریۃ الطاہرہ مین اور حافظ خابلہ عبد العزیز بن الاخضر خبازی بغدادی کی کہ جو متاخرین مین سے ہین کتاب معالم العترۃ النبویۃ ہے اور دوسری معارف اہل بیت الفاطمیہ ہے اور ان دونون مین اہل بیت اطہار کے مسانید بہت کچھ ہین اور اپنے وقت کے مفید بغداد و محدث مکثر مسند ابی حنیفہ کے مؤلف ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی حنفی نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ کو جمع کیا ہے اور اسی طرح اہل سنت کے دوسرے حفاظ حدیث کے پاس جیسے کہ حافظ صنعانی مین عبد الرزاق و حافظ کوفہ و عراق ابن ابی شیبہ و حافظ اندلس و مغرب بقی بن مخلد ان ائمہ کی تفسیرون اور تصنیفون مین اور اسی طرح ان کے علاوہ ایک جماعت علما کے پاس مولی علی اور ذریۃ علیہ مکرمہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم تک کے علوم اہل بیت کا بڑا مجموعہ ہے کہ وہ تمام اونکی طرف منسوب ہے اور علم و عمل کے باب مین تمام علما کے نزدیک اوسپر اعتماد ہے تمام ہوا کلام مصنف کا۔ مین کہتا ہون خدائے تعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس عبارت مین اعتراض مذکور کا جواب دیا ہے بایںطور کہ اہل سنت نے علوم اہل بیت نبوۃ کو ترک نہین کیا ہے بلکہ اہل بیت کے تمام علوم اہل سنت ہی کے یہان موجود ہین اور اس دعوے کے بیان مین چند کتابین بتائین کہ جن کے بعض کا نام ذکر کیا اور بعض کو مبہم رکھا اور اون تمام کتابون کا عدد پچاس تک نہین پہونچتا ہے اور اسی قدر پر مصنف نے فخر کیا ہے کہ شیعہ کے پاس اس مذکور مین سے کچھ نہین ہے اور نہ اون کے پاس کوئی چھوٹا سا مسند علی ہے بڑا تو کجا اور مصنف کو یہ خیال نہوا کہ یہ جواب شیعون کے لئے مسکت نہین ہے اور نہ اہل سنت کو مقبول ہے اسر اول کا بیان یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کے علوم کی کتابین شیعہ کے یہان چار سو ہین جنکو چار سو عالمون نے تصنیف کیا ہے جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ کے صفحہ (۲۳) مین کہا ہے کہ کتب اخبار یعنے احادیث پیغمبر و ائمہ کے متعلق شیعہ کا قول ہے (اور ذمہ اس قول کی روایت کا اوپر ہے) کہ چار سو نسخے تھے چار سو مصنف کی تصنیف سے کہ اون کتب کو اصول کہتے تھے رفتہ رفتہ وہ تمام کتابین ضایع ہو گئین اور ایک گروہ علمانے اون کل کتابون سے چنکر کتابین بنائی ہین انتہے۔ پس مصنف کا بتایا ہوا عدد قلیل اس عدد کثیر کے ہموزن کیون کر ہو سکتا ہے اور اس پر کیون کر فخر کیا جائے بلکہ خصم کے ہنسنے اور دشمنون کے طعنہ مارنیکا باعث ہے اور ضعیف تکیہ ہاتھہ سے نکدا اور دون کو کمزور بنا نیوالا ہے اور دوسرے امر کا بیان یہ ہے کہ مصنف نے جسقدر مسانید و سنن و جوامع و دیگر کتب اخبار و تواریخ کو ذکر کیا ہے ان کا حال اہل سنت کے یہہ ہے کہ ہمگز قابل اعتبار نہین ہو سکتی تا وقتیکہ ان کے مصنفین نے انکی کسی قوی اور معتبر

وردیها من زیفها ولم یطالعوها بامعان النظر وتعمق الفکر کرات ومرات ولم یعلموها کما قال سند المتاخرین
ای بستان المحدثین فی صفحه (۳۰) بر هر عاقلے پوشیده نیست که مرویات شخص از هر رطب ویابس پس مجموع ومخلوط
می باشد تا وقتیکه خود آن شخص که اعتقاد بزرگی وفضیلت او داریم آن مخلوط را تمییز نکند وبار ها بنظر امعان وتعمق مطالعه
نماید وشاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتقاد چه قسم تواند بود وتفصیل این اجمال آنکه مسند امام اعظم که بالفعل مشهور است تالیف
قاضی القضاة ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی ست که در سن ششصد وهفتاد وچیزی - آن را رایج ساخته سایند امام اعظم
را که علمای سابق پرداخته پودند درین مسند جمع کرده بزعم خود هیچ چیز را از مرویات امام اعظم ترک نکرده وقبل ازوی هر چند
مسانید بسیار بر مرویات امام اعظم ساخته بودند چنانچه خوارزمی در خطبه این مسند نام آنها ومصنفین آنها وسند خود بآن
مصنفین بیان نموده اما بیشتر رایج ومشهور ومسند بود تا حال موجود مسند اول است اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب
بن الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو رحمة الله علیه چنانکه - ای جارت این هر مسند بر اقم الحروف نیز اتفاق
رسیده پس این مسند را نسبت بحضرت امام کردن ازان باب است که مسند ابی بکر را امثال از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابی بکر
صدیق نمایم واز تصانیف ایشان انکاریم وآن مغلطه بیش نیست انتهی وایضاً قال فی صفحه باید دانست که قاعده مقرره اهل
سنت است که حدیثے را که بعضے ائمه فن حدیث ورکتابے بروایت کنند وصحت مافی الکتاب را التزام نکرده باشند مثل
بخاری ومسلم ولقبیه اصحاب صحاح وبصحت آن حدیث بالخصوص بصاحب آن کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکرده
باشند قابل احتجاج نیست زیرا که جماعه از محدثین اهل سنت که در طبقه متاخر پیدا شانند مثل ذیلعی وخطیب بن عساکر چون
دیدند که احادیث صحیح وحسان را متقدمین مضبوط کرده رفته وجائے سعی آنها نمانده مائل شدند بجمع احادیث ضعیفه و
موضوعه ومقلوبة الاسانید والمتون تا بطریق بیاض بکجا فراهم آورده تظم ثانی نمایند وموضوعات را از حسان لغیره ها
ممتاز سازند بسبب قلت فرصت وکوتاهی عمر خود آنها را این مهم سرانجام نشد اما متاخرین که از ایشان بعد تر پیدا شدند التقاط
کرده مثل ابن الجوزی موضوعات را جدا ساخت ومتحاذی حسان بغیره کرد ابن مقاصد علیه نوشت وسیوطی در تفسیر منثور
پرداخت وخود آن جمع کنندگان در مقدمات کتب خود این غرض را واسگاف گفته اند با وجود علم بحال آن کتب
بتصریح مصنفین آنها دریافته باشیم احتجاج بان حدیث چگونه روا باشد ولهذا صاحب جامع الاصول نقل کرده که
خطیب از سید مرتضی برادر رضی احادیث شیعه روایت کرده است بهمین غرض که بعد از جمع وتالیف در آنها نظر
کند وبحث نماید کرد صلے دارند انتهی فما قاله المصنف فی اخر هذا القول من ان جلها مستند الیها ومعتمد
علیها علما وعملا عند جلهم فی غایة السخافة ومما لا ینبغی ان یصغی الیه ما دام لم یثبت هذا الکلام
بتصحیح النقل عن کتاب معتبر او ثقة معتمد واما قوله وکذا عند جمع سواهم عن المولی علی
والدین العلیة المکرمة الی الامام جعفر صادق رضی الله عنهم علو مرتبة انتهی ففیه السوال عن تلک

اور برسے وہلے کو جدا نہ کردیا اور نظر گرو کر تعمق کے ساتھ بار بار ان کا مطالعہ نہ کیا ہو اور طالب العلمون کو چند مرتبہ تعلیم نہ کیا ہو
جیسا کہ سند متاخرین نے بستان المحدثین کے صفحہ (۳۰) مین فرمایا ہے (ہر عاقل پر مخفی نہین ہے کہ مرویات انسان کی ہر مذہب
و یا بس سے مجموع و مخلوط ہوتی ہین جب تک کہ وہ خود انسان کہ ہم اوسکی بزرگی و فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہین اوس مخلوط کو
الگ نہ کردیوے اور بار بار امعان و تعمق کے ساتھ اوانکی مطالعہ نہ کرے اور اپنے شاگردون کو اون کی تعلیم نہ کر چکے
محل اعتماد کیونکر ہوسکتی ہے) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سند حضرت امام اعظمؒ کی کہ آج کل مشہور ہے قاضی القضاۃ
ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ ۶۶۵ھ مین اوس کو رواج دیا ہے جتنی مسانید امام اعظمؒ کہ علمائے
سابق نے بنائی تھی اس سند مین جمع کرکے اپنے گمان مین امام اعظم کے مرویات سے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا اور اوس سے
پہلے اگرچہ بہت سے مسند امام اعظمؒ کی مرویات سے علما نے بنائے تھے چنانچہ مصنف نے اس سند کے خطبہ مین اون
مسانید اور اون کے مصنفین کے نام اور اپنی سند کو اون مصنفین کے طرف بیان کیا ہے لیکن زیادہ تر رائج و
مشہور وہی سند تھے اور ہنوز یہہ ہی موجود و مستعمل ہین پہلا مسند حافظ حدیث محمد بن یعقوب بن حارثی کا دوسرا
مسند حافظ وقت حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا چنانچہ ان تینون سندونکی اجازت راقم الحروف
بھی اپنے اساتذہ سے پہونچی ہے پس اس سند کو حضرت امام کے طرف منسوب کرنا ان قبیل سے ہے کہ
شاہ مسند ابو بکر کو جو امام احمدؒ نے بنایا ہے حضرت صدیق کے طرف منسوب کرین اور انہین کی تصنیف گمان
کرین اور یہہ محض غلطی ہے انتہی اور نیز تحفہ مین فرمایا ہے (جاننا چاہیئے کہ اہل سنت کا ایک قاعدہ مسلمہ ہے
کہ جس حدیث کو بعض ائمہ فن حدیث کے کسی کتاب مین روایت کرین اور مافی الکتاب کی صحت کا انتظام انہون نے
نہ کیا ہو جیسا کہ امام بخاری و مسلم و باقی صحاب صحاح نے کیا تھا اور اس حدیث کی صحت خاص طور پر اوس
کتاب کے مصنف یا دوسرے ثقہ محدثین نے بصراحت بیان نکردی ہو قابل احتجاج کی نہین ہے اس لئے کہ ایک جماعت محدثین اہل سنت
کی کہ پچھلے طبقہ مین گذری ہے جیسے کہ دیلمی و خطیب و ابن عساکر نے جب دیکھا کہ احادیث صحاح و حسان کو پہلے محدثین بالکل ضبط کر چکے ہین اور
اونہین سعی کرنیکی جگہ باقی نہین ہے احادیث منبعثہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید کی جمع کرنیکی طرف متوجہ ہوگئے تاکہ بیاض کی طور پر یکجا کرکے نظر ثانی کرین اور
موضوع حدیثوں کو حسن لغیرہ سے علحدہ کردیوین لیکن وفات اور عمر کی کوتاہی کے سبب سے اون سے اس مہم کا سرانجام نہ ہوا پچھلے محدثین نے کہ اون کے بعد پیدا ہوئے
علحدہ کردیا چنانچہ ابن جوزی نے موضوع حدیثون کو علحدہ کرکے اونکے مقابلہ مین حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ اپنی کتاب مین علحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر درمنثور طیار کی اور
ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتب کے مقدمات مین اس غرض کو صاف صاف کہدیا پس اب ہم کو اون کتابون کا حال اون کے مصنفون کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے اوس حدیث سے
ویسا ہی کیونکر جائز ہوا اور اسیطرح جامع الاصول کے مصنف نے نقل کیا کہ خطیب نے شریف مرتضی رضی کے بھائی سے شیعہ کی حدیثین روایت کی ہین صرف اسی غرض سے کہ جمع کرنیکی بعد اونہین
نظر کرکے بحث کرے کہ ایا اونکی کوئی اصل ہے یا نہین انتہی اور جو کہ مصنف نے قول اونکو آخر مین کہدیا کہ وہ کل حدیث قابل اعتماد و اعتقاد ہین علما و علاء کے نزدیک) بیشک نہایت ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہین
جب کہ مصنف اس کلام کو کسی معتبر کتاب کی طرف منسوب نہین کرتا بلکہ خود اپنی ہی طرف سے کہتا ہے اور یہہ جو مصنف نے کہا کہ (اور یہ حدیث جسکو اونکے علاوہ اور لوگ علی الاطلاق حدیث کہتے ہین اونکے نزدیک بمنزلہ علوم کے ہے جو امام جعفر صادق تک کہ علوم کے ہین انتہے

الجماعة على المصنف بانه لم لم يصرح باسامي اشخاصهما ولو كشف عن اسامیهم لبحثنا عن احوالهم
والبعث على عدم التصريح بها انهم جماعة من الامامية يقال لها حلمية وهشيمية ومذهبهم
مذهب المحتمة فلما كان المصنف موافقا لهم في مذهبهم سلك معهم مسلك الخليط الشاطر و
اخفى اسمهم ورسمهم من عيني الفريس النظر وما درى الناقد بصير فنحن النظرين عن حالهم
ومقالهم كي يتضح عليهم ما ستره المصنف من بالهم قال صاحب التحفه في صفحه ۳۳ واما اماميه
پس مذهب ايشان در قدرے مشترک در عقايد جميع فرق اماميه آنست كه زمان تكليف خالي نمي باشد از امام فاطمي و
مجموع ايشان دو فرقه اند اول ان قال سيوم حلميه اند و ايشان را هشاميه نيز گويند اصحاب هشام بن الحكم گويند كه بعد از امام زين
امامت تعلق بامام حسين و اولاد ايشان گرفت و تا امام جعفر صادق بترتيب معتقد امامت اند ليكن در حق باري تعالى قائل
بتجسم صريح ميشوند گويند معبود ايشان بصورت جسمي است طويل و عريض و عميق و ابعاد ثلاثه او با هم متساوي اند و صورتے
از صور متعارفه اجسام ندارد انتهى فمنهم هشام بن الحكم وهشام بن سالم ومحمد بن نعمان ابو جعفر الاحول الملقب
بشيطن الطاق والشيعة تقول هو مومن الطاق و يونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين وغيرهم من الشيعة و
كذلك يحكى عن مقاتل بن سليمان داود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهم من اصحاب الحديث ومن عقائدهم
انه تعالى ذو صورة واعضاء وانه على صورة انسان ويحكى عن داود انه قال لا عفوني عن الفرج واللحية واسئلوني
عن ما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت ذلك ومنها ان الملئكة تحمل العرش والعرش يحمل الرب تعالى اذ قد
ورد في الخبر ان الملئكة تاط احيانا من وطئة عظمة الله تعالى على العرش كذا في الملل والنحل ومنها ما ذكرناه
في المقدمة ومن متابعة المصنف لهذه الفرقة انه ملأ هذه العقائد في هذا الكتاب حيثما وجد لها مناسبة
في مواقع شتى ومنها انه استعمل فيه الفاظا مصطلحة لهم كلفظة العامة والخصة كما قال في صفحه (۲)
وهو فقه العلم وايمان العامة يستوى فيه الخصة والعامة انتهى وهو موافق لما روى ان ابن نعمان الملقب
بشيطن الطاق قد صنف كتبا جمة للشيعة منها افعل اذا فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر فيها ان
كبار الفرق اربعة القدرية والخوارج والعامة والشيعة ثم عين الشيعة بالنجاة في الاخرة من هذه
الفرق كلها في الملل وعنى بالعامة اهل السنة والجماعة الذين لا يدخلون الجنة في زعمه نعوذ بالله منه
ومن متابعة هذه الفرقة انه ترك ذكر اولاد الامام الحسن المجتبى واولاده الامجاد وبعض اولاد الامام
الحسين الذين ليسوا ائمة عند هذه الفرقة في هذا الكتاب مع التزامه لاحياء العلوم اهل البيت وايضا
ذكرهم سلسلة الائمة وهذه الان هذه الفرقة تعتقدون ان الامامة منحصرة في سلسلة اولاد الامام
الحسين وستقطعة عن اولاد الامام الحسن المجتبى وهذا يفضي الى سوء الادب معهم وترك لبعض ما وجب

پس اس قول مین مصنف پر سوال ہوتا ہے کہ وہ جماعت کونسی ہے جس کے اشخاص کے نام مصنف نے ذکر نہین کئے اگر اون کے نام ذکر کر دیتا تو ہم احوال سے بحث کرتے اور نام نہ ذکر کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ امامیہ کی ایک جماعت ہے کہ جنکو حکمیہ و ہشامیہ کہا جاتا ہے اور اون کا مجمعہ کا مذہب ہے پس جبکہ مصنف اون کے مذہب مین ہوون کا موافق تہا لہذا اون کے ساتہہ چالاک ہمراز کی چال چلا اور اون کے نام و نشان کو ہوشیار اہل نظر کی آنکہون سے چہپا دیا اور یہہ نہ سمجہا کہ صفحہ دیکہنے والا ہے پس ہم ناظرین کو اس جماعت کا حال و مقال بتائے دیتے ہین تاکہ جو کچہ مصنف نے چہپایا ہے اون پر واضح ہو جائے مولنا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ کے صفحہ (۳۱) مین فرمایا ہے (اور امامیہ پس اون کے مذہب کا مدار اور اون کے کل فرقون کے عقائد مین قدر مشترک یہہ امر ہے کہ اون کے نزدیک تکلیف کا زمانہ کسی امام ظاہری سے خالی نہین ہوتا ہے اور اون سبہون کے کل اکچالیس فرقے ہین یہان تک کہ فرمایا (تیسرا فرقہ حکمیہ ہے اور ان کو ہشامیہ بہی کہتے ہین یہہ لوگ ہشام بن الحکم کے اصحاب ہین اُن کا قول ہے کہ امام حسنؑ کے بعد امامت کا تعلق امام حسینؑ اور اون کی اولاد کے ساتہہ ہو گیا اور امام جعفر صادقؑ تک تبر زیت امامت کے معتقدین لیکن حق تعالی کے حق مین صریح جسم ہونے کے قایل ہین کہ ہمارا معبود جسم کی صورت مین ہے لمبا چوڑا گہرا اور اوس کی تینون مقدارین برابر ہین مگر اجسام کی صورتون مین نہین ہے کسی صورت مین ہے انتہی پس اوسی جماعت مین سے ہین ہشام بن حکم و ہشام بن سالم و محمد بن نعمان ابو جعفر احول ملقب بشیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین اور یونس عبد الرحمن قمی مولی آل یقطین وغیرہم شیعہ کی جماعت ہے اور ایسا ہی منقول ہے مقاتل بن سلیمان و داود جوابی و نعیم بن حماد مصری وغیرہم اصحاب حدیث سے اور ظاہر ان کے عقاید کے یہہ ہے کہ اللہ تعالی صورت و اعضا رکہتا ہے اور وہ انسان کی شکل مین ہے اور داود جوابی سے منقول ہے کہ اوس نے کہا ہم کہ فرج و ریش کے سوال سے معاف رکہو اور اُس کے سوا جو چاہو مجہسے پوچہلو اس لئے کہ اعضا مین اس کا ثبوت موجود ہے اور روسے متجدد اون کا یہہ ہے کہ فرشتے عرش کو اوٹہائے ہوئے ہین اور عرش پروردگار کو اوٹہائے ہوئے ہے اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ فرشتے کبہی کبہی خدا کے بوجہ عرش پر ہے آوازکرنے لگتے ہین جیسا کہ ملل و نحل مین مذکور ہے اور اون کے بعض عقاید ہم مقدمہ مین ذکر کر چکے ہین اور اسی فرقہ کی پیروی کے سبب سے مصنف نے اُن عقاید کو اپنی اس کتاب مین متفرق مقامات جہان مناسب سمجہا پہر دیا ہے اور انہین کی پیروی کے سبب سے اس کتاب مین اپنے مصطلح الفاظ کو مصنف نے استعمال کیا ہے جیسا کہ لفظ عامہ و خاصہ چنانچہ صفحہ (۲۰) مین کہا ہے (اور وہ فقہ العلم اور عامہ کا ایمان ہے کہ جس مین خاصہ و عامہ برابر ہین) انتہی اور یہہ مصطلح ہوا فق اوس روایت کے کہ ابن نعمان ملقب بشیطان طاق کے باب مین کی گئی ہے کہ اوس نے شیعہ کے مذہب مین چند کتابین تصنیف کی ہین اون مین سے ایک کا نام (افعل لہ فعلت) ہے اور ایک کا نام (افعل لا تفعل) ہے اور اون کتب مین ذکر کیا ہے کہ بُرے فرقے چار ہین قدریہ و خوارج و عامہ و شیعہ پہر جملہ فروع شیعہ کے ساتہہ متعین کی ان چار مین سے اسی طرح ہے ملل مین اور لفظ عامہ سے اہل سنت کو قصد کیا کہ وہ اُس کے اعتقاد مین نعوذ باللہ منہ جنت مین داخل نہ ہون گے اور اسی فرقہ کی اتباع کی وجہ سے مصنف نے امام حسن مجتبےؑ اور اون کی اولاد امجاد کے علوم کو اس کتاب مین ذکر نہین کیا اور نہ اون بعض اولاد امام حسینؑ کے علوم کو ذکر کیا کہ جو اس فرقہ کے نزدیک امام نہ تہے باآنکہ مصنف نے التزام کیا ہے اس کتاب مین علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا اور نیز (مامون کے سلسلہ مین اون کا ذکر ترک کر دیا اور یہہ اس وجہ سے کہ اس فرقہ کے عقیدہ مین امامت منحصر ہے امام حسینؑ کی اولاد کے سلسلہ مین اور امام حسن مجتبےؑ کی اولاد سے امامت منقطع ہوا اور اس سے اون اکابر کی شان مین بے ادبی لازم آتی ہے اور بعض امر واجب الاخفا ہے

علينا في بابهم فحسب علينا ان نذكر شيئا من فضائل اولاد الحسن المجتبى واولاد الحسين الذين ترك المصنف ذكرهم ونبذة من امورهم جبرا لما كسره المصنف في هذا الباب وتكملة لما نقصه مع ادعائه احيائهم في هذا الكتاب والله الموفق للصواب والميسر للصعاب فنقول بتوفيقه تعالى وعونه ان الامام الحسن المجتبى سبط النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم ولد ثلاثة عشر ذكرا وست بنات فاعقب من ولده اربعة زيد والحسن المثنى والحسين الاثرم وعمر الان الحسين الاثرم وعمر انقرضا سريعا وبقي عقبه من رجلين لا غير زيد والحسن المثنى فسبدنا الامام ابو الحسن زيد عاش مائة سنة وامه فاطمة بنت ابي مسعود الانصاري ومن ولده نفيسة بنت زيد بن الحسن المجتبى قبرها في المصر يزورها الناس ويعظمون ويتبركون به ومنهم الامام الحسن بن زيد اعقب سبعة ذكورهم قاسم وعلي وزيد وابراهيم وعبد الله واسحق فاعقب من الامام القاسم عبد الرحمن الشجري وحمزة ومحمد البطحاني الذي هو كثير الاولاد في طبرستان وديلم وقم وغيرها من كل المغارب وتفصيلهم في عمدة الطالب في آل ابي طالب والامام الحسن المثنى بن الامام الحسن المجتبى كان قد خطب اليه الامام الحسين احدى بناته فابرز اليه فاطمة وسكينة وقال يا ابن اخي اختر ايتهما شئت فاستحى حسن وسكت فقال الامام الحسين رضي الله عنه فان فاطمة فانها اشبه الناس بامي فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال البخاري بل اختار الحسن فاطمة بنت عمه الحسين وكان يتولى صدقات امير المؤمنين علي كرم الله وجهه فانعه فيها الامام زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما فتعلم سلمها له ولما كان زمن الحجاج قال له عمه عمر بن علي كرم الله وجهه ان يشركه فيها فابى فشفع عمر بن علي من الحجاج فبينما الحسن نساؤه ذات يوم قال الحجاج يا ابا محمد ان عمر بن علي عمك وبقية ولد جدك فاشركه معك في صدقات ابيه فقال الحسن والله ما اغير ما شرط علي فيها ولا ادخل فيها من لم يدخله وكان امير المؤمنين قد شرط ان يتولى صدقته ولده من فاطمة دون غيرهم من اولاده فقال الحجاج اذن ادخله معك فنكص عنه الحسن حين سمع كلامه وذهب من فوره الى الشام فامر عبد الملك بادخاله فادخل فاعظمه واكرمه واجلسه معه على سريره قال ما الذي جاء بك يا ابا محمد فذكر له حكاية عمه عمر فكتب عبد الملك الى الحجاج كتابا ان لا يعارض الحسن بن الحسن في صدقات جده ولا يدخل معه من لم يدخله علي وختم الكتاب وسلمه اليه وامره بجائزة وصرفه اكراما ثم لحق بالمدينة ومات مسموما وعمره اذ ذاك خمس وثلاثون سنة وكان اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم وعقب من خمسة رجال عبد الله المحض وابراهيم قمر والحسن المثلث وداود وجعفر فعبد الله المحض امه فاطمة بنت الامام الحسين ولقب بالمحض لكمانه من الحسنين لان ابا الحسن بن الحسن المجتبى وامه فاطمة بنت الحسين وكان يشبه رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترک لازم آتا ہے پس ہم کو ضرور ہوا کہ اولاد حسن مجتبےٰ اور بعض اولاد امام حسین کہ جن کے علوم کو مصنف ہمین ذکر کیا ہے اون کے کچھ فضائل
اور کچھ علوم یہان بیان کر دیوین تاکہ مصنف نے جو کچھ اس باب مین کمی کی ہے اوس کا جبیرہ اور تکمیل ہو جاوے حالانکہ اس کتاب مین مصنف کا دعوے
ہے احیائے علوم اہل بیت کا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور دشوارےون کا آسان کرنیوالا ہے پس خدا کی توفیق و امداد سے ہم کہتے ہین کہ امام
حسن مجتبےٰ سبط نبی مصطفےٰ صلعم کے تیرہ فرزند اور چھ دختر تھے پر اون کے بعد اون کی اولاد مین سے چار شخص باقی رہے زید و حسن مثنےٰ و حسین
اشرم و عمر مگر دو پچھلے جلد گذر گئے اور اولاد امام حسن مجتبےٰ صرف دو مرد ون زید و حسن مثنےٰ سے جاری رہے پس ہمارے سردار امام
ابوالحسن زید سو سال تک تازہ رہے اون کی والدہ فاطمہ ابو مسعود انصاری کی بیٹی ہین اور اونہین کی بیٹی نفیسہ ہین کہ جن کی قبر مصر مین ہے
کہ مسلمان اوس کی تعظیم و زیارت کرتے ہین اور اوس سے برکت لیتے ہین اور اونہین کی اولاد مین سے ہین امام حسن بن زید کہ جن کے
سات بیٹے ہوئے کہ جن مین سے قاسم۔ علی۔ زید۔ ابراہیم۔ عبداللہ۔ اسحٰق ہین پس امام قاسم کی اولاد سے عبدالرحمٰن شجری و حمزہ و محمد الطبائی
ہین اور محمد بطحانی کی اولاد کثیر ہے کہ جن کا مسکن طبرستان و ری و قم وغیرہ جمیع مغارب ہے اور اونکی تفصیل کتاب عمدۃ المطالب فی آل
ابی طالب مین مذکور ہے اور امام حسن مثنےٰ بن امام حسن مجتبےٰ نے اپنے چچا امام حسین سے ان کی ایک صاحبزادی کے لئے عقد کی درخواست
کی تھی پس امام حسین نے فاطمہ و سکینہ کو اون کے سامنے کر کے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے ان مین سے جس کو جی چاہے پسند کر لے پس امام حسن
سنکر خاموش ہو گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے تم سے فاطمہ کا عقد کر دیا اس لئے کہ یہ لڑکی میری والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم سے
ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور بخاری نے روایت کی ہے کہ امام حسن نے آپ ہی اپنے چچا کی دختر فاطمہ کو پسند کر لیا تھا اور آپ ہی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے صدقات کے متولی تھے پس امام زین العابدین حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے صدقات کی تولیت مین آپسے نزاع کی تب آپ نے
انکا سہم صدقات اون کے حوالہ کر دی اور جبکہ حجاج کا زمانہ آیا تو آپ کے چچا عمر بن علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے لئے شرکت در تولیت کی درخواست
آپنے نامنظور کیا تو عمر بن علی نے اس باب مین حجاج سے سفارش چاہی پس ایکدن امام حسن حجاج کے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے کہ حجاج نے آپ سے کہا اے ابو محمد
عمر بن علی تمہارا چچا ہے اور تمہارے دادا کی اولاد کا بقیہ ہے پس اس کو بھی اپنی ساتھ اس کے باپ کے صدقات مین شریک کر لو امام حسن نے فرمایا کہ نہین مین
حضرت علی کی شرط کو نہ بدلون گا اور صدقات مین جسکو ہونے دخل نہین دیا مین نہ داخل کرون گا اور حضرت علی نے شرط لگائی تھی کہ آپ کے صدقات
کی تولیت اولاد فاطمہ زہرا کے لئے منحصر ہے پس حجاج نے کہا اب مین اوسکو تمہارے ساتھ داخل کر دون گا پس حضرت حسن نے اس کا کلام سن کر سر جھکا لیا
اور خود ملک شام کے طرف روانہ ہو گئے پس عبدالملک نے آپکے داخل شام ہونیکا حکم دیا پر جب آپ داخل ہوئے تو بہت کچھ آپ کی تعظیم و تکریم بجا لایا اور اپنے ساتھ
تخت پر بٹھایا پھر پوچھا کہ اے ابو محمد کس سبب سے تشریف لانا ہوا پس آپنے اپنے چچا عمر کا قصہ اوس سے بیان کر دیا تو عبدالملک نے حجاج کے نام ایک خط لکھا کہ حسن بن حسن سے
اوس کے دادا کے صدقات مین اعتراض نہ کرے اور نہ اوسکی ساتھ غیر شخص کو شریک کیا جاوے اور خط تمام کر کے آپ کو دیدیا اور ایک بڑے جائزہ کا آپ کی خدمت مین پیش کرنے کا
حکم دیا اور بہت تعظیم سے آپکو واپس کیا پھر آپ نے مدینہ پہونچکر زہر کیوجہ سے وفات پائی اور آپ کی عمر اوسوقت پینتیس برس کی تھی اور آپ حضرت صلعم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے
اور آپنے پانچ بیٹے چھوڑے عبداللہ محض۔ ابراہیم قمر۔ حسن مثلث۔ داؤد۔ جعفر۔ پس عبداللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت امام حسین ہین اور آپ کا لقب اسوجہ سے ہوا کہ
آپ دونون والدین کے طرف سے حسنی حسینی ہے قرار پائے اس لئے کہ آپکے والد حسن بن مجتبےٰ ہین اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسینؑ ہین اور آپ رسول اللہ صلعم کے مشابہ تھے

روى شيخ [illegible] فاعانه وقيل له بما صيرتم افضل الناس قال لان الناس كلهم يتمنون ان يكونوا مثلنا ولا نتمنى ان نكون من احد وكان قوى النفس شجاعا وربما قال من الشعر ولما قدم ابو العباس السفاح واهله ابو سلمة الخلال الكوفة سنة ٣٢ امرهم وعزم ان يجعلها شورى بين اولاد على والعباس حتى يختاروهم من اراد وهم ثم قال اخاف ان لا يتفقوا فعزم على ان يعدل بالامر الى ولد على من الحسن والحسين فكتب الى ثلاثة نفر منهم جعفر بن محمد بن على بن الحسين وعمر بن على بن الحسين وعبد الله بن الحسن بن الحسن ووجهه بالكتب مع رجل من موالى بنى هاشم من سكان الكوفة فبدأ بجعفر بن محمد فلقيه ليلا واعلمه انه رسول ابى مسلم وان معه كتابا اليه فقال وما انا وابو مسلم هو شيعة لغيرى فقال الرسول تقرأ الكتب وتجيب عليه بما رأيت فقال جعفر لخادمه قدم الى السراج فقربه فوضع عليه كتب ابى مسلم فاحرقه فقال الا تجيبه فقال قد رأيت الجواب فخرج من عنده واتى عبد الله بن الحسن بن الحسن فقبل كتابه وركب الى جعفر بن محمد فقال له جعفر اى امر جاء بك يا ابا محمد او اعلمنى لحتمك فقال هو امر يجل عن الوصف قال وما هو يا ابا محمد فقال هذا كتاب ابى مسلم يدعونى الى امر ويرانى احق الناس به وقد جاءت شيعتنا من خراسان فقال له جعفر الصادق عليه السلام ومتى صارت شيعتك انت وبعت ابا مسلم الى خراسان وامرته بلبس السواد هل تعرف منهم احدا بلباسه ونسبه كيف يكونون من شيعتك وانت لا تعرفهم ولا يعرفونك فقال عبد الله ان كان هذا الكلام منك تشيئا فقال جعفر قد علم الله تعالى انى اوجبت على نفسى النصح لكل مسلم فكيف لا انصح عندك فلا تفعلن ولا تدخل نفسك فى هذا الامر فان هذه الدولة ستتم لهؤلاء القوم ولا تتم لاحد من آل ابيطالب وقد جاءنى مثل ما جاءك فانصرف غير راض بما قاله وامامحمد بن على بن الحسين فرد الكتب وقال ما اعرف كاتبه ولا اجيبه ومات عبد الله المحض فى حبس ابى جعفر الدوانيقى بخمسا وتوفى عبد الله وهو ابن خمس وسبعين وكان يتولى صدقات امير المؤمنين على عليه السلام بعد ابيه الحسن المثنى والحسن المثلث ويكنى ابا على عدة اولاد منهم ابو الحسن على العابد ذو الثفنات استقطع بوه عن مروان فكان لا يأكل منها تحرزا وكان يجتهد فى العبادة وجده الدوانيقى مع اهله فمات فى الحبس وهو ساجد فحركوه فاذا هو ميت ومن اولاد الامام عبد الله المحض محمد ذو النفس الزكية وابراهيم القتيل ابا حمزى وموسى نقل فى الصواعق فى صفحة له فى وفيات علمائهم اخيه يحيى صاحب الديلم ذيل قصة الامام جعفر الصادق انه سعى به (اى بجعفر الصادق) عند المنصور لما حج فلما حضر السعى به يشهد قال له احلف قال نعم فحلف بالله العظيم الى آخره فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراده فقال له حلفه فقال له قل برئت من حول الله وقوته والتجأت الى حولى وقوتى لقد فعل جعفر لكذا وكذا ان قال كذا وكذا انا ممتنع الرجل ثم حلف فما تم حتى مات فقال امير المؤمنين لجعفر لا بأس عليك انت المرء الساحة المأمون انفاعلة لتمر

اور اپنے زمانہ میں بنی ہاشم کے سردار تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا گھرانہ کس وجہ سے تمام جہان کے لوگوں سے افضل ہوگیا آپ نے جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تمام لوگ ہم میں سے ہونے کی تمنا کرتے ہیں اور ہم کو کسی غیر سے ہونے کی تمنا نہیں ہے اور آپ بڑے قوی بہادر تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے تھے جبکہ ابوالعباس سفاح اور اس کا مصاحب ابومسلم خلفا کو ڈھونڈ آئے تو سفاح نے امر خلافت کو مخفی رکھا اور عزم کر لیا کہ اولاد علی و عباس کے مشورہ پر اوسکو موقوف رکھے تاکہ وہ جسکو چاہیں خلافت کے لئے انتخاب کر لیویں پھر اوس نے کہا کہ مجکو اسصورت میں اس کام کا بھی ڈر ہے کہ وہ سب اسباب اتفاق نہ کر لیں پس اپنے عزم کو حسنین کی اولاد سے شوری کرنیکی طرف پھیر دیا اور انہیں سے تین اشخاص کی طرف خطوط لکھے ایک حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین کے طرف دوسرا عبداللہ بن علی بن حسین کی طرف تیسرا عبداللہ بن حسن بن حسن کی طرف اور یہ تینوں خط ایک غلام کوفی کے ہاتھ روانہ کئے پس وہ پہلے جعفر بن محمد کے پاس ات کر یقہ پہنچا اور کہا کہ میں ابومسلم کا ایلچی ہوں اور آپکے نام اوس کا ایک خط میرے ساتھ ہے آنہوں نے جواب دیا کہ مجکو ابومسلم سے کیا علاقہ وہ ہمارے غیر کی گروہ سے ہے ایلچی نے کہا خط پڑھ لیجئے پھر جو کچھ آپ کی رائے ہو جواب لکھدیجئے پس جعفر نے خادم سے چراغ طلب کیا جب چراغ قریب آیا آپنے ابومسلم کا خط اوس پر رکھکر جلا دیا ایلچی نے کہا کیا آپ اس کا جواب نہیں لینگے آپنے فرمایا جو کچھ تو نے دیکھ لیا اسپر ایلچی بیچارہ مکلا حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن کے پاس پہنچا اونہوں نے خط کو لیا اور جعفر بن محمد کے پاس تشریف لائے حضرت جعفر نے فرمایا کہ اسکا کام تمکو بیان لایا ہوا ابو محمد مگر آپ مجکو مطلع کیجئے تو میں خود آجاتا حضرت عبداللہ نے فرمایا وہ کام بہت عظیم الشان ہے کہا وہ کیا ہے ابو محمد کہا یہ ابومسلم کا خط ہے وہ مجکو بلاتا ہے ایک بڑے کام کے لئے جس کے واسطے مجکو زیادہ خفدار جانتا ہے سب لوگوں سے اور یہاں جماعت خراسان سے آئی ہے پس جعفر صادق نے کہا وے لوگ آپکی جماعت کب ہو سکتے آپ ابومسلم کو خراسان میں جھوٹا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سیاہ لباس پہنے کا حکم دیتا ہے اور میں کسی شخص کا نام و نسب نہیں معلوم ہے کہ وہ لوگ آپکی جماعت ہو سکتے ہیں عالانکہ آپ انکو پہچانتے ہیں اور خراسان سے آپکو پہچانتے ہیں پھر عبداللہ نے کہا اگر آپکا یہ کلام کسی خاص وجہ سے ہے تو ظاہر کر دیجئے پس حضرت جعفر نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے میں اپنے نفس پر ہرگز سلطان کی کوئی خواہش کو واجب کر لیا ہے پھر آپ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں آپکو ہلاک کرونگا اور آپ پر گرفت کرونگا اپنے نفس کو آزاد میں نہیں بیزار رکھونگا یہ دولت عنقریب بنی حسن کے لئے بالکل ہو جائے گی اور اس ابطالب میں سے کسی راست نہ آئے گی اور میرے پاس بھی تمہارے خط کے مضمون کا ایک خط آیا ہے پس حضرت عبداللہ انکے کلام خوش ہوئے اور واپس گئے اور لیکن عمر بن علی بن حسین پس انہوں نے ابومسلم کا خط واپس کر دیا اور کہدیا کہ اس کے کاتب کو میں نہیں جانتا ہوں کہ جواب لکھوں اور عبداللہ محض نے قید خانہ میں وفات پائی جبکہ ابوجعفر دوانقی نے خوف امارت آپ کو قید کر دیا تھا اور آپ کی عمر بہتر سال تھی آپ ہی اپنے والد حسن شنے کے بعد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی تھے اور حضرت حسن شنے کے تبنکی کنیت ابوعلی ہے چند ولد ہے منجملہ اون کے ابوالحسن علی عابد ذوالنقاۃ ہیں اپ کے والد نے مروان سے ایک دنبع لیا تھا آپ اوسکی آمدنی پرہیزگاری کے سبب سے نہیں لیتے تھے اور عبادت میں نہایت کوشاں تھے ابوجعفر دوانقی نے مع اہل و عیال کے قید کر دیا تھا آپ اوسی قید میں سجدہ کرتے ہوئے اپنے دنیا سے انتقال فرمایا جب لوگوں نے بلا کر دیکھا تو آپ مردہ تھے اور امام عبداللہ محض کی اولاد میں سے تھے محمد ذوالنفس الزکیہ اور ابراہیم قتیل باخمری اور موسی جون اور یحیی صاحب فخ و ادریس صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۲۰ میں حضرت موسی جون اور اون کے بھائی یحیی احادیث کے ذخائر میں نقل کیا ہے امام جعفر صادق کے قصہ کے بعد اس طرح پر کہ حضرت جعفر صادق کی منصور کے دربار میں کچھ برائی بیان کی گئی جبکہ اوس نے حج کیا تھا پھر جب چلنے خود دربار میں قسم کھانیکو طلب کیا گیا منصور نے اوسکو کہا کیا تو قسم کھائیگا کہا ہاں پس اللہ عظیم کی قسم کھا کر آخر تک اوس نے بیان کیا پس امام جعفر صادق نے کہا اے امیر المومنین جسطرح کہ میں کہوں اوس سے قسم لو منصور نے کہا کہ آپ ہی اپنی حسب رائے اس سے قسم لیلیں پس آپنے چغل خور سے کہا کہ میں اللہ کی حول و قوت سے علاحدہ ہو کر اپنی حول و قوۃ کے اعتماد پر کہتا ہوں کہ جعفر نے ایسا ایسا کام کیا ہے اور ایسی ایسی بات کہی ہے پس وہ شخص پہلے تو رکا پھر قسم بطریق مذکور کھا گیا ہنوز اوس کی قسم پوری ہونے نہائی تھی کہ اوسی جگہ پر فوت ہو گیا پس امیر المومنین نے امام جعفر صادق سے کہا کہ آپ اس کے متعلق کچھ الزام نہیں ہے آپ کا مدعا میرا ہے اور اس کے شبہ سے آپ محفوظ رہے

الصوف فحلفه الربيع بجائزة حسنة وكسوة سنية وللحكاية تتمة ووقع تطير هذه الحكاية ليحيى بن عبد الله بن الحسن
بن الحسن المثنى بن الحسن السبطبان شخصا زبيريا سعى به للرشيد فطلب تحليفه فتلعثم فزجره الرشيد فتولى يحيى
تحليفه بذلك فما تم يمينه حتى اضطرب وسقط لجنبه فاخذوا برجله وهلك فسأل الرشيد يحيى عن سر ذلك فقال
تحد الله في اليمين بمنع العاجلة في العقوبة وذكر المسعودي ان هذه القصة كانت مع يحيى هذا الملقب بموسى
الجون وان الزبيري سعى به للرشيد فطال الكلام بينهما ثم طلب موسى تحليفه فحلفه فجعل ما مر فلما حلف قال موسى
انه اكبر حدثني ابي عن جدي عن ابيه عن جده علي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما حلف احد بهذه اليمين
اي وهي تقلدت الحول والقوة ورددن حول الله وقوته الى حولي وقوتي ما فعلت كذا وهو كاذب الا عجل الله له العقوبة
قبل ثلاث والله ما كذبت ولا كذبت فوكل علي يا امير المؤمنين فان مضت ثلث ولم يحدث بالزبيري حادث فدمي لك
حلال فوكل به فلم يمض عصر ذلك اليوم حتى اصاب الزبيري جذام فتوره حتى صار كالزق فما مطى الا قليل وقد
ترقى ولما انزل في قبره انخسف قبره وخرجت رايحة منتنة فطرحت فيه احمال الشوك فانخسف ثانيا فاخبر
الرشيد بذلك فرد العجيبة ثم امر لموسى بالف دينار وساله عن تلك اليمين فروى له حديثا عن جده علي بن
ابي طالب عن النبي صلى الله عليه ما من احد يحلف بيمين يحد الله فيها الا استحيى من عقوبته وما من احد حلف
بيمين كاذبة نازع الله فيها حوله وقوته الا عجل الله له العقوبة قبل ثلث انتهى الجون ويحيى صاحب الديلم وسليمان
وادريس واعقب من محمد النفس الزكية ويكنى ابا عبد الله وقيل ابا القاسم ويلقب المهدي وهو المقتول بالحجاز الزيت
قال وانما لقب المهدي للحديث المشهور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي من ولدي اسمه اسمي واسم
ابيه ابي تطلعت نفوس بني هاشم وعظمت وكان جم الفضائل كثير المناقب وحكى ان الشيخ ابو الفرج الاصفهاني
اصابه بركابه ذات يوم حتى ركب فقيل له في ذلك فقال ويحك هذا مهدينا اهل البيت وكان المنصور قد بايع له و
لاخيه ابراهيم مع جماعة من بني هاشم فلما بويع لبني العباس اخفى محمد وابراهيم مدة خلافة السفاح فلما ملك المنصور
وعلما انهما على عزم الخروج جد في طلبهما وقبض على ابيهما وجماعة من اهلهما فلما بلغ ابا جعفر المنصور خروج
محمد بن عبد الله المحض خلا ببعض اصحابه فقال له ويحك احد ظهر محمد قال واين ظهر قال بالمدينة فقال غلبت عليه
ورب الكعبة قال وكيف قال لانه خرج بحيث لا مال ولا رجال فعاجله بالحرب فارسل اليه عيسى بن موسى بن
عبد الله العباسي بجيش كثيف فحاربهم محمد خارج المدينة وتفرق اصحابه عنه حتى بقي وحده فلما احس الخذلان
لان دخل داره وامر بالتنور فسجر ثم تعمد الى المصحف الذي اثبت فيه اسماء الذين بايعوه فالقاه في التنور فاحرق ثم خرج فقاتل
حتى قتل بالحجاز الزيت كان ذلك مصداق تلقيبه بالنفس الزكية لانه روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال يقتل بالحجاز
الزيت من ولدي النفس الزكية وكان ملك بن انس الفقيه عابدا فحث الناس بالخروج مع محمد وبايعه ولذلك تغير المنصور عليه

پھر آپ وہاں سے چلے آئے تو بیچ آپکے پاس بہت عطیے وصلت وغیرہ امیر کے طرف سے لایا اور اس قصہ کا تتمہ تتمہ اور یہی ہے اور اس قصہ کے متعلق یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن حسن بن علی کے باب میں ہی واقع ہوا ہے اس طرح پر کہ ایک زبیری نے خلیفہ رشید کے دربار میں آپ کی جعلی کہانی یعنی رشید سے اوس سے حلف طلب کیا تو وہ حلف کھا گیا پس رشید نے اوس کو جبر کا پھر یحییٰ اوس سے حلف بطور مذکور لینے کے واسطے متوجہ ہوئے پس ہنوز قسم پوری نہ کرنے پایا تھا کہ تڑپ کر گر پڑا لوگوں نے اوس کا پیر سنبھال لیا اور اسی حال میں ہلاک ہوگیا پس رشید نے اس بہید کو یحییٰ سے پوچھا پس آپنے فرمایا کہ قسم میں خدا کی تعظیم دینا کے عذاب کو روک دیتی ہے اور مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت یحییٰ کے برادر موسیٰ جون کے باب میں واقع ہوا ہے اور زبیری نے موسیٰ جون کی جعلی رشید کے دربار میں کہانی کہی پس دونوں میں دیر تک گفتگو ہوتی رہی پس موسیٰ جون نے زبیری سے حلف طلب پس زبیری نے بطریق مذکور جب حلف کھا لیا تو موسیٰ جون نے فرمایا کہ اللہ اکبر حدیث بیان مجھ سے میرے والد نے اون سے میرے دادا نے اون کے باپ نے اون سے اون کے دادا علی نے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ نہیں قسم کہائی گئی نے اس کے ساتھ کہ (فقیا رکی میں نے حول وقوت سوائے حول وقوت خدا کے اپنی حول وقوت کو کہ میں نے ایسا نہیں کہا) اور وہ اس بیان سے جھوٹا ہوا مگر جلد پکڑتا ہے اوس پر خدا عذاب کو تین دن پہلے سے بعد اپنے جھوٹ نہیں کہا ہے پس مجھ پر اعتماد کر اے امیر المومنین اگر تین دن زبیری کو نہ پکڑے حارثہ کے گردن تو میرا خون تجکو حلال ہے پھر امیر نے اس امر پر اعتماد کر لیا پس اوسی دن صلوٰۃ عصر کا وقت نہیں گذرا تھا کہ زبیری کو جذام کا عارضہ عارض ہوا اور بدن پھول کر مشک کی طرح ہوگیا پس کچھ دیر ہوئی تھی کہ مر گیا پھر جبکہ قبر میں رکھا گیا تو قبر دھنس گئی اور سخت بدبو اوس سے نکلی پھر اوس میں بہت سے بوجھ کا ٹون کے بھر دیے گئے پھر دوبارہ دھنس گئی جب رشید کو اوس کی اطلاع دی گئی تو اور بھی اوس کو تعجب ہوا اور حضرت موسیٰ جون کے لئے ہزار اشرفی عطیہ کا حکم دیا اور اس قسم کا بہید اون سے دریافت کیا پس انہوں نے رشید سے ایک حدیث بیان کی بروایت اپنے جد حضرت علیؑ کی رسول اللہ صلعم سے کہ (نہیں کوئی شخص کہ اپنی قسم میں خدا کی عظمت کا بیان کرتا ہے مگر یہ کہ اسکو خدا عذاب کرنے سے شرماتا ہے اور نہیں کوئی شخص کہ جھوٹی قسم کھائے اس طرح پر کہ خدا کے حول وقوۃ کو علیحدہ کرے مگر خدا اسکو چاہتا ہے اوس پر عذاب تین دن سے پہلے انتہے) پھر حضرت امام عبداللہ محض کے فرزند محمد ذوالنفس الزکیہ سے اولاد احجاری ہوئی آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہی اور بعض نے ابوالقاسم کہا ہے اور آپ لقب مہدی تھے احجاز وقت میں آپ ہی مقتول ہوئے تھے اور مہدی آپ کا لقب ایک حدیث مشہور نبوی کی وجہ سے ہوا تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ (میرا ہی میری اولاد میں سے مہدی ہوگا نام اوس کا میرا نام اور اوس کے باپ کا نام ہوگا نبی ہاشم کے نفوس سے دلبند مرتبہ میں) اور آپ بڑے فضایل و مناقب والے تھے مروی ہے کہ شیخ ابوالفرج اصبہانی نے ایک روز آپکی رکاب کو پکڑے رکھا یہانتک کہ آپ سوار ہوگئے پھر اون سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے سائل سے کہا تیری نرائی ہو یہ شخص ہمارے اہل بیت رسول سے اور خلیفہ منصور کا ہے اور آپکے بھائی ابراہیم سے ایک جماعت بنی ہاشم کی ہمراہ بیعت ہوا تھا جب ابوالعباس سے لوگ بیعت ہوگئے تو مخالفت ظاہر کی اور ابراہیم نے اپنی بیعت رسول سے اور خلیفہ منصور کا ہے اور آپکے بھائی ابراہیم سے ایک جماعت بنی ہاشم کی ہمراہ بیعت ہوا تھا جب ابوالعباس سے لوگ بیعت ہوگئے تو مخالفت ظاہر کی اور ابراہیم نے بصرہ میں پہنچ کر اپنا قبضہ کر لیا پھر جبکہ منصور بادشاہ ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ یہ دونوں خروج کرنیکا عزم رکھتے ہیں لہذا ان دونوں کی طلب میں ساعی ہوا اور ان دونوں کے باپ اور دادا کے گھر پر اپنا قبضہ کر لیا پھر جبکہ ابوجعفر منصور کو محمد بن عبداللہ محض کے خروج کرنیکی خبر پہونچی تو اوس نے اپنے بعض اصحاب کو تحلیہ میں کہا تیری خبر ابی ہو محمد ظہور پکڑا گیا ہے اوس نے کہا کس جگہ کہا مدینہ میں جسکا نام سنکر اوس پر غالب ہوگیا قسم اسکے بعد کی طیفہ نے کہا کیونکر اس پر ہو کہ اوسکی ایسی جگہ میں خروج کیا ہو کہ جہاں غالب ہے رجال پس جلدی کر اوس سے لڑنے دین پس اپنے طرف منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ بن عبداللہ عباس کو بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا پس حضرت امام محمد مدینہ سے باہر ہو کر اون سے جنگ کیا اور آپکے ہمراہی سب متفرق ہوگئے یہانتک کہ آپ تن تنہا رہ گئے پھر آپنے جب رسائی کا مشاہدہ کیا تو گھر میں جاکر تو گرم کرنیکا حکم دیا پس کتاب کا قصد کیا کہ جس میں بیعت کرنیوالوں کے نام درج تھے پس اوسکو جلد تنور میں ڈال کر جلا دیا پھر باہر تشریف لاکر لڑنا شروع کیا یہانتک احجاز وقت شہید ہوگئے اور آپکا لقب نفس زکیہ اسوجہ سے ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا احجاز وقت میں میری اولاد میں سے نفس زکیہ قتل کیا جائیگا) اور امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا تھا امام محمد کے ہمراہ خروج کرنیکا اور اون سے بیعت بھی ہوگئی تھی اسوجہ سے منصور نے امام مالک کو

واما ابراهيم فقتل باحمرى بن عبد الله المحض ويكنى ابا الحسن وكان شديد الايدى فيحكى انه كان واقفا مع اخيه محمد
وابيه وابل لهم تعدد وفيها ناقة شرود فلا تملك فاقبلت مع الابل ترد فقال محمد لابراهيم وهو ملتفت فى شملة ان رددتها
فلك كذا وكذا فوثب ابراهيم فقبض على ذنبها فشردت وتبعها ابراهيم ممسكا بذنبها حتى غاب عن اعينهم فقال عبد الله المحض
لابنه بئس ما صنعت عرضت اخاك للتلف فلما كان بعد ساعة اقبل ابراهيم ملتفا بشملة فقال له محمد الم اقل لك انك
لا تقدر على ردها فاخرج ذنب الناقة فالقه وقال اما تعذر من جاء هذا وكان ابراهيم من كبار العلماء فى فنون
كثيرة فقال انه كان ايام اختفائه بالبصرة وقد اختفى عند المفضل بن محمد الضبى فطلب منه دواوين العرب
يطالعها فاتته بما قد رعليه فاعلم ابراهيم على ثمانين قصيدة فلما قتل ابراهيم استخرجها المفضل وسماها بالمفضليات
وقرئت بعده على الاصمعى فزاد فيها وظهر ابراهيم ليلة الاثنين خرج رمضان سنة خمس واربعين ومائة بالبصرة
وبايعه وجوه الناس منهم بشر الرجال والاعمش وسليمان بن مهران وعباد بن المنصور القاضى صاحب مسجد
عباد بالبصرة والمفضل بن محمد فى نظرائهم ويقال ان ابا حنيفة الفقيه بايعه ايضا وكان قد افتى الناس بالخروج
معه فيحكى ان امراته اتته فقالت انك افتيت ابنى بالخروج مع ابراهيم فخرج فقتل فقال لها اننى كنت مكان
ابنك كذا فى عمدة المطالب واما ادريس بن عبد الله المحض فخرج بالمغرب فى ايام ابى جعفر المنصور كذا فى الملل
والنحل وهذا ابن من فضا تلهم واما شئ من علومهم فقد اخرج الدارقطنى عن عبد الله المحض انه سئل المسح على
الخفين فقال مسح فقد مسح عمر فقال له السائل انما اسئلك انت تمسح قال فذلك اجعل لك اخبرك عن عمر وتسألنى عن
رأيى فمر خير منى وملاء الارض فقيل له هذا اتقية فقال نحن بين القبر والمنبر اللهم هذا اتقى فى السر والعلانية فلا
تسمع قول احد بعدى كذا فى الصواعق المحرقة وهذا الكلام الشريف منه يدل دلالة بينة كالشمس فى نفى التهمة
على ان التقية ليس من سنن السادات الكرام بل هى من خصائص اهل البدع اللئام وايضا اخرج عنه انه قال
من هذا الذى يزعم ان علياكان مقهورا وان النبى صلعم امره بامر فلم ينفذه وقفى لهذا الزاء ومنقعة له انتهى
واخرج الدارقطنى ايضا عن ولده المقلب بالنفس الزكية انه لما سئل عن الشيخين لها عندى افضل من على انتهى وايضا اخرج
عن محمد الباقر انه قال اجمع بنو فاطمة رضى الله عنهم على ان يقولوا فى الشيخين احسن ما يكون من القول واخرج ايضا
عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر انه رجلا جاء الى ابيه زين العابدين على بن الحسين رضى الله تعالى عنهم فقال اخبرنى
عن ابى بكر فقال عن الصديق فقال تكلتك امك قد سماه صديقا رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والانصار
ومن لم يسمه صديقا فلا صدق الله عز وجل قوله فى الدنيا والاخرة اذهب فاحب ابا بكر وعمر رضى الله عنهما واخرج
ايضا عن عمرو عن عبد الله سألت ابا جعفر البقر عن حلية السيف قال لا بأس به قد حلى ابو بكر الصديق سيفه
قال قلت وتقول الصدق قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق فلا صدق الله قوله فى الدنيا

اور لیکن ابراہیم قتیل ہاجمی بن عبداللہ محض آپکی کنیت ابوالحسن تھی اور آپکے دست باز وبہت قوی تھے چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن آپ اپنے بھائی محمد باپ کیساتھ لڑے تھے اور اونکے اونٹ دور تھے اون مین ایک ست اونٹنی تھی کہ جسپر قبضہ کرنا دشوار تھا پس دو اونٹوں کے ہمراہ پانی پینے کو آئی پس محمد نے ابراہیم سے کہا اور وہ اوسوقت چادر مین لپٹے ہوئے تھے کہ تم نے اس اونٹنی کو کھینچ لیا تو تم کو اتنا مال دونگا پس ابراہیم نے کود کر اونٹنی کی دم پکڑلی تو وہ بھاگی اور ابراہیم اوسکی دم پکڑے ہوئے اوس کے پیچھے ہولیے جانتک کہ دونون لوگونکی نظرون سے غائب ہوگئے پس حضرت عبداللہ محض نے اپنے فرزند محمد سے کہا تمنے بہت برا کیا اپنے بھائی کو ہلاکتین ڈالدیا پھر جبکہ ایکساعت گذری ابراہیم چادر اوڑھے ہوئے سامنے آئے محمد نے اونسے کہا کیا ہوئے تم سے نہ کہا تھا کہ تم اوسکے واپس لانے پر قادر نہین ہو پس ابراہیم نے اونٹنی کی دم نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کیا تم معذور نہین رکھتے اوسکو کہ جو اوسکی دم کو لے آئے اور یہ ابراہیم بہت سے فنون مین علما کبار مین سے تھے چنانچہ مروی ہے کہ جب آپ بصرہ مین مفضل بن محمد ضبی کے گھر مین مخفی تھے تو آپنے دو اعرابی عرب مطالعہ کیلئے منگائے پس جسقدر ممکن ہوئے اوسنے فراہم کردیئے پس آپنے اسی قصیدہ پر نشان کردیا تھا پھر جبکہ آپ مقتول ہوگئے تو مفضل نے اون قصاید کو نکالا اور اونکا نام مفضلیات رکھا یعنی عمدہ منتخب قصیدے اور مفضل کے بعد وہ قصاید امام اصمعی کے درس مین داخل ہوئے اور اصمعی نے اون قصائد مین کچھ اور قصائد بھی اضافہ کئے اور ابراہیم کا ظہور شب دوشنبہ یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری بصرہ مین ہوا ہے اور جلیل القدر اشخاص نے آپ سے بیعت کی ہے اونمین سے بکثرت رجال العسکر سلیمان بن مہران وعباد بن منصور قاضی کہ جنھون نے بصرہ مین مسجد عباد بنا کی تھی وغیرہ ہین اور مفضل بن محمد اونکے امثال مین سے تھے اور مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ فقیہ بھی اونسے بیعت ہوئی تھی اور لوگونکو اونکی ہمراہ جا کر جہاد کرنے کا فتوی دیا تھا اونہون نے کہا تھا پس منقول ہے کہ ایکعورت نے آکر کہا تو نے ہی حکم دیا تھا میرے بیٹے کو ابراہیم کیساتھ خروج کرنیکا پس اوسنے خروج کیا اور مارا گیا پس امام ابوحنیفہ نے کہا ای کاش مین تیرے بیٹے کے قایم مقام ہوتا ایسا ہی مذکور ہے عمدۃ المطالب مین اور لیکن ادریس بن عبداللہ محض پس اونہون نے ملک مغرب مین بعہد منصور کے زمانہ مین خروج کیا جیسا کہ ملل ونحل مین مذکور ہے اور یہہ بیان تھا اونکے کسیقدر فضایل کا رہا جو بیان اون کے علوم کا پس دارقطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہے کہ اون سے پوچھا گیا کہ کیا آپ موزون پر مسح کرتے ہین فرمایا کہ مین مسح کرتا ہون اسکی کہ عمر نے مسح کیا ہے پس سایل نے کہا کہ مین تو آپکے مسح کو پوچھتا ہون فرمایا کہ میرا جواب تیرے حق مین زیادہ مکمل ہے مین تجھکو عمر کا حال کہہ رہا ہون اور تو میری رائے کو دریافت کرتا ہے پس عمر مجھسے زیادہ ہے اور زمین پر زمین کی پرسی سو پھر کہا گیا آپ کیا یہہ تقیہ ہے تو کہا کہ ہم قبر منیر شریف کے درمیان بن ہے اخدا یہہ کلام ہے چھپیے اور کھلے پس تعمیر بعد کسی کی بات سن ایسا ہی مذکور ہے صواعق محرقہ مین اور آپ کا یہہ کلام شریف آفتاب نصف النہار کیطرح صاف وروشن دلالت کرتا ہے اس پر کہ تقیہ سادات کرام کے خصائل سے نہین ہے بلکہ یہہ اہل بدعت وناہلون کی خصائص سے ہے اور نیز دارقطنی نے عبداللہ محض ہی سے روایت کی ہے کہ اونہون نے فرمایا کون شخص کہتا ہے کہ حضرت علی مجبور تھے اور یہہ کہ نبی صلعم نے اونکو ایک کلام کیلئے حکم دیا تھا پس اونہون نے اوسکو نافذ نکیا پس اونکی سفاہت وعیب لگانیکو یہی کلام بہت ہے انتہی اور نیز دارقطنی نے اوسکے فرزند ملقب بمنفرد کیہی روایت کی ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ جبکہ اون سے شیخین کا مرتبہ دریافت کیا گیا تو کہا کہ میرے نزدیک وے دونون) افضل ہین علی سے انتہی اور نیز دارقطنی نے محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ نبی فاطمہ کا اتفاق ہے اس پر کہ شیخین کے باب مین اعلے درجہ کا کلام کہین اور نیز جعفر صادق سے اونہون نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے میرے باپ زین العابدین علی بن حسین سے آکر کہا کہ مجکو ابوبکر کا حال کچھ سناؤ پس کہا اونہون نے کہ صدیق کا حال سناون پھر مرد نے کہا آپ اونکا نام صدیق رکھتے ہین پس فرمایا تیری ماں تجکو روے اون کا نام صدیق رسول اللہ صلعم نے رکھا ہے اور مہاجرین وانصار نے اور جو اونکو صدیق نکہے اللہ عزوجل اوس کا قول نیا وآخرت مین سچا نکرے جا تو اور شیخین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھ اور نیز عروہ سے اونہون نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے آیا تو سنی تلوار کی بو کا سا پایا تو جو اوپر کا جانا ہے کہ ابوبکر صدیق نے بھی اپنی تلوار پر زیور چڑھایا تھا میں نے کہا کہ آپ اسکے کہتے ہین فرمایا کہ ہان صدیق ہان صدیق اور جو کہ صدیق

والآخرة واخرجه ابن الجوزي في صفوة الصفوة وزاد فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال نعم الصديق نعم الصديق الخبر واخرج ايضا عن جعفر الصادق انه قال ما ارجوا من شفعة علي شيئا الا وانا ارجو من شفعة ابي بكر مثله ولقد ولدني مرتين واخرج ايضا عن زيد بن الشهيد بن علي انه قال لمن تبرءا منهما اعلم والله ان البراءة من الشيخين البراءة من علي فقد مر وتأخر وزيد هذا كان اماما جليلا استشهد في صفر سنة احدى عشرين و مائة ولما صلب عريانا جاءت العنكبوت ونسجت على عورته حتى حفظت من رؤية الناس فانه استمر مصلوبا مدة طويلة وكان قد خرج وبايعه خلق من الكوفة وحضر اليه كثير من الشيعة فقالوا له ابراء عن الشيخين بحين نبايعك فابى فقالوا انا نرفضك فقال ادهبوا فانتم الرافضة فمن حينئذ سموا الرافضة وسميت الشيعة بالزيدية واخرج الحافظ عمر بن شبة ان زيدا هذا الامام الجليل قيل له ان ابا بكر انتزع من فاطمة فدك فقال انه كان رحيما وكان يكره ان يغير شيئا تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه فاطمة رضي الله عنها فقالت له ان رسول الله صلعم اعطاني فدك فقال هل لك ببينة فشهد لها علي وام ايمن فقال لها فبرجل وامرأة يستحقها ثم قال زيد والله لو رجع الامر فيها الي لقضيت قضاء ابي بكر رضي الله عنه واخرج عنه ايضا قال اظلفت الخوارج فبريت ممن دون ابي بكر وعمر ولم يستطيعوا ان يقولوا فيهما شيئا واظلقتم انتم فطفرتم اي وثبتم فوق ذلك فبرئتم منهما فمن بقي فوالله ما بقي احد الا برئتم منه واخرج ايضا وابن عساكر عن سالم بن ابي الجعد قلت لمحمد بن الحنفية هل كان ابو بكر اول القوم اسلاما قال لا قلت فهما علا ابو بكر وسبق حتى لا يذكر احد غير ابي بكر قال لا انه كان افضلهم اسلاما حين سلم حتى لحق بربه واخرج الدارقطني عن سالم بن ابي حفصة وهو شيعي لكنه ثقة قال سألت ابا جعفر محمد بن علي وجعفر بن محمد عن الشيخين فقال يا سالم تولهما وابرء من عدوهما فانهما كانا امامي هدى واخرج عنه ايضا قال دخلت على ابي جعفر وفي رواية على جعفر بن محمد فقال واراه قال ذلك من اجلي اللهم اني تولهما ابا بكر وعمر واحبهما اللهم ان كان في نفسي غير هذا فلا نالتني شفاعة محمد صلعم يوم القيمة واخرج عنه ايضا قال جعفر يا سالم ايسب الرجل جده ابو بكر جدي لا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم ان لم اكن اتولهما وابرء من عدوهما واخرج عن جعفر ايضا انه قيل ان فلانا يزعم انك تبراء من ابي بكر وعمر فقال برئ الله من فلان اني لارجو ان ينفعني الله بقرابتي من ابي بكر ولقد مرضت فاوصيت الى خالي عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابي بكر رضي الله عنهم و اخرج هو ايضا والحافظ عمر بن شبة عن كثير قلت لابي جعفر محمد بن علي اخبرني اظلمكم ابو بكر وعمر من حقكم شيئا قال لا ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ما ظلمانا من حقنا مثقال حبة خردل قال قلت فاتولاهما جعلني الله فداك قال نعم يا كثير تولهما في الدنيا والآخرة قال وجعل يصبك عنق نفسه ويقول ما اصابك فبعنقي هذا ثم قال برئ الله ورسوله من المغيرة بن سعيد وبيان فانهما كذبا علينا اهل البيت واخرج ايضا عن

لکھے تو خدا اوسکی بات کو دنیا و آخرت میں سچی نکرے اور روایت کو ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ میں نقل کیا ہے اور مسمیں اسقدر اور بڑھا دیا ہے بس آپ اور وے
روبقبلہ ہوکر فرمانے لگے ہاں صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق آخر تک اور نیز جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس امر میں شفاعت علی کی امید ہے عت
بھی میں امیدوار ہوں مثل علی کے اور مجھکو دو منزلہ اونٹنی تولد حال ہی اور نیز زید شہید بن علی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اوس شخص سے کہ جو شیخین سے بیزار رہتا جانتا چاہئے کہ
بیزار ہے شیخین سے بیزاری ہی علی سے پس آگے پڑھا ابتدا میں پانچ ہٹ اور یہ زید بہت بڑے امام تھے ماہ صفر ۱۲۱ھ میں شہید ہوئے اور جبکہ اونکو برہنہ کرکے سولی پر چڑھایا تو
مکڑی نے آکر آپکی شرمگاہ پر جالا تندیا یہانتک کہ لوگونکی نظروں سے چھپا دیا اس لئے کہ وہ مدت دراز تک سولی پر رہے ہیں اور انہوں نے خروج کیا تھا اور کوفہ کی بہتسی مخلوق انکے
بیعت ہوگئی تھی اور بہت سے لوگ انکے پاس حاضر ہوکر کہا کہ آپ شیخین سے بیزار کریں تو ہم آپ سے بیعت ہوتے ہیں جب آپنے بیزار سی انکار کیا تو شیعوں نے کہا کہ آپکو چھوڑتے ہیں پس
آپنے فرمایا کہ جاؤ تم سب رافضی ہو پس اوس روز سے اون شیعونکا نام رافضی ہوگیا اور آپکی جماعت کا نام زیدیہ رکھا گیا اور حافظ عبد بن شیبہ نے روایت کی ہے کہ اس صدام
جلیل القدر سے کہا گیا کہ ابو بکر نے فاطمہ سے فدک کو غصب کر لیا پس یہ جواب دیا کہ ابو بکر رحمدل تھے اور مکروہ جانتے تھے رسول اللہ صلعم کی ترکہ میں تغیر کرنیکو پس فاطمہ رضی اللہ
عنہا نے آکر اون سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجکو دیا تھا اب کہا کہ آپکے پاس گواہ ہیں پھر فاطمہ کے دعوے پر گواہی دی علی و ام ایمن نے پس ابو بکر نے فاطمہ سے کہا کہ
صرف ایکمرد اور ایکعورت کی شہادت پر تم فدک کو لینا چاہتی ہو پھر اسمقام پر زید نے فرمایا کہ بخدا اگر فدک کا مقدمہ اگر میرے پاس دایر ہوتا تو میں ابو بکر کا برخلاف فیصلہ کرتا
اور نیز اون سے روایت کی ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ خارجیوں نے ایک چال چلی ہے پس ما سوائے شیخین سے بیزار ہوگئے مگر اونکو شیخین کے باب میں لب ہلانیکا موقع حل سکا اور نہ ایک
راہ اختیار کی پس کوئی دیکھے تم اوس سے اوپر کو کہ تم شیخین سے بیزار ہوگئے پس اب کوئی بھی تمھاری بیزاری سے نہ چھوٹا اور نیز دار قطنی و ابن عساکر نے سالم بن ابی الجعد سے
روایت کی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ سے پوچھا کہ ایا ابو بکر اسلام میں سب سے پہلے تھے کہا نہیں بیشک پھر سوچہ سے وہ بلند و ساتر ہوگئے یہانتک کہ غیر ابو بکر کا مذکور
نہیں ہوتا کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ ابو بکر کا اسلام سب سے افضل تھا جبکہ وہ اسلام لائے یہانتک اپنے رب سے جا ملے اور دار قطنی نے سالم بن ابی حفصہ سے
روایت کی ہے اور سالم شیعی تھا پر ثقہ تھا ایک روایت میں کہا سالم نے کہ میں نے جعفر کے باپ محمد علی و جعفر بن محمد سے شیخین کا تذکرہ کیا تو دونوں نے فرمایا کہ
سالم تو اون دونونکو دوست رکھہ اور اونکے دشمن سے بیزار ہی کر اسلئے کہ شیخین پیشوا ہدایت کے دو امام تھے اور نیز سالم سے روایت کی ہے کہا اوسنے کہ میں ابو جعفر کے پاس
گیا اور ایک روایت میں جعفر بن محمد کے پاس پس کہا انہوں نے اور میرے گمان میں مجھے کو سنا کر کہا تھا اے خدا میں دوست رکھتا ہوں ابو بکر اور عمر کو اور محبوب جانتا
ہوں اونکو اے خدا اگر میرے دل میں اس کا غیر ہو تو مجکو قیامت کے دن محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اور نیز سالم سے روایت کی کہ کہا مجھسے جعفر صادق نے
اے سالم اپنا کوئی شخص بنانے اور دادا کو گالی دیتا ہے ابو بکر میرے دادا ہوتے ہیں مجکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اون دونوں کو دوست نہ رکھوں اور اونکے
دشمن سے بیزار نہ رہوں اور نیز دار قطنی و خطابی عمر شبہ کثیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے کہا کہ مجکو خبر دو کیا ابو بکر و عمر نے اہل بیت کے
حق میں کچھ ظلم کیا تھا پس جواب دیا کہ اپنی بندہ پر قرآن اوتارنیوالے کی قسم ہے تاکہ وہ بندہ سارے جہان کو غذا جانے اسے ڈرا دے کہ اون دونوں نے
ہمارے حق میں رائی کے دانہ برابر بھی ظلم نہیں کیا کہا کہ پھر میں نے پوچھا کیا اب میں اونکو دوست رکھوں مجکو خدا آپ پر قربان کرے کہا ہاں اے کثیر تو اونکو دوست رکھ دنیا اور اہل
کہا اور اپنی گردنکو پیٹ کر فرماتے تھے کہ جو کچھ اس باب میں تجھسے مواخذہ ہوگیا اس گردن پر اوسکا ذمہ ہے پھر فرمایا کہ خدا اور رسول اسے بیزار ہیں اور اللہ دونوں نے ہم اہلبیت پر جھوٹ

لسام الصيرفي قلت لابي جعفر ما تقول في ابي بكر وعمر فقال والله اني لاتولهما واستغفر لهما وما ادركت احدا من اهل بيتي الا وهو يتولهما واخرج ايضا عن الشعبي رضي الله عنه عن جعفر بن ابيطالب قال ولينا ابو بكر خير اخليفة وارحمه لنا واحناه علينا وفي رواية فما ولينا احد من الناس مثله وفي اخرى ما رأينا قط كان خيرا منه واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له ان فلانا احد ثنى ان عليا بن الحسين قال ان هذه الآية ونزعنا ما في صدورهم من غل نزلت في ابي بكر وعمر وعلي قال والله انهما فيهم انزلت فمن من انزلت الا فيهم قيل فاي غل هو قال غل الجاهلية ان بني تيم وعدي وبني هاشم كان بينهم شيئ في الجاهلية فلما اسلم هؤلاء القوم تحابوا فاخذ ابا بكر الحاضرة فجعل على ان يسخن يده ويكمد بها حاضرة ابي بكر فنزلت هذه الآية فيهم وفي رواية له عنه ايضا قلت لابي جعفر وسالته عن ابي بكر وعمر فقال من شك فيهما فقد شك في السنة تم ذكر ان كان بين تلك القبائل شحناء فلما اسلموا تحابوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتى ان ابا بكر لما اشتكى حاضرة سخن على يده وضمده بها فنزلت فيهم الآية واخرج ايضا عن علي ان هذه الآية نزلت في هذه البطون الثلثة تيم وعدي وبني هاشم وقال منهم انا وابو بكر وعمر واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له هل كان احد من اهل البيت يسب ابا بكر وعمر قال معاذ الله بل يتولونهما ويستغفرون لهما ويترحمون عليهما واخرج عن ابي جعفر ايضا عن ابيه علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر ثم عثمان الا تحبون انتم المهاجرون الاولون الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون قالوا لا قال فانتم الذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم من هاجر اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون قالوا لا قال لما انتم فقد برئتم ان تكونوا في احد هذين الفريقين وانا اشهد انكم لستم من الذين قال الله عز وجل فيهم والذين جاؤا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف رحيم واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق سمعت ابراهيم بن الحسن بن الحسن اخا عبد الله بن الحسن يقول والله قد مرقت علينا الرافضة كما مرقت الحرورية على علي رضي الله عنه واخرج عنه ايضا سمعت حسن بن حسن يقول لرجل من الرافضة والله لان امكننا الله منكم لنقطعن ايديكم وارجلكم من خلاف ولا نقبل منكم توبة واخرج ايضا عن محمد بن حاطب قال ذكر عثمان عند الحسن والحسين رضي الله عنهم فقالا هذا امير المومنين اي علي ايتكم الان يخبركم عنه اذ جاء علي قال الراوي ما اراه سمعهم يذكرون عثمان او سالوه عنه فقال عثمان من الذين اتقوا وامنوا ثم من الذين اتقوا واحسنوا والله يحب المحسنين واخرج عنه ايضا من طرق قال دخلت على علي فقلت يا امير المومنين اني اردت الحجاز وان الناس يسئلوني

اور نیز بسام صیرفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو جعفر سے کہا کہ ابو بکر و عمر کے باپ میں تم کیا کہتے ہو کہا بخدا میں ان دونوں کو
دوست رکھتا ہوں اور ان کے لئے طلب مغفرت کرتا ہوں اور جنکو اہلبیت میں سے پایا انکو دوست ہی رکھتے ہوئے پایا اور نیز امام صادق
سے اونہوں نے جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ کہا اونہوں نے کہ حاکم ہوئے پھر ابو بکر بہتر خلق خدا کے اور سب سے زیادہ اور مہربان
دنیا وہ تمام لوگوں سے پھر اور ایک روایت میں ہے پس اونکے مثل لوگوں میں سے کوئی پھر حاکم نہیں ہوا اور ایک روایت میں ہی پس ہمنے کبھی اون ہی کہیکو
نہیں پایا اور نیز جعفر کے باپ محمد فرسے روایت کی ہی کہ اون ہی کہا گیا کہ فلاں شخص نے تمہی بیان کیا کہ علی بن الحسین نے کہا ہی کہ آیت (ووجدک عائلا فاغنی) اور یا ایہا الذین آمنوا
ابو بکر و عمر و علی کے باب میں نازل ہوئی ہی کیا اونہوں نے خدا کی یہ آیت انہیں کے باب میں نازل ہوئی ہی اونکے باب میں نہیں تو پھر کسکے باب میں پھر پوچھا گیا کہ آیت مذکورہ میں فضل ہی
کیا مراد ہی کہا فضل سے مراد جاہلیت ہی بیان اسکا یہ ہی کہ نبی تیم و عدی و بنی ہاشم میں ایام جاہلیت میں کچھ رنجش تھی پھر جبکہ یہ جماعتیں مسلمان ہوگئی تو باہم دوست ہوگئی پس اللہ نے
ابو بکر کو جو پہلو میں درد پیدا ہوا تو علی نے اپنا ہاتھ گرم کر کے ابو بکر کے پہلو کو سینکنے تھے پس یہ آیت اونکے باب میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہی کہ میں نے جعفر کے باپ
ابو بکر و عمر کا حال دریافت کیا پس فرمایا کہ جس نے شک کیا ان دونوں میں تو اوس نے سنت میں شک کیا اسکے بعد فرمایا کہ فضل مذکورہ میں بغض و عداوت تھی جب مسلمان
ہوگئی آپس میں دوست بن گئے اور خدا نے اونکی دلوں میں سے اوس عداوت کو نکالدیا یہانتک کہ ایکبار ابو بکر کے پہلو میں درد پیدا ہوگیا تھا تو علی نے اپنا ہاتھ گرم کر کے اونکے پہلو کو
سینکا پس یہ آیت اونکے باب میں نازل ہوئی اور نیز دار قطنی نے علی سے روایت کی ہی کہ اس آیت کا نزول تین قبیلوں یعنی تیم و عدی و بنی ہاشم کے باب میں ہوا ہی اور ابو جعفر محمد
کا ہمنے قائل ہیں سے ہیں اور ابو بکر و عمر ہیں اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہی کہ اون سے پوچھا گیا کہ آیا اہلبیت میں سے کوئی ابو بکر و عمر کو برا کہتا تھا فرمایا کہ
خدا کی پناہ بلکہ اہلبیت اونکو دوست رکھتے ہیں اور اونکی حسنین دعائے مغفرت کرتے تھے اور اونہیں سے کوئی انکو برا نہیں کہتا تھا اور نیز ابو جعفر سے روایت کی ہی اور اونہوں نے اپنے
باپ علی بن حسین سے کہ فرمایا اونہوں نے چند لوگوں سے کہ ابو بکر و عمر کے باب میں کلام کر رہے تھے پھر عثمان پر بھی کچھ جرح کرنے لگے تم جسے تب تو کیا تمہیں معلوم نہیں
اولیں ہو جو کہ اپنے وطنوں و اموال سے نکالے گئے اور وہ خدا کے فضل و خوشنودی کے طالب تھے اور خدا و رسول کی مدد کرتے تھے وہی سچے لوگ تھے کہا لوگوں نے کہ ہمیں
پھر پوچھا کہ کیا پھر تم انصار ہو کہ جنہوں نے مہاجرین کو آنے سے قبل دار الہجرت و ایمان کو دوست کر رکھا تھا اور جو اونکے پاس ہجرت کر کے آتا اوسکو محبوب سمجھتے
تھے اور اپنے اموال میں اپنے دلوں کی خواہش نہیں پاتے تھے اور دوسروں کو اپنے حقوق پر ترجیح دیتے تھے اگرچہ وہ خود ہی حاجتمند ہوتے اور جو لوگ حرص نفسانی سے
محفوظ ہوں وہی مراد کو پہنچے ہیں کہا اون لوگوں کو کہ نہیں پھر فرمایا کہ ان دونوں ہماقوں سے تو تم علیحدہ ہوگئے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ اوس
گروہ سے بھی نہیں ہو جنکی حق میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ (اور جو لوگ کہ اونکے بعد آئے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ایمان میں
ہم پر سابق ہو چکے ہیں اور ہمارے دلوں کو مومنوں کی عداوت سے پاک رکھ اے ہمارے پروردگار تو ہی مہربان رحم کرنیوالا ہے) اور نیز فضیل بن مرزوق سے
روایت کی ہی کہ سنا میں ابراہیم بن حسن بن حسن سے کہ جو عبد اللہ بن حسن کے بھائی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ لعنت کردیا ہمکو رافضیوں نے جیسا کہ لعنت کردیا علی نے
قوم حروریہ کو اور نیز فضیل سے روایت کی ہی کہ میں نے حسن بن حسن کو کہتے ہوئے سنا ہی ایک رافضی سے کہ بخدا اگر ہمکو خدا نے تمپر قابو دیا تو ہم تمہارے ہاتھ پاؤں
قطع جانب کے کاٹ ڈالینگے اور تمہاری توبہ قبول نہ کرینگے اور نیز محمد بن عاصم سے روایت کی ہی کہا اونہوں نے کہ حسنین کے سامنے عثمان غنی کا ذکر ہوا
رافضی ہو خدا اون پر پس حسنین نے کہا کہ یہ امیر المومنین یعنی تمہارے باپ علی اسوقت تمہارے کا حال بیان فرمائینگے اس کہنے کے ساتھ ہی علی آگئے
راوی نے کہا ہی کہ بے علم نہیں ہی یا حضرت علی نے عثمان کا ذکر کرتے ہوئے خود سن لیا یا حسنین نے اون سے دریافت کیا پس فرمایا کہ عثمان اونمیں سے

انما تقول في قتل عثمان وكان متكئا فجلس وقال يا ابن اخي والله اني لارجو ان اكون انا وهو كما قال الله تعالى ونزعنا ما في صدورهم من غل الآية واخرج ايضا عن ضمرة بن ابي الجعد قال كنت جالسا عند محمد بن الحنفية فذكروا عثمان فترحما عليه ومحمد وقال كفوا عنه فقد رايت يوما الخير فينا منه اكثر مما كان قبل فقال الم انهكم عن هذا الرجل قال وابن عباس جالس عنده فقال يا ابن عباس تذكر عشية الجمل وانا عن يمين علي وفي الراية وانت عن يساره اذ سمع هذه في المربد فارسل رسولا فجاء الرسول فقال هذه عائشة تلعن قتلة عثمان فرفع علي يديه حتى بلغ بهما وجهه مرتين او ثلاثا وقال وانا العن قتلة عثمان لعنهم الله في السهل والجبل قال فصدقه ابن عباس ثم اقبل علينا فقال فيّ وفي هذا كلكم شاهد اعدل واخرج ايضا عن الحسين بن محمد بن الحنفية انه قال يا اهل الكوفة اتقوا الله عز وجل ولا تقولوا لابي بكر وعمر ما ليس له باهل ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار ثاني اثنين واما عمر اعز الله به الدين واخرج ايضا عن جذب الاسدي ان محمد بن عبد الله بن الحسن اتاه قوم من اهل الكوفة والجزيرة قالوا له فالتفت الى فقال انظر الى اهل بلادك يسئلون عن ابي بكر وعمر لهما عندي افضل من علي واخرج ايضا عن عبد الله الحسن انه قال والله لا يقبل الله عز وجل توبة عبد تبرأ من ابي بكر وعمر وانما ليعرضان على قلبي وادعوا الله عز وجل لهما اتقرب به الى الله عز وجل واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق انه قال قلت لعمر بن علي بن الحسين رضي الله عنهم افيكم امام تفترض طاعته تعرفون ذلك له من لم يعرف ذلك فمات ميتة جاهلية فقال لا والله ما ذاك فينا مر قال هذا فهو كاذب فقلت انهم يقولون ان هذه المنزلة كانت لعلي ان رسول الله صلعم اوصى اليه ثم كانت للحسن ان عليا اوصى اليه ثم كانت للحسين بن علي ان الحسن اوصى اليه ثم كانت لعلي بن الحسين ان الحسين اوصى اليه ثم كانت لمحمد بن علي الباقر لخبر عمر المذكور ان علي بن الحسين اوصى اليه فقال عمر بن علي بن الحسين فوالله ما اوصى الي بحرفين اثنين فقاتلهم الله لوان رجلا وقى ماله وولده وما يترك بعده ويلهم ما هذا من الدين والله ما هؤلاء الا منافقين واخرج ايضا عنه انه سئل عنهما فقال ابرء ممن ذكرهما الا بخير فقيل له لعلك تقول ذلك تقية فقال انا اذا من المشركين ولا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم واخرج عنه ايضا انه قال ان الخبثاء من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والدا ابي لان امه ام فروة بنت القاسم الفقيه بن محمد بن ابي بكر وامها اسماء بنت عبد الرحمن بن ابي بكر ومن ثم سبق قوله ولدني ابو بكر مرتين واخرج ايضا عنه لابي جعفر الباقر قال من لم يعرف فضل ابي بكر وعمر فقد جهل السنة قال بعض ائمة اهل البيت صدق والله انما فشا من الشيعة والرافضة وغيرهما فشا من البدع والجهالات من جهلهم بالسنة وفي الطبريات بسنده الى جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رجل لعلي بن

ہین جو خوف خدا کرکے ایمان لائی پھر تقوی کرکے احسان کے درجہ کو پایا اور خدا احسان کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی اور نیز محمد بن حاطب سے چند طرق کی ساتھ
روایت کی ہی کہ مین حضرت علیؑ کی پاس گیا مین نے نجاشی کا ارادہ کرلیا ہی اور لوگ مجھسے عثمان کا واقعہ دریافت کرینگے پس آپکا کونسا
اسباب مین کیا ہی حضرت علی نے کہا کہ کیا تجھکو کافی نہین ہی سنکر میں گیا اور فرمایا ای ابن حاطب بخدا مین امیدوار ہون اسکا کہ مین اور عثمان دونون ایسی ہونگے
جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی (اور ہمنے دور کردیا جو کچھ انکی دلون مین کینہ تہا) اور نیز سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہی کہا اوس نے کہ محمد بن الحنفیہ کی پاس بیٹہا تہا
پس لوگون نے عثمان غنی کا تذکرہ شروع کردیا پس محمد نے تمکو منع کیا اور فرمایا کہ عثمان کی باب مین لب نہ ہلاؤ پہر ہم اکیروز علی الصباح اونکی پاس گئے تو پہلی مرتبہ سے زیادہ
ہمنے اونکو منع کرتے پایا اور فرمایا کہ کیا مین تمکو اونکی باب مین گفتگو کرنے سے منع نہین کرچکا کہا اور ابن عباس اونکی پاس بیٹہے تہے پہر اون سے پوچہا کہ ای ابن عباس تمکو جنگ جمل
کی خانم کا معلوم ہوا ہی اور مین اوسوقت حضرت علیؑ کی دہنے بازو کی طرف تہا اور میری ہی ہاتہہ مین جہنڈا تہا اور تمہارے اونکی بائین طرف تہی کہ یکایک میدان سے کچھ شور بلند ہوا
پس ایک شخص کو بہیجکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ قاتلین عثمان پر لعنت کررہے ہین پس علیؑ نے اپنے دونون ہاتہہ اوٹہائے یہانتک کہ اونکو چہرہ تک
پہونچایا دو مرتبہ یا تین مرتبہ اور کہا کہ مین بہی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہون خدا اون پر لعنت کرے میدان مین ہون یا ہاڑ پر کہا کہ اس حکایت کی ابن عباس
نے تصدیق کی پہر ہماری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ہم دونون تمہارے لیے دو سچے گواہ ہین اور نیز حسین بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہی کہ کہا اونہون نے ای اہل کوفہ خدا تمکو
سے ڈرو اور ابوبکر و عمر کی باب مین نازیبا بات مت کہو ابوبکر صدیق غار مین رسول اللہ صلعم کی ساتہہ دو مین کے دوسرے تہے اور عمر سے خدا نے دین کو عزت بخشی اور نیز
جندب اسدی سے روایت کی ہی کہ محمد بن عبداللہ بن حسن کی پاس کوفہ جزیرہ کی کچھ لوگ آئے اور شیخین کا حال پوچہنے لگے پس میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا دیکہو میرے
ہم وطنون کو بہیجو ابوبکر و عمر کا حال پوچہتے ہین میرے نزدیک وہ دونون یقیناً علیؑ سے افضل ہین اور نیز عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہی کہا اونہون نے کہ خدا کے تعالے
اوس شخص کی توبہ نہ قبول کرے جو ابوبکر و عمر سے بیزار ہو اور بیشک وہ دونون میرے دو لبمن جگہہ رکہتے ہین اور مین اونکی بہی خدائی پاک کی حضور مین دعائے خیر کرتا ہون
اور اوسکو موجب قرب الہی سمجہتا ہون اور نیز فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہی کہ مین نے عمر بن علی بن حسینؑ سے کہا یا آپکی پھر نہ مین کوئی شخص امام ہی کہ جسکی طاعت
اہل اسلام پر فرض ہو وہی آپ اوسکو مستحق امامت سمجہتے ہین اور جو اوسکو مستحق امامت نہ جانے تو اوسکی موت موت جاہلیت ہوگی کہا بخدا ہم مین کوئی ایسا نہین ہی
جو ایسا کہے جو ایسا ہی ہمارے مین اونہون نے کہا لوگ کہتے ہین کہ یہ سر تیر علیؑ کا تہا اسلئے کہ حضرت صلعم نے اونکو وصی بنایا تہا پہر امام حسن کو یہ مرتبہ ہوا اسلئے کہ اونکو علیؑ نے وصی بنایا پہر حسین
بن علی کا ہوا اسلئے کہ امام حسن نے اونکو وصی بنایا پہر علی بن حسین کا ہوا اسلئے کہ امام حسین نے اونکو وصی بنایا پہر محمد باقر بن علی کا ہوا جو عمر مذکور کے بہائی تہے اسلئے
کہ علی بن حسین نے اونکو وصی بنایا پس عمر بن علی بن حسین نے فرمایا کہ بخدا میرے باپنے دو عرف کی بہی وصیت نہین کی خدا رافضیون کو ہلاک کرے وہ تو مرد کمال و
اولاد و زر کثیر مین ہوا کرتی ہی خرابی ہو انکی اسکو دین سے کیا علاقہ بخدا یہ رافضی تو ہمارے حق مین ناسور ہوگئے ہین اور نیز انہین سے روایت کی ہی کہ ان سے شیخین کا حال
پوچہا گیا پس فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس سے جو انکا ذکر خیر کے ساتہہ نہ کرے پہر کہا گیا کہ شاید یہ قول تقیہ کے طور پر ہوگا تو فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو مین منکر ہون
اور مجھکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہو اور نیز انہین سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونہون نے کہ عراق کی بدبخت لوگ کہتے ہین کہ ہم اہلبیت شیخین کی ابانت کرتے ہین
حالانکہ وہ دونون میرے اجداد سے ہین یعنی مان انکی اُم فروہ بنت قاسم فقیہ بن محمد بن ابوبکر ہی اور انکی نانی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر ہین اور اسی سبب سے
انکا کلام گذر چکا ہی کہ مین دو بار ابوبکر سے تولد ہوا ہون اور نیز محمد باقر سے روایت کی ہی کہ اونکا قول ہی کہ جس نے ابوبکر و عمر کا تفضل نہ پہچانا تو سنت سے
جاہل رہا اس کلام شریف کی نسبت بعض ائمہ اہلبیت نے کہا ہی کہ واللہ صحیح فرمایا ہی اسلئے کہ شیعہ و روافض وغیرہ سے جسقدر یہ حسین اور جہالت کی باتین

ابي طالب نسمعك تقول في الخطبة اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين فنهم فاعزوزقت
عيناه فقال هم حبيباي ابوبكر وعمر اماما الهدى وشيخا الاسلام ورجلا قريش المقتدى بهما بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن تبع اثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك
بهما فهو من حزب الله انتهى فهذه اقاويل المعتبرين من اهل البيت رواها عنهم الائمة الحفاظ عليهم الرضوان في
معرفة الاحاديث والاثار وتمييز صحيحها من سقيمها باسانيدهم المتصلة كذا في الصواعق ولم ينقلها المولف
مع دعوته الاحياء علوم اهل البيت لما مر فتذكر قال محشي الغيرة بحق الحق على ان عمدت وعلى فضل الله
اعتمدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى والذرية العلية رضي الله عنهم في تسعة عشر كتابا لتكون لما
بلغني من علومهم نصابا الكتب الاول كتب فقه الايمان المسمى كتب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر
الكتب الثاني كتب العلم المترجم بكتب اصول رواية العلم عن اهل البيت مدينة العلم - الكتب الثالث
كتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية - الكتب الرابع كتب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل
الكتب الخامس كتب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام - الكتب السادس كتب قراءات
القران عن اهل بيت الذكر والاتقان الكتب السابع كتب علوم القران عن اهل بيت النبوة والعرفان - الكتب
الثامن كتب انباء العالم عن ال النبي المكرم صلى الله تعالى عليه واله وسلم الكتب التاسع كتب الحكمة و
الموعظة عن اهل البيت الفطنة والمعرفة - الكتب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المودب عليه
وعليهم صلوة الرب الكتب الحادي عشر كتب الطب عن اهل البيت الحسب صلى الله عليه واله وسلم لما يرضى
ويحب الكتب الثاني عشر كتب الادعية والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصحيفة الفاضلة
الكتب الثالث عشر كتب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتب الرابع عشر كتب ايت النبوة
عن رايات الفتوة الكتب الخامس عشر كتب جوامع الاخبار والاثار عن اهل البيت الاخيار الكتب السادس عشر
كتب الصحف المطهرة لعلومة للموقرة العلوية الكتب السابع عشر كتب اصول العربية المحصول من الحضرة
العلوية اذكر فيه الاصول النحوية والقواعد الصرفيه والمداخل الاشتقاقية واتخلص الى نوادر اللغات
العربية والعجمية المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرايف المعنوية
والاشارات الاهلبيه الماثورة عن اهل بيت النبوة الكتب الثامن عشر كتب الكتب والخطب عن اهل
بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل
بيت الكمال هذا مع ان قلت بضاعتي ربما كانت تزهى ان ذلك لوقتي من اضاعني حتى منح بعد
استخارة الله واشتشارة اهل الله صاممت به في الامر تصميما مستعينا بالله ولي الهداية انتهى

عالم مین فاش ہوئی مین بسبب کے بجانے سنی ہوئی اور ریلوایات مین بسند دارقطنی جعفر بن محمد کی روایت اپنے باپ سے ہے کہا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ ہم آپ سے خلیفہ مین یہ دعا سنتے ہین کہ الٰہی خدا ہمکو درست بنا اون افعال کی ساتھ کہ تین ہی توسے خلفائے راشدین مہدیین کو درست بنایا (پس یہ خلفا کون لوگ ہین) یہ سنکر حضرت علی کی آنکھین آنسو بہرائی اور فرمایا کہ یہ خلفا میرے دو حبیب ابوبکر و عمر ہین کہ ہدایت کے دو امام اور اسلام کے دو بزرگ اور قریش کے دو مرد تھے جنکی اقتدا کیگئی رسول اللہ صلعم کے بعد جسنے کہ اونکی اتباع کی محفوظ رہا اور جو اونکے نقش قدم پر چلا ہدایت کیگیا سیدھے راستہ کی طرف اور جس نے اون سے تمسک کیا وہ خدا کے گروہ مین داخل ہوگیا انتہی پس یہ احادیث اقوال اہلبیت کے معتبر تخاص ہی مروی ہین بروایت ایسے حفاظ حدیث کے کہ معرفت حدیث کا جنکو قول پردازمدار ہے اور حدیث صحیح و غیر صحیح مین امتیاز اونکی اسانید متصلہ پر موقوف ہے جیسا صواعق محرقہ مین علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہی مولف ان حدیثونکو نقل نکیا یا انکہ علوم اہلبیت کے زندہ کرنیکا مدعی ہی اور یہ وجہ ہی جو مجبور اوپر بیان کردی تو یاد کر لیجی کہا مصنف نے پس مجھکو امر حق کی غیرت نے اسپر ارادہ کردیا کہ مین نے قصد کیا اور خدا کے تفضل پر اعتماد کیا اس امر متین کہ مرتب علی اور ذریتہ علیہ رضی اللہ عنہم کی علوم کو اونکے کتابون مین جمع کرون کہ وہ کتابین میرے تمام معلومات کا جو علوم اہلبیت کے متعلق ہین حاصل مین نصاب ہوجاوین پہلی کتاب فقہ الایمان ہی جسکا نام ہی فقہ اکبر از اہلبیت اظہر دوسری کتاب کتاب العلم ہی جسکا نام ہی کتاب اصول روایت علم از اہلبیت تیسری کتاب اصول درایت از اہل بیت ہدایت (چوتھی) کتاب اصول مسائل از اہلبیت فضائل (پانچوین) کتاب فقہ الاسلام از اہلبیت نبوت اعلام (چھٹی) کتاب قرأت قرآن از اہلبیت ذکر والفان (ساتوین) کتاب علوم قرآن از اہلبیت نبوت وعرفان (آٹھوین) کتاب اخبار عالم رزال نبی اکرم صلعم (نوین) کتاب حکمت و موعظت از اہلبیت فطنت و معرفت (دسوین) کتاب ادب از اہلبیت نبی مودب بروی و بر ایشان باد صلوات رب (گیارہوین) کتاب طب از اہلبیت جب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برمی و یجب (بارہوین) کتاب ادعیہ واذکار اہلبیت اطہار جسکا لقب صحیفہ فاضلہ ہی (تیرہوین) کتاب فہم احسان از اہلبیت حکمت و عرفان (چودہوین) کتاب آیات نبوت از روایات فوت (پندرہوین) کتاب جوامع اخبار و آثار از اہلبیت اخیار (سولہوین) کتاب صحف طہرہ علویہ برائے بارگاہ باوقار علویہ (سترہوین) کتاب اصول عربیت محصول از درگاہ علویت جسمین اصول نحوی و قواعد صرفی و مآخذ استقاقی کو مین ذکر کرونگا و لغات عربی و عجمی کے نادرات کو جو اہلبیت نبوت سے مروی ہین اور فن بدیع و بیان کے لطائف و معنوی ظرائف و اہلبی اشعار کو جو اہلبیت نبوت سے منقول ہین محض کردونگا (اٹھارہوین) کتاب کتب و خطب از اہلبیت علو رتب جسکا لقب منہاج البلاغہ ہے (انیسوین) کتاب معرفت رجال روایت کنندگان از اہلبیت کمال) یہ قصد تو ہوا مگر میری بے بضاعتی بسا اوقات وہم دلاتی ہی کہ اس کام مین میری بضع اوقات ہوگی بالآخر استخارہ اور اہل احمد کے اشارہ سے جس کام کا مین نے پختہ عزم کرلیا ہے مجھپر ظاہر ہوگیا در انحالیکہ مین طالب مدد تھا خدا سے کہ ہدایت کا مالک ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے یہ تمام مصنف کی تقریر باطل ہے نہ اسکا کچھ حاصل ہے اور اسکے سننے مین کچھ فائدہ ہے لیکن بطلان اور سکے اس کلام کا کہ (فحشی الغبر) بحق الحق علی ان عمدت علی فضل اللہ لعتمدت الی ان ادون علوم المولی المرتضی و الذریہ العلیۃ فی تسعۃ عشر کتابا تکون لما یبلغنی من علومہم نصابا انتہی پس اسوجہ سے ہے کہ ابتک مصنف نے مولی علی و ذریت علیہ کے علوم کو ایک پوری کتاب مین بھی تصنیف نہین کیا چہ جائیکہ ۱۹ کتابین تصنیف کی ہون اور اونکو علوم مذکورہ کا نصاب بنایا ہو اور جسقدر تصنیف کیا ہے وہ صرف کتاب نقہا کبر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ اس کتاب کے آخر مین لکھا ہے کہ (کتاب فقہ اکبر کا پہلا حصہ یہ

القول ومن الله التوفيق هذا الكلام باطل فليس له حاصل ولا تحته طائل اما بطلان قوله فحتى الغيرة بحق الحق على ان عدت وعلى فضل الله اعتمدت الى ان ادون العلوم للمولى المرتضى والذريعة العلية في تسعة عشر كتابا تكون لما بلغني من علومهم نصابا انتهى فلانه ما دون علوم المولى المرتضى والذريعة العلية الى الان في كتب تام فضلا ان دونها في تسعة عشر كتابا واسماها لها نصابا وما دونه انما هو جزء من هذه الكتب كما قال في اخره كمل الجزء الاول من كتب الفقه الاكبر ويتلوه الجزء الثاني من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى ولو دونها كما ذكر فهذا او فيما غيره من مواضع اخر لطبعها في الزبر قبل ان يناله الكبر ويرد الى ارذل العمر ففعله في هذا الباب بعد قوله وعجزه عن الاتيان بواحد منها يوهن ما ادعى به طوله مع انه جاوز ثمانين سنة واخذه الغفلة من الكبر والسنه فان ليرهب بما وعده الى هذا الزمان فحتى يأتي بما يهواه وادعه بالتشهير والاعلان فحق عليه الوعيد بهذا الخطاب المجيد يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون فعليه ان يتوب الى ذي العزة والجبروت من هذه الدعاوي التي فاتت منه او تفوت قبل ان يهرم او يموت واما الاسماء التي اخترعها للكتب من نفسه فليس لها من سلطان ولا على مصاديقها ومسمياتها من برهان وانما هي دسيسة عظيمة منه رام بها شهرة في الامصار بكونه جامعا لفضائل العلوم والآثار ليقتنص بها المجد والفخار والجاه والاعتبار ويجلب القطار من ايدي الامراء والاخيار ومع هذا يرجو عليها الثواب من الكريم الوهاب حيث قال في صفحه (١٦) وارجو من فضل ربي ذي المن ان يمن علي لحوج خليقيه الى رحمته وارفته بحسن اتمامها وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقبوفات كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات صاحبه انتهى وما درى انه سيسئل في القبر والمحشر بين يدي خالق القوى والقدر عما ادعه في هذه الاوراق من العقايد الفاسدة المشهورة في الآفاق بالبطلان والاختلاق وبانها منسوبة الى اهل النفاق والشقاق غير معزية الى ارباب المعارف والاذواق واصحاب الفضائل ومكارم الاخلاق فلما عزاها الى الائمة المذاق ليس له عليها في الآخرة من خلاق وان وصلت سهامه ادعيته الى السبع الطباق وقد قال الله تعالى ليس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يرى والى الله المشتكى واليه المآل والرجعى وما سمع انه قدير طوى لمن مات فمات ذنوبه معه ولم يوخذ بها بعد وقال بعض العلماء لا تذنب فان كان لا بد فلا تحمل غيرك على الذنب فتكتسب ذنبين وقد يعيش العبد اربعين سنة ثم يموت فتبقى ذنوبه بعد مائة سنة يعاقب عليها في قبره اذ كان قد سن سنة سيئة واتبع عليها الى ان تندرس او يموت من كان يعمل بها ثم تسقط عنه ويستريح منها واما عد هذه الاسماء المخترعة فهو ايضا غير مضبوط بعد فقد علم من التقريظ

ہوگیا اور اسکے بعد دوسری حصہ کا آغاز ایمان بانبیاء و رسل سے ہوگا اور اگر اون اوس کتابون کو تصنیف کرچکا ہوتا جیسا کہ مصنف اس کتاب مین اور اشتہار وغیرہ دوسرے مواقع مین اوسکو ذکر کیا ہی تو ضرور اونکو طبع کرا دیتا قبل اسکے کہ پڑھا پاآئے اور ازدل عمر کی طرف مصنف کو در کیا جائے پس اس بارہ مین مصنف کا فعل اوسکے قول کو رد کر رہا ہے اور ایک کتاب پوری پیش کرنیسے عاجز رہنا اور دعوی کو ست کرنا ہی حالانکہ اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی اور کلان سالی کیوجہ سے غفلت اور اذ کمبھولے مصنف کو دبا بیٹھا اگر ہنوز مصنف نے اپنے وعدہ کو پورا نہین کیا تو پھر کیا دیکھیگا وہ کتابین جنکی اوسکو ہوس ہی اور تشہیر و اعلان کے ساتھہ اوسکی تصنیف کا دعوی کر رہا ہی پس مصنف پر کلام مجید کی یہ وعید چسپان ہو رہی ہی کہ (ای ایمان والو کیون کہتے ہو جو کام تم نہین کرتے اللہ کے نزدیک نہایت ناپسند ہی یہ کہ تمہارا قول تمہارے فعل کے برخلاف ہے) پس مصنف پر واجب ہے کہ رب العزت کی حضور مین توبہ کرے ایسے دعاوی سے جو مصنف سے ہونسکے یا ہونیوالے ہین پیشتر فوت ہونے یا مرنے سے پہلے اور لیکن نام اون کتابونکے کہ جنکو مصنف نے اپنے جی سے بنالیا ہی پس اون کیلئے بھی کوئی حجت نہین ہی اور نہ اونکے مصداق و مسمی پر کوئی قطعی دلیل ہے بلکہ صرف یہ مصنف کا ایک بہت بڑا منصوبہ ہی کہ جسکے ذریعہ سے شہر و مین اپنی شہرت مصنف کو مطلوب ہے بایں طور کہ مصنف علوم و آثار کے فضائل کا جامع ہی تاکہ مجد و فخار و جاہ و اعتبار کو نکار کرے اور امرا و رؤسا سے دولت کا ذخیرہ ہاتھہ مین لائے اور اس برتے پر خدائے کریم و ہاب سے ثواب کا بھی امیدوار ہی جیسا کہ صفحہ ۱۶ مین کہا ہے وارجو من فضل ربی ذی المنن ان یمن علی الحوج خلیقته الی رفقه بحسن اتمامها وزین قبولها وبان لا یجعلها عملا ینقطع عقب وفات کاسبه بل یجعلها علما ینتفع به بعد ممات صاحبه انتہی اور یہ نہین ہمکو کہ قبر و محشر مین خالق قوی قدیر کے سامنے سوال کیا جاگا اون عقائد فاسدہ کا کہ جنکو اوراق مین مصنف نے درج کیا ہی اور جہان مین اونکا بطلان و فساد مشہور ہی اور یہ بھی مشہور ہی کہ وہ عقائد منافقین و مخالفین اسلام کی طرف منسوب ہین نہ کہ اولیاء اللہ و علماء و صلحا کیطرف اور مصنف نے جبکہ ائمہ کاملین کی طرف اون عقائد فاسدہ کو منسوب کیا تو اجرت مین اس حرکت پر کوئی حصہ نہ ملیگا اگرچہ مصنف کی تبرون کو ساتون آسمان تک پہونچا دی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ (انصاف کچھہ ثواب نہ ملیگا مگر اپنی سعی کا اور قریب اپنی سعی اوسکو معلوم ہوجائیگی) اور خدا ہی کے سامنے ہمارا انکو ہی اور اوسکی طرف مآل و رجوع ہی اور مصنف نے بعض علما کا قول نہین سنا ہی کہ (مژدہ ہو اوسکو کہ اوسکی موت کے ساتھہ ہی اوسکی گناہ بھی مرجائین اور اوسکی بعد اونپر عمل نہ کیا جائے اور بعض علما نے کہا ہی کہ (گناہ مت کر پس اگر ضرور ہی کرنا ہی تو اپنے گناہ پر دوسرے کو آمادہ مت کر کہ اس صورت مین دو گناہ تیرے ذمہ لکھے جائینگے اور بعض اوقات بندہ کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہی پھر مرجاتا ہے اور اوسکے گناہ اوسکے بعد سو برس تک باقی رہتے ہین اور قبر مین اونکا عذاب اوسکو دیا جاتا ہے جبکہ اوسنے کوئی بُرا طریقہ جاری کیا تھا اور اوسکی اتباع لوگون نے کی تھی یہانتک کہ وہ برا طریقہ مٹجائے یا اوسپر عمل کرنے والے مرجائین تب اوس بندے سے وہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور اوسکو اپنے گناہ کی فراغت ملتی ہے اور لیکن شمار ان بے بنیاد نامونکی سو وہ بھی ہنوز غیر منضبط ہے اسلئے کہ جو تقریظ اس کتاب کے شروع مین مولوی حیدر علی مرحوم کی طرف منسوب کیگئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابین مارہ مین

المنسوبة الى المولوى حيدر على للرحوم انها اثنتا عشرة وكتب اصول العلم مدونة فى الرواية والدراية وعلم من قوله هذا انها
تسعة عشر وكتب اصول العلم مدونة فى الرواية فقط ومادونت فى الدراية فهو كتب عليحدة وايضا علم من التقريظ المذكور ان
كتب فقه الاسلام المترجم باحياء الميت بفقه اهل البيت كتب الخراسانية فى فهرست هذا الكتاب والا فلزم ان يكون
عشرين لا تسعة عشر كما اشتهر وعلم ايضا مما نقش على صفحة من هذه الكتب انها ستة الفقه الاكبر وكتب اصول الرواية
العلم وكتب علم القران وكتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية وكتب اصول المسائل وكتب فقه
الاحسان فهذه الاضطراب والاختلاف فى عدد هما يدل دلالة واضحة على انها فرضيات محضة
ومخترعات صرفة ليست بواقعة على اصل يستند ولا على مبنى يعتمد ومع ذلك تشتهر فى الاشتهار
انها التجديد ومولفها من الايات ولايته من الكرامات وعلى اختصاصه من بين سائر الائمة من البينات
نعوذ بالله من هذه الخرافات والكلمات الواهيات والدعاوى المهلكات التى لمدعيها من الفضيحات
وعلى صاحبها من القادحات واما قوله هذا مع ان قلت بضاعتى ربما كانت توهمنى ان ذلك
لوفتى من اضاعتى حتى سنح لى بعد استخارة الله واستشارة اهل الله ما صممت به فى الامر تصميما
مستعينا بالله ولى الهداية انتهى فهذا ايضا يخبر عن كذبه ويابى عن صدقه لان الصدق ابلج الباطل
بتجلى وشرح الصدر علامة الايقان وضيق القلب اثارة البطلان واضاعة الوقت انما هى فى
السيئات لا فى الحسنات التى هى من الباقيات الصالحات والاستخارة والاستشارة ايضا ينبغى
ان تكونا فى امر لا يلوح خيره ولا يخطر فى القلب خيره وشره وما كان من اوضح الخيرات واكمل الحسنات
فلا حاجة فيه الى الاستخارة ولا الى الاستشارة لانهما برجحان احد جانبى الامر الذى يحتمل الخير
والشر وما كان خيره او شره قطعيا فلا بد فيه من الامتثال ان كان خيرا ومن الاجتناب ان كان شرا
ومن ثم قالوا ع در كار خير حاجت هيچ استخاره نيست وايضا قوله مع انا قليلة بضاعتى
توهمنى ان كان صدقا فكيف يكون قليل البضاعة من المجددين فدعواه التجديد بينا فيه وان كان كذبا
فلا يكون الكاذب مجددا ولا واسطة بينهما على قول الجمهور وان تشبث بقول الجاحظ واقرانه بالواسطة
فيلزم دخوله فى المجانين والمجنون ايضا لا يستطيع التجديد فلزم الفرار على ما عنه الفرار واما نفس
اسامى الكتب فهى ايضا ليست على ما ينبغى لان بعضها محرف من اسامى الكتب المشهورة للشيعة
كالصحيفة الفاضلة محرف من الصحيفة الكاملة للشيعة ومنهاج البلاغة محرف من نهج البلاغة
للشيعة وبعضها طويل عريض ثلثمائة سطر لا يكاد يوجد نظيرة فى الكتب المشهورة للعلماء من المتقدمين
والمتاخرين وقد قيل خير الكلام ما قل ودل فكيف بالاسم الذى يقصد منه تعبير المسمى بارز فلفظ واقصر

اور کتاب اصول علم تصنیف کی گئی ہے روایت اور روایت دونوں کے بیان میں اور اس قول مصنف سے جو مذکور ہوا ہے معلوم ہوا کہ وہ کتابیں جنمیں اور کتاب اصول علوم صرف روایت کے بیان میں لکھی گئی ہے اور درایت کے بیان میں علحدہ ایک اور کتاب لکھی گئی ہے اور نیز اس قرینہ مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب فقہ الاسلام کہ جسکا نام احیاء المیت بفقہ اہل البیت ہے علحدہ ایک کتاب ہے جسکا اس کتاب کی فہرست مذکور میں نام ہے نہ نشان ہی پس لازم آیا کہ وہ کتابیں میں سے نہ ہوں نہ کہ انمیں سے جیسا کہ مصنف نے شہرت دی ہے اور اس کتاب کے صفحہ (۱۰) کے حاشیہ میں مصنف کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ کتابیں جمہ میں فقہ اکبر کتاب اصول روایۃ العلم کتاب علوم القرآن کتاب اصول الدرایۃ عین البیت الہدایۃ کتاب اصول المسائل کتاب فقہ الاحسان پس یہ اول کتابوں میں کی شمار میں اسقدر اضطراب واقع ہونے اور صاف صاف دلالت کرنیکے باوجود کہ یہ اسماء فرضی محض اختراعی صرف میں نہ انکی کوئی اصل ہے اور نہ بنیاد ہے اس حالت پر اشتہار دینا مصنف کی شہرت دروغ کہ یہ کتابیں مولف کے مجہولیت کی انمیں میں اور اوسکی ولایت کی کرامتیں اور تمام احمت میں مولف کی خصوصیت کے واسطے تخمین میں خدا کی پناہ ہے ان خرافات کلمات واہیات دوعادی مہلکات سے جو اپنے مدعی کو فضیحت کرنے والے ہیں اور اپنے صاحب پر لگانیوالے اور لیکن مصنف کا یہ قول (مع ان قلته بضاعتی ربما کانت توهمنی ان ذلك لوقتی من اضاعتی حتی سنح لی بعد الاستخارة لله واستمداد اهم الله ما صحت به فی الامر تصمیما مستعینا بالله ولی الهدایة انتهی) پس یہ قول بھی مصنف کے کذب کا خبر دار اور صدق کا مخبر ہے اسلئے کہ صدق وہ ہوتا ہے کہ جسکا صدق رونما ہوتا ہے اور باطل خیرہ رہا کرتا ہے اور سینہ کا فراخ ہونا انمیں کا نشان ہے اور دل کا تنگی بطلان کی علامت ہے اور وقت کا وسیع ہونا انمیں ہوتی ہے نہ کہ یکبینہ انمیں کہ جنکی صفت باقیات صالحات ہے اور استخارہ وطلب مشورت بھی ایسی امور میں ہوتی چاہیں کہ جنکی خوبی واضح نہو بلکہ خیر ہونے دونوں کا دلمیں خطرہ گذرے اور جو عمل کہ اوضح خیرات کا اور اکمل حسنات کا ہو اوسمیں نہ استخارہ کی حاجت ہے اور نہ طلب مشورت کی اسلئے کہ دونوں ایک جانب کو ترجیح دیا کرتے ہیں ایسے کام کی کہ جو خیر و شر دونوں کا احتمال رکھتا ہو اور جس کام کی خوبی یا برائی متعین ہو تو اوسمیں کرنا ہی متعین ہے اگر وہ کام خیر ہے اور ترک ہی متعین ہے اگر شر ہے اور ہمیں سے علماء کا یہ قول کہ نیک کام میں استخارہ کی حاجت نہیں ہے اور نیز مصنف کا قول (مع ان قلته بضاعتی توهمنی) اگر صادق ہے تو قلیل البضاعتہ کہنکر مجدد ہو سکتا ہے پس تجدید کا دعوی اس قول کی مخالفت سے اور اگر دروغ ہے تو دروغ گو مجدد نہیں ہوتا ہے اور کلام خبری کیلئے صدق و کذب کو اہمور علماء کے مذہب میں ضروری قسم نہیں ہے اور اگر مصنف حاطب کا مذہب اختیار کرکے واسطہ کا اقرار کرے اور مصنف کا مجنون ہونا لازم آئیگا اور مجنون ہونا بھی تجدید کا اہل نہیں ہوتا جس سے فرار کیا تھا اور پھر قرار لازم آگیا اور لیکن کتب کے بہہ اسامی فی نفسہا بھی قابل مناقشہ ہیں اسلئے کہ بعض ائمہ شیعہ کے مشہور کتابوں میں تحریف کرکے بر بنائے ہیں جیسا کہ (صحیفہ فاضلیہ) محرف ہے شیعہ کی صحیفہ کاملہ سے اور جیسا کہ منہاج البلاغہ محرف ہے شیعہ کی نہج البلاغہ سے اور بعض اوقات نام لمبے چوڑے ہیں تین تین سطروں تک کہ جسکا نظیر علمائے متقدمین متاخرین کی مشہور کتابوں میں نہ نکلے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اچھا کلام وہ ہے کہ کم ہو اور پر مضمون پس اس اسم کا کیا حال ہوگا کہ جس سے مقصود مسمی کو بیان کرنا ہے جھوٹے لفظ اور مختصر کلمہ کے ساتھ نا کہ اوس سے مسمی کی طرف جلد انتقال ذہنی ہو جائے اور اسم سے مراد مفردوں اور مرکبوں کی تصویر ہیں ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے

كلمة كي ينتقل منه الى المسمى بالسرعة ولا يراد منه تصوير القصص والحكايات حتى كالجملات المطولات
كما لا يخفى على الماهر الاديب والشاعر الاريب قال والقصد حيث ما اوجد الرواية عن هؤلاء ائمة
الولاية من انفسهم ان اورد من روايا تهم من غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليلا ما هو وما
اقله وفي كل مسئلة معضلة او فوائد او شيئ من علوم القران او غير ذلك من العلوم ان اشعر
قدر ما تيسر بما في ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية
بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزام
للتصحيح والتعليل والتخريج والتعديل فشرطنا اهل السنة الحسنى بائنا عما يحكى في بعض كتبنا
مما لا زمام له ولا خطام هنا الا تعليقات اهل الرواية الثقات كالفقهاء الاربعة واصحابهم
فالبخاري والترمذي فابن المنذر فابي عمر بن عبد البر وجماعات اخر فانها ما خوذ بها واقدم
بفضل الله سلم الصواب في كل باب من كل كتب ما ناسب ذلك من ايت اعظم الثقلين كتب
الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين الاقارب ولا اعتمد
الا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب بما له من عاضد او عواضد من المتابعات
او الشواهد وارجو من فضل ربي ذي المن ان يمن علي الحج خليفية الى رحمته ورافته بحسن اتمامها
وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقب وفاتي كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات
صاحبه اللهم امين بجاه حبيبك الامين انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد اتى في هذا الكتب بما يخالف دعوته في هذا القول وبيانه انه ادعى في هذا القول بدعاوى
الاول انه يورد في هذا الكتب روايات الائمة من اهل البيت في كل باب وان لم يجد لهم من انفسهم
فروايا تهم من غيرهم من الصحابة والتبعة الثاني انه يشعر بما في ذلك الباب عن غيرهم من الاجلة
تقوية بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية الثالث انه يفعل كل
ذلك مع الاهتمام بالتزام التصحيح والتعليل والجرح والتعديل بالشروط المعتبرة عند اهل السنة
الرابع انه يجتنب عما يحكى في بعض كتب اهل السنة بدون السند المعتبر الا ما علقها الثقات من
اهل الرواية الخامس انه يقدم في كل باب ما ناسبه من الكتب ثم يورد المرفوع والموقوف
والمقطوع من السنة السادس انه لا يعتمد على غير ما ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب
بما له عاضد او عواضد من المتابعات او الشواهد وبعد هذه الدعاوى الستة رجاء من الله
ان يمن عليه بحسن اتمام هذه الكتب وزين قبولها في الحيوة وبعد الممات ونحن نذكر نبذا مما اتى به

جملون کے مانند بڑہا دیا جائے جیساکہ یہ امر ماہر ادیب وشاعر ازیب پر مخفی نہین ہی لکھا مصنف نے اور قصدیہ ہے کہ جس مسئلہ مین خاص ان ائمہ ولایت کی روایت پاوینگا تو اور صحابہ وتابعین سے جو اونکی روایات ملینگی اونکو لکھدونگا اور اسمین بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے اور ہر دو غیر مسئلہ یا قرأت یا اور رشتے مین علوم قرآن سے ہو یا دیگر علوم ہی یہ قصد ہی کہ جو کچھ روایات صحابہ وتابعین واہل مذاہب معتبرہ وغیرہ کی میسر ہونگی اونکو یہی ظاہر کردونگا تاسند روایت کی شہادت کا تقویہ ہوجائے اور روایت ہیز موافقت وپیروی کی تمہید ہوجائے اور اس تمام کے ساتھہ تصحیح وتعلیل وتجریح وتعدیل کا بھی اہتمام کے ساتھہ التزام کیا جائیگا اون عمدہ شروط کے ساتھہ کہ جو اہلسنت کے نزدیک معتبر ہین اور اون کتب اہل سنت کے حوالہ سے اجتناب کیا جائیگا کہ جنکا کچھہ اعتبار نہین ہی بلاسند ہونیکے سبب سے ہان البتہ بلاسند وہ باتین ثقہ راویونکی جیسے ائمہ اربعہ اور اونکی اصحاب بہر بخاری وترمذی بہر مین مسند روایتی عمر بن عبدالبر اور دوسرے معتبر جاعتین کہ اونکو بھی اس کتاب مین لیا جاے گا اور مین حدائی ملہم صواب کے فضل سے ہر کتاب کے ہر ایک باب مین پہلے کتاب اللہ کی آیتین جو مناسب اوس باب کے ہین ذکر کرونگا پہر حدیث مرفوع وموقوف ومقطوع اہلبیت کرام کی نقل کرونگا اور راوی حدیث پر اعتماد کرونگا کہ جسکی سند جید قابل اعتماد ہو صحیح یا حسن یا قریب حسن کہ جسکی توابع وشواہد سے قوت ہو اور مین اپنے پروردگار رؤف المنن کے فضل سے امید کرتا ہون کہ اپنی رحمت وکرم کی زیادہ محتاج بندہ پر احسان فرماوے اس کتاب کے حسن اتمام وزینت قبول سے اور اوسکو ایسا کام نہ بناوے کہ جو اپنے فاعل کی وفات کے بعد منقطع ہوجاتا ہے بلکہ اوسکو ایک ایسا علم بناوے کہ مصنف کے مرنے پیچھے بھی اس سے نفع ہوتا رہے ای خدا قبول کر اسے اپنے حبیب رسول امین کی برکت سے انتہی مین کہتا ہون خدا کی توفیق وامداد سے کہ مصنف نے اس کتاب مین ایسی باتین ذکر کی ہین جو اوسکے اس قول کے دعوی ضمنہ کے مخالف ہین بیان اس امر کا یہ ہی کہ مصنف نے اس قول مین چند دعوی کیے ہین اول یہ کہ اس کتاب مین ہر ایک باب کے ثبوت مین ائمہ اہلبیت کی حدیثین ذکر کرینگا اور اگر اونکی ذاتی روایات کسی موقع پر نملی تو اونہون نے جو روایتین اپنے عہد مین صحابہ وتابعین سے بیان فرمائی ہین اونکو ذکر کرینگا دوم یہ کہ اوس باب مین غیر اہلبیت سے مثل اجلہ صحابہ وتابعین وغیرہم کے جو روایات ہونگی سند روایت کے قوی کرنے اور عقیدہ مین موافق ہونیکی تمہید کیلئے اونکو بھی ذکر کرینگا سوم یہ کہ یہ سب کام نہایت اہتمام سے اور تصحیح وتعلیل وجرح وتعدیل کے التزام کے ساتھہ کرے گا اون شروط کی جو اہلسنت کے یہان معتبر ہین چہارم یہ کہ جو روایتین بعض کتب مین بلاسند معتبر کے مذکور ہین اونکے ذکر سے اجتناب کرینگا ہان جو اون مین سے ثقہ لوگون کی مرویات ہونگی وہ ترک نہ کیجائین گی پنجم یہ کہ ہر باب مین پہلے اوسکے مناسب کتاب اللہ کی آیت ذکر کرینگا پہر حدیث مرفوع وموقوف ومقطوع کو ششم یہ غیر جید حدیث پر اعتماد نہ کرے گا بلکہ صحیح ہو یا حسن یا مقارب حسن شواہد ومتابعات کی وجہ سے اوسی سے دلیل لاے گا پہر ان چھہ دعوونکے بعد خدا سے امید کی ہے اس کتاب کے حسن اتمام وزینت قبول کی حیات وممات دونون کے زمانہ مین اب ہم اس کتاب کی حصہ مطبوعہ کی کچھہ عبارت نقل کرتے ہین جس سے مصنف کے دعوی کا کذب اور ہمارے قول کا صدق ظاہر ہوجاے گا پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اس کتاب کو ایمان کے مسئلہ سے شروع کیا ہے اور اوسکی

في الجزء المطبوع من هذا الكتاب كي يتبين كذب ما ادعاه وصدق ما قلناه فنقول انه بدء هذا
الكتاب بمسئلة الايمان واورد لاثباته اربعة احاديث اثنان منها عن علي موسى رضا بروايته
ابي الصلت الهروي لحديثها في صفحة (٢٠) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح انتهى وثانيهما في صفحة (٢٢) هكذا قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام قال قال الله تعالى انى انا الله الذي
لا اله الا انا فاعبدوني باعباري فمن جاء منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل في
حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى واثنان اخران منهما عن الامام حسن العسكري برواية ابي الدنيا
احدهما الذي قال انه مسلسل بالائمة العشرة مع الذي سنده محمد بن علي رضا وليس له استماع الحديث
من ابيه باتفاق الطائفتين لان ابه توفي في المشهد وهو حينئذ ابن خمس اوست كان في بغداد
فكيف يكون حديثه مسلسلا بالائمة لان الامامة في هذا السن لا تعتبر عند احد والمسلسل
بالائمة هو الذي تكون رواته كلهم ائمة فكونه مسلسلا مخالف لما عليه الجمهور من المحدثين وهذا
الحديث نقله في صفحة (٢٢) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان معرفة بالقلب
وقول باللسان وعمل بالاركان انتهى وثانيهما ما نقله في صفحة (٣٨) هكذا قال حدثني محمد بن عبد الله
سيد الانبياء قال حدثني جبرئيل سيد الملئكة قال قال الله سيد السادات اني انا الله لا اله
الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى ونقل في سند هذا الحديث
قصة اختفاء ابي السيد المجوب في الغار في موضع سر من رأى واحال ثبوت هذه القصة في حاشية تلك الصفحة
على الشهرة وهذا ايضا مخالف لاهل السنة كلهم مردود عندهم فكيف اورد هذا في هذا الكتاب
مع كونها مخالفة لدعوته السادس الذي مر ذكره في تلخيص هذا القول ضنا وقال لهذا الحديث
ايضا انه مسلسل بالائمة العشرة الكمل وفيه ايضا ما فيه ثم قال لهذا الحديث في صفحة (٣٤)
وكذا الحديث الاتي المسلسل بالائمة العشرة الكمل في فصل الايمان انما هو ناظر ظاهر في عدم
دخول العمل في اصل الايمان انتهى وقال في صفحة (٣٢) والى ظاهر هذه الاحاديث والاثار عن
اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كما ذهب
اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ونحن نتكلم الان في سند هذه الاحاديث ونقول اما
الحديث الاول ففي سنده هما ابو الصلت الهروي وهو مجروح بالتشيع ومتهم بالكذب عند
الثقات كما قال الذهبي في ميزان الاعتدال في ترجمة علي بن موسى بن جعفر الرضا قال ابن دحية ظاهر باتي

اثبات کیئے چار حدیثین لایا ہو دو امین علی موسی رضا سے ہین ابو الصلت ہروی کی روایت سے یکصفحہ (۲۰۱) ہین اسطرح ہو (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الایمان اقرار باللسان ومعرفۃ بالقلب وعمل بالجوارح انتہی اور دوسری امین ہو اس طرح ہو (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام قال قال اللہ تعالی انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدونی یا عبادی فمن جاء منکم بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی امن من عذابی انتہی اور دوسری دو حدیثین اون امین کی امام حسن عسکری سے ہین بروایت بلاذری ایک وہ ہو کہ جسکو مصنف نے کہا ہو کہ یہ حدیث دس امامونکی روایت سے مسلسل ہو حالانکہ اسکی سند مین محمد بن علی رضا ہین اور اونکو حضرت علی رضا سے حدیث کی سماعت باتفاق سنی وشیعہ ثابت نہین ہو اسوجہ سے کہ علی رضا جب مشہد مین وفات پائی تو محمد اوسوقت پانچ یا چھ سال کی بغداد مین تھے پھر کیونکر اونکی حدیث مسلسل بائمہ ہوسکتی ہو کیونکہ اس سن مین امام ہونیکی مذہب مین متعہ نہین ہو اور مسلسل بائمہ وہی حدیث ہوتی ہو کہ جسکے کل راوی امام ہون پس اس حدیث کا مسلسل ہونا جمہور محدثین کی اصطلاح کے مخالف ہو اور اس حدیث مین اسطرح ہو لایا ہو (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان انتہی اور دوسری امین کی وہ حدیث ہے کہ جسکو صفحہ ۳۰۳ مین اسطرح پر لایا ہو (قال حدثنی محمد بن عبد اللہ سید الانبیاء قال حدثنی جبرئیل سید الملئکۃ قال قال اللہ سبحانہ وتعالی انی انا اللہ لا الہ الا انا من اقر لی بالتوحید دخل حصنی ومن دخل حصنی امن عذابی انتہی اور اس حدیث کی سند مین ابو السید کی غار مین رای مین چھپنے کا قصہ نقل کیا ہو اور اوسکے ثبوت کو اوسی صفحہ کے حاشیہ مین شہرت پر محمول کیا ہو اور یہ بھی تمام سنیونکی مخالف ہو اور اونکی نزدیک مردود ہو پس اس کتاب مین کیونکر اس قصہ کو ذکر کیا حالانکہ یہ مخالف مصنف کے قول مذکور مین جسکو دعوے کا جسکو ہمنے اپنی عبارت مین بطور خلاصہ کے ذکر کیا ہو اور اس حدیث کو بھی مصنف نے مسلسل بائمہ عشرہ کل کہا ہو اور اسمین بھی وہی اعتراض مذکور وارد ہو پھر اس حدیث کی نسبت صفحہ ۳۰۴ مین کہا ہو وکذا الحدیث الالہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکل فی فضل الایمان انما ہو ناظر ظاہر فی عدم دخول العمل فی اصل الایمان انتہی اور صفحہ ۳۰۳ مین کہا ہے والی ظاہر ہذہ الاحادیث والآثار عن اہل البیت الاطہار ونحوہا مذہب اصحاب الحدیث ومالک والشافعی واحمد والاوزاعی کذہب اہل البیت ان العمل داخل فی الایمان انتہی اور ہم پہلے ان حدیثون کی سند مین کلام کر چکے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی دو حدیثونکی سند مین ابو الصلت ہروی ہے اور وہ تشیع کے ساتھ مجروح ہو اور ثقات محدثین کے نزدیک متہم بالکذب ہے جیسا کہ ذہبی نے میزان الاعتدال من علی بن موسی بن جعفر رضا کے احوال مین کہا ہو کہ ابن طاہر نے کہا ہو کہ اپنے باپ سے عجائب نقل کرتا ہے مین کہتا ہون کہ اسکی طرف سند کو ثبوت مین بحث ہو ورنہ پس یہ ایسا شخص ہو کہ جسپر جھوٹ کہا جاتا ہو اور ایک کتاب مشہور اوسکی نسبت بنائی گئی ہو جیسا کہ اوسکے دادا جعفر صادق پر جھوٹ جوڑا گیا ہے پس اوس سے ابو الصلت ہروی کہ جو متہم لوگون مین سے ہو روایت کی ہو اور دارقطنی نے کہا ہو کہ ابن حبان نے خبر دی ہو اور کہا ہے کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ کی طرف سے عجیب باتین روایت کرتے ہین اور وہم وخطا سے خالی نہین ہو اور ابی احمد عامر بن سلیمان حافی کی ایک بڑی کتاب ان زہروی ہو اور داؤد بن سلیمان غزنوی کی اوسکی طرف سے ایک کتاب ہو اور علی بن مہدی قاضی کی اوسکی جانب سے ایک کتاب ہو انتہی اور جو کہ مصنف نے جواب دیا ہو اون جرحونکا جو ابو الصلت ہروی پر ثقات محدثین کی طرف سے کیگئی ہین اور اوسکی اس حدیث کو ترک کر دینے کا صفحہ ۳۰۴ مین بانیطور (اور لیکن پیروی کی ابو الصلت کی اس حدیث کی روایت مین علی رضا سے محمد بن اسلم نے پس ذکر کیا اوسکو بیہقی سے شعب الایمان مین کہا کہ نکالکیا ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے انتہی پس نہایت

عن ابيه بعجائب قلت انما الشان فى ثبوت السند اليه والا فالرجل قد كذب عليه ووضع عليه نسخة
سائرة كما كذب على جده جعفر الصادق فروى عنه ابو الصلت الهروى احد المتهمين وقال الدارقطنى
اخبرنا ابن حبان قال على بن موسى رضا يروى عن ابيه عجائب يهم ويخطئ وقال ابى لابى احمد عامر بن سليمان الطائى
عنه نسخة كبيرة ولداود بن سليمان الخزوينى عنه نسخة ولعلى بن مهدى القاضى عنه نسخة انتهى
وما اجاب به المصنف عن جروح الثقات عليه وتركهم هذا الحديث المروى عنه من قوله فى صفحة (٣٠)
ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم فذكره عن البيهقى فى الشعب قال فخرج
ابو الصلت من عهد ته انتهى ففى غايته البطلان ونهاية البهتان لان ماخرجه محمد بن اسلم الطوسى هو بهذا الحديث
المتروك انما هو حديث آخر مقبول عند اهل السنة كما قال فى الصواعق ابى زرعة الرازى ومحمد بن اسلم الطوسى
قال حدثنى ابو مروان الكاظم عن ابائه عن المرتضى عن المصطفى قال حدثنى جبيل وقرة عينى رسول الله صلعم قال حدثنى جبرئيل قال سمعت
رب العزة يقول لا اله الا الله حصنى فمن قالها دخل حصنى ومن دخل حصنى امن من عذابى وفى رواية ان الحسنين النقل ان
الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان انتهى فعلم من هذين
المصنف قد كذب على بن محمد بن الطوسى حيث جعله تابعا للهروى فى حديثه المتروك بالاولى من جهة
والعياذ بالله تعالى من هذه الفرية واما تزكية المصنف الهروى على خلاف جرح
ولجلتهم فما يناقض دعوته الثالث واما الحديثان الاخران ففى سندهما ابو محمد البلادرى
شيعى مستور الحال غير مقبول الرواية لاسيما فيما يقوى به مذهبه قال صاحب المجالة الذى يحكم
علامات وضع حديث وكذب راوى چند چيز نست اول انكه خلاف تاريخ مشهور روايت كند
دوم انكه راوى رافضى باشد وحديث در تائيد مذهب خود روايت كند وناصبى با
وحديث در مطاعن اهل بيت كند وعلى هذا القياس سيوم انكه چيزى روايت كند كه بر جميع
مكلفين معرفت آن وعمل بر آن فرض باشد واو منفرد بود بروايت چهارم انكه وقت وحال قرائن
باشد بر كذب او پنجم انكه مخالف مقتضاى عقل وشرع روايت كند وقواعد شرعيه آنرا تكذيب
نمايد ششم انكه در حديث قصه سائر باشد از امر حسى واقعى كه آنرا بالحقيقت متحقق ومتعين
هزاران كس آنرا نقل ميكرد انتهى وهذه الوجوه الستة متحققة فى هذه الرواية للبلادرى
دالة على كذبه فى هذه اما الاول فلانه خالف التاريخ المشهور بين الطائفتين فى ان اسم
محمد الجواد عن ابيه غير ثابت لما مر بيانه منا واما الثانى فلانه شيعى كما يفهم من قوله فى
سند الحديث الرابع ابو السيد المحبوب امام عصره بمكة لان بقاء الامام فى كل عصر انما هو من يعتقد

بطلان مین ہے اور حد درجہ کا بہتان ہی اسلئے کہ جس حدیث کو محمد بن اسلم طوسی نے روایت کیا ہی وہ یہ حدیث متروک نہین ہے بلکہ وہ اہل سنت کے نزدیک حدیث الہی مقبول ہی جیساکہ صواعق محرقہ مین بروایت ابوزرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی امام علی رضا سے روایت کی ہی کہ حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے اجداد کی روایت سے حضرت علی مرتضی سے اونہون نے مصطفے صلعم سے فرمایا کہ حدیث بیان کی مجھسے میرے حبیب و میرے ابنکہ کی تھنڈک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا مین نے رب العزت سے کہ فرماتا ہے (لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے کہا اس کلمہ کو وہ میرے قلعہ مین داخل ہوگیا اور جو شخص میرے قلعہ مین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن مین رہا اور ایک روایت مین ہی کہ اس روایت کی حدیث یہ ہی کہ (الایمان معرفۃ بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان اور شاید دو واقعہ مین ایسا ہوا ہو انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ مصنف نے محمد بن اسلم طوسی کو بہتان لگایا ہے کہ اوسکو ہروی کی حدیث متروک کا تابع بنایا ہی حالانکی بناہ اس بہتان سے اور چونکہ مصنف نے برخلاف جمہور محدثین کے اوپر جلیل القدر لوگونکو ہروی کی صفائی بیان کی ہی سو وہ مصنف کے پہلے دعوی کی خلاف ہے اور لیکن دوسری دو حدیثین پس انکی سند مین ابو محمد بلاذری داخل ہی اور یہ شخص شیعی مستور الحال غیر مقبول الروایت ہی خصوصا ایسی حدیث مین کہ جس سے اپنے مذہب کو قوی کرتا ہی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنی عجالہ نافعہ مین کہا ہی کہ حدیث کے موضوع ہونے اور کذب راوی کی علامت چند ہین اول یہ کہ تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے دوم یہ کہ راوی کی نفی ہوا ور حدیث اسکے مذہب کی تائید مین روایت کرے یا معصیت ہو اور اہلبیت کے مطاعن مین حدیث روایت کرے اور علی ہذا القیاس سوم یہ کہ ایسی چیز کی روایت کرے کہ جملہ مکلف لوگون پر اوسکی معرفت اور اوسپر عمل کرنا فرض ہو اور وہ شخص روایت مین تنہا ہو چہارم یہ کہ وقت اور حالت اوسکی کذب پر قرینہ ہو پنجم مقتضای عقل شرع کے برخلاف روایت کرے اور قواعد شرعیہ اوس روایت کی تکذیب کرین ششم یہ کہ اوس حدیث مین ایک شی واقعی محسوس کا قصہ مذکور ہو کہ اگر حقیقت مین وہ قصہ واقع ہوتا ہزارون آدمی اوسکو نقل کرتے انتہی اور یہون جہین بلاذری کی اس روایت مین موجود ہین اور اس حدیث مین اوسکا کاذب ہونا پر دلالت کرتی ہین وجہ اول اسوجہ سے موجود ہی کہ بلاذری کی اس حدیث کی روایت مین خلاف کیا ہی اوس تاریخ کا جو سنی شیعہ کے دونون گروہ مین مشہور ہی اسباب مین محمد جواد کا استماع حدیث اپنے باپ سے غیر ثابت ہے جیساکہ ہم اسکو بیان کر چکے ہین دوسری وجہ کا ثبوت اسوجہ سے ہی کہ بلاذری شیعی ہی جیساکہ ہم جو تھی حدیث کی سند مین اوسکا یہ قول (ابوالسید المجوب امام عصرہ بمکۃ) اسپر دال ہی اسلئے کہ امام کا باقی رہنا ہر زمانہ مین شیعہ کے عقائد سے ہی اور مسئلہ امامت کو ثابت کرنیکی غرض سے اوس نے یہ حدیث اسطرح پر روایت کی ہی تیسری وجہ کا ثبوت اسلئے ہی کہ اوس نے ایسا مسئلہ روایت کیا ہی کہ جملہ مکلفین پر اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور وہ مسئلہ ایمان ہی بانیطور کہ ایمان مرکب ہے امور ثلثہ مذکورہ سے اور بلاذری اس قول مین تنہا ہی اسلئے کہ تمام اہلسنت کا اجماع اسکے خلاف پر ہی کیونکہ اونکے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان ہے دنیوی احکام جاری ہونیکے واسطے اور امور خلافیہ مذکورہ اہلسنت کے نزدیک ایمان مین غیر معتبر ہین نہ تنہا تنہا نہ اونکا مجموعہ جیساکہ ہم اگر خدا نے چاہا اسکو بیان کرینگے اور چوتھی وجہ کا وجود اسلئے ہی کہ وقت اور حال دونون اوسکی روایت کو جھٹلاتے ہین اسلئے کہ جو محمد

* یہان سے لیکر صفحہ ۱۲۰ کے عبارت عربی تک سب حاشیہ ہی

الشيعة وروى هذا الحديث بهذا الوجه نعرض اثبات سلسلة الائمة واما الثالث فلانه روى شيئا يجب العمل به على سائر المكلفين وهو الايمان بان الايمان مركب من هذه الامور الثلثة وهو متفرد في هذا القول لان اهل السنة والجماعة كلهم مجمعون على خلافه لان الايمان عندهم هو التصديق والاقرار شرطه في الاحكام الدنيوية وهذه الامور الثلاثة غير معتبرة عندهم في الايمان لا انفرادا ولا اجتماعا كما سنبين انشاء الله تعالى واما الرابع فلان الوقت والحال يكذبان ما رواه الا لان المحدثين الموجودين في زمنه مع كثرتهم واهتمامهم بهذا الشان لم ينقلوا هذه الرواية ممن اخذها منه وقد ذكر السيوطي في تاريخ الخلفاء كل من كانوا من المحدثين الاعلام في زمن الامام علي رضا الى زمن الحسن العسكري وقد توفي الامام علي رضا سنة المايين والاثنين والثالث ومن هذا الزمان كانا المحدثون المتقنون كسفيان بن عيينة والامام الشافعي وعبد الرحمن المهدي وابي داود الطيالسي وغيرهم المذكورين في تاريخ الخلفاء واسامي من تسمايا مام المعتصم من الاعلام الحميدي شيخ البخاري وابو نعيم وغيرهما و من مات في خلافة الواثق بالله المسدد وخلف بن هشام والبويطي صاحب الشافعي والاخرون و في خلافة المتوكل ابو نور والامام احمد حنبل واخرون وفي ايام المعتز السري السقطي والعتبي و هرون بن سعيد وفي ايام المعتمد البخاري ومسلم والترمذي وابن ماجة وللمزني وغيرهم وقد توفي الامام الحسن العسكري في ايام المعتمد كذا في تاريخ الخلفا فهؤلاء الاكابر كانوا في هذا الزمان من اجلة المحدثين ومع ذلك لم ياخذوا بهذه الروايه فالوقت والحال يكذبان لها لا محالة واما الخامس فلان هذه الرواية مما يكذبه العقل والنقل لان الايمان هو الاذعان والقبول ومحله القلب والقول والعمل كلاهما من الجوارح ولا دخل فيهما للقلب والمعرفة وان كانت من القلب لكنها تحصل اضطرارا والكفار ايضا يعرفون الدين والرسول كالمومنين لكنهم ليسوا بمصدقين كالمومنين كما قال الله تعالى يعرفونه كما يعرفون ابناءهم وقال الله تعالى واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انومن كما امن السفهاء والمعرفة كانت حاصلة لهم فلما طلب منهم التصديق ادعوه السفاهة وايضا كون المعرفة والقول والعمل من الايمان مخالف للايات والاحاديث المتواترة معنى وعرفة في باب الايمان كالحديث الاتي المذكور وغيره ولهذا اجمع اهل السنة على ان الايمان هو التصديق لا غير قال العلامة التفتازاني في شرح العقائد في صفحه ٩٠، الايمان في اللغة التصديق اي اذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا انتهى وقال فيه ايضا في صفحه ٩٠، واذا عرفت حقيقة معنى التصديق ان الايمان في الشرع بما جاء به الرسول من عند الله تعالى اي تصديق النبي عم بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه

بلاذری کے ہمعصر تھے انہوں نے باوجود اپنی کثرت اور امر حدیث کے اہتمام کی اس حدیث کو بلاذری کے مروی عنہ سے نقل نہیں کیا ہے اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں ذکر کیا ہے جتنے اشخاص کہ محدثین اعلام میں سے امام علی رضا سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اور امام علی رضا کی وفات ۲۰۳ھ یا ۲۰۴ھ میں ہوئی ہے اور اس زمانہ سے حسن عسکری کے زمان وفات تک کہ جو مامون کی خلافت کا زمانہ ہے اجلہ محدثین مثل سفیان بن عیینہ و امام شافعی و عبدالرحمن مہدی و ابو داود طیالسی وغیرہ جنکا ذکر تاریخ الخلفا میں مبسوط ہے موجود تھے اور ان محدثین کے نام کہ جنکی وفات معتصم باللہ کے زمانہ میں ہوئی ہے حمیدی شیخ بخاری و ابو نعیم وغیرہ ہیں اور جن محدثین کی وفات واثق باللہ کی خلافت میں ہوئی ہے مسدد و خلف بن ہشام و بویطی صاحب امام شافعی اور دیگر محدثین ہیں اور متوکل کی خلافت کے محدثین ابو ثور و امام احمد حنبل و دیگر اشخاص ہیں اور معتز کی خلافت کے محدثین سری و سقطی و عتبی و ہارون بن سعید ہیں اور معتمد کے زمانہ میں بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و مزنی وغیرہ تھے اور اسی زمانہ میں امام حسن عسکری نے وفات پائی ہے جیسا کہ تاریخ الخلفا میں مذکور ہے پس اس زمانہ میں اجلہ محدثین میں سے یہ اکابر موجود تھے اور باوجود اس کے بلاذری کی حدیث کو انہوں نے اخذ نہیں کیا پس لامحالہ وقت و حال دونوں اوس کے مکذب ہیں اور پانچویں وجہ کا ثبوت اس سے ہے کہ عقل و نقل اس روایت کو جھٹلاتی ہیں اس لئے کہ ایمان صرف اذعان و قبول کا نام ہے اور اس کا محل قلب ہے اور قول و عمل دونوں جوارح کے فعل ہیں اون میں قلب کو کچھ دخل نہیں ہے اور معرفت اگرچہ قلب سے ہوتی ہے لیکن اوس کا وجود بے اختیار ہو جاتا ہے اور کفار کو بھی دین و رسول کی معرفت حاصل تھی لیکن اون کو مومنوں کی طرح تصدیق نہ تھی جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے پہچانتے ہیں اوسکو جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنی اولاد کو اور نیز فرمایا ہے کہ جبکہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں اور معرفت تو کفار کو حاصل ہی تھی پھر جب اون سے تصدیق کا مطالبہ کیا گیا تو اوسکو انہوں نے بیوقوفی قرار دیا اور نیز معرفت و قول و عمل کا جزو ایمان ہونا مخالف ہے آیات و احادیث کے جو معنی متواتر ہیں اور ایمان کے باب میں وارد ہیں جیسے کہ حدیث الٰہی مذکور وغیرہ اور اسی وجہ سے اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق سے عبارت ہے علامہ تفتازانی نے شرح عقاید کے صفحہ ۱۰۰ میں کہا ہے کہ ایمان لغت میں تصدیق ہے یعنی اعتقاد مخبر کے حکم کا اور قبول کرنا اوس کو اور صادق قرار دینا اسکی اور نیز اوسکے صفحہ ۱۰۱ میں کہا ہے اور جبکہ تجھکو معنی تصدیق کی حقیقت معلوم ہوگئی پس جان لو کہ ایمان

به من عند الله تعالى اجمالا فانه كاف في الخروج عن عهدة الايمان ولا يخطر ببرهته عن الايمان التفصيلي انتهى وقال فيه ايضا في صفحه (۷۸) وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق بالقلب واما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان التصديق القلب امر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مومن عند الله وان لم يكن مومنا في احكام الدنيا انتهى وقال فيه ايضا وايضا الاجماع منعقد على ايمان من صدق بقلبه وقصد الاقرار باللسان ومنعه منه مانع من خرس ونحوه انتهى واما السادس فلان هذه الرواية مجرة عن حقيقة الايمان وهو من الامور الضرورية التي لا بد منها للمسلم بل هو اولها واجلها لان مدار النجاة في الاخرة والتكليف بالامور الشرعية الفرعية عليه فلو كان هذا هو حقيقة الايمان لما انعقد على خلافه اجماع اهل السنة وصار متواترا بين اخبار الامة فعلم كذب هذا الحديث ووضعه بهذا الطريق الاتيق وايضا ظهر مما قال المصنف في صفحة (۳۲) والى ظاهر هذه الاحاديث والاثار عن اهل بيت لا ظهر ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي والاحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ثم نتكلم ثانيا في نفس هذه الاحاديث ونقول ان الاول والثالث منها نص على ان المعرفة والاقرار والعمل كلها داخل في الايمان والثاني والرابع منها نص على ان الايمان نفس التصديق لا غير والامور الثلثة المذكورة ليست من الايمان والحديث الاخر الذي نقله برواية الحاكم من تاريخ نيسابور عن علي رضي الله تعالى عنه في صفحه (۲۶) هكذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان قول وعمل انتهى وفي مسنده ايضا ابو الصلت الهروي احد المتهمين بالوضع على ان التصديق والمعرفة ايضا خارجان من الايمان فهذه الخمس المذكورة متعارضة ومتناقضة معنى فاذا تعارضت تساقطت عن الاعتبار والاحتجاج بها فبطل كلما بني عليها المصنف وافتخر بها اي السند مسلسل بالائمة السبعة وبالائمة العشرة وفصار المصنف كالتي نقضت غزلها وسودته الصفحات من كثيه من الجرح والتعديل والتصحيح والتعليل وبطل جل دعاوية المذكورة في هذا القول وسنبين بطلانها في فاسيا تي

شرع مین تصدیق کرنا اون احکام کی کہ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے طرف سے لائے ہین یعنی سچا جاننا نبی
علیہ السلام کو دل سے اُن تمام امور مین جنکا منزل من اللہ ہونا بالبداہت معلوم ہے اجمالی طور پر اس لئے کہ اس قدر
کافی ہے ایمان کے عہدہ سے نکلنے کے واسطے اور اس کا درجہ تفصیلی ایمان سے کم نہین ہے انتہی اور نیز اوس کے
صفحہ (۸) مین کہا ہے (اور جمہور محققین اسی طرف گئے ہین کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار
شرط ایمان ہے اجراے احکام کے واسطے دنیا مین اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کے لئے کوئی علامت
ضرور چاہئے پس جس نے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نکیا تو وہ شخص خدا کے نزدیک ایماندار ہے اگرچہ
دنیا مین اوسکو نہ مانا جائے انتہی اور نیز اوس مین کہا ہے (اور نیز اجماع منعقد ہی اوس شخص کے مومن ہونے پر کہ جس نے
اپنے دل سے مان لیا اور زبان اقرار کرنے کا ارادہ کیا پر اوسکو حرص وغیرہ اقرار کرنیسے مانع ہوگئی انتہی اور جہتی
وجہ اسلئے ثابت ہے کہ یہہ روایت حقیقت ایمان کی مخبر ہے اور وہ اُن امور ضروریہ سے ہے کہ جن کا وجود مسلمان
کے لئے ضروری ہے بلکہ حقیقت ایمان کا جاننا امور ضروریہ مین اول واجل ہے اس لئے کہ مدار نجات کا آخر تمین
اور رسائل شرعیہ فرعیہ کی تکلیف کا دنیا مین اسی پر ہے پس اگر قول وعمل ومعرفت کا ہی مجموعہ ایمان کی حقیقت
ہوتی تو اوسکے خلاف پر اہل سنت کا اجماع منعقد نہ ہوتا اور یہی مجموعہ اخبار امت مین متواتر ہوجاتا پس اس عمدہ طریق سے
حدیث بلاذری کا کذب وموضوع ہونا کہل گیا اور اوس کا کذب بہی معلوم ہوگیا جو کہ مصنف نے صفحہ (۳۲) مین کہا ہے
کہ (والی ظاہر ھذہ الاحادیث والآثار عن اھل بیت الاطہار ونحوھا ذھب اصحاب الحدیث و مالک
والشافعی واحمد والاوزاعی کذھب اھل البیت ان العمل داخل فی الایمان) انتہی پہر ہم دوسری مرتبہ نفس
اون احادیث مین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی اور تیسری حدیث اُن چارون مین سے نص ہے اسپر کہ معرفت واقرار
وعمل مین سے ہر ایک ایمان مین داخل ہے اور دوسری وچوتھی حدیث ان مین سے نص ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق ہی ہے
اور بس اور تینون امور مذکورہ ایمان مین داخل نہین ہے اور ایک حدیث جسکو مصنف نے بروایت حاکم
تاریخ نیشاپور سے حضرت علی علیہ السلام سے صفحہ (۲۶) مین اس طرح سے نقل کیا ہے (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الایمان قول وعمل انتہی دال ہے اس پر کہ تصدیق اور معرفت بہی ایمان سے خارج ہے اور اس حدیث کی
سند مین بہی بوالصلت ہروی احد المتہمین داخل ہے پس یہہ پانچون احادیث مذکورہ پس مین باعتبار معنی کے
متعارض ومتناقض ہین پس جبکہ متعارض ومتناقض ہوے تو اعتبار واحتجاج کے قابل نہ رہے پس باطل ہوگیا جو کچھ مصنف نے ان حدیثون پر بنا کیا اور اوسپہ
فخر کیا اور اپنی کتاب کے صفحون کو اوس سے سیاہ کیا یعنی جمع وتعدیل وتصحیح وتعلیل اور اوسکے دعوے جو قبول مذکور مین

من مواضعها ببيان شافٍ لا مزيد عليه انشاء الله تعالى قال تنبيه قال خاتم الحفاظ
جلال الدين سيوطي في اول كتبه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما رمز البخاري ومسلم و
ابن حبان والحاكم في المستدرك والضياء المقدسي في المختارة وجميع ما في هذه الكتب
الخمسة صحيح فالعزو اليها معلم بالصحة سوى ما في المستدرك من المتعقب فانه عليه
قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك ولم
يتنبه عليه من بعده فعلي فانا انبه عليه في هذه الكتب حيث اقف انشاء الله
تعالى اتمم نقول انه ما وفا بهذا الوعد فهذا الجزء المطبوع فمثل به نجيبه انشاء الله
تعالى قال وكذا ما في مرطا مالك وصحيح بن خزيمة وابي عوانة وابن السكن والمنتقى
لابن الجارود والمستخرجات فالعزو اليها معلم بالصحة ايضا قال بعد ذكر رمز
ابي داود وما سكت عليه فهو صالح وما بين ضعفه نقلت عنه وذكر رمز الترمذي
قال وانقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رواياتهما انبه عليه
انشاء الله تعالى ثم ذكر رمز ابن ماجه والنسائي وابي داود الطيالسي وعبد الرزاق
وسعيد بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني
والدارقطني وابو نعيم والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينه
غالبا قلت وحيث لم يبينه فانا ابينه حيث اقف عليه انشاء الله تعالى قال وكل ما
كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي فيه يرتقي من الحسن قلت
وانا انبه عليه انشاء الله تعالى والبحث فيه مستمر في القول المستحسن في فحل الحسن
وذكر رمز العقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل والخطيب وابن عساكر
في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول
او الحاكم في تاريخه او الديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو
اليها او الى بعضها عن بيان ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتداد منها صالحة
للاحتجاج بها فانبه عليه حيث اقف انشاء الله تعالى وقد جر السيوطي على هذا
الاصطلاح في كتبه الدر المنثور في تفسير المأثور وسائر كتبه والناس عنه غافلون

گذرے ہین باطل ہوگئے اور ہم اون کا بطلان آیندہ مواقع مین ہی بیان شافی کے ساتھہ جس پر زیادتی نہین ہوسکتی ہے بیان کرین گے اگر خدائے برتر نے چاہا - لکھا مصنف نے (تنبیہہ) کہا خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے اپنی پہلی کتاب جمع الجوامع مین بعد اس کے کہ ذکر کیا رموز بخاری و مسلم و ابن حبان کو و رموز حاکم کو مستدرک مین و رموز ضیاء مقدسی کو مختارہ مین (اور جو کچھہ ان پانچون کتابون مین مذکور ہے صحیح ہے) پس ان کتابون کی طرف نسبت کرنا صحت کی نشانی ہے سوائے اون حدیثون مستدرک کے کہ جنکا تعقب کیا گیا ہے پس مین اون کو بتادون گا (مین کہتا ہون) جن حدیثون پر ذہبی نے تلخیص مستدرک مین تعقب کیا ہے پس بعض تعقب ذہبی کے میرے نزدیک تعقب کے قابل ہین اور قابل گرفت ہین اور اوس کے بعد والے اوس پر مطلع نہین ہوے پس مین ان کتابون مین جسجگہ اوسپر مطلع ہون گا اوسکو بتادون گا اگر خدائے برتر نے چاہا انتہی ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اس وعدہ کو اس جزو مطبوع مین پورا نہین کیا پس جبکہ اوس کو پورا کرے گا انشاء اللہ تعالی ہم اوسکا جواب دین گے (کہا مصنف نے) اور اسی طرح جو حدیثین موطا امام مالک و صحیح بن خزیمہ و ابی عوانہ و ابن مسکن و منتقی ابن جارود و دیگر مسخرجات مین ہین وہ بھی صحت کا نشان رکھتے ہین اور لکھا سیوطی نے ابو داود کے رموز ذکر کرنیکے بعد اور جن حدیثون پر ابو داود نے سکوت کیا ہے وہ بھی صالح احتجاج کی ہین اور جن کا ضعف اوس نے بیان کیا ہے اوس کو مینے ابو داود سے نقل کردیا ہے اور ترمذی کی رموز کو ذکر کیا اور کہا کہ مین اوس کا کلام جس حدیث پر ہے نقل کرون گا مین کہتا ہون کہ جو کچھہ کلام ان دونون کے روایت پر وارد ہوتا ہے مین اوسکو بتادون گا اگر خدا نے چاہا پھر سیوطی نے رموز ابن ماجہ و نسائی و ابو داؤد و طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد اور اون کے فرزند عبد اللہ کو و رموز ابو یعلی و طبرانی و دارقطنی و ابو نعیم و بیہقی کو ذکر کرکے کہا اور ان کتابون مین صحیح و حسن و ضعیف حدیثین موجود ہین پس اون کو غالبا بتادون گا مین کہتا ہون اور جن حدیثون کو سیوطی نے نہین بتایا مین جسجگہ اون پر واقف ہون گا بتادون گا اگر خدا نے چاہا کہا سیوطی نے مسند احمد مین جسقدر حدیثین ہین مقبول ہین اس لئے کہ اوسکے ضعیف حدیث بھی حسن کے قریب ہے مین کہتا ہون اور مین اون کو بتادون گا اگر خدا تعالی نے چاہا اور اون کی بحث پورے طور پر ہماری کتاب (القول المستحسن فی فخر الحسن) مین مذکور ہے اور سیوطی نے عقیلی کی رموز ضعفا مین اور ابن عدی کی رموز کامل مین اور خطیب و ابن عساکر کی رموز اوسکی تاریخ مین ذکر کرنے کے بعد کہا اور جو حدیثین ان چارون کے طرف یا حکیم ترمذی کے طرف

رموز الاصول مین جامع کے طرف اوسکی تاریخ مین دارقطنی کے طرف ۱۲

فليكن منك على ذكرى ولم يذكر السيوطي تهذيب الآثار لابن جرير في كتب الصحيح والظاهر
من تسمية ايله به انه عنده مهذب صحيح خلافا صرح انه غير صحيح قال تلميذ لابي محمد الفرغاني
وابن جرير ابتدا بتصنيف كتب تهذيب الآثار وهو من عجائب كتبه ابتدأ بمسند ابي بكر الصديق
مما صح وتكلم على كل حديث وعلله وطرقه وما فيه من الفقه واختلاف العلماء وحججهم واللغة
فلم مسند العشرة واهل البيت والموالي ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال الخطيب
وله كتب تهذيب الآثار لم ار مثله في معناه انتهى وتمم مقدمته ههنا اقول بتوفيق الله تعالى
وعونه تنبيه وما يجب ان يعلم في هذا المقام ان المصنف في كتبه هذه التي صنفه لاثبات
اصول الدين على طبق مذهب اهل البيت ومذهب اهل السنة والجماعة قد اثبت مسئلة
الايمان بالاحاديث المرويه بالطرق الواهيه والاسناد المتروكة الشاذة وعدل رواتها مع
كونهم من المتهمين بالمجروحين عند الثقاة المتقدمين من اجلة المحدثين كالامام احمد والدارقطني
والسيوطي والحاكم وغيرهم وادعى وفور علمه وعثور فهمه في مقابلتهم في علم الحديث واني اعلم
قدره في هذا الشان وفي جل العلوم لاني معاصريه ومن تلامذة استاذه ومن اهل بلده عشرات
معه منذ سنين ودارسته ومباحثته في زمرة الطالبين فلما رايت عجبه برايه واعتماده على نفسه
دون غيره من السالفين والخالفين مع زلة قدمه عن جادة التحقيق وزيغ قلبه في مقام
التدقيق واتباعه الباطل معرضا للحق الحقيق وجب علي ان انبه وابين له ما اوقع فيه نفسه
وما ازاغه عنه قدمه نصحا في الدين له ولسائر المسلمين وما ابرء نفسي ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور رحيم قال الامام بن حجر المكي في الزواجر الكبيرة التاسعة
عشرة الكبر والفخر والخيلاء والعجب والتيه وسياتي في باب اللباس بسطة وكذلك العلم الذين
تظهرت عليهم سيما الصالحين يسرع اليهم الكبر لان الناس يتردون اليهم بقضاء مارمهم والمبالغة
في اكرامهم فيرون حينئذ انهم ارفع واحق بان يكون الناس دون لعدم وصولهم الى صواع الهم
وصادر اوان ذلك ربما يكون سببا لسلبهم كما وقع لكثير وقال ابن مسعود الهلاك في اثنين القنوط
والعجب اي لان القانط ايس من نفع الاعمال ومن لازم ذلك تركها والمعجب يرى انه سعد
والظفر بمراده فلا يحتاج لعمل ومن ثم قال تعالى فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى ومن

مسند فردوس مین منسوب ہین وہ ضعیف ہین پس اون کی نسبت کرنا اون کتابون کے کلیا بعض کیطرف
بیان ضعیف سے مستغنی ہے مین کہتا ہون کہ ان کتب کی حدیثون کا ایک معتدبہ مجموعہ کی حجۃ ہونیکی قابل ہے
مین اوسکو بتاون گا جس مقام مین کہ اوسپر اطلاع پاؤن گا اگر خدا نے چاہا اور سیوطی اپنی کتاب تفسیر
درمنثور مین اور اپنی کتابون مین سے اسی اصطلاح پر چلا ہے اور لوگ اس سے غافل ہین تجکو یاد رکھنا
چاہیے اور سیوطی نے صحیح حدیث کی کتابون مین ابن جریر کی تہذیب الآثار کو ذکر نہین کیا ہے اور اس کتاب کے
نام ہی سے ظاہر ہے کہ مصنف کے نزدیک اسکی احادیث مہذب و صحیح ہین بجز اون حدیثون کے کہ جن کے
صحیح نہ ہونے پر اوس نے تصریح کردی ہے ابو محمد فرغانی کے تلمیذ نے کہا ہے کہ ابن جریر نے کتاب تہذیب الآثار
کی تصنیف سے ابتدا کی ہے اور یہ اوس کے عجیب کتابون مین سے ہے اس کی ابتدا ابو بکر صدیق کی مرویات
صحیحہ سے ہوئی ہے اور ہر حدیث پر مصنف نے کلام کیا ہے اور اسکی اور اسکے طرق کی علت بیان کی ہے اور
جو مسئلہ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوسمین علما کا اختلاف اور اون کی حجتین ہین اور اوس کے معانی
لغویہ یہ سب امور بتائے ہین پس عشرہ مبشرہ و اہل بیت اور اون کے موالی کا ایک کامل مسند ہوگیا
ہے اور مسند ابن عباس مین سے بھی کچھ مذکور ہے اور انتقال کر گیا خطیب نے کہا ہے ابن جریر کی کتاب
تہذیب الآثار ایسی ہے کہ اوس کی صفت مین اوس کا مثل مینے نہین دیکھا ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اور اسکی
کتاب فقہ اکبر کا مقدمہ یہان تک تمام ہوگیا مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے (تنبیہہ) اور منجملہ اون امور کے کہ جنکا جاننا اہتمام
مین واجب ہے ایک یہ امر ہے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب مین کہ جسکو عقائد دینیہ مطابق اہل سنت و مذہب
اہل سنت بیان کرنے کی غرض سے تصنیف کیا ہے ایمان کا مسئلہ ایسی حدیثون سے ثابت کیا ہے کہ جو مروی
ہین واہی طریقون اور متروک و شاذ سندونسے اور اونکے راویون کی صفائی بیان کی ہے باوجودیکہ وہ ثقات
متقدمین اور اجلہ محدثین کے نزدیک متہم و مجروح ہین مثلاً امام احمد حنبل اور دارقطنی و سیوطی و حاکم وغیرہم
نے اون راویون کی خوب قلعی کھولدی ہے پر مصنف نے ان بزرگون کے مقابلہ مین علم حدیث مین اپنی وفور
علم و عثور فہم کا دعوے کیا ہے اور مجھکو اس علم مین اور دوسرے علوم جلیلہ مین مصنف کی مقدار معلوم ہے
اس لئے کہ مین مصنف کا ہمعصر ہون اور اوسکے استاد کا شاگرد ہون اس کا ہم وطن ہون برسون سے
اس کے ساتھ رہا ہون اور طالب العلمون کی جماعت مین اوس کا ہمدرس و ہمکلام رہا ہون پس جبکہ مین نے
اوس کا عجب اپنی رائے پر اور اوس کا اعتماد اپنی نفس پر نہ متقدمین و متاخرین مین سے کسی پر معائنہ

تزكية اعتقاد انها بارة وهو معنى العجب انتهى وقال فيه ايضا والعجب افات كثيرة منها ما تؤل له الكبر عنه كما مر فتكون افات الكبر افات العجب لانه الاصل هذا مع العباد والعجب غرته نفسه بر به ومن مكره وعقابه وعد نفسه ان له على الله حقا بعمله فزكى واعجب برايه وعقله وعلمه حتى استبد بذلك ولم تطمئن نفسه ان يرجع لغيره في علم ولا عمل فلا يسمع نصحا ولا وعظا لنظره لغيره بعين الاحتقار وقد علم مما الفرق بين الكبر والعجب وايضا ان الكبر اما باطن وهو خلق في النفس واسم الكبر بجانب الحق واما ظاهر وهو اعمال تصدر من الجوارح وهي ثمرات ذلك الخلق وعند ظهور ما يقال له تكبر وعند عدمها يقال في نفسه وقد اخبر صلى الله عليه وسلم ان هذا يغلب في آخر هذه الامة اذ جميع اهل البدع والضلال انما اصروا عليها لعجبهم بآرائهم الفاسدة وبذلك اهلكت الامم السابقة لما افتتنوا واعجب كل برائه كل حزب بما لديهم فرحون انتهى وقال فيه ايضا ومن ثم جعل صلى الله عليه وسلم من علامة الكبر بطر الحق اي رده وغمط الناس اي احتقارهم وازدرائهم ثم الحامل على التكبر هو اعتقاد كمال غيره على الغير بعلم او عمل او نصب او مال او جاه او قوة او كثرة اتباع فالتكبر اسرع الى العلماء الذين لم يمنحوا نور التوفيق منه الى غيرهم لان الواحد منهم يرى غيره بالنسبة اليه كالبهيمة في قصر في حقوقه التي طلبها الشارع منه كالسلام والعيادة والبشر ويطالب منه ان لا يخل بشيء من حقوقه لمحبته الترفع عليه وفاعل ذلك اجهل الجاهلين لانه جهل مقدار نفسه وربه وخطر الخاتمة وعكس الموضوع اذ من شان العلم ان يوجب مزيد الخوف والتواضع لعظم حجة الله عليه بالعلم وتقصيره في شكر نعمته لكن سبب ذلك ان علمه اما يرجع الى الدنيا او لانه لم يخالص النية فيه فخاص فيه على غيره وجهه فاتج له تلك النتائج انتهى بقدر الحاجة وفيه الكفاية لطالب الهداية ومن شاء الزيادة بادر الى الزواجر بحسن النية والارادة والله ولي العصمة ومنه الوقاية عن الفواسير هذا بيان ما اوقع فيه نفسه واما بيان ما ازل عنه قدمه فتفصيله سياتي في رد كتابه بكمال البسط والتكميل وههنا نذكره نبذة منه على حسب ما يقتضيه كلامه في هذا المقام فنقول ان المصنف قد عد نفسه من المجتهدين ومن اجلة المحدثين ومن اصحاب الجرح والتعديل ومن ارباب الارشاد والتكميل فلذلك قابل في كل باب منها اكابر رجاله ففي الفقه

کیا یا آنکہ اوس کا قدم جادہ تحقیق سے لغزش کر گیا اور مقام تدقیق مین اوس کا قلب کج ہوگیا اور باطل کا پیرو و
حق حقیق سے منحرف ہوگیا تو مجھپر واجب ہوگیا کہ اوس کو ہوشیار کردون اور جن مواقع مین اوسنے اپنے نفس کو گرایا
اور اپنے قدم کو ڈگمگایا اوس کے اور تمام مسلمانون کی خیر خواہی کی غرض سے اون مواقع کو بیان کردون اور
مین اپنے نفس کو خطا سے بری نہین کرتا ہون بیشک نفس بدی کا حکم کرنیوالا ہے مگر جسپر میرے رب نے رحم کیا
کیونکہ میرا رب مغفرت و رحم کرنیوالا ہے امام ابن حجر مکی نے زواجر مین لکھا ہے کہ (اونیسوان کبیرہ کبر اور فخر اور خیلا
و عجب اور اترانا ہے اور اوس کا بیان خوب بسط کے ساتھ باب اللباس مین عنقریب آنے والا ہے اور اسیطرح
پر وہ علما کہ جن سے صالحین کے آثار نمایان ہے اون کے طرف کبر بہت جلد جاتا ہے اسوجہ سے کہ لوگون کو اپنے
قضائے حوایج کے لئے اون کے پاس آمد و رفت کرنی ہوتی ہے اور اون کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو اونکو
اوسوقت گمان ہوتا ہے کہ ہمین سب سے بلند ہین اور مستحق ہین اس کے کہ اور لوگ ہمارے تحت حکم رہین یہ خیال
اون کو اسوجہ سے پیدا ہوا کہ اور لوگ اون کے اعمال ظاہری تک نہین پہنچ سکتے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ یہ خیال سبا اوقات
اون کے سلب و کمال کا سبب ہوجائے گا جیسا کہ بہت سے علما کے حق مین واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے فرمایا
ہے ہلاکی دو مین ہے ناامیدی و خود پسندی اس لئے کہ ناامید اعمال کے نفع کی امید نہین رکھتا ہے اور جس کو یہ
یہ خیال لازم ہوجائے اعمال کو ترک کردیتا ہے اور خود پسند خیال کرتا ہے کہ مین نیک بخت ہون اور اپنی مراد کو پہنچ گیا
ہون اسوجہ سے عمل کا محتاج نہین رہتا ہے اور یہین سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفسون کو پاکیزہ مت سمجھو
خدا ہی کو خوب معلوم ہے جو شخص کہ متقی ہے اور پاکیزہ سمجھنے ہی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا نفس نیک ہے اور یہی
معنی مین خود پسندی کے اور نیز زواجر مین کہا ہے اور عجب کے آفات بہت ہین منجملہ اون کے پیدا ہونا کبر کا ہے عجب کے
سبب سے جیسا کہ گذرا پس کبر کے آفات ہی عجب کے آفات ہین اس لئے کہ عجب ہی تو کبر کی اصل ہے یہ تو بندون کے ساتھ صاحب عجب کا
حال ہے اور پروردگار کے ساتھ ہی صاحب عجب کو اوس کے نفس نے دھوکا دیا ہے اس لئے کہ اوس کے مکر و عذاب
سے بیخوف ہوگیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ میرا اللہ پر حق ہوگیا ہے بسبب عمل کرنے کے پس نفس کو پاکیزہ سمجھ لیا
اور اپنی رائے و عقل و علم کو عجب گمان کیا یہان تک کہ اوس پر استقلال کرلیا اور اوس کا نفس غیر کیطرف
علم و عمل مین رجوع کرنے پر راضی نہین ہے پس نصیحت سنتا ہے نہ وعظ اپنے غیر کو حقارت کی انکھ سے دیکھنے کے
سبب سے اور بیان مذکور سے کبر و عجب مین فرق معلوم ہوگیا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ کبر ایک باطنی حالت
ہے اور وہ نفس کی عادت ہے اور لفظ کبر اسی پر زیادہ چسپان بھی ہے یا ظاہری حالت ہے اور وہ اعمال ظاہری ہین

قابل الفقها الاربعه وفی الحدیث قابل ابن حجر المکی والسیوطی والحاکم واحمد بن حنبل والذهبی
وغیرهم من اجلة هذا الفن وفی اصول الحدیث قابل اکابره وفی التصوف والمعرفة قابل الشیخ
محی الدین بن العربی والقشیری وغیرهما من کبراء هذا الفن وهذا القول الذی ذکره لعنوان
التنبیه فی اخر مقدمة هذا الکتاب یشیر الی مقابلة المحدثین واصحاب الجرح والتعدیل ومن
مقتضاها ان یهون بعض ما وثقوه ویقوی ما ضعفوه فلهذا اجرح اولا علی تعقبات الذهبی
فی تلخیص المستدرک التی سلمها السیوطی وغیره من المحققین فی هذا الشان وقال قلت ما
تعقب الذهبی فی تلخیص المستدرک فبعضه عندی متعقب مستدرک اقول بتوفیق الله تعالی
وعونه وجه مخالفته للذهبی فی بعض ما تعقبه فی المستدرک انه رأی ذلک البعض موافقا
لمذهبه فی تفضیل علی رضی الله عنه علی عثمان رضی الله عنه ولهذا ترک ذکر عثمان رضی الله عنه
فی هذا الکتاب والحاکم صاحب المستدرک ایضا کان یری ذلک وقال مولانا شاه عبد العزیز
فی بستان المحدثین فی صفحه (۴۴) لیکن خطیب بغدادی در رجال او نوشته است کان
الحاکم ثقة وکان یمیل الی التشیع بعضے از علما گفته اند که معنی تشیع او انست که قایل بود
بتفضیل حضرت علی رضی الله عنه بر حضرت عثمان رضی الله عنه که مذهب جمیع از اسلاف هم بود والله اعلم ودر بسیاری
از احادیث مستدرک که او حکم بصحت آنها نموده مثل احادیث صحیحین انگاشته علماء اجله
اورا تخطیه کرده اند وبروی انکار نموده از انجمله است حدیث الطیر که در مناقب حضرت
مرتضی علی مشهور ومعروف است ولهذا ذهبی گفته است که حلال نیست کسی را که بر
تصحیح حاکم غره شود تا وقتیکه تعقبات وتلخیصات مرا نه بیند ونیز گفته است احادیث
بسیار است در مستدرک که بر شرط صحت نیست بلکه بعضے از احادیث موضوعه نیز هست که
تمام مستدرک بآنها معیوب گشته انتهی وهذا اما یقوی بعض ما ضعفوه ثم خرج علی السیوطی بعد ما ذکر قوله هکذا قال
قال وکل ما عزی لهؤلاء الاربعه او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخه
والدیلمی فی مسند الفردوس فهو ضعیف فیستغنی بالعزو الیها او الی بعضها عن بیان
ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتماد منها صالحة للاحتجاج بها فانه علیه حیث
اقف انشاء الله تعالی اقول بتوفیق الله تعالی وعونه وجه مخالفة للسیوطی فی هذا القول

کہ ظاہر اعضا سے صادر ہوتی ہین اور اسی تکبر باطنی کے ثمرات ہین جب یہہ اعمال ظاہر ہوتی ہین تو اوسکو کہا جاتا ہی کہ فلان نے تکبر کیا اور انکو ظاہر کیوقت کہا جاتا ہی کہ اوسکی نفس مین کبر ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کبر غالب ہوجائے گا اس امت کے پچھلون مین) اسوجہ سے کہ تمام بدعت و گمراہی والے اپنی بدعات پر جو مصر ہوئے تو صرف اپنی آرائے فاسدہ کو اچھا جانکر اور اسی صفت کے سبب سے پہلی امتین ہلاک ہوگئین کیونکہ وے غرقے فرقے ہوگئے اور ہر ایک نے اپنی راے کو پسند کیا ہر گروہ اپنے خیالات پر خوش ہے انتہی اور نیز زواجر مین لکہا ہے اور اسی وجہ سے نبی صلعم نے کبر کی علامت قرار دیا ہی حق کو رد کرنا اور لوگون کو حقیر جاننا اور عیب لگانا پہر تکبر کا باعث اپنے کمال امتیاز کا اعتقاد ہی غیر پر علم یا عمل یا نسب یا مال یا جاہ یا قوت یا کثرت اتباع مین پس تکبر جلدی آجاتا ہے ایسے عالمون مین کہ جنہون نے نہین عطا کی گئی نور خدا کو بہ نسبت غیر اونکی کہ اس لئے کہ اون مین کا ہر ایک اپنی نسبت غیر کو جاہل کی طرح سمجھتا ہے پس غیر کے حقوق مین کہ جن کا شارع نے اوس سے مطالبہ کیا ہے جیسے سلام کرنا و بیمار پرسی و خندہ روئی کمی کرتا ہے اور غیر سے چاہتا ہے کہ میرے حقوق مین ذرہ برابر کمی نکرے اپنے ترفع کو دوست رکھنے کی وجہ سے اور ایسا شخص جاہلون سے زیادہ جاہل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کی مقدار سے انجان ہے اور خاتمہ کے اندیشہ سے ناواقف ہے اور معاملہ برعکس ہوجانے سے غافل ہے اس لئے کہ علم کی شان سے زیادہ ہونا خوف و تواضع کا کیونکہ علم کیوجہ سے اللہ کی حجت اوس پر تمام ہوگئی اور نعمت پروردگار کے شکر مین اوس کے تقصیر ظاہر ہوگئی لیکن اوس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اوس کا علم دنیاوی حاجت کے لئے حاصل ہوا ہے یا یہ کہ اوس نے تحصیل علم کیوقت نیت کو خالص نہین کیا تہا پس علم کو بیطور حاصل کیا کہ جسکی وجہ سے یہہ نتایج پیدا ہوگئے تمام ہوا کلام ابن حجر کا بقدر حاجت اور طالب ہدایت کے لئے اسی قدر مین کفایت ہوسکتی ہے اور جو شخص زیادہ کا خواہان ہے تو حسن نیت و ارادہ کے ساتہہ زواجر کیطرف سبقت کرے اور خدا ہی مالک ہی حفاظت کا اور اوس کے طرف سے بچاؤ گمراہی سے یہ بیان ہے اوس موقع کا کہ جس مین مصنف نے اپنے نفس کو گرادیا اور لیکن بیان اوس محل کا کہ جس سے مصنف نے اپنا قدم ڈگادیا تو اوسکی تفصیل کمال بسط و تکمیل کے ساتہہ اوس کی کتاب کی رد مین عنقریب آنیوالی ہے اور یہان ہی ہم اوسمین سے تہوڑا سا بیان کردیتے ہین کہ جس قدر کو مصنف کا کلام اسمقام مین مقتضی ہے پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اپنے نفس کو شمار کیا ہے مجددین مین اور راجلہ محدثین مین اور اصحاب جرح و تعدیل و ارباب انتقاد و تکمیل مین پس اسی وجہ سے فنون مذکورہ بالا مین ہر ایک کے باب مین اکابر رجال سے مقابلہ کیا ہی پس فقہ مین مقابلہ کیا ہے فقہاء اربعہ سے اور حدیث مین مقابلہ کیا ہے ابن حجر کی و سیوطی و حاکم و احمد بن حنبل و ذہبی وغیرہ اس فن کے اجلہ سے اور اصول حدیث مین اوس کے اکابر سے مقابلہ

انه رای ما دتہ ادلتہ مذھبہ فی ھذہ الکتب فاراد تزکیتھا اولا لیحتج باحادیثھا الضعاف
فی مقام یرامنا سبالہ ثانیا فنقول فی جوابہ ان الاحتجاج باخبار الاحاد لاثبات العقائد الدینیۃ
مخالفۃ لما علیہ الطائفتان من اھل السنۃ والشیعۃ قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی
باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن قال العلماء الخبر ضربان متواتر واحاد فالمتواتر ما نقلہ
عدول لایمکن تواطئھم علی الکذب ویستوی طرفاہ والوسطۃ ویخبرون عن حسی لامظنون و
یحصل العلم بقولھم ولھذا خبر الواحد فھو ما لم یوجد فیہ شروط المتواتر سواء کان الراوی لہ
واحدا او اکثر واختلف فی حکمہ فالذی علیہ جماھیر المسلمین من الصحابۃ والتابعین فمن
بعدھم من المحدثین والفقھاء واصحب الاصول ان خبر الواحد الثقہ حجۃ من حج الشرع یلزم
العمل ویفید الظن ولایفید العلم انتھی وقال صاحب الکنز فی منار الاصول الاول فرض وھو
ما ثبت بدلیل لاشبھۃ فیہ کالایمان والارکان الاربعۃ وحکمہ الزوم علما وتصدیقا
بالقلب وعملا بالبدن حتی یکفر جاحدہ ویفسق تارکہ بلاعذر والثانی واجب وھو
ما ثبت بدلیل فیہ شبھۃ کصدقۃ الفطر والاضحیۃ وحکمہ الزوم عملا لاعلما حتی
لایکفر جاحدہ انتھی وقال ابن خلدون فی مقدمۃ تاریخہ ولایرجع الی تعدیل الرواۃ
حتی یعلم ان ذلک الخبر فی نفسہ ممکن او ممتنع واما اذا کان مستحیلا فلا فائدۃ للنظر
فی التعدیل والتجریح انتھی ھذا ما نصہ المحققون من اھل السنۃ فی ھذا الباب واما اقوال الامامیہ
فمنھا ما ذکرہ فی ایات البینات فی صفحہ (۱۱۳) ھکذا جناب مولنا سید محمد مجتہد ضربت
حیدریہ میں فرماتے ہیں کہ متکلمین ومجتہدین امامیہ اصول دین میں دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہیں اور بس انتھی
وقال فیہ ایضا فی صفحہ (۱۰۹) ھکذا جناب مولانا دلدار علی صاحب فی صوارم میں متعلق اخبار واحاد
کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات میں
یقین حاصل کرتے ہیں اور ظن اور تقلید کو اصول دین میں جائز نہیں رکھتے انتھی فاذھب الیہ المصنف
فی ھذا الکتب من الاحتجاج بالاحاد لاثبات الاصول الدینیہ والعقائد الشرعیہ مردود
عند الطائفتین وغیر مرضی لاحد منھما ثم قال ثم قد جری السیوطی علی ھذا الاصطلاح
فی کتابہ الدر المنثور فی تفسیر المانقل وسائر کتبہ والناس عنہ غافلون فلیکن

کیا اور تصوف و معرفت مین شیخ محی الدین بن العربی و قشیری وغیرہ اس فن کے کبرا سے مقابلہ کیا ہے اور یہ قول کہ جسکو مصنف نے تنبیہ کے عنوان سے مقدمۂ فقہ اکبر کے آخر مین ذکر کیا ہے محدثین و اصحاب جرح و تعدیل سے مقابلہ کرنیکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مقابلہ کے لوازم سے ہے یہ کہ ضعیف کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے قوی کیا اور قوی کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے ضعیف کیا پس اسیوجہ سے پہلے تعقبات ذہبی پر کہ جنکو ذہبی نے تلخیص المستدرک مین ذکر کیا ہے اور سیوطی وغیرہ اس فن کے محققین نے اون کو مان لیا ہے جرح کی اور کہا کہ مین کہتا ہون تلخیص مستدرک مین جو ذہبی نے تعقبات کئے ہین پس بعض اونکے میرے نزدیک قابل تعقب و مستدرک ہین آخر تک) مین کہتا ہون خدا ے تعالیٰ کی توفیق و مدد سے مصنف نے جو بعض تعقبات ذہبی سے مخالفت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس بعض کو مصنف نے اپنے مذہب کے موافق دیکھا حضرت علیؓ کو فضیلت دینے مین عثمان غنیؓ پر اور اسی سبب سے حضرت عثمانؓ کا ذکر اس کتاب مین نہین کیا اور حاکم صاحب مستدرک کا عقیدہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین کے صفحہ ۴۴ مین فرمایا ہے لیکن خطیب بغدادی نے حاکم کے حال مین لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھا۔ اور کسیقدر شیعیت کی طرف میل رکھتا تھا بعض علما نے کہا ہے کہ تشیع حاکم کے معنے یہ ہین کہ وہ قائل تھا حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دینے کا کہ یہ مذہب ایک جماعت کا متقدمین مین سے بھی رہا ہے اور خدا داناتر ہے اور مستدرک کی بہت حدیثین کہ حاکم نے اون کو مثل احادیث صحیحین گمان کیا ہے۔ جلیل القدر علماء کے نزدیک حاکم نے اون مین خطا کی ہے اور وہ حدیثین منکر ہین منجملہ اون کے ایک حدیث الطیر ہے کہ حضرت علیؓ کے مناقب مین مشہور و معروف ہے اور اسیوجہ سے ذہبی نے کہا ہے کہ کسیکو حلال نہین ہے یہ کہ حاکم کی تصحیح پر غرہ ہو جاوے جبتک کہ میرے تعقبات والحاقات کو نہ دیکھلے اور یہ بھی کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی حدیثین صحت کی شرط پر نہین ہین بلکہ بعض حدیثین موضوع بھی اوسمین ہین جنکی وجہ سے تمام مستدرک عیب دار ہو گئی ہے انتہی۔ اسکے بعد مصنف نے سیوطی پر جرح کی بعد ذکر کرنے قول سیوطی کے اسطرح پر (قال وکل ما عزی لطولا الا اربعۃ او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخہ او الدیلمی فی مسند الفردوس فھو ضعیف فیستغنی بالعزو الیھا او الی بعضھا عن بیان ضعفہ قلت وجملۃ صالحۃ للاعتداد منھا صالحۃ للاحتجاج بھا فانبہ علیہ حیث اقف انشاء اللہ تعالیٰ) مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین سیوطی کی مخالفت اسوجہ سے کی ہے کہ ان کتابون مین مصنف کو اپنے مذہب کی ادلۃ کا مادہ نظر آیا پس پہلے اون کی صفائی بیان کرنیکا ارادہ کیا تا جس مقام کے مناسب اونکی ضعیف حدیثون سے استدلال کا موقع معلوم ہو تو وہان اون سے حجت لا سکے پس ہم اسکے جواب مین کہتے ہین

منك علی ذکری اقول ومن الله التوفیق هذا منه افتراء عظیم علی السیوطی وما
نسبه علی الناس من غفلتهم عن هذا الاصطلاح منسوب الیه والناس بفضل الله
تعالی بریون عنه کیف وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم ید الله علی الجماعة وعلیکم
بالجماعة فمن شذ شذ فی النار والامام السیوطی فی هذا الشان موافق للجمهور وما
اخترع اصطلاحا مخالفا لهم لا فی تفسیره الدر المنثور ولا فی سائر کتبه بل جعل
لها مراتب ومنازل وبین غرضها فیها کما صرح به فی التحفة حیث قال باید دانست
که قاعده مقرره اهل سنت است که حدیثی را که بعضی ائمه فن حدیث در
کتابی روایت کنند وصحت ما فی الکتاب را التزام نکرده باشند مثل بخاری
ومسلم وبقیه اصحاب صحاح وبصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین اهل سنت که در طبقهٔ متاخر پیدا شدند نیست زیرا
که جماعه از محدثین اهل سنت که در طبقهٔ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی
وخطیب وابن عساکر چون دیدند که احادیث صحاح وحسان را متقدمین
مضبوط کرده رفته وجائی سعی در ان نمانده مائل شدند بجمیع احادیث
ضعیفه وموضوعه ومقلوبة الاسانید والمتون تا بطریق بیاض بجمع افراهم
آورده نظر ثانی کنند وموضوعات را از حسان لغیرها ممتاز سازند بسبب
قلت فرصت وکوتاهی عمر خود انها را این مهم سرانجام نشد اما متاخرین که از
ایشان بعد تر پیدا شدند امتیاز کردند ابن الجوزی موضوعات را جدا
ساخت ومتحاذی حسان لغیرها را در مقاصد حسنه علیحده نوشت وسیوطی
در تفسیر در منثور پرداخت وخود ان جمع کنندگان در مقدمات کتب
خود این غرض را واشگاف گفته اند با وجود علم بحال ان کتب که بتصریح
مصنفین انها دریافته باشیم احتجاج بان حدیثی چگونه روا باشد انتهی
ولهذا جمع السیوطی مرویاته المتواترة علیحدة فی کتابه الفوائد المتکاثرة
فی اخبار المتواترة ثم لخص منه رسالة وجیزة سماها بالازهار المتناثرة فی الاخبار

کہ اخبار احاد سے حجت لانا عقائد دینیہ کے اثبات کیلئے سنی وشیعہ دونون گروہ کے مخالف ہے چنانچہ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین حدیث مصنعن سے حجت لانیکی صحت کے بیان مین کہا ہے (کہا علمانے کہ حدیث کی دو قسم ہین متواتر وخبر واحد پس متواتر وہ حدیث ہے کہ جسکو نقل کرنیوالے اتنے ثقہ لوگ ہون کہ جنکا جھوٹ پر اتفاق کرنا غیر ممکن ہو اور اوسکے دونون کناسے اور بیچمین برابر یہی صفت پائی جاسے اور مضمون اونکی صفت کا امر محسوس ہو نہ ظنی وخیالی اور اونکے قول سے یقین حاصل ہوجاسے۔ اور خبر واحد وہ ہے کہ اوسمین متواتر کی شرطین نپائی جائین چاہے اوسکا راوی ایک ہو یا زیادہ اور اوسکے حکم مین علما کا اختلاف ہے پس جسپر جمہور اہل اسلام یعنے صحابہ وتابعین اور اونکے بعد والے محدثین وفقہاء واصولین کی راسے قایم ہے یہ ہے کہ ایک شخص معتبر کی خبر شرعی حجتون مین سے ایک حجت ہے کہ جسپر عمل کرنا واجب ہوجاتا ہے اور مفید ظن ہوتی ہے مفید یقین نہین ہوتی ہے۔ انتہی۔ اور صاحب کنز نے منار الاصول مین کہا ہے (اور قسم اول فرض ہے اور فرض وہ حکم ہے کہ جسکا ثبوت قطعی دلیل سے ہو جیسا کہ ایمان اور چارون ارکان اور فرض کا حکم لازم ہوجاتا ہے دل سے ماننے اور یقین کرنے اور بدن سے اوسپر عمل کرنیکی رو سے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر ہوجاتا ہے اور اوسکا تارک بلا عذر فاسق ہوجاتا ہے اور دوسری قسم واجب ہے اور واجب ایسا حکم شرعی ہے کہ جسکا ثبوت دلیل ظنی سے ہو جیسے صدقۂ فطر وقربانی اور اوسکا حکم لازم ہوتا ہے باعتبار عمل کے نہ کہ باعتبار یقین کے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر نہین ہوتا ہے۔ انتہی اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ مین کہا ہے اور راویونکی صفائی کی طرف رجوع نہ کیا جاسے جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خبر فی نفسہ ممکن ہے یا ممتنع ہے اسلئے کہ جب خبر ممتنع ہو تو صفائی وجرح رواۃ مین نظر کرنا بے سود ہے انتہی یہ وہ قاعدہ ہے کہ جسکے محققین اہل سنت نے اسباب مین تصریح فرمائی ہے ولیکن شیعون کے اقوال پس منجملہ اونکے ایک قول وہ ہے کہ جسکو آیات بینات کے صفحہ ۱۱۳ مین اسطرح بیان کیا ہے جناب مولنا سید محمد مجتہد ضربت حیدریہ مین فرماتے ہین کہ متکلمین ومجتہدین امامیہ اصول دین مین دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہین اور بس انتہی۔ اور نیز اوسکے صفحہ ۹۰ مین اسطرح بیان کیا ہے کہ جناب مولنا دلدار علیصاحب نے صوارم مین متعلق اخبار واحادیث کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات مین یقین حاصل کرتے ہین اور ظن اور تقلید کو اصول دین مین جایز نہین رکھتے انتہی۔ پس جو کہ مصنف نے اس کتاب مین اخبار احاد سے اصول دینیہ وعقائد شرعیہ کا اثبات اختیار کیا ہے دونون گروہ سنی وشیعہ کے نزدیک مردود ہے اور ان دونون مین سے کسیکے نزدیک پسندیدہ نہین ہے پھر کما مصنف نے (وقد جری السیوطی علی ہذا الاصطلاح فی کتابہ الدر المنثور

المتواترة وقال في ديباجتها وبعد فاني جمعت كتابا سميته الفوائد المتكاثرة في اخبار المتواترة اوردت فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا مستوعبا طرق كل حديث والفاظه فجاء كتابا حافلا لم اسبق الى مثله الا انه لكثرة ما فيه من الاسانيد انما رغب فيه من له عناية بعلم الحديث واهتمام حال وقليل ما هم فرايت بتجريد مقاصده في هذه الكراسة ليعم نفعه بان اذكر الحديث وعدة من رواة من الصحابة مقرونا بالعزو الى من خرجه من الائمة المشهورين وفي ذلك مقنع للمستفيدين وسميته الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة ورتبته على الابواب كاصله انتهى ثم اخذ السيوطي لعدم ذكره تهذيب الاثار لابن جرير في كتب الصحيح بان الظاهر من تسمية ابن جرير هذا الكتب بتهذيب الاثار انه مهذب صحيح عنده واشهد على صحته بقولين احدهما قول تلميذ ابي محمد الفرغاني وثانيهما قول الخطيب واشار الى ما فيه بالاجمال بحيث يعلم منه انه مشتمل على علوم اهل البيت فحصل ما هو بصدده من جمع علومهم بذلك الكتب ايضا ولا يخفى على الماهرين الكاملين بهذا القدر من البيان لا يتم ما عناه ولا ينكشف معناه بل قوله خلافا لما صرح انه غير صحيح يوهن ما ادعاه ويضر ما عاه وايضا ترك السيوطي اياه وعدم عده به في الصحاح مع تجره وعثوره وجلالة شانه ووفوره لا يخلو عن شئ ومع ذلك قد صرح العلماء واجمعوا على ان للكتب الحديث طبقات ودرجات بعضها فوق بعض وبينوها وعينوها بان ما يصلح منها للاحتجاج فهو مقبول وما ليس فليس كما قال في مقدمة سنن الدارمي الفصل الاول في انواع كتب هذا العلم كثر الله تعالى اهلها وما يتصل بذلك ولها طرق متنوعة منها الجامع وهو ما يوجد فيه جميع اقسام الحديث من العقائد والاحكام والرقاق واداب الاكل والشرب والسفر والقيام وما يتعلق بالتفسير والتاريخ

فی التفسیر المأثور وسائر کتبہ والناس عنہ غافلون فلیکن منک علی ذکر (میں کہتا ہون یہ مصنف کی طرف سے علامۂ سیوطی پر بہتان عظیم ہے اور لوگون کی طرف جو اس اصطلاح سے غافل ہونا منسوب کیا ہے درحقیقت مصنف کی طرف راجع ہے اور لوگ اس سے بفضلہ تعالیٰ بری ہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اللہ کا ید جماعت پر ہے) اور تم جماعت کو لازم پکڑو اسلئے کہ جو علحدہ ہوا جماعت سے علحدہ ہوا آگ مین) اور امام سیوطیؒ اس امر مین جمہور کے موافق ہین اونہون نے کوئی اصطلاح مخالف جمہور نہین تراشی نہ اپنی تفسیر درمنثور مین اور اپنی اور کتابون مین بلکہ اونہون نے کتابون کے مراتب اور درجے مقرر کئے ہین اور جو کچھ اونکی تدوین سے غرض تھی اون مین اوس غرض کو بیان کردیا ہے چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ مین اسکی تصریح موجود ہے جسجگہ کہ فرمایا ہے (جاننا چاہیئے کہ اہل سنت کا قاعدہ مقررہ ہے کہ جس حدیث کو بعض امام فن حدیث کے کسی کتاب مین روایت کرین اور اوس کتاب کی حدیثون کی صحت کا التزام اونہون نے نہ کیا ہو جسطرح کہ امام بخاری و مسلم اور باقی اصحاب صحاح نے التزام کیا ہے اور خاص اوس حدیث کی صحت کو اوس کتاب کے مصنف یا دوسرے اہل سنت کے ثقہ محدثین نے بصراحت نہ بیان کیا ہو وہ حدیث قابل دلیل بنانیکے نہین ہے اسلئے کہ ایک جماعت محدثین اہل سنت نے جو پچھلے طبقہ مین پیدا ہوئے ہین جیسے دیلمی وخطیب وابن عساکر جب دیکھا کہ صحیح وحسن حدیثون کو پہلے محدثین مضبوط کرگئے ہین اور اب اونمین سعی کرنیکی جگہ نہین رہی لہذا احادیث ضعیفہ وموضوعہ ومقلوب سندکے جمع کرنیکی طرف متوجہ ہوگئے اس غرض سے کہ بیاض کے طور پر سب کو ایک جگہ فراہم کرکے نظر ثانی کرین اور موضوع حدیثون کو حسان لغیرہا سے علحدہ کردیوین پر کم فرصتی اور عمر کی کوتاہی کے سبب سے اونسے یہ مہم انجام کو نہ پہونچا لیکن اون سے بعد کے محدثین نے جدا کردیا ابن جوزی نے موضوع حدیثون کو جدا کردیا اور اون کے مقابل حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ مین علحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر منثور بنائی اور خود ہی ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتابون کے مقدمون مین اس غرض کو صاف بتادیا ہے پھر ان کتابونکا حال معلوم ہوتے ہوے کہ اون کے مصنفون کی تصریح سے ہمکو معلوم ہوا ہے اوس حدیث سے دلیل پکڑنا کیونکر جایز ہے انتہی۔ اور اسیوجہ سے امام سیوطیؒ علیہ نے اپنی احادیث مرویہ متواترہ کو علحدہ کتاب مسمی بقوائد متکاثرہ فی الاخبار المتواترہ) مین جمع کردیا پھر اوس کتاب سے ملخص کرکے ایک چھوٹا سا رسالہ بنایا اور اوسکا نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اوسکے دیباچہ مین لکھا (اور حمد وصلوۃ کے بعد معلوم ہو کہ مین نے ایک کتاب مسمی بقوائد متکاثرہ در اخبار متواترہ) لکھی اوسمین وہ حدیثین لایا کہ جنکے راوی دس

والسير والفتن والمناقب والمثالب ومنها المسند وهو ما يذكر فيه
الاحاديث على ترتيب الصحابة بحيث يوافق حروف الهجاء والسوابق الاسلامية
او الشرافة النسبية ومنها المعجم وهو ما تذكر فيه الاحاديث على ترتيب المشيخ
والغالب هو الترتيب على حروف الهجاء ومنها الجزء وهو تاليف الاحاديث
المروية عن رجل واحد من الصحابة او من بعدهم وقد يختارون من المطالب
المذكورة في صفة الجامع مطلبا جزئيا يصنفون فيه مبسوطا ومنها السنن وهو
الكتب المرتب على ابواب الفقه من الايمان والطهارة والصلوة والصيام
الى آخره ومن المستخرج وهو ما استخرج لاثبات احاديث كتاب آخر مع رعاية
ترتيبه ومتونه وطرق اسناده ومنتهى سنده الى شيخ ذلك المصنف او شيخ
شيخه وهلم جرا بحيث لا يحول المصنف بينه وبين متن السند ومنها المستدرك
وهو ما ذكر فيه ما فات من كتب آخر شرطه واما طبقات كتب هذا العلم
فالاول من الموطا والصحيحين اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع
ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه
كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين والموطا كالام
لهما واثار الصحابة والتابعين في الموطا تزيد عليهما والثانية منها كتب لم تبلغ
مبلغ الموطا والصحيحين ولكنها تتلوها في الوثوق كسنن ابي داود وجامع
الترمذي ومجتبى النسائي وكاد مسند احمد يكون من جملة هذه الطبقة والثالثة
منها مسانيد وجوامع ومصنفات قبل الشيخين او في زمانهما او بعدهما ولم يشتهر
في العلم ذلك الاشتهارهم وان زال عنها اسم النكارة المطلقة كمسند ابي يعلى
ومصنف عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة ومسند عبد بن حميد والطيالسي
وكتب البيهقي والطحاوي والطبراني وكان قصدهم جمع ما وجدوه لا التلخيص
وتهذيبه وتقريبه من العلم وبين هذه الكتب تفاوت وتفاضل بعضها اقوى
من بعض منها سنن ابن ماجة ومسند الدارمي وسنن دارقطني وصحيح ابن حبان

یا زیادہ صحابی ہین اور ہر حدیث کے تمام طرق و الفاظ کو پورے طور پر لکھا پس ایک ایسی کتاب ہوگئی کہ اوسکی
مثل مجھسے پہلے کوئی کتاب نہین لکھی گئی مگر کثرت اسناد کی وجہ کہ جو اوسمین لکھی گئی تھی اوس کتاب کی جانب
وہی لوگ متوجہ ہوسے کہ جنکو علم حدیث مین اہتمام مدنظر ہے اور ایسے لوگ کمتر ہوتے ہین پس مین نے اوسکے
مقاصد کو علیحدہ کرکے اس مختصر مین لکھدیا تا اوسکا نفع عام ہوجاے۔ باین طور کہ حدیث کو مع عدد رواۃ کے کہ وہ
صحابہ ہین ذکر کردیا اور اسکے ساتھ اوسکے مخرجین کو کہ ائمہ مشہورین تھے بھی بتادیا اور اس رسالہ مین فائدہ لوگونکو
محل قناعت ہے اور اس رسالہ کا نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اسکے ابواب کی ترتیب اسکے
اصل کے مطابق رکھی ـــــ پھر مصنف نے سیوطی پر مواخذہ کیا کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کو سیوطی
نے کتب صحاح مین ذکر نہین کیا حالانکہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب مصنف کے نزدیک
مہذب اور صحیح ہے اور دو قول سے اسکی صحت پر شہادت لایا ایک قول تلمیذ ابی محمد فرغانی کا اور دوسرا قول
خطیب کا اور اس کتاب کے مضامین کیطرف مجملاً اشارہ کردیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین علوم اہل بیت
مدون ہین پس جسکے مصنف رہے ہے یعنے علوم اہل بیت کا جمع کرنا اس کتاب سے بھی حاصل ہوگیا اور ماہرین
کاملین پر مخفی نہین ہے کہ اسقدر بیان سے کتاب کا مدعا تمام نہین ہوسکتا ہے اور نہ اوسکے مضمون کا انکشاف
ہوسکتا ہے بلکہ اوسکا قول (خلافا صرح انہ غیر صحیح) اوسکے دعوے کو سست کرتا ہے اور اوسکے مدعا کو مضر ہے
اور نیز سیوطی کا اس کتاب کو چھوڑ دینا اور کتب صحاح مین اوسکو شمار نکرنا باوجود سیوطی کی تبحر و عفور و جلالت شان و
وفور علم کی شبہہ سے خالی نہین ہے اور نیز علمانے تصریح کی ہے اور اتفاق کرلیا ہے اسپر کہ کتب حدیث کی طبقے
اور مراتب ہین بعض اونمین فوق ہین بعض سے اور اون طبقات و مراتب کو بیان کردیا اور مقرر کردیا باین طور
کہ جو اون مین سے احتجاج کے قابل ہے مقبول ہے اور جو ایسی نہین ہے مقبول بھی نہین ہے چنانچہ سنن دارمی کے
مقدمہ مین لکھا ہے (پہلی فصل کتب علم حدیث کی اقسام کے بیان مین۔ زیادہ کرے اللہ تعالی اس علم کے علما
کو اور اوس چیز کے بیان مین جو اس بیان کے ساتھ مناسب ہے) کتب حدیث کے متعدد اقسام ہین منجملہ اونکے
ایک قسم جامع ہے اور جامع وہ کتاب ہے کہ جسمین ہر قسم کی حدیثین از قسم عقائد و احکام و رقاق و آداب اکل و
شرب و سفر و قیام اور متعلقات تفسیر و تاریخ و سیر و فتن و مناقب و مثالب کی پائی جائین اور دوسری قسم
مسند ہے اور مسند وہ کتاب ہے کہ جسمین صحابہ کی ترتیب پر حدیثین ذکر کیجائین اسطرح کہ حروف ہجا یا صوابق
اسلامیہ یا شرافت نسبیہ موافق ہو اور تیسری قسم معجم ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اوسمین حدیثین شیوخ کی

ومستدرك الحاكم والرابعة منها كتب قصد مصنفوها بعد قرون متطاولة جمع
ما لم يوجد في الطبقتين الاولين وخلطوا وضبطوا فيها ومظنة هذه كتب الضعفاء
لابن حبان وكامل ابن عدي وكتب الخطيب وابي نعيم والجوزقاني وابن عساكر وابن
نجار والديلمي وكاد مسند الخوارمي يكون من هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا او
اسوءها ما كان موضوعا او مقلوبا شديد النكارة وهذه الطبقة مادة كتاب
الموضوعات لابن الجوزي فليست هذه الاحاديث صالحة للاعتماد عليها حتى
يتمسك بها في اثبات عقيدة او اثبات عمل ولنعم ما قيل شعر فان كنت لا تدري فتلك
مصيبة وان كنت تدري فالمصيبة اعظم ومنها كتب الضعفاء للعقيلي وتصانيف
الحاكم وتصانيف ابن مردويه وتصانيف ابن شاهين وفردوس الديلمي وتصانيف
ابي الشيخ والخامسة منها ما اشتهر على السنة الفقهاء والصوفية والمورخين
ومن نحوهم وليس لها اصل في هذه الطبقات الاربع اما الطبقة الاولى والثانية
فعليهما اعتماد المحدثين وحوم حماها مرتعهم والثالثة فلا يباشرها للعمل عليها
والقول بها الا الخاريز الجهابذة الذين يحفظون اسماء الرجال وعلل الاحاديث
نعم ربما يوخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لكل شيء قدرا
واما الرابعة فالاشتغال بجمعها فالاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرين وان
شئت الحق فطواعف المبتدعين من الرافضة والمعتزلة والمبتدعة وغيرهم هدانا
الله تعالى يتمكنون يادنى عنايته ان يلخصوا منها شواهد مذهبهم فالاقتصار
عليها غير صحيح في معارك العلما بالحديث هذا ملخص ما في حجة الله البالغة
وغيره واما الاحتجاج في الاحكام فبالخبر الصحيح مجمع عليه وكذلك بالحسن
لذاته عند عامة العلماء وهو ملحق بالصحيح في باب الاحتجاج وان كان دونه
في المرتبة والحديث الضعيف الذي بلغ بتعدد الطرق مرتبة الحسن لغيره
ايضا محتج به وهو احسن من الراي فيه مباحث كثيرة التصدي لبيانها العلما
في كتب اصول الحديث لا نطول بذكرها ولكل قسم من هذه الاقسام الثلاثة

ترتیب پر مذکور ہون اور اسمین ترتیب اکثر حروف ہجا رہوتی ہے اور چوتھی قسم جزء ہے اور وہ ایسی
کتاب ہے کہ جسمین ایک شخص کی احادیث مرویہ جمع کی جائین وہ شخص صحابی ہو یا بعد والون مین سے
اور کبھی اون اصناف مین سے کہ جنکا ذکر جامع کے بیان مین گذرا ایک خاص صفت کو لیکر اوس کے
بیان مین بڑی کتاب تصنیف کرتے ہین اور پانچوین قسم سنن ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین ابواب
فقہ یعنی ایمان وطہارۃ وصلوۃ وصیام وغیرہ کی ترتیب پر حدیثین مرتب ہون اور چھٹی قسم مستخرج ہے اور
وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین دوسری کتاب کی حدیثین ثابت کی جائین مگر اسکے ساتھ اصل کتاب کی
ترتیب اور متون واسناد احادیث بھی ملحوظ رہے اور منتہی اسناد کا مصنف کے شیخ تک ہو یا اسکے
اوپر جہانتک چاہین پر مصنف اصل کتاب کا سند مین مذکور نہ ہو۔ ساتوین قسم مستخرج ہے اور وہ ایسی
کتاب ہے کہ جسمین وہ حدیثین مذکور ہون کہ جنکا ذکر دوسری کتاب مین چھوٹ گیا ہے حالانکہ وہ حدیثین
اوس کتاب کی شرط کے موافق تھین اور لیکن کتب حدیث کے طبقے پس پہلا طبقہ اون مین موطا و صحیحین
ہین صحیحین کی یہ کیفیت ہے کہ کل محدثین کا اتفاق ہوگیا ہے اسپر کہ جو حدیثین ان دونون مین متصل مرفوع
ہین قطعاً صحیح ہین اور اسپر کہ یہ دونون کتابین اپنے اپنے مصنف تک متواتر ہین اور اسپر کہ جو شخص انکی
اہانت کرے بدعتی ہے غیر سبیل مومنین کا پیرو ہے اور موطا بمنزلہ انکی اصل کے ہے اور صحابہ وتابعین
کے آثار موطا مین صحیحین سے زائد ہین اور دوسرا طبقہ اون مین وہ کتابین ہین کہ جو اگرچہ پہلے طبقہ کے
مرتبہ مین نہین ہین لیکن وثوق مین اوسکے قریب ہین جیسے سنن ابوداود و جامع ترمذی ومجتبی النسائی
اور مسند احمد بھی اسی قابل ہے کہ اس طبقہ مین شمار کیا جاے اور تیسرا طبقہ اون مین ایسی مسند اور جوامع
اور دوسری کتابین ہین کہ جنکی تصنیف شیخین سے پہلے یا اونکے زمانہ مین یا بعد ہوئی ہے مگر صحیحین کی
مانند علما مین اون کی شہرت نہین ہوئی گویا بالکل مجہول بھی نرہی ہون جیسے مسند ابو یعلی ومصنف عبدالرزاق
ومصنف ابوبکر بن ابی شیبہ ومسند عبد بن حمید ومسند طیالسی وکتب بیہقی وطحاوی وطبرانی۔ ان
کتب کے مصنفین کا قصد اسیقدر تھا کہ جو کچھ اون کو ملے جمع ہو جاے اور اوسکو ملخص کرنا یا مہذب کرنا
مقصود نہ تھا اور نہ یہ کہ یہہ کتابین عمل کے قابل ہو جائین اور ان کتابون مین بعض بعض سے اقوی ہین اور
انہین مین سنن ابن ماجہ ومسند دارمی وسنن دارقطنی وصحیح ابن حبان ومستدرک حاکم داخل ہین اور چوتھا طبقہ وہ ہین
ایسی کتابین ہین کہ جنکے مصنفین نے بعد گزرنے قرنون دراز کے وہ حدیثین جمع کردی ہین کہ جو پہلے دو طبقون مین

انواع كثيرة تكفلت لشرحها كتب الحفاظ والمحدثين كالحافظ ابن حجر وامثاله رحمهم
الله وبلاد الهند لم تزل معمورة بهذا العلم الشريف الذي هو اصل اصول الدين منذ فتحها
اهل الاسلام بل كان غريبا جدا وانما صناعة اهلها من قديم الزمان فنون الفلسفة وحكمة
اليونان مع اضراب عن علوم السنة والقرآن الا ما يذكر من الفقه الحنفي الى ان درج على
ذلك زمن كثير ودهر طويل حتى من الله عليها بافاضة هذا العلم على بعض علمائها
كالشيخ ولي الله المحدث الدهلوي واولاده الامجاد فاض بهم بعض هذا العلم غضا طريا
بعد ما صار نسيا منسيا وقد نفع الله تعالى بعلومهم كثيرا من عباده المومنين
ما ليس يخاف على احد من العالمين وانما معدن ذلك بلاد الحجاز لا سيما قطر
اليمن وما يليه كما ورد في الحديث الايمان يمان والحكمة يمانية ومن ثم ظهر به
جمع جم من العلماء الاعلام والمجتهدين الكرام الى هذا اليوم ولكن في من ينتمي
اليهم ويعول عليهم كما يتضح ذلك بالعثور على تاليفهم وهم الذين ينطبق عليهم التعديل
النبوي الوارد في الاحاديث الصحيحة ولذلك قال صاحب التفهيم ستة اقرب الناس
الى المجددية المحدثون القدماء كالبخاري ومسلم واشباههم انتهى وهو كما قال وقال
ايضا المجدد رجل رزقه الله سبحانه حظا من علم القرآن والحديث ثم البس لباس
السكينة فجعل يضع التحليل والتحريم والوجوب الكراهة والاستحباب والاباحة موضعها
وينتقي الشريعة عن الاحاديث الموضوعة واقسه القاسيين وعن كل افراط وتفريط
في الدين وبالله التوفيق انتهى وانما طولنا رد هذه المقدمة بذكر هذا الفصل الشريف
بتمامه لينكشف الغطاء عن احوال المصنف ودعوى تجديده ويتضح على الناظرين
مقتضى تشييده وتمهيده وكونه من المبتدعين المخربين في الدين لا من المحدثين
المجددين وذلك لانه تشبث باقوال الروافض والمشبهة والوهابية والمجسمة
المسرودة في كتبهم المطروحة المردودة عند اكابر اهل السنة والجماعة كشرهم
الله تعالى ونصرهم وجعلهم من جزبه وجند ايديهم من عنده باتباع عبده الذي
لا نبي من بعده وقال فيهم وعلينا نصر المومنين وحزب الله هم الغالبون فمن نصرهم

موجود نہین ہین اور اونمین بہت کچھ خبط ربط کیا ہے اور اس طبقہ کا مظنہ ہے کتاب الضعفا ابن حبان کی اور کامل ابن عدی کی اور خطیب و ابونعیم و جوزقانی و ابن عساکر و ابن نجار و دیلمی کی کتابین اور مسند خوارزمی اسی طبقہ مین ہونیکے قابل ہے اور بہتر اس طبقہ کی وہ حدیث ہے کہ ضعیف محتمل الصحتہ ہو اور بدتر وہ حدیث ہے کہ موضوع یا مقلوب شدید النکارۃ ہو اور اسی طبقہ کی کتابین ابن جوزی کی کتاب الموضوعات کا مادہ ہین پس ایسی حدیثین اعتماد کے قابل نہین ہین یہانتک کہ اون سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت کیا جاے اور البتہ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ اگر تو اون کو نہین جانتا ہے تو یہ مصیبت ہے اور اگر تو جانتا ہے تو یہ اور زیادہ مصیبت ہے اور اسی طبقہ مین داخل ہین کتاب الضعفا عقیلی کی اور حاکم و ابن مردویہ و ابن شاہین و ابن الشیخ کی تضعیف اور فردوس دیلمی کی اور پانچوان طبقہ اون مین وہ احادیث ہین کہ فقہا و صوفیہ و مورخین اور انکے امثال کی زبانون پر جاری ہین اور اونکی اصل ان چارون طبقون مین نہین ہے اور پہلے دونون طبقے پس اونمین دونون پر محدثین کا اعتماد ہے اور اونمین کی چار دیواری کے آس پاس اونکی چراگاہ ہے اور تیسرا طبقہ پس اوس سے تمسک کرنیکا حق نہین ہے مگر بڑے محققین ماہرین کو کہ جنکو اسماء رجال و علل احادیث ازبر یاد ہون البتہ بعض اوقات متابعات اور شواہد اس طبقہ سے لیلیتے جاتے ہین اور تحقیق اللہ نے ہر شے کیلئے ایک مرتبہ رکھا ہے اور لیکن چوتھا طبقہ پس اوسکے جمع کرنے مین مشغول ہونے اور اون سے استنباط مسائل کرنے مین متاخرین علما کو ایک طرح کا تعمق ہے اور اگر تو حق بات کا طالب ہے تو روافض و معتزلہ و مبتدعہ کے کل فرقے خدا انکو رسوا کرے ادنی سے معاملہ مین اپنے مذہب کے شواہد ان کتابون سے تلاش کرنے لگتے ہین پس علماء کاملین کے معرکون مین ان کتابون پر بس کرنا صحیح نہین ہے یہ بیان ملخص ہے حجتہ اللہ البالغہ اور دوسری کتابون کا اور لیکن احکام فقہ کیلئے حجتہ لانا خبر صحیح سے تو مجمع علیہ ہے اور ایسا ہی حسن لذات سے عامہ علماء کے نزدیک کیونکہ وہ حجتہ کے باب مین خبر صحیح کے ساتھ ملحق ہے اگرچہ مرتبہ مین اوس سے کم ہے اور حدیث ضعیف بھی جبکہ تعدد طرق سے حسن لغیرہ کے مرتبہ مین آگئی ہو حجتہ مانی جاتی ہے اور مجرد قیاس سے احسن ہے اور اسکے متعلق بہت سے مباحث ہین جنکو علما نے اصول حدیث کی کتابون مین بیان کیا ہے اون مباحث کے ذکر سے ہمکو طول دینا منظور نہین ہے اور تین قسمون سے ہر ایک کی بہت سی قسمین ہین جنکے بیان کے ذمہ دار حفاظ محدثین مثل حافظ ابن حجر وغیرہ کی کتابین ہین اور ہند کے شہرون مین یہ علم شریف کہ دین کے اصول کی اصل ہے تنہا جیسے کہ ہند کو اہل اسلام نے فتح کیا ہے بلکہ نہایت نادر الوجود تھا اہل ہند کی صناعت تو قدیم زمانہ سے فنون فلسفہ و حکمت یونان تھی اور علوم سنت و قرآن سے بجز فقہ حنفی کے چند مسائل کے

نصر ومن غدر بهم وخان فيهم خذل ونرجو فلله المنة والاحسان وعليه الاعتماد و
التكلان وقد ابغض المصنف رئيس المحدثين وراسهم في الهند ومولنا ومقتدنا الشيخ
ولي الله الدهلوي ونجله الرشيد وولده السعيد سند المحدثين والمفسرين مولنا شاه
عبد العزيز مع ان سنده في الحديث يصل اليهما وهما من اكابر شيوخه في هذا العلم فكيف
يصح سنده وكيف تبقى سلسلته في اسناد الحديث بل صار سنده مقطوعا واصله مقلوبا
ومن بغضه اياهما انه كفر الشيخ ولي الله رحمه الله في بعض المسائل وجهل ابنه الرشيد في بعض
حواشي كتبه هذا حيث قال في هامش صفحة (۱۲۰) ورواه الكليني في الكافي عن ابي جعفر في القي
في التوحيد وعيون اخبار الرضى عنه عن آبائه الى المرتضى عن المصطفى عليه وعلى آله السلام
وفي ذلك استدراك على صاحب التحفة الاثنى عشرية حيث جهله كله * لكاتبه انتهى
وهذا كله مما يوجب نقمته وحرمانه وخيبته وخسرانه لان الشكر النعمة من يدها و
كفرانها ينقصها ويبيدها وقد قال تعالى ان شكرتم لازيدنكم وان كفرتم فان عذابي
لشديد وقال قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا
وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا وقال صلى الله عليه وسلم من لم يشكر الناس
لم يشكر الله فالى الله المشتكى وهو الموئل والملتجا والمجد دشانه ان ينقح الحق
الحقيق ويميزه الباطل الذي لا يليق والمصنف قد صنع خلافه حيث وضع الخلل الغريب والمدود
من جهة ابي لصلت الهروي موضع الحديث الالهي المتواتر معنى المقبول متنا وسندا
الذي اخرجه الحافظ ابن حجر في الصواعق عن ابي ذرعة الرازي ومحمد بن اسلم الطوسي
وقد قال في اخره قال احمد لو قرات هذا الاسناد على مجنون لبرئ من جنته انتهى
فهذا الفضل انما هو السند الالهي المروي لمحمد بن اسلم الطوسي لا لسند ما رواه
الهروي فشرحى المصنف الباطل باحق واثبت فضل سند الالهي بسند الحديث
الهروي حيث قال في صفحة (۴۲) وكان بعض سلفنا من المحدثين اذا روى بهذا
الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق انتهى وجعل رواية الهروي المردودة
اصلا رواية محمد بن اسلم الطوسي تبعا حيث قال في صفحة (۴۳) ولكن تابعه على رواية

بالکل اعراض تھا یہانتک کہ اسی حالت پر ایک زمانہ دراز اور مدت طویلہ گذر گئی بالآخر اہل ہند پر خدا نے احسان کیا کہ
بعض علماے ہند پر (جیسے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اور اونکی اولاد امجاد) اس علم کا افاضہ فرمایا پس ان حضرات کیوجہ
سے یہ علم کسیقدر تر و تازہ ہوگیا بعد اسکے کہ انسیا منسیا ہوگیا تھا اور حق تعالی اونکے علوم سے بہت سے مومن بندونکو
وہ نفع بخشا کہ کسی پر مخفی نہین رہا۔ اس علم کا معدن محض ملک حجاز ہے خاصکر یمن اور اوسکے قرب وجوار کا حصہ جیسا کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ ایمان یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے) اور اسی خطے سے ابتک بڑے بڑے جید علما کی ایک جماعت
اور مجتہدین کرام کا ظہور ہوا ہے اور اسیطرح وہ لوگ کہ اسکے مقلد و تلامذہ ہین چنانچہ یہ امر اونکی تصنیفات کو معلوم کرنے
سے ظاہر ہوجاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین کہ جنپر تعدیل نبوی جو صحیح حدیثون مین وارد ہوئی ہے منطبق ہے اسیوجہ سے صاحب
تفہیمات نے کہا ہے (مجدد ہونیکے قریب تر قدماے محدثین ہین جیسے بخاری و مسلم اور اونکے امثال انتہی۔ اور ایسا ہی
ہے۔ اور نیز کہا ہے کہ مجدد وہ مرد ہے کہ جسکو حق سبحانہ نے علم قرآن و حدیث کا بڑا حصہ عطا کیا ہو پھر لباس سکینہ سے اسکو
مشرف کیا ہو پس وہ تحلیل و تحریم و وجوب و کراہت و استحباب و اباحہ کو اونکے مواقع مین رکھنا شروع کرے اور بنائی ہوئی
باتون اور قیاسات واہیہ اور دین مین ہر قسم کی افراط و تفریط سے شریعت کو پاک و صاف کردیوے اور خدا ہی کیطرف
سے توفیق ہے انتہی اور ہم نے تمام فصل کی نقل سے اس مقدمہ کے رد کو اسوجہ سے طول دیا ہے کہ ناظرین پر مصنف
کی حقیقت حال اور اوسکے دعوی تجدید کی قلعی کھلجاے اور معلوم ہوجاے کہ مصنف اہل بدعت اور دین کے خراب
کرنیوالون مین سے ہے نہ کہ محدثین و مجددین سے اور یہ اسلئے کہ مصنف نے روافض و وہابیہ و مجسمہ کے اون اقوال
کو دستاویز بنایا ہے جو اونہین کی کتابونمین درج ہین اور اکابر اہل سنت و جماعت کے نزدیک مطروح و مردود ہین حق تعالے
نے اہل سنت ہی کو بڑہایا اور اون کا مددگار رہا اور اپنے گروہ و لشکر مین سے اونکو بنایا اور اپنی طرف سے اون کو
قوت بخشی بسبب اتباع نبی کریم کے کہ جنکے بعد کوئی نبی نہوگا اور اہل سنت ہی کے باب مین فرمایا کہ (ہمپر لازم ہے
مدد کرنی مومنین کی) اور اللہ کی جماعت ہی غالب رہتی ہے۔ پس جسنے اہل سنت کی مدد کی وہ مدد کیا گیا اور جسنے
اونسے عذر کیا اور اونکے معاملہ مین خیانت کی رسوا ہوا اور جھڑکا گیا پس خدا کا شکر و احسان ہے اور اوسی پر اعتماد و توکل
ہے اور مصنف کو ہند کے رئیس المحدثین اور اونکے سردار ہمارے مولے اور ہمارے پیشوا شیخ ولی اللہ دہلوی اور
اونکے فرزند رشید و ولد سعید سند المحدثین و رئیس المفسرین مولنا شاہ عبدالعزیز کے ساتھ بغض ہے حالانکہ حدیث کی
سند مصنف کو اونہین کے سلسلہ سے ہے اور یہ دونون مصنف کے اکابر شیوخ سے ہین علم حدیث مین پھر کیونکر
مصنف کی سند فن حدیث مین صحیح ہوسکتی ہے اور کسطرح اسناد احادیث مین اوسکا سلسلہ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اوسکی

هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم انتهى وان هذا الا ترجيح المرجوح
وتفضيل المقبوح وايضا اخرج حديث البلاذرى عن الحسن العسكرى
المنقطع من جهة محمد التقى وافتخر به افتخارا عظيما حيث قال فى
صفحه (٢٢) ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوى
الرواية بالاجتماع بالامام على الرضى وحفيد ابنه الامام الحسن العسكرى
والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى وهذا الافتخار انما
يصح اذا ثبت الاجتماع والاستماع لاحد من افراد اهل السنة وهو بعد غير
مسلم للخصم وبدونه خرط القتاد والعهدة فيه على المصنف ولان
اثبته للبلاذرى اولى الصلت الهروى فهما ليسا من اهل السنة كما فى
ميزان الاعتدال فلزم منه الافتخار المذكور للخصم وهو مخالف لما ادعاه و
ليس هذا من شان المجدد المويد بل من شان المفترى المخزب
وقد تم بتوفيق الله تعالى ومقدمته الى
ههنا ويتلوه رد كتابه الفقه الاكبر
عن اهل البيت الاطهر
ان شاء الله تعالى

سند کٹ گئی اور اوسکی اصل اوکھڑ گئی اور اون دونون سے بغض رکھنے کی وجہ سے بعض مسائل مین مصنف نے شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ
کی تکفیر کی ہے اور اونکے فرزند رشید کو جاہل کہا ہے اسی کتاب کے بعض حواشی مین جیسا کہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین کہا ہے اور روایت
کیا اوسکو کلینی نے کافی مین ابو جعفر سے اور قمی نے توحید مین اور عیون اخبار الرضی مین اونسے اونکے ابائی سلسلہ سے
مرتضی تک اونہون نے محمد مصطفے صلعم سے اور اسمین استدراک ہے تحفہ اثنا عشریہ کے مصنف پر کہ ان سب کو
اوسنے نہ جانا انتہی اور یہ کل حرکات مصنف کے لعنت و حرمان و خیبت و خسران کا موجب ہین اسلیئے کہ نعمت کا
شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور ناشکری نقصان و ہلاکت مین ڈالتی ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے (اگر تم شکر کروگے
تو ہم اور زیادہ تمکو دینگے اور اگر کفران نعمت کروگے تو بیشک میرا عذاب البتہ سخت ہے) اور فرمایا کہو اے محمد (کیا ہم بتادین
تمکو اعمال مین زیادہ نقصان والون کو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی سعی دنیا کی زندگی مین بہک گئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام
کر رہے ہین اور نبی صلعم نے فرمایا جسنے مخلوق کا شکر نہ کیا اوسنے خدا کا شکر بھی نہین کیا پس خدا ہی کیطرف شکوہ ہے اور
وہی ہمارا مرجع و ماوا ہے۔ اور مجدد کی شان یہ ہے کہ حق کی چھان بین کرے اور باطل نالائق کو علیحدہ کردیوے اور
مصنف نے بالکل اسکے برخلاف کیا ہے اسلیئے کہ حدیث غریب ابو الصلت ہروی کی جہت سے مردود کر رکھدیا ہے
حدیث الہی کی جگہہ مین جو متواتر ہے معنیً اور مقبول ہے متناً و سنداً جسکی تخریج کی ہے حافظ ابن حجر نے صواعق مین ابو زرعہ
رازی و محمد بن اسلم طوسی سے اور اوسکے آخر مین کہا کہ امام احمد حنبل کا قول ہے کہ اگر اس حدیث کی یہ سند مجنون پر پڑہی جاے
تو وہ اپنے جنون سے اچھا ہو جاے انتہی پس یہ فضیلت حدیث الہی کی سند کیلیئے ہے جسکی روایت محمد بن اسلم طوسی نے کی ہے نہ کہ
ہروی کی حدیث کی سند کیلیئے پس مصنف نے باطل کو حق کے عوض خرید لیا اور سند حدیث الہی کا فضل حدیث ہروی کی سند کیلیئے
ثابت کردیا جیسا کہ صفحہ ۴۳ مین لکہا ہے کہ ہمارے بعض محدثین سلف جب اس سند کی روایت کرتے تو کہتے تھے کہ اگر یہ سند مجنون پر پڑہی جاے تو اچھا
ہو جاے انتہی اور ہروی کی مردود روایت کو اصل بنایا اور محمد بن اسلم کی مقبول روایت کو اوسکا تابع بنایا جیسا کہ صفحہ ۳۰ مین کہا ہے (لیکن اس حدیث مین
کہ جسکو ہروی نے علی رضا سے روایت کیا ہے محمد بن اسلم ہروی کا تابع ہے انتہی اور یہ قول مصنف کا جرح کو راجح کرتا ہے اور قبیح کو فضیلت دینا اور نیز بلاذری کی حدیث کو
جو حسن عسکری سے مرفوعاً ہو محمد نقی کی جہت سے منقطع ہے مصنف نے نقل کیا اور اسپر بہت بڑا فخر کیا جیسا کہ صفحہ ۲۰ مین لکہا ہے کہ (جتنے مصنف اہل روایت کی کتابی
تصانیف مشہور و معروف ہین کوئی اونمین سے امام علی رضا اور اونکے پردادے امام حسن عسکری کی اس استماع حدیث سے مشرف نہین ہوا سوا اہل سنت کے انتہی اور یہ افتخار جب
صحیح ہو سکتا ہے کہ جب ان دو اماموں سے حدیث کا سننا اور صحت اتصال کرنا اہلسنت کے کسی شخص کو ثابت ہو اور یہ امر نہ تو غیر مسلم ہے اور نہ دون ثبوت کے کانون کی لکیر کو
چھیلنا یعنی سخت دشوار ہے اور اسکا بار مصنف پر ہے اور اگر اسکا ثبوت بلاذری یا ابو الصلت ہروی کیلیئے مصنف قرار دے تو یہ دونون اہلسنت مین سے نہین
ہین جیسا کہ میزان الاعتدال مین مذکور ہے پس فخر لازم آیا تو خصم کیواسطے نہ کہ مصنف کیلیئے اور اللہ تعالی کی توفیق سے مصنف کے مقدمہ کا رد یہان تک

تمام ہوا اور اسکے بعد اوسکی کتاب کے فقرہ اگر کا رد صفحہ ۱۳ سے شروع ہوگا اگر منظور خدا ہے ۱۲

فبشر عبادي الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب المستطاب احسن الذريعة
للسد عن الاقوال الشنيعة من
مولقا تلميذ محقق المسائل الفقهية بالايات
الصريحة والاحاديث الصحيحة المدققة
الفريد مولانا الحاج المولوي
ابي رجا محمد زمان خان
الشهيد محمد شاه
قميصه القادري
كان الله
له

مطبع فويرس واقع بلده حيدرآباد دكن صاحبه الشاكر الفقير

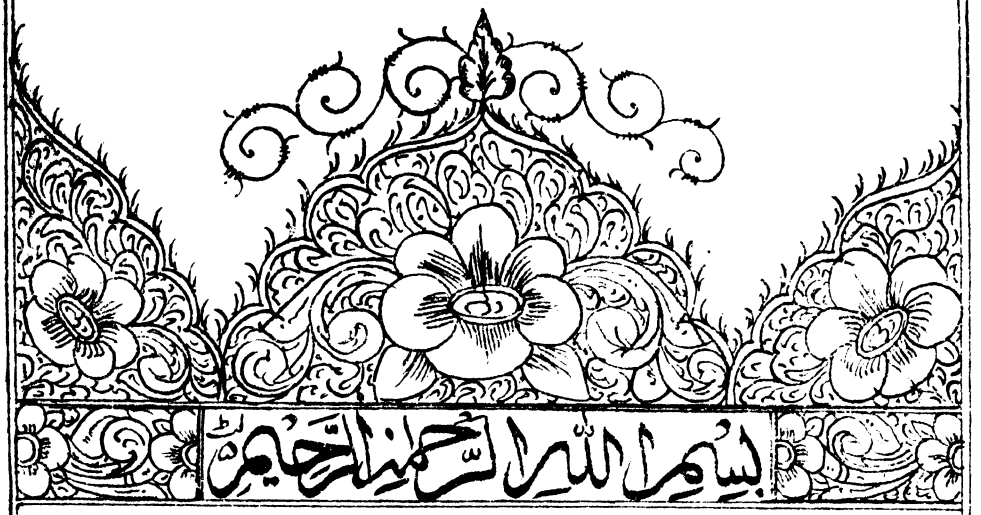

بسم الله الرحمن الرحيم

واذ قد فرغنا من رد مقدمته بعونه تعالى فحان لنا ان نشرع فى رد
كتابه على السنن الذى مر فى رد مقدمته قال هذا ولنشرع الان فى
مقاصد الكتب الاول بعون الله الكريم الوهاب كتاب الفقه الاكبر
عن اهل البيت الاطهر وقد يقال ذلك الدين القيم للمرء المسلم وهو فقه
العلم وايمان العامة ليستوى فيه الخاصة والعامة فيه الابانة عن اصول الديانة
من عدة عقيدة لابد من اعتقادها لكل داخل فى الملة واليه الاشارة
فى حديث جبرئيل عليه السلام بالايمان الخ وقال فى هامشه على اصول
الديانة اعلم ان الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول
الشريعة واصول الطريقة فاصول الشريعة ثلثة انواع اصول الديانة
وهى العقائد كما فى هذه الكتب والفقه الاكبر الحنفى واصول الرواية وهى
اصول علم الاثر كما فى كتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم
وما فى الكفاية فى علم الرواية للخطيب واصول الدراية وهى نوعان اصول
التفسير كما فى مقدمة كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان وما

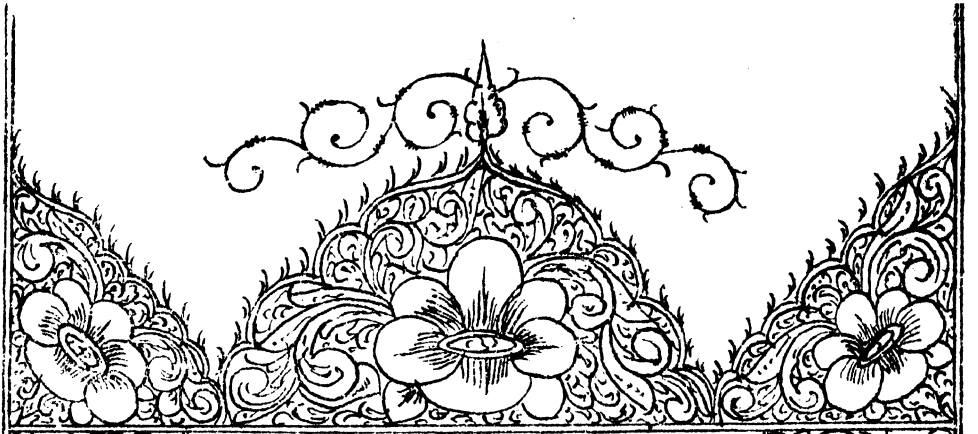

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور جبکہ ہم مصنف کی کتاب فقہ اکبر کے مقدمہ کا رد کرنے سے بعونہ تعالی فارغ ہو چکے تو ہمارے لئے وقت آگیا
کہ ہم اوس کی کتاب مذکور کا رد شروع کرین اوسی طرز پر کہ اوس کے مقدمہ کے رد مین گذر چکا ہے ۔ کہا
مصنف نے (مقدمہ کا مضمون تمام ہوا اور اب ہم کو چاہیے کہ پہلے کتاب کے مقاصد کا بیان شروع کرین خدا و
کریم بخشنے والے کی مدد سے (کتاب فقہ اکبر اہل بیت اطہر سے) اور کبھی اس کو (دین قیم مرد مسلم کا) بھی
کہا جاتا ہے اور یہ فقہ علم و ایمان عامہ ہے اس مین فرقۂ خاصہ اور عامہ برابر ہے اس مین اظہار ہے اصول
دیانت کے چند عقیدون کا کہ جن کا اعتقاد رکھنا ملت اسلام مین ہر ایک داخل ہونے والے پر واجب و فرض ہے
اور انہین عقاید کے طرف اشارہ ہے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین لفظ ایمان سے انتہی اور مصنف نے اس کے
حاشیہ مین اصول دیانت کی تحقیق پر لکھا ہے ۔ جان تو کہ اصول اس چیز کے کہ جس سے مقصود دین تک
پہونچنا ہوتا ہے دو قسم ہین ۔ اصول شریعت ۔ و اصول طریقت ۔ پھر اصول شریعت تین قسم کے ہین ایک اصول
دیانت اور اسی کو عقاید کہتے ہین جیسا کہ اس کتاب اور فقہ اکبر حنفی مین مذکور ہے اور اصول روایت اور اس کو
اصول علم اثر کہتے ہین جیسا کہ اصول روایت علم عن اہلبیت مدینۃ العلم مین اور کفایہ فی علم الروایۃ مصنفہ خطیب مین
مذکور ہے اور اصول درایت اور یہہ بھی دو قسم پر ہے ایک اصول تفسیر جیسا کہ
کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوۃ و العرفان کے مقدمہ مین اور

فی الاتقان فی علوم القرآن و اصول فقه الفروع وهی نوعان احدهما
اصول الدلائل کما فی کتاب اصول الدرایة عن اهل بیت الهدایة و
اصول الجساس والسرخسی والبزدوی و رسالة الشافعی وما بعدها و
غالب اصول الروایة یندرج فی مباحث السنة من اصول الدلائل وثانیهما
اصول المسائل کما فی کتاب اصول المسائل عن اهل بیت الفضائل وکتاب
اصول الرضا ولا اعلم الی الان فیها کتابا قبله ولا بعده مثله علی عظم حجمه
فانه فی اربع مجلدات مع اختصار لکثیر علمه ولم یظفر به ابن نجیم صاحب الاشباه
والنظائر کما یظهر منه وکذا لم یعثر علیه ممن قبله الجلال السیوطی فقال
فی اشباهه النحویة واول من فتح هذا الباب شیخ الاسلام بن عبد السلام
فی قواعده الکبری فتبعه الزرکشی فی القواعد الی اخر ما ذکر وقد رایت
بحمله المبارکة کتابا فیه للحنابلة واما اصول الطریقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرقاق کما فی کتاب فقه الاحیاء عن اهل بیت الحکمة والعرفان
واول من صنف فیه عبد الله بن المبارک ووکیع ومن اوسطهم احمد بن حنبل
والحارث المحاسبی ومن اخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمی وابو نعیم والبیهقی
والقشیری والهروی ومن بعدهم هذا ما بدا لی فی وقتی هذا والحمد لله تعالی
انتهی اقول بتوفیق الله تعالی وعونه قد سمی هذا الکتب بالفقه الاکبر للتعریض
علی الامام الهمام اعظم الائمة ابی حنیفة النعمان بان الفقه الاکبر الذی صنفه
الامام وان کان فی العقائد لکنه لیس مبنیا علی عقاید اهل البیت الکرام فمست
الحاجة الی ان یدون کتاب حافل لعقائدهم التی هی ضروریة لکل داخل فی
ملة الاسلام سواء کان من العامة ای اهل السنة او من الخاصة ای الشیعة

اور اتقان فی علوم القرآن مین مذکور ہے اور اصول فقہ الفروع اور اس کی بھی دو قسم ہین۔ ایک اصول دلائل جیسا کہ اصول درایت عن اہلبیت الہدایۃ مین اور جساس و سرخسی و بزدوی کے اصول اور رسالہ شافعی ہین اور اس کے بعد کی کتابون مین مذکور ہے اور اکثر اصول روایت اصول دلائل کے مباحث سنت مین داخل ہین دوسری قسم اصول مسائل عن اہلبیت فضائل مین اور کتاب اصول رضا مین مذکور ہے۔ اور ابتک مجکو معلوم نہین ہوئی کوئی کتاب اصول الرضا کے نہ اس کے پہلے اور نہ اوس کے پیچھے بقدر اوس کے حجم کے اس لئے کہ یہ کتاب باوجود اختصار کے کیونکہ اس کا علم کثیر ہے چار جلدون مین ہے اور ابن نجیم صاحب اشباہ النظائر کو یہہ کتاب دستیاب نہین ہوئی جیسا کہ اشباہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح ابن نجیم سے پہلے جلال الدین سیوطی کو بھی اس کتاب سے لاعلمی تھی اسلئے کہ اپنی کتاب اشباہ نحویہ مین انھون نے لکھا ہے کہ اول جسنے یہ دروازہ کھولا ہی وہ شیخ الاسلام بن عبدالسلام ہی مصنف قواعد کبرے کا پھر زرکشی بیان قواعد مین اوس کا پیرو ہے تا آخر اور مین نے اس فنمین حنبلیون کی ایک کتاب مکہ متبرکہ مین دیکھی ہی اور لیکن اصول طریقت پس اونکا بیان علم تصوف و زہد و رقاق مین مذکور ہے جیسا کہ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمۃ والعرفان مین مذکور ہے اور علم تصوف مین پہلی تصنیف عبداللہ بن مبارک و وکیع نے کی ہے اور بیچ کے مصنف احمد بن حنبل و حارث محاسبی ہین اور اخیر کے مصنفین مین صاحب تعرف و قوت و سلمی اور ابونعیم و بیہقی و قشیری و ہروی اور اون کے بعد والے ہین یہہ تحقیق وہ ہے جو مجکو اس وقت معلوم ہوئی اور حمد ثابت ہے حق تعالی کو انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر امام اعظم صاحب پر چوٹ کرنے کو رکھا ہے بانیظور کے امام اعظم کی فقہ اکبر بھی اگرچہ عقاید مین ہے لیکن اوسمین اہلبیت کرام کے عقاید کا بیان نہین ہے پس لامحالہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام اہل اسلام کیلئے ایک کتاب عقاید مین ایسی بنائی جاے کہ جس مین عقاید اہل بیت مذکور ہون چاہے کہ وہ مسلمان فرقۂ عامہ یعنے اہل سنت مین سے ہون یا فرقۂ خاصہ یعنے شیعان پاک مین سے ہون

وخصوصيتهم لانهم هم المحبون لاهل البيت والمفضلون لهم على غيرهم بخلاف اهل السنة
لانهم يعاملون معهم كما ملتهم مع غيرهم من الصحابة والتبعة والفقها الاكبر الحنفي ليس كذالك
ولا هو في مرتبة هذا الكتب والماهرون من علماء اهل السنة والشيعة كلهم يعلمون
علما يقينيا ان اهل البيت الاطهار بريون عما عزا اليهم المصنف في هذا الكتب من العقائد
الباطلة المذعنة للفرق المبتدعة من الكرامية والمشبهه المجسمة والوهابية النجدية
والمقلدة لليهود والنصارى في اسرائيليات فعلم ان تسميته اياه بهذا اتما هي
من قبيل تسمية الشئ بضده او نقيضه كما يقال للزنجي انه كافور وانما اختار هذه
التسمية للتعريض المذكور ولترويج عقائده الباطلة بين الطايفتين وتلقيهما
اياها بالقبول وقد فرغنا من بيان اصطلاحه العامة والخاصة باقتداء شيخه
الملقب بالشيطان الطاق في المقدمة فليتذكر واما قوله في الهامش اعلم ان
الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول الشريعة واصول الطريقة
فاقول ومن الله التوفيق الاصول جمع اصل وهو لفظ مشترك في معانى منها المسائل
كما يقال اصول الصرف واصول النحو اى مسائلهما ومنها الدلائل كما يقال اصول الفقه
واصول الحديث اى دلائلهما ومنها الاباء كما يقال حرم على المراة اصولها اى الاباء
ومنها المعانى اللغوية كما يقال الصلوة في الاصل الدعاء اى بحسب اللغة ولا يستقيم
منها ههنا الا الاولان فان اراد بها الاول فماذا اراد بلفظة ما ان اراد بها الدين
فتقسيم اصول الدين الى اصول الشريعة واصول الطريقة يقتضى تقسيم الشئ الى نفسه
والى غيره لان الدين والشريعة ولذا الملة والمذهب متحدة بالذات ومختلفة بالاعتبار
فان الشريعة من حيث انها تطاع تسمى دينا ومن حيث انها تجمع تسمى ملة ومن حيث
انها ترجع اليها تسمى مذهبا وايضا الدين ينسب الى الله تعالى كما ورد في القران الكريم

اور شیعہ کو خاصہ اسوجہ سے کہا کہ یہی حضرات اہل بیت کے دوست رکھنے والے ہین اور اہلبیت اطہار کو اون کے اعیا پر فضیلت دینوالے ہین برخلاف اہل سنت کے کہ اونکا معاملہ اہلبیت سے ایسا ہے کہ جیسا غیر اہل بیت صحابہ و تابعین سے اور فقہ اکبر حنفی کا نہ یہ مرتبہ ہی اور نہ ایسا بیان ہے جیسا ہماری فقہ اکبر کا ہے اور اہل سنت و شیعہ کے ماہرین علما کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ اہل بیت اطہار ان عقاید سے مبرا ہے کہ جن عقاید باطلہ کو مصنف نے اس کتاب مین اونکی طرف منسوب کیا ہے یہ عقاید تو بدعتی فرقون کے ہین۔ کرامیہ و مشبہہ مجسمہ و وہابیہ نجدیہ و دیگر اشخاص کہ جو اسرائیلیات کی روایتون مین یہود و نصاریٰ کے مقلد ہین پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف کا اس کتاب کا نام فقہ اکبر رکھنا ایسا ہے کہ جس طرح کسی شی کا نام اوس کے ضد و نقیض کے نام سے رکھا جائے جیسا کہ زنگی کافور رکھتے ہین اور اس نام کو اختیار کرنے مین ایک تو تعریض مذکور ملحوظ ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ مصنف کے عقاید باطلہ دونون فرقون سنی و شیعہ مین رواج پا جائین اور یہ دونو گروہ ان عقاید کو بدل قبول کرلین اور لفظ عامہ و خاصہ کی جو اصطلاح مصنف نے باقتدار اپنے شیخ طریقت ملقب بشیطان طاق کے قرار دی ہے کہ اوسکو ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس اسکو یاد کرلیا جاوے اور جو کہ حاشیہ کی عبارت مین مصنف کا قول ہے۔ اعلم ان الاصول لما بہ الی مقصود الدین اصول نوعان اصول الشریعۃ و اصول الطریقۃ پس مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اصول لفظ اصل کی جمع ہے اور یہ لفظ چند معانی مین مشترک ہے ایک اوہین ہی مسائل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اصول صرف و اصول نحو یعنے ان دونو کی اور دوسرے معنی لونہین ہی دلائل ہین جیسا کہا جاتا ہے اصول الفقہ و اصول الحدیث یعنی ان دونو کی دلائل اور تیسرے معنی آبا ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے عورت پر اوس کے اصول حرام ہین یعنی اوس کے باپ دادا وغیرہ چنانچہ لونہین معانی لغویہ ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نماز اصل مین دعا ہے یعنی لغت کے اعتبار سے اور ان معانی مین سے اس مقام مین صرف دو پہلے بن سکتے ہین پس اگر لفظ اصول سے معنی اول کو ارادہ کیا ہے تو لفظ ما سے کیا ارادہ کیا ہے اگر دین ارادہ کیا ہے تو اصول دینکی تقسیم اصول شریعت و اصول طریقت کی طرف کرنیسے شے کی تقسیم اوس کے نفس اور اوسکے غیر کیطرف لازم آتی ہے اس لئے کہ دین و شریعت اور اسی طرح ملت و مذہب ایک ہی شے کے نام ہین اونمین فرق اعتبار کا ہے اسلئے کہ شریعت اس اعتبار سے کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے دین ہے اور اس لحاظ سے کہ جمع کیجاتی ہے ملت ہے اور اس خیال سے کہ اوسکی جانب رجوع کیا جاتا ہے مذہب ہے اور نیز دین کی اضافت خدا کے طرف کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم مین وارد ہوا ہے

ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا - والملة تنسب الى النبي كما ورد فيه
ايضا واتبع ملة ابراهيم حنيفا والمذهب ينسب الى المجتهد كما يقال الزكوة في حلي
النساء فرض في مذهب الامام ابي حنيفة وليست بفرض في مذهب الامام الشافعي
كذا في جمع الانهر شرح ملتقى الابحر مع زيادة الامثلة منا للتوضيح وان اراد بها
الثاني فالتقسيم الى النوعين المذكورين لا يستقيم على مذهب ما لان اصول الدين
الاربعة عند اهل السنة الكتاب والسنة والاجماع والقياس وايضا عند الامامية
الثلاثة الاول والعقل كما صرح به في الضربة الحيدرية واثنان عند النجدية
الكتب والسنة وكلها مخالف لهما وان اراد بها كليهما فيلزم عموم المشترك وهو غير
(اي النوعين ١٢)
جائز عند المحققين كما قال في الصواعق وايضا تعيين بعض معاني المشترك بدون
القرينة يقتضيه تحكم لا يعتد وتعميمه في مفاهيمه كلها لا يسوغ والذي عليه
جمهور الاصوليين وعلماء البيان واقتضاه استعمالات الفصحاء انه لا يعم جميع
معانيه انتهى وان اراد بلفظة ما العلم او العمل وكليهما فهو ايضا لا يستقيم لانهما
متفرعان على الدين فاصولهما هي اصول الدين لا غير وبالجملة هذا التقسيم باطل وانما
ابدع التقسيم بهذا النظام ليعلم بطلانه على الاعلام بل يظهر علو شانه في
العربية بين الانام ولهذا المربي ترجمة مع انه التزم ترجمة الكتب لتقريب المرام
الى افهام العوام وهكذا اصنيعته في هوامش هذا الكتب ونحن نبينها انشاء الله
تعالى حيث نجدها مناسبة للمقام والله الموفق وبه الاعتصام قوله فاصول
الشريعة ثلاثة انواع اصول الديانة وهي العقائد كما في هذا الكتب والفقه
الاكبر الحنفي واصول الرواية وهو اصول علم الاثر كما في كتب رواية العلم عن
اهل بيت مدينة العلم وما في الكفاية في علم الرواية للخطيب واصول الدراية

(اور دیکھی گا تو لوگون کو کہ داخل ہوتے ہین دین مین اللہ کے فوج فوج) اور ملت نبی کے طرف منسوب ہوتی ہے جیسا کہ قران مین وارد ہے (اور پیروی کرا براہیم حنیف کے ملت کی) اور مذہب کی نسبت مجتہد کیطرف ہوتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے زکوۃ عورتون کے زیور مین فرض ہے مذہب امام ابوحنیفہ مین اور مذہب امام شافعی مین فرض نہین ہے اسیطرح مذکور ہے مجمع انہر شرح ملتقی الابحر مین صرف مثالین دینے اضافہ کی ہین توضیح کی غرض سے اور اگر دو سے معنی یعنی دلایل ارادہ کیے ہین تو یہ تقسیم کسی مذہب پر درست نہین ہوتی اس لیے کہ اصول دین اہل سنت کے مذہب مین چار ہین کتاب وسنت اجماع وقیاس اور نیز شیعون کے یہان چار ہین تین پہلے اور عقل جیسا کہ ضربۃ حیدریہ مین اسکی تصریح کی ہے اور بخاریہ وہابیہ کے نزدیک دو ہین کتاب وسنت اور یہ سب اقسام مصنف کے قسمون کے برخلاف ہین اور اگر دونون معنی کو ایک ساتھ ارادہ کیا ہے تو لفظ مشترک کا عموم لازم آتا ہے اور وہ محققین کے نزدیک ناجائز ہے چنانچہ صواعق مین لکھا ہے کہ (اور نیز خاص کر لینا مشترک کے معانی کو بدون قرینہ کے محض تحکم ہے کہ جسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور مشترک عام کر لینا اوسکے تمام معانی مین درست نہین ہے جمہور اصولیین وعلماء بیان کے مذہب سے اور استعمالات فصحی کے اقتضا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشترک اپنے سب معانی مین عام نہین ہوتا ہے۔ انتہی اور اگر لفظ ما سے علم یا عمل یا دونون کو ارادہ کیا ہے تو یہ بھی نادرست ہے اسلیے کہ علم وعمل دین پر متفرع ہین پس ان دونون کے اور دین کے اصول ایک ہی طرح کے ہونگے اور حاصل کلام یہ تقسیم باطل ہے اور مصنف نے اس عنوان سے یہ تقسیم اسلیے تراشی ہے کہ اس کا بطلان علما پر کھل نہ جائے بلکہ مصنف کی علوشان وعلوم عربیۃ لوگون پر ظاہر ہو جاوے اسی وجہ سے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ نہین کیا بانکہ مصنف نے اس کتاب کا ترجمہ کرنا عوام کے ذہن نشین کرنیکیواسطے لازم کر لیا ہے اور اسیطرح پر ہے مصنف کی صنعت اس کتاب کی جابجا حاشیہ مین اور ہم اوسکو جس جگہ مناسب مقام سمجھین گے بیان کرین گے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور اوس پر ہم کو اعتماد ہے (قول مصنف کا) فاصول الشریعۃ ثلاثۃ انواع اصول الدیانۃ وھی العقائد کما فی ھذا الکتاب والفقہ الاکبر الحنفی واصول الروایۃ وھو اصول الامام الاعظم کما فی کتاب روایۃ العلم عن اھل بیت مدینۃ العلم وما فی الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب واصول الدرایۃ

اقول ومن الله التوفيق هذا التقسيم ايضا لا يخلوا عن الفساد لان الديانة عبارة عن التدين والتعبد كما في الصراح ديانة بالكسر ديندارى وهو لا يحصل الا بالعلم بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وهو لا يتاتى الا بصحة الدراية اى التفقه وصحة الرواية اى الاسناد فالشريعة هي ما جاء به النبي صلعم واصولها هي الادلة الاربعة لا غير فاصول الديانة انما هي اصول الشريعة لاقسيمها وارادة المسائل من اصول الشريعة مما لا يتعارف بين العلماء ولا يكاد يصح لان الشريعة ليست بعلم واحد يتميز من غيره من العلوم بحسب موضوعه وغايته حتى يقال ان اصول الشريعة هي مسائلها وقواعدها فجعل اصول الديانة قسيما لاصول الشريعة مما لا وجه له قوله وهي نوعان اصول التفسير و اصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما اصول الدلائل وثانيهما اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب اصول الرضا انتهى اقول ومن الله التوفيق لا يخفى على ارباب العقول اني اضافة لفظ الاصول الى الدلائل والمسائل من الذهول عما يتعارفه الفحول من علماء المعقول والمنقول وما في تقسيم اصول الدراية الى اصول التفسير واصول فقه الفروع فان الدراية هي العلم والتفقه واصولها هي ما تحصل منه من الادلة الاربعة والمبادئ اللغوية والشرائط الاجتهادية التي تشتمل على اصول الرواية ايضا فحصر اصول الدراية في اصول التفسير واصول فقه الفروع مما لا يصح اصلا على ان اضافة الاصول الى التفسير يفيد الاستغراق وهو لا يتم الا بدخول الجزء الاعظم من اصول التفسير الذي هو علم الرواية لان التفسير بالراى حرام فيرد عليه جعل اصول الرواية قسيما لاصول الدراية سابقا وقسما لها لاحقا وهو باطل قوله ولا اعلم الى الان فيهما كتابا قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه فانه في اربع مجلدات لم يختص الكثير علمه اقول ومن الله التوفيق قد اكثر في توصيفه وبالغ في تعريفه ومع ذلك لم يفهم ما حاله واى مذهب منوال له

ہین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے ہے (یہ تقسیم بہی فساد سے خالی نہین اسواسطے کہ دیانت عبارت ہے
تدین و تعبد سے جیسا کہ صراح مین ہے دیانت بالکسر دینداری اور تدین نہین حاصل ہوتا ہے مگر علم شریعت سے اور
علم شریعت نہین حاصل ہوتا ہے مگر درایت یعنی تفقہ کی صحت سے اور نیز روایت یعنی اسناد کی صحت سے پس شریعت
تو وہ امور ہین کہ جنکو نبی صلعم لائے اور اون کے اصول یہی ادلہ اربعہ ہین اور بس پس اصول دیانت بہی اصول شریعت
ہی ہین نہ کہ اون کی قسم اور اصول شریعت سے مسائل زادہ کرنا علما وین غیر متعارف ہے اور صحیح بہی معلوم نہین ہوتا
اسلئے کہ شریعت ایک علم نہین ہے کہ اور علوم سے اپنے موضوع و غایت کے اعتبار سے علیحدہ ہو یہانتک کہ کہا جائے کہ
اصول شریعت عبارت ہے مسائل شریعت سے اور اوس کے قواعد سے پس اصول دیانت کو اصول شریعت کی قسم بنانا محض
بیوجہ ہے (قول مصنف کا) وھی نوعان اصول التفسیر واصول فقہ الفروع وھی نوعان احدھما اصول الدلائل
وثانیھما اصول المسائل کما فی کتاب اصول المسائل عن اھل البیت الفضائل وکتاب اصول الرضا انتہی مین کہتا
ہون اور توفیق خدا کیطرف سے (اہل عقل پر پوشیدہ نہین کہ جو کچہ مصنف کو لفظ اصول کی اضافت دلائل مسائل کیطرف کرنے مین قصور
علما کے امر متعارف سے ذہول ہوا ہے اور جو کچہ خرابی اصول درایت کی تقسیم اصول فقہ و اصول تفسیر کے طرف کرنے مین واقع ہے
اسلئے کہ درایت نام ہے علم اور تفقہ کا اور اوس کے اصول وہی ہین کہ جن سے وہ حاصل ہوتی ہین یعنی ادلہ اربعہ
ومبادی لغویہ و شرائط اجتہادیہ کہ جس مین اصول روایت بہی داخل ہین پس اصول درایت کا حصر اصول تفسیر و
اصول فقہ مین کرنا بالکل غیر صحیح ہے اسکے علاوہ لفظ اصول کی اضافت تفسیر کے طرف مستغنی استغراق ہے اور استغراق
جب ہی پورا ہوگا کہ اصول تفسیر کا جزو اعظم کہ وہ علم روایت ہے اصول تفسیر مین داخل رہے اسواسطے کہ
تفسیر رائے سے کرنا تو حرام ہے پس اسپر وارد ہوتا ہے اصول روایت کو پہلے اصول درایت کا قسیم
بنانا اور بعد مین اوسکی قسم بنانا اور یہ امر باطل ہے (قول مصنف کا) ولا اعلم الی الان فیھما کتابا قبلہ ولا بعدہ
شفی علی اعظم حجمہ فانہ فی اربعہ مجلدات مع اختصار لکثیر علمہ انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے
ہے مصنف نے کتاب اصول الرضا کی توصیف مین غلو کیا ہے اور اوس کی تعریف مین
مبالغہ کیا ہے اور پہر بہی اوس کا حال نہ کہلا اور یہ نمعلوم ہوا کہ وہ کتاب کس مذہب کی ہے

ومن الفه ورتبه ومن دوّنه وهذبه وانما صنع ما صنع في هذا القول لاظهار علمه
وسعة عشوره وفضله وتفوقه بعيونه على من كان قبله او في عصره من العلماء الراسخين
كابن نجيم والسيوطي وغيرهما من المتقدمين ثم يعد من المجددين ولا يعتد به في
القاصرين وسيعلم مما نأتي به في هذا الكتاب انه من المدعين في هذا الباب والى الله
المشتكى من هتك الفاضح وبتك القادح قوله واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرقائق كما في الكتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان واول
من صنف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث
المحاسبي ومن آخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي والقشيري والهروي
ومن بعدهم هذا ما بدا لي في وقتي هذا اقول ومن الله التوفيق جعل اصول الطريقة
قسيما لاصول الشريعة وحكم بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقائق ومثل بعدة كتب
وجعل مؤلفيها على ثلاث طبقات وهذا كله فاسد اما الاول فلان اصول الطريقة
هي اصول الشريعة لا غير لان ما ورده الشريعة فهي رندقة فالمغايرة بينهما ليست من
حيث الاصول بل من حيث ان الشريعة عبارة عما جاء به النبي صلعم وروى الينا
بالاسناد الصحيح والطريقة عبارة عما القاه الله تعالى على قلوب الاصفياء من
الحقايق والمعارف اصفاء ازهانهم وتزكية نفوسهم بالاعراض عما سوى الله فالطريقة
نتيجة الشريعة من حيث العلم والعمل بها لا قسمها او قسيمها ويتضح ذلك مما افاد لما
الطريقه وشيخ المعرفة ابتداء في فتوحاته المكية وهو هذا فان قلت فلخص لي
هذه الطريقة التي تدعي انها الطريقه الشريفة الموصلة سالكها الى الله تعالى وما
تنطوي عليه من الحقايق والمقامات باقرب عبارة واوجز لفظ وابلغه حتى
اعمل عليه فاعلم ان الطريقة الى الله تعالى الذي سلكت عليه الخاصة من المؤمنين

اور اس کا مولف کون ہے اور اس قول مین بھی مصنف نے اپنی علمیت وزیادت تحقیق وفضل وتفوق
کا اظہار کیا ہے بہ نسبت علمائے سابقین ومعاصرین کے مثل ابن نجیم وسیوطی وغیرہما کے علمائے
متقدمین مین سے تاکہ مجددین مین مصنف کا بھی شمار ہوجاوے اور ناقصون مین سے نہ سمجھا جاوے
اور اس کتاب کے مضامین سے معلوم ہوجائیگا کہ اس باب مین مصنف کا صرف دعوی ہی دعوی ہے اور ہمارا شکوہ
خدا ہی کے سامنے ہے فضیحت کرنیوالے کی پردہ دری اور معترض کی قطع وبرید سے (مصنف کا قول) واما اصول
الطریقة فتعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق کما فی کتب فقه الاحناف عن اهل البیت الحکمة والعرفان
واوّل من صنف فیه عبد الله بن المبارك ووکیع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث المحاسبی
ومن اخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمی وابو نعیم والبیهقی والقشیری والهروی ومن بعدهم
هذا ما بدا لی فی وقتی هذا افتح مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے (مصنف نے اصول
طریقت کو اصول شریعت کا قسیم بنا کر یہ حکم لگایا کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف وزہد ورقاق سے حاصل
ہوتی ہی اور چند کتابین علم تصوف کی مثالین بتا کر اون کے مصنفون کے تین طبقے بتائے اور یہ تمام بیان فاسد ہے
امر اول کا فساد اسوجہ سے ہے کہ اصول طریقت بھی اصول شریعت ہین نہ اونکا غیر[1] اسوجہ سے کہ جن امور کو شریعت نے
رد کیا ہے وہ امور بدیہی سے ہین پس ان دونون مین فرق اصول کے لحاظ سے نہین ہی بلکہ اسوجہ سے ہی کہ شریعت
وہ احکام ہین جو باسناد صحیحہ نبی صلعم سے ہمارے طرف پہونچے ہین اور طریقت عبارت ہے اون امور سے کہ پاکیزہ
لوگون کے دلونپر حق تعالی کے طرف سے اونکا القا ہوا ہے یعنی حقایق ومعارف اون کے اذہان کی صفائی اور
اون کے نفسون کی پاکی کی وجہ سے غیر اللہ سے کنارہ کشی کے سبب پس طریقت نتیجہ ہے شریعت کا شریعت کے علم وعمل کے
لحاظ سے نہ کہ شریعت کی قسم یا قسیم اور اس امر کی وضاحت اوس بیان سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ جس کا افادہ فرمایا
امام طریقت وشیخ معرفت نے فتوحات مکیہ مین اور وہ یہہ ہے (پس اگر تو کہے کہ میرے لئے اوس طریقہ کا خلاصہ کردو کہ جس کو
طریقت شریفہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کہ اپنے سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور جو کچھ اوسمین حقایق ومقامات پیچیدہ ہین
واضح عبارت ومختصر الفاظ وبلیغ نظر کلام مین تاکہ مین اوسپر عمل کرون پس معلوم کرتو کہ حق تعالی کا راستہ کہ جسپر مومنین

[1] جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اتمام الدرایہ مین اصول طریقت کو اصول الدین مین داخل کیا ہے کیونکہ اصول الدین اوسی امر سے
بحث کرتی ہے کہ جس کے متعلق اعتقاد واجب ہو اور علم طریقت کل اعتقاد مین داخل کیا ہے جیسا کہ اس سے ظاہر ہے (حد
اصول الدین علم یبحث فیه عما یجب اعتقاده اور اسی کے ثبوت مین لکھا ہے کہ نعتقد الی طریق ابی القاسم جنید
سید الصوفیه علما وعملا وصحبة الی اخرہ)

الطالبين نجاتهم دون العامة الذين شغلوا انفسهم بغير ما خلقت له على اربع
شعب بواعث ودواع واخلاق وحقايق الى اخر الفصل من شاء التحقق فليرجع
اليه واما الثانى فلان حكمه بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق غير تام
لانها كما تعرف منها تعرف من سائر العلوم الشرعية فتخصيص معرفتها بها مما
لا يصغى اليه واما الثالث فلان جعله ارباب الكتب المذكورة على الطبقات المذكورة
خلاف التحقيق كما يظهر من جواهر الحقايق حيث قال مولفه - اول كسى كه اين راه را عمدة
نهاد حارث محاسبى است كنيت او ابو عبد الله است از علماى مشائخست وقدماى
ايشان انتهى فعلم منه ان طبقاته الثلاث غيرنا شئته عن علم هذا ما بدا لنا
فى الحال بتوفيق العزيز المتعال ومنه البداية واليه المال قال الله المتعال فلولا
نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين فرض الايمان الاكمل قال الله تعالى
قل امنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب
والاسباط وما اوتى موسى وعيسى والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم
ونحن له مسلمون وقال تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسله والكتاب
الذى نزل على رسوله والكتاب الذى انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته
وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا وقال انما المومنون
الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم ايته زادتهم ايمانا وعلى
ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون اولئك هم المومنون
حقا الاية قال حافظ الاولياء اصحب الكرامات العلى محمد بن اسلم الطوسى صاحب
المسند الجيد حدثنا على بن موسى الرضا عن ابيه ثنا ابى جعفر عن ابيه محمد بن
بن على عن ابيه على بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه على رضى الله عنهم قال

طالبین ہیں سے خاص لوگ چلے ہیں نہ کہ عوام الناس کہ جنہوں نے اپنے نفسوں کو مشغول کر دیا ہے اور ان کا مرتبہ کہ جس کے
لئے وہ پیدا ہیں کئے گئے چار قسم پر ہے شعب و بواعث و دواعی و اخلاق آخر فصل تک جسکو تحقیق ناظر ہو فتوحات کو دیکھے
اور امر دوم کا فساد اسوجہ سے ہے کہ مصنف نے جو حکم لگایا ہے کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف و زہد و رقائق سے حاصل
ہوتی ہے نا تمام ہے اسلئے کہ جس طرح ان سے ہوتی ہے اور علوم شرعیہ سے بھی ہوتی ہے پس حصر مذکورہ کو انہیں کے ساتھ
خاص کر دینا قابل التفات نہیں ہے اور تیسرے امر کا فساد اسوجہ سے ہے کہ مصنف کا مصنفین کتب تصوف کو طبقات
مذکور پر قرار دینا خلاف تحقیق ہے جیسا کہ جواہر الحقائق سے ظاہر ہوتا ہے جس مقام میں کہ اوسکے مصنف نے کہا ہے (پہلے جس نے علم
تصوف کی بنیاد قایم کی حارث محاسبی ہے کنیت اوسکی ابو عبد اللہ ہے علماء مشائخ سے ہے اور اونکا اولین میں سے انتہا اس معلوم ہوا کہ
مصنف کے طبقات ثلاثہ مذکورہ علم سے ناشی نہیں ہیں یہ وہ تحقیق ہے جو ہمیں اسوقت منکشف ہوئی ہے یہ مسئلہ کل
توفیق سے اور اوسی سے آغاز ہے اور اوسی کیطرف انجام کار ہے کہا مصنف نے فرمایا حق تعالیٰ نے پس کیوں نہیں سفر کرتے ہر گروہ میں سے
ایک جماعت دین میں سمجھ پیدا کرنیکو واسطے) فرض ایمان اکمل کا فرمایا حق تعالیٰ نے کہو کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور جو کتاب ہم پر اتری
اور جو کتابیں کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط پر اتری ہیں اور جو کتابیں کہ موسیٰ و عیسیٰ کو اور دوسرے نبیاء کو دیگئی
ہیں ہم نبیوں میں کسیکو جدا نہیں سمجھتے ہیں اور ہم خدا ہی کے مطیع فرمان ہیں اور فرمایا حق تعالیٰ نے اے ایمان والو تم ایمان لاؤ خدا پر
اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جسکو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے اور جو پہلے نازل کی گئی اور جو شخص کفر کریگا خدا سے
اور اوسکے فرشتوں سے اور کتابوں اور رسولوں اور آخری دن سے تو وہ بیشک بہک گیا دور کا بہکنا) اور فرمایا (ایمان دار
وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اون کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب کلام الٰہی کی آیتیں اونکے سامنے تلاوت کیجاتی ہیں
تو اون کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور وے اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو کہ نماز قایم رکھتے ہیں اور
ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ واقعی ایمان دار ہیں آیت کے آخر تک فرمایا اولیاء اصحاب
کرامات کے بڑے حافظ محمد بن اسلم طوسی مسند محتوی کے مصنف نے کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن موسیٰ رضا نے
اپنے باپ کی روایت سے کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے باپ جعفر نے اپنے والد محمد بن علی کی روایت سے انہوں نے اپنے
والد علی بن حسین کی روایت سے انہوں نے اپنے والد حسین سے انہوں نے اپنے والد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب
وعمل بالجوارح ورواه البيهقي في شعب الايمان ثنا ابو محمد عبيد بن محمد بن محمد
بن مهدي القشيري انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن موسى بن كعب ثنا ابو محمد
الفضل بن محمد بن المسيب ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن
اسلم الطوسي قالا ثنا علي بن موسى الرضى عن ابيه فذكره به وسنده مسلسل
بالائمة السبعة اولي المرفعة الكمل وقوله عليه الصلوة والسلام اقرار
باللسان اي بتوحيد الله وتصديق رسوله وما جاء به - وقال الحافظ البلاذري
ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم صاحب الصحيح على وضع صحيح مسلم
ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى ابو السيد المحبوب ثني ابي علي بن
محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني ابي موسى بن
جعفر قال ثني ابي جعفر عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه
علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الايمان
معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان - وقال الحافظ ابو بكر احمد
بن عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في القاب ثنا ابو بكر محمد بن احمد بن
عقيل الوراق ثنا ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ
فذكره عنه به وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذاك السند العالي
هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل سبحة الجواهر المهذبة لا بل هذا
تقصير لفضله الكبير وسير وي نبذة من فضيلة كل من هؤلاء الائمة
انشاء الله تعالى ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من
ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري

وان نصب
المعرفة بلفظ
التصديق
تفسير بالرتبة

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت ہے دل سے اور
عمل کرنا ہے جوارح سے) اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اس طرح ہے کہ
بیان کیا ہم سے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نے کہ ہم کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ
بن موسی بن کعب نے کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہم سے بیان کیا
ابو الصلت الھروی عبد السلام و محمد بن اسلم نے دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی
بن موسے رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بسند مذکور اور
اس حدیث کی سند سات امامون رفیع الشان کاملین کے مسلسل ہے اور قول حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا اقرار باللسان اسے اقرار کرنا اللہ کی توحید کا اور سچا ماننا اوسکے
رسول کو اور اوس کی شریعت کو اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم
نے کہ جو مصنف ہے ایک صحیح کا صحیح مسلم کی وضع پر کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن محمد
بن علی بن موسی سید محجوب کے باپنے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن محمد نے کہ کہا مجھ سے میرے باپ محمد بن
علی نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن موسی رضا نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ موسی بن جعفر نے کہا مجھ سے میرے باپ جعفر نے
اپنے باپ محمد بن علی کی روایت سے انہون نے اپنی باپ علی بن حسین سے انہون نے اپنے باپ حسین سے انہون نے اپنے باپ علی بن ابی طالب سے راضی
ہو کہا فرمایا رسول اللہ صلعم کہ ایمان دل سے پہچاننا اور زبان سے کہنا اور جوارح سے عمل کرنا اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن
فارسی شیرازی نے انبقاء میں کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن ابراہیم
بن ہاشم بلاذری حافظ نے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بلاذری نے بسند مذکور اور بلاذری کی
سند مسلسل ہے دس امامون کاملین سے پس یہ سند عالی سونے کی مالا ہے یا موتیون کا ہار ہے
بلکہ جواہر کی آراستہ تسبیح ہے نہین بلکہ یہ اوس کے فضل کبیر کو گھٹانا ہے اور عنقریب کچھ فضایل
ان امامون سے ہر ایک کی روایت کئے جائینگے اگر خدا کو منظور ہے اور ہر یک کو ان اہل
تصنیف مین سے کہ جنکی تصانیف مشہور ہین محدثین مین امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کی

الاسماع منهما الا اهل الستة ولله المنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ من بيان
تسمية كتبه هذا بالفقه الاكبر وبيان موضوعه من عقائد اهل البيت شرع باول
العقائد الذى هو الايمان واستدل عليه بعدة ايات واحاديث بذكر اسانيدها
التى افتخر بها كل الافتخار ولما كان فى زعمه ان الايمان مركب من القول والمعرفة
والعمل سرد ثلاث ايات تدل كل منها على كل منها فالاية الاولى اعنى قل امنا
بالله الخ تدل على جزئية القول والثانية اعنى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله الخ
تدل على جزئية المعرفة والثالثة اعنى انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت
قلوبهم الخ تدل على جزئيه لان التوكل واقامة الصلوة والانفاق من الرزق
من الاعمال ثم قصد التصريح بهذه الامور الثلاثة بحديث محمد بن اسلم الطوسى
اعنى الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح فذكره وايده بذكر
طرقه وتوابعه وتوصيف رواته فنقول فى جوابه ان هذا المدعى ليس له فهم
بانى ولا هو اين للمحدثين لادعى وان ادعى انه منهم الدوذعى او الالمعى لان الاية الاولى
انما تدل على وجوب القول بالايمان لا على جزئيته له وانما هى منها بمراحل والثانية
لا ذكر فيها للمعرفة حتى تدل على جزئيتها للايمان وسياتى بيانه مفصلا والثالثة
لا دخل لها فى جزئية الاعمال للايمان وانما هى تدل على ان الاعمال المذكورة فيها
من اصلزات الايمان فبطل كلما ادعاه فى زعمه على رغم انفه وما ثبت من القران
فى باب الايمان عند اهل السنة انه هو تصديق بالقلب لا غير كما يفهم من ادلة
اولئك كتب فى قلوبهم الايمان ومن كرهه وقلبه مطمئن بالايمان ومن قول
ولما يدخل الايمان فى قلوبكم وغير ذلك والاحاديث ايضا تدل عليه كما قال
عليه السلام اللهم ثبت قلبى على دينك وقال عليه السلام لاسامة حين قتل

جمع ہونے اور ان دونون سے حدیث سننے کا شرف حاصل نہین ہوا ہے بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے
انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ہرگاہ مصنف کو اس کتاب کا نام بتانے اور اوسکی موضوع کے
بیان سے کہ وہ اہلبیت کے عقائد ہین فراغت ہوئی تو مسئلہ ایمان کو کہ سب عقاید مین اول ہے بیان کرنا شروع
کیا اور چند آیتین اور چند حدیثین ایسی کہ اونکی مسندون کو ذکر کرکے افتخار کیا ہے پورا افتخار کرنا دلیل مین
لایا اور جبکہ مصنف کے زعم مین ایمان مرکب تہا قول و معرفت و عمل سے تو تین آیتین بیان کی کہ اونمین سے
ہر ایک دلیل ہے ہر ایک جزو ایمان کی پس پہلی آیت یعنی قل امنا باللہ آخر تک دلیل ہے قول کے
جزو ایمان ہونے کی اور دوسری آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ آخر تک دلیل ہے معرفت کے جزو
ایمان ہونے کی اور تیسری آیت یعنی انما المومنون الذین اذا ذکرت وجلت قلوبہم آخر تک دلیل ہے عمل کے
جزو ایمان ہونیکی اس لئے کہ توکل کرنا اور نماز کو قایم رکہنا اور روزی مین سے خرچ کرنا اعمال کے قبیل سے
ہے پہر چاہا کہ ان تینون امور کے جزو ایمان ہونیکی تصریح بہی بیان کردیوے محمد بن اسلم الطوسی کی
حدیث یعنی (الایمان اقرار باللسان و معرفت بالقلب و عمل بالجوارح) سے پس حدیث مذکور کو ذکر کیا اور اوس کے طرق و توابع کے
بیانسے اوسکی تائید کی اور اوسکے راویون کے صفت کے بیانسے بس اوسکے جوابمین کہتے ہین کہ اس مدعی کو نہ تو اپنے مرد و یا کا فہم ہے اور نہ
محدثین کا بیشک نہ اونکا پالک گو اسکو دعوی ہے کہ ہمین جماعت محدثین مین سے کی اور نہ ہمارے ہون اس لئے کہ پہلی آیت سے ایمان کو
زبان سے کہنے کا وجوب سمجہا جاتا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ایمان کا جزو ہے جزئیت قول تو مضمون آیت سے منزلون دور ہے اور دوسری
آیت مین معرفت کا ذکر ہی نہین ہے معرفت کی جزو ایمان ہونے پر دلالت کرنا تو کجا اور اسکا بیان مفصل طور پر قریب مین آئیگا اور تیسری آیت
کو اعمال کی جزو ایمان ہونے مین اصلا دخلت نہین ہے اوس سے تو اسقدر سمجہا جاتا ہے کہ جو اعمال اس آیت مین مذکور ہین ایمان کی نشانی اور علامتین ہین پس جو
کچہ مصنف نے اپنے خیال مین منصوبہ قایم کیا تہا اوسکے خلاف صاف صاف باطل ہوگیا اور اہل سنت کے نزدیک قرآن سے ایمان کے باہمین اسقدر ثابت ہے کہ ایمان صرف
تصدیق قلبی کا نام ہے اور جیسا کہ بات (ان لوگونکے قلوب مین خدا نے ایمان کو لکہدیا ہے) اور کریمہ (اور اوس کا ٹہیرا ہوا ایمان سے اور حق تعالی کے
قول (اور سنو تمہارے دونون مین ایمان کا گذر نہین ہوا) اور دوسری آیتون سے سمجہا جاتا ہے اور جو مین بہی اسی پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت علیہ السلام
نے فرمایا ہے ای خدا ثابت کر میرے دل کو اپنی دین پر اور اسامہ سے ارشاد فرمایا جبکہ انہون نے ایک کلمہ کہنے والے کو قتل کردیا تہا

من قال لا اله الا الله صلا شقت قلبه وغير ذلك منها وسن ثم ذهب جمهور
المحققين الى ما قلنا خلافا لما ادعى به هذا المدعى كما نص عليه العلامة التفتازاني
في شرح للعقائد النسفية حيث قال وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان تصديق القلب امر
باطن لا يدل له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله
وان لم يكن مؤمنا في احكام الدنيا الى هنا فانى ما استدل به من الايات والاحاديث فنقول
اجوبتنا عنه اجمالا من وجوه الى ان قوله قال يحافظ الاولياء اصحاب
الكرامات المثل محمد بن اسلم الطوسي صاحب المسند الجيد حدثنا علي بن حرب
الرحى عن ابيه الخ يريد ان البخاري ومسلما لم يخرجا هذا الحديث وانه ليس في
سنده وكلاهما باطل اما الاول فلانه قد خرج الحديث الاول في هذا السند
المعتبر ونحن نقول هذا الحديث غير ثابت عند الفريقين واما الثاني فلانه اخرج
الحديث الذي رواه بهذا السند في تاريخه النيسابوري لا في الجرح والتعديل
على ما قلنا انه قال العلامة ابن حجر في الصواعق المحرقة ذيل ترجمة الامام
علي الرضا في حقه رضي الله عنه ولما دخل نيسابور كما في تاريخها الذي سوقها وعليه
مظلة لا يرى من ورائها فوضع له لحافظان ابو زرعة الرازي ومحمد بن الاسلم
الطوسي وهما من رؤساء العلم والحديث ما لا يحصى تتحيروا ان ينظروا اليه من هيبته
ويروي لهم حديثا عن ابائه واستوقف البغلة وامر غلمانه بكشف المظلة
واقر عيون تلك الخلائق برؤية طلعته المباركة فكانت له ذوابتان سابغتان
على عاتقه وناس بين صارخ وباك ومتمرغ في التراب ومقبل لها وبغلته
فصاحت عليه صياح الناس فصاحوا واسرع اليه الحافظان المذكوران فقال

(تو نے اوس کے دل کو کیون نہ چیر ڈالا) اور دوسری حدیثین ہین ان کے سوا اسی سبب سے جمہور محققین نے
ہمارے قول کو مذہب قرار دیا ہے برخلاف مدعائے مصنف کے چنانچہ علامہ تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح
شرح مین اسکی تصریح کردی ہے جسمقام مین کہ کہا ہے (اور جمہور محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے
اور اقرار احکام دنیاوی کے جاری کرنیکو شرط ایمان ہی اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کیلئے
کوئی علامت چاہئے پس جسنے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نہین کیا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہے
اگرچہ احکام دنیا مین مومن نہو انتہی) یہ تو جواب ہوا اون آیات کا کہ جن سے مصنف دلیل لایا ہی اور لیکن حدیثون انکی
جواب مین کہتے ہین خدا کی مدد سے کہ مصنف کا قول (قال حافظ الاولیاء اصحاب الکرامات العلی) تا آخر اسکا
وہم دلاتا ہی کہ محمد بن اسلم حدیث مذکور کا راوی ہی اور اس حدیث کو اپنی مسند مین اوسنے روایت کیا ہی اور یہ دونو باتین باطل ہین
اول کا بطلان اسوجہ سے ہی کہ محمد بن اسلم نے اس سند معتبر سے حدیث الہی کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی روایت
محمد بن اسلم سے محدثین کے نزدیک ثابت نہین ہی اور دوم کا بطلان اسوجہ سے کہ محمد بن اسلم نے جس حدیث کو اس سند
سے روایت کیا ہی تو اوسکی روایت تاریخ نیشاپور مین کی ہی نہ کہ مسند مجود مین اور ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہی کہ علامہ
ابن حجر نے صواعق محرقہ مین امام علی رضا کے ترجمہ کے بیچ صفحہ (۱۸۰) مین لکھا ہی (اور جبکہ نیشاپور مین داخل ہوئے جیسا کہ تاریخ
نیشاپور مین مذکور ہی اور اوس کے بازار مین گھسے اور آپ کے اوپر ایک پردہ تھا کہ جسکی پشت سے آپ نظر نہ آتے تھے آپ کے سامنے
دو حافظ آئے ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور ان دونون کے ہمراہ علم حدیث کے طالب بیشمار تھے پس ان دونون
نے نہایت الحاح کی کہ اپنا چہرہ انور حاضرین کو دکھائین اور اپنی آبا کیطرف سے ایک حدیث ان سے روایت فرمائین پس اپنے خچر کو
ٹھہرایا اور خدام کو پردہ اٹھانیکا حکم دیا اور اس مخلوق کی آنکھونکو صورت مبارک کے دیدار سے ٹھنڈا کیا پس آپ کے دو گیسو تھے
کندھے پر لٹکے ہوئے اور لوگون کی یہ حالت ہوگئی کہ کوئی چیخ مار رہا تھا اور کوئی روتا تھا اور کوئی مٹی مین
لوٹتا تھا اور کوئی آپ کے خچر کے سم کو چومتا تھا پس علما نے شور کیا کہ اے حاضرین خاموش رہو
پس سب خاموش ہوگئے اور دونون حافظ مذکور نے آپ سے حدیث کا لکھنا چاہا پس فرمایا

حدثني ابي موسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن ابيه
زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه علي بن ابيطالب رضي الله عنهم قال حدثني
حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حدثني جبرئيل قال سمعت رب
العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن من
عذابي ثم ارخى الستر وسار فعد اهل المحابر والدوى الذين كانوا يكتبون فانافوا
على عشرين الفا وفي رواية ان الحديث المروي الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان
وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ
من جنته انتهى فهذا النقل المطابق للعقل اول دليل على ان المروي عن الامام
علي الرضا بالسند المعتبر البالغ حد التواتر بالمعنى الموصوف بالشفاء للمجنون عند
حملة المحدثين هو الحديث الالهي الذي رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم
الطوسي واما هذا الحديث الذي استدل به المصنف فهو غير ثابت بالنقل
الصحيح ولا يحاسنده عن ضعف ولهذا قال العلامة ابن حجر في بابه وفي
رواية وايضا قال ولعلهما واقعتان يعني انه غير ثابت وعلى التسليم فيقال
لعلهما واقعتان وايضا قال الدارقطني بعد ذكر هذا الحديث من الهروي
انه متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث
وقال ابن الجوزي فيه ايضا انه موضوع ووافقه في هذا القول السخاوي في
المقاصد الحسنة ولهذا ترك هذا الحديث واقتصر على روايته ابن ماجة
فيعلم تصريح هؤلاء الجهابذة بكذب الهروي ووضعه هذا الحديث كيف
يسوغ الاستدلال وان هذه المكابرة لا يرتكب عليها الا المجنون ولعدم مقبوليته
صنع المصنف صنيع المبادع حيث جعل محمد بن اسلم مخرجا له وابي الصلت

بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق کی روایت سے انہون نے اپنے باپ
محمد باقر کی روایت سے انہونے باپ زین العابدین کی روایت سے انہون نے اپنے باپ حسین کی روایت سے
انہون نے اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی روایت سے راضی شفعائی اون سبہون سے کہا حضرت علی نے کہ مجھ سے
میرے حبیب اور میرے آنکہون کی خنکی رسول خدا صلعم نے کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا میں نے رب العزت سے
کہ فرماتا ہے لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے یہ کلمہ کہا وہ داخل ہوا میرے قلعہ میں اور جو داخل ہوا میرے قلعہ میں وہ امن
پایا میرے عذاب سے پھر یہ چھوڑ کر روانہ ہوگئے پس وہ شافی دوات والے جو وہان پر لکھے ہی تھے جب اون کا شمار کیا گیا تو
پچہ اوپر بیس ہزار تھے اور ایک روایت مین ہی کہ حدیث مذکور الایمان معرفۃ بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان
ہے اور شاید کہ یہ دو واقعہ ہون گے احمد نے کہا ہے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑہی جائے تو اپنے جنون سے
اچھا ہوجائے واقطنی پس یہ نقل عقل کے بہی مطابق ہے بہت بڑی دلیل ہے اس پر کہ حدیث مروی امام علی رضا سے
بسند معتبر کہ جو تواتر معنوی کو حد تک پہنچا ہی ہے اور راجح محدثین کے نزدیک شفائی مجنونی کی فضیلت سے موصوف ہے
وہی حدیث الہی ہے کہ جس کے راوی دو حافظ حدیث ہین ابوزرعہ رازی ومحمد بن اسلم طوسی اور لیکن یہ حدیث
کہ جسکو مصنف نے دلیل گردانا ہی اوس کا ثبوت نقل صحیح سے نہین ہی اور اسکی سند ضعف سے خالی نہین ہے اسی وجہ سے
علامہ ابن حجر نے اس کے باب مین وفی روایتہ کہا اور نیز کہا کہ لعلہما واقعتان یعنی اول تو یہ حدیث غیر ثابت ہے
اور بر تقدیر تسلیم ثبوت کیا جائیگا کہ شاید یہ دو واقعہ ہون گے اور نیز دارقطنی نے ہروی کی اس حدیث کو ذکر
کرنیکے بعد کہا ہی کہ ہروی پر اس حدیث کے وضع کرنیکی تہمت قایم ہے کسی نے اسکو روایت نہین کیا ہی مگر ہروی
سے پھر اگر پس اوں ہی اوسکی وضع مین اور ابن جوزی نے بہی اسکو موضوع کہا ہے اور سخاوی نے مقاصد حسنہ
مین ابن جوزی کے اس قول کی موافقت کی ہی اسی وجہ سے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور ابن ماجہ کی روایت پر بس کیا پس ان اکابر
محدثین کے تصریح کرنیکی بعد کذب ہروی اور اس حدیث کے موضوع ہونے پر کیونکر اس حدیث سے دلیل لانا جایز ہوگی
یہ تو مکابرہ ہے کہ جس کا ارتکاب دین مین جرأت والا کرتا ہی اور حدیث ہروی کے غیر مقبول ہونے کی
وجہ سے مصنف نے دہوکا دینے والے کا کام کیا ہی کہ محمد بن اسلم کو اوس کا راوی قرار دیا اور ابوالصلت

الجروح شاهد له حيث قال بعد تخريجه عن محمد بن اسلم ورواه البيهقي في شعب
الايمان ثنا ابو محمد الى ان قال ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن اسلم
قالا حدثنا علي بن موسى الرضا عن ابيه فذكره وسنده مسلسل بالائمة
السبعة الى ولي الرفعة الكمل انتهى وهذا ايضا لا يخلو عن شيء لان تخريج محمد بن اسلم
عن الامام علي الرضا انما وقع في نيسابور وكان معه حينئذ الحافظ ابو زرعة
الرازي لا الهروي فكيف يصح جعله الهروي شاهد للطوسي ان هذا الا
لاختلاق وايضا خدع خديعة اخرى وبيانها انه وضع المردود ههنا موضع
الالهي المقبول واثبت اوصاف المقبول المردود ثم وضع الالهي المقبول موضع المردود
في صفحه (٤٢) واثبت صفاته اياه ان هذا الا الشقاق ثم استدل عليه بحديث
البلاذري الذي قال فيه ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيدية والعهدة فيه على البلاذري انتهى وحاد ل تزكية
في اثناء السند حيث قال انه صاحب الصحيح على وضع الحديث واثبت كونه
مقبول الرواية باخذ الشيرازي هذا الحديث منه في الالقاب ثم اثنى على سنده
بما لا مزيد عليه حيث قال وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذاك
السند العالي هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل سبحة الجواهر المهذبة
لا بل هذا تقصير بفضله الكبير ثم افتخر بتخريج الحديث بهذا السند اعني
البلاذري على الشيعة حيث قال ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر
ما صنف من ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضا وحفيد ابنه
الامام الحسن العسكري والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة وهذا كله
ليس الا كنسج العنكبوت لا وهن البيوت او كالتي نقضت غزلها ثم جعلها انكاثا

مجروح کو اوسکا شاہد بنایا اس لئے کہ اس حدیث کی روایت محمد بن اسلم سے کرکے کہا کہ اسکو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین کہ ہمسے بیان کیا ابو محمد نے یہانتک کہ کہا بیان ہم سے ابو الصلت ہروی عبد السلام اور محمد بن اسلم نے کہا دونون نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا اوس کو پسند مذکور اور اوس کی سند سلسل ہے سات امامون رفیع الشان کاملین سے انتہیٰ اور یہ اسوجہ سے خالی نہین ہے اسلئے کہ محمد بن اسلم کی روایت امام علی رضا سے نیشاپور مین واقع ہوئی ہے اور اوسوقت اون کی ساتھ حافظ ابو زرعہ رازی تھے نہ کہ ہروی پس مصنف کا ہروی کو طوسی کا شاہد بنانا کسطرح سے صحیح ہوسکتا ہے یہ تو محض بناوٹ ہے اور نیز ایک اور فریب کیا ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ مصنف نے اسمقام مین حدیث مردود کو حدیث آحاد مقبول کی جگہ مین رکھا ہے اور مقبول کے اوصاف کمال مردود کیلئے ثابت کئے پھر صفحہ (۴۲) مین حدیث آحاد مقبول کو مردود کی جگہ مین بیان اور معنات مردود مقبول کیلئے ثابت کئے یہ بھی ایک عداوت کا فعل ہے پھر دعوی مذکور پر بلاذری کی حدیث سے دلیل لایا جس کے باب مین ابن حجر نے کہا ہے کہ اسی طرح مذکور ہے یہ حدیث سماعت سعید مین پر اس کی صحت کا ذمہ بلاذری پر ہے انتہیٰ اور بلاذری کا تزکیہ کیا مصنف نے ثلثیات سند مین اس طرح پر کہ بلاذری کی نسبت کہا کہ وہ ایک ثبت کا مصنف ہے صحیح مسلم کی بنیاد پر اور وسکی مقبول الروایت ہونا ثابت کیا اس حدیث کو شیرازی کے نقل کرنیسے بروایت بلاذری القاب مین پھر اوسکی سند کی توصیف بیان کی بمقدار اوسپر زیادتی دشواری نہین چنانچہ کہا اور اوسکی سند دس امامون کاملین سے مسلسل ہے پس سند عالی سونیکی بلاہی باتونکا ہاری بلکہ موتونکی آراستہ تسبیح ہی نہین بلکہ یہ بیان اوس کے بڑے فضل کو گھٹاتا ہی پھر اس سند کیساتھ اس حدیث کے راوی یعنی بلاذری کیوجہ سے متبعون پر فخر بیان کیا ہی اس طرح پر کہ کہا ہی حدیث اسی تصنیف مین ہے کہ جسکی تصانیف مشہور ہین امام علی رضا اور اونکی پدرتے امام حسن عسکری کے جمع ہونے اور اون دونون سے حدیث سننے کا فخر صحابی کو حاصل نہین ہو بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے اور یہ تمام تقریر بکری کے بالے سے کم نہین ہے کہ جو تمام گھرون نا زکتر ہے یا مثل اوس عورت کے ہی جو اپنی کاڈی ہوئے کو تو دم ڈالتی ہی پھر اوسکو تمرکی کردیتی ہی

وكالغريق يتشبث بالحشيش او كحفر الجبل لاخراج التبن ولنعم ما قيل ع
ولن يصلح العطار ما افسده الدهر ✤ لان البلادري وكذا ابو الصلت الهروي
وعلي بن غراب وغيرهم من الذين تثبت المصنف باحاديثهم كلهم من الشيعة الغالية
والمفضلة مجمع رواياتهم للردودة لاثبات مسئلة الايمان التي هي اعظم العقايد واولها
على مذهب اهل السنة دال على كمال السخافة ونهاية البلاهة ومع ذلك هذه
الاحاديث في انفسها مخالفة للايات والاحاديث المتواترة واجماع الامة والقياس
كما ذكرناه في المقدمة وسنذكره بعد انشاء الله وكون هذا السند مسلسلة بالائمة
العشرة ايضا غير صحيح لان المسلسل من الاحاديث ما يتفق رجال سنده كما هو مصطلح
اهل الحديث وصرح به في فقه اهل البيت لمن تفقه في البيت هكذا فان اتفق الرواة
في وضع الاداء او الحالات وغيرها فهو المسلسل وان كان الرواة من اهل البيت فهو
سلسلة الذهب لحديث علي بن موسى الرضاء عن ابيه الى النبي صلى الله عليه وسلم
وفي هذا السند محمد بن علي ومات ابوه في المشهد وهو بن خمس اوست كان في بغداد و
لهذا ما اتفق له استماع الحديث ولا اخذ مناهج الامامة المعتبرة عند الشيعة كما قال في
الملل والنحل ومن قال بعلي شك او لا في محمد بن علي اذ مات ابوه وهو صغير غير مستحق للامامة
ولا علم عنده بمناهجها انتهى فانقطاع هذا السند عن ابيه متفق عليه بين الامامية واهل
السنة فبطل كونه مسلسلا بالائمة العشرة وايضا ولم يتشرف احد ممن صنف الخ
غير ثابت للبلادري ولا للهروي وان ادعى فعليه البيان وما دام لم يثبت فلا افتخار
به ليس الامن الامر الاضاحيك والاعاجيث وان سلمنه فكونهما من الشيعة ينافض
دعوله وينهدم معناه وايضا نقل المصنف في هذا الكتب ولا في غيره حديثا برواية
الهروي والبلادري بحيث العلم من سنده ان احدهما قد تشرف بالاستماع منهما

یا مثل ڈوبتے کے ہے کہ تنکے کا سہارا لیتا ہے یا پہاڑ کو اوکھیڑنا ہے تنکا نکالنے کیواسطے اور کیا خوب کہا کسیا ہے کہ عطا
دس دوا کو درست نہین کرسکتا ہے کہ جسمین زمانہ نے فساد پیدا کردیا ہو اس لئے کہ بلاذری اور اسی طرح ابوالفضل احمد
اور علی بن غراب اور اونکے سوا دوسرے راوی کہ جنکی حدیثون سے مصنف دلیل لایا ہے یہ تمام راوی غالی شیعہ تھے
یا تفضیلیہ تھے پس اونکی روایات مردودہ کو مسئلہ ایمان کے ثابت کرنیکے واسطے جمع کرنا اور یہ مسئلہ عقاید مین اعظم
اول سے مذہب اہل سنت کے طور پر کمال مخالفت اور نہایت بیوقوفی پر دال ہے اور اوسکے ساتھ یہ حدیثین بذات
خود مخالف ہین آیات واحادیث متواترہ واجماع امت وقیاس سے جیسا کہ ہمنے اسکو مقدمہ مین ذکر کیا ہے اور آیندہ بھی
ہم اوسکو ذکر کرین گے اور حدیث بلاذری کی سند کا مسلسل دس امامون سے ہونا بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ حدیث
مسلسل وہ ہے کہ جسکی سند کے راوی ایک طرح کے ہون جیسا کہ محدثین کی اصطلاح ہے اور فقہا اہل بیت مین من
تفقہ فی البیت مین اسکی تصریح کی ہے اس طرح پر کہ پس اگر راوی حدیث کے متفق ہون ادا کی صیغون مین یا حالات وغیرہ مین
تو وہ حدیث مسلسل ہے اور اگر کل راوی اہل بیت سے ہون تو وہ سلسلۃ الذہب ہے جیسے کہ حدیث علی بن موسی رضا کی اپنے
باپ سے نبی صلعم تک انتہی اور حدیث بلاذری کی سند مین محمد بن علی ہین کہ وہ پانچ چھ سال کے بغداد مین تھے جبکہ اونکے
باپ نے مشہد مین وفات پائی اور اسیوجہ سے اونکو حدیث سننے اور مناہج امامت کے سیکھنے کا جو کہ شیعہ کے یہان معتبر
ہین اتفاق نہین ہوا جیسا کہ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ اور جو کہ علی کا قائل ہوا تو اوسنے پہلے ہی محمد بن علی کے باب مین
شک کیا اسلئے کہ اونکے باپ نے وفات پائی اور وہ ہنوز صغیر سن غیر مستحق امامت تہے اور نہ اونکو مناہج امامت کا علم تہا انتہی
پس اس سند کا منقطع ہونا اون کے باپ سے سنی وشیعہ دونون کا متفق علیہ ہے پس حدیث بلاذری کا مسلسل ہونا دس اماموں کی
ساتھ باطل ہوگیا اور نیز مصنف کا قول ولم یتشرف احد ممن صنف آہ نہ بلاذری کے حق مین ثابت ہے نہ دوری کے
اگر مصنف کو دعوے ہے تو دلیل لانا اوس کے ذمہ پر ہے اور جبتک کہ اوسکو ثابت نکرے
اسپر افتخار کرنا ہنسنے اور تعجب کرنیکی باتون مین سے ہے اور اگر ہم اسکو مان بھی لین تو ان دونون کا شیعہ ہونا مصنف کے دعوے کے برخلاف ہے
اور اس کے منزل کو منہدم کرتا ہے اور نیز مصنف نے نہ اس کتاب مین نقل کیا اور نہ اوسکے غیر مین کسی حدیث کو ہرگز کسی یا بلاذری کی
روایت سے اسطرح پر کہ اوسکی سند سے معلوم ہوجائے کہ اون دونون مین سے دونون امام مذکور سے حدیث کے سننے اور اوسکی صحبت حاصل کرنیسے مشرف ہوا ہے

والرجم عنهما فكيف يصوع النا الادعاء وقد تخاذبا مرمنهم غير مذكور صراحة ولا
اشارة قال وقال الحافظ الناقد ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السهمي
ثنا علي بن موسى الرضى فذكره به وقال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن
الصابوني النيسابوري في المائتين انبا ابو بكر بن مهران ثنا ابو محمد زنجويه بن محمد بن
الحسن اللباد ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي فذكره به قال الصابوني هذا حديث
غريب لم اكتبه الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابو بكر احمد بن محمد بن اسحق
المعروف بابن السني الدينوري في كتاب الاخوة والاخوات اخبرني ابو يحيى الساجي
ان الحافظ ذكريا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة
ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان
يأتي عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به قلت قد براء
من عهدته بما رواه وثبت حديثه هذا وعزى ذكر سعيد بن الاعرابي الحافظ
في معجمه باسناده عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن ماجه حافظ
قزوين وسمعت من احاديث السنة في بيته ثنا سهل بن ابي سهل الرازي ومحمد
بن اسماعيل قالا ثنا عبد السلام بن صالح ابو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى
الرضى به قال ابو الصلت لو قرئ هذا الاسناد على المجنون لبرأ ولخرج منه الجن
الهروي الحافظ ابو بكر بن ابي خيثمة وابو البشر الدولابي في الكنى والطبراني في
الاوسط وابو الاجر في الشريعة وابن نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك
في تاريخ نيسابور وغيره فالبيهقي في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر
بن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج بن السبكي في طبقات الشافعية وابن
الجزري في اسنى المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق ومما ينبغي

پھر کیونکر جائز ہو سکتا ہے مصنف کا دعوے کرنا اور اثر نا ایک امر نا معلوم پر کہ نہ صراحتاً مذکور ہے اور نہ اشارۃً کہا مصنف نے
(اور کہا حافظ ناقد ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد ہیثمی نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسی رضا نے
پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بروایت مذکورہ اور کہا حافظ ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن صابونی نیشاپوری نے ماتین لکھا
ہے کہ خبر دی ہم کو ابو بکر بن مہران نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد زنجویہ بن محمد بن حسن لبّاد نے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن
ادریس رازی نے پس ذکر کیا حدیث مذکور بسند مذکور کہا صابونی نے یہ حدیث غریب ہے ہم نے اس کو اہل بیت ہی کی
حدیث سے لکھا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحٰق معروف بہ ابن سنی دینوری نے کتاب اخوۃ و اخوات میں کہ مجھکو خبر
دی ابو یحیٰی ساجی یعنے حافظ ذکریا صاحب جرح و تعدیل نے کہ بیان کیا ہم سے عبد العزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے کہ بیان
کیا ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ نے اسکو اور عبد العزیز مدینین سے پیچیدہ امور کو
نقل کرتا ہے پس اس حدیث سے دلیل لانا باطل ہوا میں کہتا ہوں کہ وہ بری ہے اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث
کی وجہ سے اور اوس کی چنانچہ ہم ثابت ہو گئی اور اس حدیث کو اوس نے ابو سعید بن اعرابی حافظ کی طرف بھی دیکھ
معجم میں منسوب کیا سند مجنون پر پڑھی اور اسکا تہ عبد اللہ بن موسی سے پس چاہیے کہ معجم مذکور کی طرف رجوع کیا جاوے۔

اور ابن ماجہ حافظ خزوین نے کہ ائمہ حدیث صحاح ستہ کا چھٹا امام ہے اپنی سنن میں کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے سہل
بن ابی سہل رازی و محمد بن اسمٰعیل نے کہا ان دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے عبد السلام بن صالح ابو الصلت ہروی نے کہ ہم سے
بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو کہا ابو الصلت نے کہ اگر یہہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاوے
اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ہروی کی روایت سے حفاظ ابو بکر بن ابی داؤد اور ابو المبرد اولابی نے کنی میں اور طبرانی نے
کبیر میں اور ابو بکر اجری نے شریعت میں پھر روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے اور حاکم نے مستدرک سے علیحدہ تاریخ
بیسا پور وغیرہ میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابو نصر بن ابو القاسم قشیری و ابن جوزی
نے اور تاج بن سبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جزری نے اسنی المطالب
فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں چند طرق سے۔ اور لائق ہے کہ

ان يستدرك على الحاكم كونه لم يخرجه فى صحيحه المستدرك مع كونه صحيحا على رايه فى
الهروى حيث انه صحح حديث انا مدينة العلم وانما فوقد ائمة اهلبيت النبوة الذين
هو يعظيهم وقتبه انتهى - اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد اتى المصنف على حديث ابى الصلت
الهروى الموضوع من جهة الهروى بتوابعات وشواهدات منها حديث البلاذرى وقد
مر بطلانه ومنها حديث ابى حاتم محمد بن ادريس ومنها حديث ابى عثمان اسماعيل الصابونى
ومنها حديث ابن السنى الدينورى برواية عبد العزيز الذى قال فيه ابن حبان انه
ياتى عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به ومنها حديث ابى سعيد ابن
الاعرابى وقد مر بطلانه ومنها حديث ابن ماجة بروايت ابى الصلت الهروى وفيه انه
ايضا من الهروى وهو متهم بالكذب فى حديث الامام على الرضا كما صرحنا به فى المقدمة
نقلا عن ميزان الاعتدال للذهبى وقول الهروى بانه لو قرئ اى هذا سناد على مجنون
لبراء ايضا مسروق من قول الامام احمد فى باب الاسناد لحديث الاهوازى ابن اسلم الطوسى
كما نقلناه عن الصواعق مفصلا ومنها تخاريج الحفاظ ابى بكر بن داود ابى بشر الاولابى والطبرانى
وابى بكر الاجرى وابى نعيم الاصبهانى والحاكم خارج المستدرك والبيهقى فى الشعب وابن
مردويه وابى نصر وابن الجوزى والتاج السبكى وابن الجزرى بطرق منه وهذه التخاريج
المهمة ايضا لا تجدى نفعا لان كلها راجعة الى ابى الصلت الهروى وهو مجروح متهم
بالكذب فى باب الامام على الرضى فكيف يوثق به فى هذا الحديث وقد صرح الائمة من
المحدثين كالدارقطنى وابن الجزرى وابن حجر وابن الجوزى بموضوعيته خاصة فبطل
كلما اورده منهما غير مضر بصحيحه واما قوله فى جواب جرح ابن حبان على عبد العزيز
بانه قد برأ من تهمته بما هنا وثبت حديثه هذا مما لا يلتفت اليه لان مجرد

کہ حاکم پر استدراک کیا جاے اس امر کا کہ اوسنے اس حدیث کو اپنی صحیح مستدرک مین کیون نہ روایت کیا
باآنکہ یہ حدیث صحیح ہے اوس کی راے پر ہروی کے باب مین اس لئے کہ حاکم نے ہروی کی حدیث انا مدینۃ العلم کو صحیح قرار دیا ہے
اور ہروی سے اوپر کے راوی تو اہل بیت نبوت کے امام ہین کہ حاکم جن کی تعظیم کرتا ہے پس تو ہوشیار ہو جا انتہی صفحہ ۱۷
مین کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ابو الصلت ہروی کی حدیث پر کہ جو ہری کی جہت سے موضوع ہے مصنف نے
چند توابع و شواہد کو یہان پر ذکر کیا ہے منجملہ اون کے ایک حدیث بلاذری ہے اور اوس کا بطلان تو گزر چکا اور اون مین سے
حدیث ابو حاتم محمد بن ادریس کی ہے اور اونہین مین سے ابو عثمان اسمٰعیل صابونی کی حدیث ہے اور اونہین سے ہے
ابن سنی دینوری کی حدیث عبد العزیز کی روایت سے جس کے باب مین ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ مدنیون سے بیچیدہ باتین
نقل کرتا ہے تو اس حدیث سے جھٹ لانا باطل ہوا اور انہین مین سے ابو سعید بن اعرابی کی حدیث ہے اور اوس کا بطلان
بھی گزر چکا اور اونہین مین سے ابن ماجہ کی حدیث ہے ابو الصلت ہروی کی روایت سے اور اس حدیث پر بھی جرح وارد ہے
کہ اس کا راوی ابو الصلت ہے کہ جس کی روایت امام علی رضا سے غیر منقول ہے کیونکہ اس خاص روایت مین اوسپر
کذب کی تہمت ہے چنانچہ ہم نے مقدمہ مین اس کی تصریح کر دی ہے ذہبی کی میزان الاعتدال سے نقل لاکر اور ہری کا
یہ قول کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاے تو اچھا ہو جاے نیز مسروق ہے امام احمد کے قول سے جو وارد ہے محمد بن
اسلم طوسی کی حدیث الہی کی سند کے باب مین جیسا کہ ہم نے اس کو صواعق محرقہ سے بتفصیل نقل کیا ہے اور منجملہ اون کے
چند روایتین ہین حفاظ ابو بکر بن داؤد و ابو بشر دولابی و طبرانی و ابو بکر اجری و ابو نعیم اصبہانی و حاکم کی خارج مستدرک ہین اور بیہقی کی
شعب مین اور ابن مردویہ و ابو نصر و ابن جوزی و تاج سبکی و ابن جزری کی چند طرق سے اور یہ مبہم روایتین بھی نفع بخش نہین ہین
اس لئے کہ ان سب کی انتہا ابو الصلت ہروی تک ہے اور وہ مجروح ہے اور امام علی رضا کے باب مین متہم بکذب ہے
پھر اس حدیث مین کیونکر اوسپر اعتماد کیا جاے اور چند ائمہ حدیث نے مثل دارقطنی و ابن جزری و ابن حجر و ابن جوزی نے خاص
اس حدیث کے موضوع ہونیکی تصریح بھی کر دی ہے پس جسقدر روایات مبہمہ کہ اون کی صحت بیان نہین کی گئی اور مصنف نے یہان
نقل کی ہے باطل ہو گئی اور لیکن مصنف کا قول جواب مین ابن حبان کی جرح کے جو اوس نے عبد العزیز پر کی ہے کہ عبد العزیز
بری ہو گیا اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث کے سبب سے جو معجم مین کور ہے اور اوسکی یہ حدیث ثابت ہو گئی) پس قابل التفات نہین ہے اس سے

اخذ الساجی روایته کیف یبرأ عن جرح ابن حبان علیه وهو من قدماء المحدثین والتعدیل
من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول عند المحدثین کما سنبین فکیف بمجرد اخذ الروایة
الذی لیس من التعدیل فی شئ واما قوله ومما ینبغی ان یستدرک علی الحاکم کونه لم یخرجه
فی صحیحه المستدرک مع کونه صحیحا علی رایه فی الهروی حیث انه صحح له حدیث انا
مدینة العلم وانما فوقه ائمة اهل بیت النبوة الذین هو یغیظهم فتنبه انتهی - اما اولا فما لا
یقبله العقل السلیم ویمجه الطبع المستقیم لان حدیث انا مدینة العلم ایضا موضوع عند
الثقاة من المحدثین کما قال فی التحفة حدیث نحن بروایت جابر ان النبی صلعم قال انا مدینة
العلم وعلی بابها این حدیث نیز خلاف اصول درایة است ونیز مطعون قال یحیی
بن معین لا اصل له وقال البخاری انه منکر لیس له وجه صحیح وقال الترمذی انه منکر غریب
وذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وقال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید هذا الحدیث
لم یثبتوه وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الجزری انه موضوع لیس
تمسک بامثال این حدیث که اهل سنت آنرا از دائره تمسک واحتجاج خارج کرده اند
در مقام الزام ایشان دلیل صریح است بر انشمندی ایشان انتهی) وثانیا ولکون
الهروی متهما بالوضع ما اورد الحاکم حدیث الایمان منه فی المستدرک بل تبه فی
تاریخه وهذا ایضا دال علی انه غیر معتبر عنده ایضا فالاتیان بحدیث الایمان الذی
ذکره المصنف فی الاستدلال فی التاریخ والتصریح منه بکون الهروی متهما بوضعه
اول دلیل علی کونه موضوعا متروکا عنده ایضا واما ثالثا الاتیان بحدیث انا مدینة
العلم فی المستدرک بدون توثیقه من جهة الهروی فلا یصلح دلیلا علی مقبولیته عنده
من جهته حتی یرجع مواخذة المصنف الیه وعلی التسلیم فلا مانع من ان یعتبر احد الحدیثین

کہ محض ساجی کا اوس کی روایت کو اخذ کرنا کیونکر ابن حبان کی جرح سے اوس کو بری کرسکتا ہے حالانکہ ابن حبان قدماے محدثین سے ہے اور تعدیل متاخر کی جرح متقدم کی بعد محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے چنانچہ ہم اوس کو بیان کرین گے چہ جائے کہ محض اخذ روایت کہ جس کو تعدیل مین کچھہ بھی دخل نہین ہے دفع جرح متقدم مین مفید سمجھی جاے اور لیکن مصنف کا یہہ قول (وما ینبغی ان یستدرک علی الحاکم کونہ لم یخرجہ فی صحیحہ المستدرک مع کونہ صحیحا علی رایہ فی الھروی حیث انہ صحیح لہ حدیث انا مدینۃ العلم واغا فوقہ ائمۃ اھلبیت النبوۃ الذین ھو یعظمھم قنبہ انتھی) پس عقل سلیم اس کو قبول نہین کرتی ہے اور مستقیم طبیعت کے نزدیک مطروح ہے اس لئے کہ حدیث انا مدینۃ العلم بھی ثقات محدثین کے نزدیک موضوع ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے (پانچوین حدیث بروایت جابر کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوس کا دروازہ ہے) یہہ حدیث بھی اصول درایت کے مخالف ہے اور نیز مطعون ہے یحیی بن معین نے کہا ہے کہ اس حدیث کی کچھہ اصل نہین ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ منکر ہے اس کے لئے کوئی صحیح طریقہ نہین ہے - اور ترمذی نے کہا ہے کہ منکر ہے غریب ہے اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات مین ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا قول ہے کہ محدثین کے نزدیک یہہ حدیث ثابت نہین ہے اور شیخ محی الدین نووی و حافظ شمس الدین ذہبی و شیخ شمس الدین جزری کا قول ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے پس ایسی حدیث سے کہ جس کو اہل سنت نے دستاویز بنانے اور حجت لانے کے دائرہ سے باہر کردیا ہے اون کو الزام دینے کے مقام مین دلیل لانا شیعون کی دانشمندی پر کھلی دلیل ہے انتہی اور اس حدیث کی روایت مین ہروی کے متہم بوضع ہونے کی وجہ سے حاکم نے ہروی کی حدیث ایمانکم کو مستدرک مین نہین لکھا بلکہ اسکو تاریخ مین نقل کیا پس بضعف اسپر دال ہے کہ حدیث ایمان ہروی کی حاکم کے نزدیک غیر معتبر ہو پس حاکم کا ہروی کی حدیث ایمانکو کہ جس سے مصنف نے استدلال کیا ہے تاریخ مین لانا اور ہروی کے متہم بوضع ہونیکی تصریح کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ حاکم کے نزدیک بھی حدیث مذکور موضوع و متروک ہے اور لیکن حدیث انا مدینۃ العلم کو مستدرک مین لانا اور ہروی کی جہت سے اسکی توثیق نہ کرنا اس امر کی دلیل نہین ہوسکتا ہے کہ حدیث انا مدینۃ العلم ہروی کی جہت سے حاکم کے نزدیک مقبول ہو یہانتک کہ مصنف کا اعتراض حاکم پر وارد ہوسکے اور اگر ورود اعتراض کو مان بھی لیا جاے تو کون مانع ہے اس امر سے کہ حاکم ہروی کی اس حدیث کا اعتبار کرے

منه لما راه من تابع له او شاهد عليه ولا يعتبر الاخر منه بعد مكونه متبوعا او مشهودا
عليه فكيف يصح مواخذته على الحاكم مالم يد فع هذا الاحتمال الصحيح وقد قيل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال فسقط كلما ابنى وبطل كلما ادعى ولله المنه قال وللحاكم في تاريخ
نيسابور بسند ليس فيه من ذكر يجرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق
وابن نائبها قال كنت وقفا على راس ابي وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه
وابو الصلت الهروي فقال ابي لمحدث كل رجل منكم بحديث فقال ابو الصلت ثنى علي
بن موسى الرضى وكان والله كما سمي عن ابيه موسى بن جعفر عن ابيه جعفر بن محمد عن
ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين بن علي عن ابيه علي رضي الله
تعالى عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان قول وعمل - فقال بعضهم ما
هذا الاسناد فقال له ابي هذا اسعوط المجانين اذا سعط به المجنون برأ ورواه علي بن
غراب حدثنا علي بن موسى الرضى به باللفظ الاول اخرجه الخطيب في التاريخ بغداد
وابن غراب وثقه ابن معين والدارقطني وقال احمد كان يدلس وما اداه الا كان
صدوقا وروى له ابن ماجة والنسائي وقال الخطيب تكلم فيه لاجل مذهبه كان غاليا
في التشيع واما روايته فوصفوه فيها بالصدق وقال ابن حجر اقرط ابن حبان في تضعيفه قال
السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة ومحمد بن سهل بن عامر البجلي ثنا علي بن موسى الرضى
به اخرجه الخطيب والبجلي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي ما رايت له ترجمة ولا في
الميزان وعبد الله بن احمد الطائي ثنى ابي ثنى علي به اخرجه الخطيب والطائي متكلم فيه
وابو احمد داود بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضى به اخرجه ابو
زكريا البخاري في فوائده والغازي مجهول وبالجملة فقد استبعد برواية هذا الحديث

کرلے اس وجہ سے کہ اوس کا کوئی تابع یا شاہد حاکم نے دیکھا ہو اور دوسری حدیث کا اعتبار نہ کرے بہ سبب نہ پانے کسی تابع یا شاہد کے پھر کیونکر مصنف کا حاکم پر مواخذہ کرنا صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ مصنف احتمال مذکور کو دفع نہ کرلے اور علما کا قول ہے کہ جب احتمال موجود ہو تو دلیل لانا درست نہیں ہے پس جو کچھ مصنف نے بنایا تھا گر گیا اور جو کچھ دعوی کیا تھا باطل ہو گیا اور خدا ہی کے لئے احسان ہے (کہا مصنف نے) اور حاکم کی تاریخ نیسا پور میں مروی ہے ایسی سند کے ساتھ کہ جس میں جرح کا ذکر نہیں ہے محمد بن عبداللہ بن طاہر نائب عراق وابن نائب عراق سے کہ کہا اوس نے کہ میں اپنے باپ کے سرہانے کھڑا تھا اور اون کے پاس احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راہویہ وابو الصلت ہروی موجود تھے پس میرے والد نے کہا چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص بیان کرے صفحہ (۱۹) ایک حدیث کو پس ابو الصلت نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اور بخدا وہ خدا سے راضی تھے جیسا کہ اونکا نام رضا رکھا گیا اپنے باپ موسی بن جعفر کی روایت کو کہ روایت کی اونہوں نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے اونہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی سے خوش ہوا اللہ ان پر ہوں نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان قول وعمل ہے پھر کہا بعض حاضرین نے کہ یہہ اسناد کیسی اچھی ہے پس میرے باپ نے جواب دیا کہ یہہ مجنونوں کی ناس تھے کہ جب اسکو مجنون سنتے ہیں تو اچھا ہو جاتے ہیں اور اس حدیث کو علی بن غراب نے اس طرح سے روایت کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو لفظ اول کیساتھ خطیب نے تاریخ بغداد میں اسکو روایت کیا ہے اور ابن معین و دارقطنی نے ابن غراب کو ثقہ کہا ہے اور احمد کا قول ہے کہ وہ مدلس تھا اور میں تو اسکو بہت بڑا سچا جانتا ہوں اور ابن ماجہ ونسائی نے اس سے روایت کی ہے اور خطیب کا قول ہے کہ محدثین نے اوسمیں کلام کیا اسکے مذہب کیوجہ سے وہ تشیع میں غلو کرتا تھا اور لیکن روایات کے بابت میں اسکو سچا کہا ہے اور ابن حجر کا قول ہے کہ ابن حبان نے ابن غراب کو ضعیف بنانے میں افراط کیا ہے سیوطی کا قول ہے کہ ایسا شخص متابع بن سکتا ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو محمد بن سہل بن عامر بجلی نے باین طور کہ بیان کیا ہم سے علی موسی رضا بسند مذکور خطیب نے اسکو نقل کیا ہے اور ابن جوزی نے بجلی کو مجہول کہا ہے اور سیوطی کا قول ہے کہ میں نے بجلی کا احوال کہیں نہیں دیکھا ہے اور میزان ذہبی میں مذکور ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو عبداللہ بن احمد طائی نے باین طور کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہ روایت کیا مجھ سے علی نے بسند مذکور خطیب نے اوسکو نقل کیا ہے اور طائی میں کلام کیا گیا ہے اور روایت کیا اسکو ابو احمد داؤد بن سلیمان بن وہب غازی نے کہ ہم سے روایت کی علی بن موسی رضا نے بسند مذکور نقل کیا اسکو ابو زکریا بخاری نے فوائد میں اور غازی مجہول اور حاصل کلام سعادت حال کی ہے اس حدیث مجہود کی روایت کرنے سے

المجود عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلا عن آبائه من جهة اهل بيته وتبعته
جلة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة ولله المنة على الصناعة ولا يضركون بعض الرواة
عن الامام محل الكلام لكون اخرين ثقات الدنيا من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن
الرضى الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي ايضا وعن الكاظم محمد بن صدقة
ومحمد بن تميم وان الاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائده ثنا احمد بن محمد الطبرستاني ثنا الحسن
بن علي التميمي ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستاني
ثنا احمد بن عيسى العلوي ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابي عمرو بن حمدان
في فوائده عن علي قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة
بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولابن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص
قال السيوطي وسنده ضعيف فليراجع وبالجملة فالحديث له عن المولى علي المرتضى طرق
جمة عند الائمة الجلة وللشيرازي والديلمي عن عائشة رفعا كالفظ الاول وكذا لابن
الجوزي عن انس رفعا وسندهما ضعيف قال البيهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا
الحديث ما انا ابو نصر بن قتادة قدس سره بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان
لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فذل بها لسانه واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت
بل هو شاهد الحديث الاتي في فرض الايمان الاجل فالمجمل فتامل ومع هذا كله فقيل الذهلي
قطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الا
ابتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا
قد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغتر باذكره في الهروي واقتصر السخاوي في المقاصد

امام ہمام ابوالحسن علی رضی سے سلسلہ اور اونکے آبا سے اور اونکے گھر کے لوگون اور خادمونکی جہت سے اہل سنت والجماعۃ
کے حفاظ حدیث کی بڑی جماعت نے اور خدا کا احسان ہے اس صناعت پر اور امام سے بعض روایت کرنیوالونکا محل کلام ہونا
کچھ مضر نہین ہے اس لئے کہ دوسرے راوی تو جہان کے ثقہ جید علما ہین اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ نیز اس حدیث کو
امام علی رضی نے روایت کیا ہے سفو ابن عبداللہ و علی بن ازہر سرخسی نے اور کاظم سے روایت کیا ہے محمد بن صدقہ و
محمد بن تمیم نے اور یہ چارون مجہول الحال ہین اور کہا تمام نے فوائد مین کہ بیان کیا احمد بن محمد طبرستانی نے کہ ہم سے کہا حسان بن علی تمیمی نے کہ ہم سے بیان
کیا محمد بن صدقہ عنبری نے کہ ہم سے کہا موسیٰ بن جعفر نے اپنے باپ کی روایت سے اور بیان کیا ہم سے احمد بن محمد طبرستانی
نے کہ کہا ہم سے احمد بن عیسیٰ علوی نے کہ ہم سے روایت کی عباد بن صہیب نے - جعفر بن محمد سے بسند مذکور اور ابی عمر بن حمدان
کی طرف منسوب تھے اور اس کی کتاب فوائد مین حضرت علی کی روایت کہ پوچھا مین نے نبی صلعم سے کہ ایمان کیا چیز ہے - کہا
پہچاننا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا اعضا سے اور ابن مردویہ کی روایت حضرت علی سے ہے کہا انہون نے
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور اعتقاد کرنا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے جوارح اور اعضا
سے اور وہ کم و بیش ہوتا ہے - سیوطی کا قول ہے کہ اس کی سند ضعیف تھے پس چاہیے کہ اسکی تحقیق کیجاے اور حاصل کلام پس اس حدیث کے
لئے بہت سے طرق ہین مولی علی مرتضی سے بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک اور شیرازی و دیلمی کی روایت حضرت عائشہ سے
ہے رفع کیساتھہ بالفاظ مذکورہ اور اسی طرح ابن جوزی کی روایت رفع کیساتھہ انس سے اور ان دونونکی سند ضعیف تھے
بیہقی کا قول ہے خبر اہلبیت مین (اور شاہد اس حدیث کا یہ ہے کہ خبر دی ہم کو ابو نصر بن قتادہ نے پس ذکر کیا ساتھہ اپنی
سند کے ابو قتادہ سے رفع اسکا کہ (جس نے گواہی دی کہ نہین کوئی معبود خدا کے سوا اور یہ کہ محمد رسول خدا ہین پس موافق ہوئی
اس کلمہ سے زبان اوسکی اور مطمئن اس سے دل اوسکا تو نہ کھائیگی اوسکو آگ) مین کہتا ہون بلکہ یہ حدیث شاہد ہے دوسری
حدیث کا جو عرض ایمان اجمل فالمجمل مین آئیگی پس تو غور کرلے اور باوجود اس تمام بیان کے پس دارقطنی کا قول
اس حدیث کی روایت ہروی سے ذکر کرکے (کہ ہروی پر تہمت ہے اس حدیث کے وضع کرنے کی نہین بیان کیا اس
حدیث کو مگر اوس شخص نے کہ چوراليا اوسکو ہروی سے پس ہروی ہی اس حدیث کی روایت مین پہلا شخص ہے) اور ابن
جوزی کا قول دونون قابل اعتماد نہین ہین اور نہ التفات کے لائق ہین اور اسیطرح ابن سبکی کا قصور رہا ہے - پس اوسکا
قصور اس وجہ سے ہے کہ ہروی کے باب مین دو قول مذکور دیکھنے سے وہ دھوکا کھا گیا اور سخاوی نے مقاصد

الحسنة على روايته ابن ماجة وحكم ابن الجوزي وقصره رواية الامام له نيسابور عند الديلمي
بلا سند وكل ذالك قصور في الغور واورده السيوطي في الجامع الصغير برواية ابن ماجه
والطبراني ورمز له في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة وذكر ايراد الزركشي له عن
ابن ماجة قلت اورده ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصب وقد ذكر السيوطي في اللالي
المصنوعة اكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجزري في اسنى المطالب في حديث الهروي
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروي وهو خادم الامام الرضي
قالوا هم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد
بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولكن تابعه على روايته هذا الحديث عن النبي
محمد بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج الهروي الصلت من عهدته انتهى
والكلام فيه مد حا وقد حا مبسوط في غير هذا المقام انتهى - اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
قد بالغ المصنف في هذا القول كل المبالغة في توثيق حديث الهروي وتائيده وتشييده
وتسديده وما تبع حتى قال والكلام فيه مد حا وقد حا مبسوط في غير هذا المقام ومادري
ان الناقد بصير والفريس خبير وان العاقل تكفيه الاشارة والكامل لا تكبد المكارة
ولا تسيده الامارة ومما سلم المكثار ولا العادي عن العثار وقد قابل فيه اجلة المحدثين
بالتجهيل والتوهين حيث قال في جواب قول الامام احمد في علي بن غراب كان يدلس
وما اراه الا كان صدوقا فهذا الكلام في مقابلة الامام ليس الا كالخفاش يتضور من
ضوء الشمس ويعيبه وشتان ما بينه وبين هذا الامام الهمام وهو في هذا الشان
من اجلة المحدثين واقدمهم كان عارفا بصيرا باسباب الجرح والتعديل حافظا
لسبع مائة الف وخمسين الفا من الحاديث يعني طرقها كذا في بستان المحدثين ايضا

حسنہ مین روایت ابن ماجہ پر بس کیا اور حکم ابن جوزی کا اور قصہ روایت کرنے امام کا اس حدیث کو نیشاپور مین دیلمی کے
نزدیک بلا سند اور یہ جملہ کمی ہے اطلاع مین اور سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین بروایت ابن ماجہ نقل کیا ہے اور
اوسکے حاشیہ مین اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور دُرَر منتشرہ مین کہا بعد اسکے کہ ذکر کیا زرکشی کا
نقل کرنا اس حدیث کو ابن ماجہ سے (مین کہتا ہون کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین نقل کیا ہی
یہ امر ناصواب ہے) اور سیوطی نے لالی مصنوعہ مین ذکر کیا ہے اکثر طرق مذکورہ کو اور ابن جوزی نے اسنی المطالب
مین ہروی کی حدیث کے باب مین کہا ہے کہ لفظ ہروی اسکے حسن ہین راوی اسکی سند ونکے ثقہ ہین بجز ہروی کے
اور ہروی امام رضا کا خدمتگار تہا پس اوس کو محدثین نے ضعیف کہا ہے باوجود اوس کی صلاح کے اور نیز مالک و حماد
بن زید سے اوس نے روایت کی ہے اور اُس سے احمد بن ابی خیثمہ و عبداللہ بن احمد اور ایک جماعت نے روایت کی اور لیکن
ہروی کا تابع ہے اس حدیث کو امام رضی سے اوسکے روایت کرنیمین محمد بن اسلم پھر ذکر کیا اوسکو بیہقی سے شعب مین
کہا کہ ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے بری ہو گیا انتہی اور کلام حدیث ہروی کے باب مین مدح و قدح کی
اعتبار سے خوب بسط سے مذکور ہی اس مقام کے غیر مین انتہی - مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس
قول مین خوب مبالغہ کیا ہے ہروی کی حدیث کی توثیق مین اور اوس کی تائید و تشیید و اصلاح مین اور پھر بھی سیر نہ ہوا
یہانتک کہ کہا کہ کلام اس مین مدح و قدح کے اعتبار سے اس مقام کے غیر مین بسوط ہے اور یہ نہ سمجھا کہ پر کہنے والا دیکھتا
ہے اور صاحب فراست واقف ہی اور عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے اور کامل کو نہ کوئی مکارہ مکر مین لاسکتی ہے اور نہ غفل امارہ
اوسکو ہلاک کر سکتا ہے اور زیادہ گو اور حد سے تجاوز کرنیوالا ٹھوکر سے نہین بچتا ہے اور اس قول مین مصنف نے اجلہ محدثین کا
تجہیل و توہین کیسا تہہ مقابلہ کیا ہے چنانچہ امام احمد کا قول علی بن عراب کے باب مین کہ وہ مدلس تہا) اسطرح پر مدلیا رسہ
میرے علم مین تو وہ بڑا سچا تہا) پس مصنف کا یہ کلام امام احمد کے مقابلہ مین ایسا ہے کہ جیسی جگنو کا ڈر کو سورج کی روشنی سے ضرر
پہونچتا ہے اور وہ اوسکو عیب دار سمجھتی ہے اور مصنف مین اور امام احمد جنبل مین زمین آسمان کا فرق ہے امام احمد اس فن مین
اعلی درجہ کے محدث اور قدما مین سے ہین اسباب جرح و تعدیل کے عارف و بصیر تہے ساٹھ لاکہ پچاس ہزار حدیثین مع اونکے طرق
و احوال رواۃ کے اونکو حفظ تہین اور اونکے مجموعہ سے چنکر ایک مسند تصنیف کی جب اوسکے مسودہ سے فارغ ہوئی تو اپنی
اولاد کو بلا کر کہا کہ اس کتاب کو مین نے جمع کیا ہے اور ساٹھ لاکہ پچاس ہزار حدیثون یعنے اون کے طرق
سے اوس کو انتخاب کیا ہے جیسا کہ بستان المحدثین مین مذکور ہے - اور نیز

قابل الدارقطنی فی توضیعه حدیث الهروی بانه متهم بوضعه لم یحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء فی هذا الحدیث وفی هذا القول تصریح بلیغ لموضوعیة هذا الحدیث بای طریق روی وعلی ای منوال نسج لانه لایخلو عن الانتهاء الی الهروی فی جمیع طرقه فمن رواه من الهروی فهو سارقه منه ومن اخذ من السارق شیئا مسروقا لا یملکه ولا یحل له بل هو ایضا یتهم بالسرقة فلما اخذ المصنف هذا الحدیث ممن رووه عن الهروی دخل فی زمرة سارقیه وهکذا کل من یرویه منه الی یوم القیامة فبطل کلما ادعی به من توثیق طرقه والثناء علی سنده من تحت الهروی او من فوقه والدارقطنی هذا والامام احمد ایضا ممن یقبل جرحهم مطلقا سببهما کان او مفسرا کما نقل فی الرفع والتکمیل من ان الجرح والتعدیل لایجب بیان سبب کل منهما اذا کان الجارح والمعدل عارفا بصیرا باسبابهما مثل احمد وغیره الی الدارقطنی انتهی وقال صاحب فقه اهل البیت لمن تفقه فی البیت فی صفحه (۱۰) اتفق المحدثون علی ان احمد بن حنبل حاذق ماهر وقاد صراف نقاد لیس کمثله فی طبقته وطبقة ما تحته فاذا قال عملت هذا الکتاب اماما اذا اختلف الناس فی سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم رجع الیه وقال ان هذا الکتاب قد جمعته انتقیته من اکثر من سبع مائة الف وخمسین الفا فما اختلف المسلمون فیه من سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فارجعوا الیه فان وجدتموه فیه والا فلیس بحجة فلابد ان یکون کتابه اصح الصحاح والثانی ان ثلاثیاته کثیرة من ان تحصی ولا فخر له ولغیره فخر کالبخاری یفخر بثلاثیاته وهی اثنتان وعشرون والثالث انه الامام المتبع المجمع علی امامته وجلالته وورعه وزهده وحفظه ووفور علمه وسیادته وزیادة فهمه بمعرفة صحیح الحدیث وسقیمه والرابع

دارقطنی کا مقابلہ کیا اس امر مین کہ ہروی کی حدیث کو انہون نے موضوع کہا ہے باین طور کہ ہروی اوسکے وضع کرنے مین متہم ہے
اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر اوسی شخص نے کہ ہروی سے اوسکو چرایا ہے پس اس حدیث کی وضع مین ہروی پہلا شخص ہی اور دارقطنی
کے اس کلام مین پوری تصریح ہے اس حدیث کے موضوع ہونے پر جس طریق سے روایت کیجاے اور جس لکڑی پتنی جاے اس لئے کہ اپنے تئین طرق
مین یہ حدیث ہروی تک پہونچنے سے خالی نہین ہے پس جس نے ہروی سے اسکو نقل کیا پس وہ اسکا ہروی سے چرانیوالا ہے اور جو شخص کہ چور سے
چوری کا مال لیتا ہے تو نہ اوس کا مال ہوتا ہے اور نہ اوسکو وہ مال حلال ہے بلکہ وہ بھی چوری مین متہم ہوجاتا ہی پس جبکہ مصنف نے اس
حدیث کو ہروی کے راویون سے اخذ کیا تو وہ بھی اسکے سارقون کی جماعت مین داخل ہوگیا اور اسی طرح ہے جو شخص کہ قیامت تک
ہروی سے اس کی روایت کرے گا پس جس قدر اس حدیث کے طرق کی مصنف نے توثیق بیان کی تھی اور ہروی سے اوپر
اور نیچے کے لوگون کی جو کچھ ثنا کی تھی سب باطل ہوگئی اور دارقطنی و امام احمد اون محدثین مین سے ہین کہ جنکی جرح مطلقاً
مقبول ہے مبہم ہو یا مفسر جیسا کہ کتاب الرفع والتکمیل مین منقول ہے کہ جرح و تعدیل کا سبب بیان کرنیکی ضرورت نہین
ہے جبکہ جرح کرنے والا اور تعدیل کرنے والا ان دونون کے اسباب سے واقف و بصیر ہو جیسے امام احمد وغیرہ دارقطنی
تک انتہی اور کتاب فقہ اہل بیت لمن تفقہ فی البیت کے مصنف نے صفحہ ۱ مین لکھا ہے (کہ تمام محدثون کا اتفاق ہے
اسپر کہ امام احمد بن حنبل بڑے حاذق ماہر و قاف صراف نقاد ہین کہ اون کے طبقہ مین کوئی محدث اون کے
مثل نہین ہے اور نہ اون کے بعد اون کا مثل ہے پس جبکہ اونہون نے فرمایا کہ مین نے اس کتاب کو
بنایا ہے ایسا امام کہ سنت رسول مین جب لوگون کا اختلاف ہوتو اوس کی طرف رجوع کیا جاے اور فرمایا کہ
اس کتاب کو مین نے جمع کیا اور منتخب کیا ہے سات لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ احادیث سے پس جس حدیث
رسول صلعم مین اختلاف واقع ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کرو پس اگر اوس حدیث کو اس مین پاؤ تو خیر ورنہ وہ حدیث
حجت نہین ہے) پس ضرور ہوا کہ مسند امام احمد کل صحاح سے اصح ہو اور دوسرا امر یہ ہے امام احمد کی ثلاثیات بیشمار ہین اور
اون کو اوسپر کچھ فخر نہین ہے اور اون کے غیر کو فخر ہے جیسے بخاری کہ اپنی ثلاثیات پر فخر کرتے ہین اور وہ کل
بائیس ہین اور تیسرا امر یہ کہ امام احمد زبردست امام ہین کہ جن کی امامت اور ورع و زہد و حفظ اور وفور علم
و سیادت و نیابت فہم حدیث صحیح و سقیم کی معرفت مین مجمع علیہ ہے ۔ اور چوتھا امر یہ ہے

انه قلما یعیش اجل الخلایق کعبد الله وصالح وحنبل بن اسحاق وعبد الرزاق ویحیی
بن آدم وابی الولید وابن مهدی ویزید بن هارون وعلی المدنی والبخاری ومسلم
وابی زرعة وخلائق کثیرة انتهی وقال فی بستان المحدثین فی ترجمة الدارقطنی نامه و
نسب او علی بن عمر بن احمد بن مهدی بن مسعود بن دینار بن عبد الله است وکنیت
او ابو الحسن در مذهب شافعی ست ودر سکن بغداد دی دارقطنی ست ودارقطن
بضم قاف محله کلان ست در بغداد ودر سال سنه ثلثمائة وشش متولد شد
واز ابو القاسم بغوی وابو بکر بن داود وابن صاعد وحسین محاملی ودیگر علمای سیار
سماع حدیث حاصل کرده ودر بغداد وکوفه وبصره وشام وواسط ومصر ودیگر بلدان
اسلام گردیده وحاکم وعبد الغنی منذری صاحب ترغیب وترهیب وتمام رازی
صاحب فوائد مشهور وابو نعیم اصفهانی صاحب حلیة الاولیا ازوی تلمذ وشاگردی
کرده اند ودر علم قرأت ونحو نیز دستگاه تمام داشت ودر فن معرفت علل الحدیث
واسماء الرجال بی نظیر وقت ویگانه عصر خود بود چنانچه خطیب وحاکم ودیگر
ائمه این صنعت بتفوق او گواهی داده اند انتهی فعلم من هذا النقل ان الدارقطنی امام فی فن الجرح والتعدیل وقد قیل لکل فن رجال ولما صرح بوضع الهروی
لهذا الحدیث فلا یجوز لمن بعده غیر تقلیده فقول المصنف کلاهما مما لا یعول
علیه ولا یلتفت الیه لا یأول الا الیه وینطبق الا علیه ومما تشبث به صن التخاریج
فی هذا القول ما نقله من تاریخ نیشاپور وقال فیه انه بسند لیس فیه من ذکر
بجرح وهذا لا یجدیه نفعا لان مخرجه ایضا ابو الصلت الهروی وقد علم من
تصریح الثقات انه من الوضاعین سیما فی ما یرویه عن الائمة علی الرضی فکیف یقبل

کہ اون کے شاگرد بزرگتر خلایق کے ہین جیسے عبداللہ وصالح و حنبل بن اسحق و عبدالرزاق و یحیی بن آدم و ابی ولید بن مہدی و یزید بن ہارون و علی مدنی و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابوزرعہ اور بہت سے لوگ انتہی اور بستان المحدثین مین دارقطنی کے احوال مین لکہا ہے کہ نام و نسب اون کا علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ ہے اور کنیت اون کی ابوالحسن ہے مذہب مین شافعی ہین اور مسکن مین بغدادی دارقطنی ہین اور دارقطن قاف کے ضمہ سے ایک بڑا محلہ ہے بغداد مین اور سال تین سو چھ مین پیدا ہوئی ہین اور ابوالقاسم بغوی و ابوبکر ابن داؤد و ابن صاعد و حسین محاملی اور دوسرے بہت علماء سے حدیث کی سماعت حاصل کی اور بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر اور دوسرے بلاد اسلام مین رہے ہین اور حاکم و عبدالغنی منذری مصنف ترغیب و ترہیب و تمام رازی مصنف فوائد مشہورہ و ابونعیم اصفہانی مصنف حلیۃ الاولیا اون سے تلمذ و شاگردی کی ہے اور علم قرأت و نحو مین بھی پوری دستگاہ رکہتے تہے اور فن معرفت علل حدیث و اسماے رجال مین بے نظیر وقت اور اپنے زمانہ کے کہتا تہے چنانچہ خطیب اور حاکم نے اور اس فن کے دوسرے امامون نے اون کے فایق ہونے کی گواہی دی ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوگیا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل مین امام ہین اور تحقیق کہا گیا ہے کہ فن کے لئے رجال ہین اور جبکہ دارقطنی تصریح کردی ہروی کے وضع کرنے کی اس حدیث کو تو اون کے بعد والون کو اس باب مین اون کی تقلید کے سوا جایز نہین ہے۔ پس مصنف کا قول (کلامہا مما لا یعول علیہ ولا یلتفت الیہ) مصنف ہی کے طرف عاید ہے اور اوسی پر منطبق ہے اور منجملہ اون روایات کے کہ جن سے اس قول مین دلیل لایا ہے وہ حدیث ہے کہ جس کو تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے اور اوسی کی شان مین کہا ہے کہ اس کی سند مین جرح کا ذکر نہین ہے اور یہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی بھی ابوالصلت ہروی ہے اور ثقات کی تصریح سے معلوم ہوچکا ہے کہ وہ حدیثین وضع کرنے والون مین سے ہے خاصکر اون حدیثون مین کہ جن کو امام علی رضا سے روایت کرتا ہے پھر کیونکر اوس کی حدیث سے تمسک کیا جاے

به فی مسئلة الایمان الذی لایصلح للاستدلال علیه الا ما یفید العلم وهو
المتواتر لا غیر وما نقل لفضیلة سند انه سقوط المجانین هذا ایضا من مقالات
الی الصلت فلا یصلح للافتخار ثم استشهد علیه بروایة علی بن غراب وهو
ایضا مطعون بالغلو فی التشیع والتدلیس کما قال الخطیب انه لکلام فیه اوجل من
کان غالیا فی التشیع وقال الامام الهمام احمد بن حنبل انه کان یدلس وکون الراوی
خالیا فی الروایة اوغالیا فی التشیع مما لایحتاج الی البیان ومجرد التدلیس عیب
یعد من تلبیس ابلیس عن المحدثین کما نقله فی الایات البینات هکذا اومن تلبیس
ابلیس علی علماء الحدیث روایة الحدیث الموضوع من غیر ان یبین انه موضوع
وهذا خیانة منهم علی الشرع ومقصودهم تنفیق احادیثهم وکثرة رواتهم وقد
قال النبی صلعم من روی عنی حدیثا یری انه کذب فهو احد الکاذبین وعن
هذا القبیل تدلیسهم فی الروایة بقول احدهم فلان عن فلان یوهم انه سمع منه
ولم یسمع وهذا قبیح لانه یجعل المنقطع فی مرتبة المتصل انتهی فسقط قوله وما
اداه الا کان صدوقا لان التعدیل من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول
وما قال من انه وثقه ابن معین والدارقطنی من غیر نقل توثیقهم بعبارتهم
فلا یسمع فی معرض البیان واذا اختلف فی احد بالجرح والتعدیل وکان الجرح
مفسرا والجارح عارفا بصیرا قدم الجرح علی التعدیل کما هو مصرح فی فن اصول
الحدیث وما وثق بروایة ابن ماجه والنسائی عنه فهو لا یفیده لان مجرد الروایة
عن احد لا یفید تعدیله بل الروایة عن المجروحین والمطعونین یجعل الراوی
ساقطا من درجة الاعتبار لما روی الطبرانی بسند جید عن ابی قتادة قال
رسول الله صلعم هلاک امتی فی ثلث فی القدریة والعصبیة والروایة

ایمان کے مسئلہ مین کہ جس کے لئے وہی حدیث دلیل ہوسکتی ہے کہ جو مفید یقین ہے اور وہ متواتر کے سوا اور حدیث
نہین ہے اور جو کہ اوس کی سند کی فضیلت مین نقل کیا ہے کہ وہ مجنونون کی ناس ہے یہ جملہ بھی ابوالصلت کے
اقوال مین سے ہے پس افتخار کے قابل نہین ہے پھر اوسپر شاہد لایا علی بن غراب کی روایت کو اور یہ شخص بھی غلو
تشیع اور تدلیس کے سبب سے مطعون ہے جیسا کہ خطیب کا قول ہے کہ (اوس مین کلام کیا گیا ہے بسبب اوس کی
مذہب کے تشیع مین غلو کرتا تھا اور امام ہمام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ مدلس تھا) اور راوی کا روایت مین خطا کرنیوالا
یا تشیع مین غلو کرنے والا ہونا تو بیان کا محتاج نہین ہے اور صرف تدلیس ایک ایسا عیب ہے کہ محدثین کے نزدیک
تلبیس ابلیس شمار کیا جاتا ہے چنانچہ آیات بینات مین اس طرح نقل کیا ہے (اور ابلیس کی تلبیس سے ہے علمائے
محدثین پر روایت کرنا حدیث موضوع کو بغیر اوس کے موضوع ہونے کے بیان کردیوین اور یہ فعل اون کی ایک طرح کی
خیانت ہے شرع کے اوپر اور اون کا مقصود اپنی حدیثون کو رواج دینا اور اپنے روایات کا زیادہ ہوجانا ہے حالانکہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے حدیث روایت کی اور وہ جانتا ہے کہ یہہ جھوٹھے تو وہ ایک شخص دو جھوٹون مین سے
اور اسی قبیل سے ہی محدثین کی تدلیس روایت مین کہ ایک اون مین کا کہتا ہے فلان عن فلان ہم دلاتا ہے اس کا
کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ نہین سنا ہے اور یہ بُرا ہے اس لئے کہ وہ شخص منقطع کو متصل کے مرتبہ مین قرار
دیتا ہے انتہی پس مصنف کا یہ قول کہ (وما اراہ الا کان صدوقا) ساقط ہوگیا اس لئے کہ تعدیل متاخر کی متقدم کی
جرح کے بعد غیر مقبول ہے اور یہ جو مصنف نے کہا ہے کہ ابن معین و دارقطنی نے اوسکو ثقہ کہا ہے بدون نقل کرنے اونکی عبارت
توثیق کے پس غیر مسموع ہے بیان آدلہ کے مقام مین اور جبکہ کسی کے باب مین جرح و تعدیل دونون پائی جائین اور جرح مفسر
ہو اور جرح کرنیوالا عارف بصیر ہو تو اس صورت مین جرح مقدم ہوگی تعدیل پر جیسا کہ فن اصول حدیث مین مقرر ہے اور یہ جو ابن ماجہ نسائی
کے حدیث روایت کرنیکو ہروی سے اوسکی توثیق مین لایا ہے تو یہ مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ صرف روایت کرنا کسی راوی سے
اوس کی تعدیل کا مفید نہین ہے بلکہ مجروح و مطعون اشخاص سے روایت کرنا راوی کو درجۂ اعتبار سے گرا دیتا ہے اسوجہ سے
کہ طبرانی نے بسند جید ابو تمامہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ (میری امت کی
ہلاکت تین امر مین ہے - مذہب قدریہ مین - اور ناحق کی طرف داری مین اور غیر معتبر سے روایت کرنے مین

من غير ثبت وقال الامام مالك اذا سئله اشهب عن الرافضة فقال لا تكلمهم
ولا تروعنهم وقال الحسن لا تقاعدوا اهل الهوى ولا تسمعوا منهم وقال ابن سيرين
لم يكونوا يسئلون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما وقعت نظروا من كان من اهل السنة
اخذوا حديثه ومن كان من اهل البدعة تركوا حديثه وقال رسول الله صلعم -
يظهر في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام وفي الباب احاديث
وآثار واقوال الثقات تركناها خوفا للاطناب وفي ما ذكرناه كفاية لاولي الالباب.
وما تمسك به من قول السيوطي وشل هذا الصلح في المتابعة معناه انه يصلح في
المتابعة لما ورد في فضائل الاعمال واما في العقائد فلا لان فيها غير المتواتر لا يفيد
اصلا ولا يصلح للاستدلال به عليها وهكذا حال المجلي والغازي لانهما من
المجهولين فلا يتمسك بروايتهما لا سيما في باب العقائد واما قوله وبالجملة فقد
استشعد بروايته هذا الحديث المجرد عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضي مسلسلا
عن ابائه من جهته اهليته ونبعته جلت جراعته من حفاظ اهل السنة والجماعة
ولله المنة على الصناعة في حل كل البطلان ومغالطة عظيمة للمومنين في هذا
الشان لان هذا الحديث ليس بمجرد وانما المجرد هو الحديث الالهي كما نقلنا
من الصواعق وهو المتواتر ايضا استشعد بروايته الحفاظ ان محمد بن اسلم الطوسي
وابو زرعة الرازي واستاذ مخلق كثير لا يحصى عددهم من المحدثين في ذلك
الزمان واما حديث الهروي هذا فهو موضوع من جهة ومخالف للمتواتر
من الحديث والقران ولهذا تركه كل من يتمسك بقولهم في هذا الشان
وامثاله ورواه فبنوفساده من جهة الهروي وكونه موضوعا منه فبئست
الصناعه صناعة المصنف ولو كان من الاتقياء لتبرأ كل التبرأ من هذا الصنع القطيع

اور امام مالکؒ کا قول ہے جبکہ اون سے اشہب نے رافضیون کا حال پوچھا تو کہا کہ نہ تو اون سے بات کرا ور نہ
اون سے روایت کر اور حسن نے کہا ہے مت ابتدا سے کلام کرو اہل ہوی سے اور نہ حدیث سنو اون سے
اور ابن سیرین کا قول ہے کہ پہلے اسناد کی تحقیق نہین کیجاتی تھی جب تک کہ فتنہ واقع ہو پھر جبکہ واقع ہو گیا
تو علمار نے جس کو اہل سنت دیکھا اوس کی حدیث کو لے لیا اور جس کو بدعتی دیکھا اوس کی حدیث کو چھوڑ دیا
اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے (کہ اخیر زمانہ مین ایک قوم ظاہر ہوگی جن کا نام روافض ہوگا چھوڑ دین گے
وہ لوگ دین اسلام کو) اور اس باب مین اور بہت سی حدیثین و آثار صحابہ اور ثقہ لوگون کے اقوال ہین کہ جنکو
ہم نے ترک کر دیا ہے طوالت کتاب کے خوف سے اور ہمارا اس قدر بیان عقلمندون کے واسطے کافی ہے اور
جو کہ مصنف نے سیوطی کے اس قول سے تمسک کیا ہے (**وھثل ھذا یصلح للمتابعۃ**) اس کے
معنی یہ ہین کہ ایسا شخص متابعت کی صلاحیت رکھتا ہے اون احادیث کے لئے کہ جو فضائل اعمال مین وارد ہین
اور لیکن عقائد مین پس ہرگز نہین اس لئے کہ عقائد مین حدیث متواتر کے سوا اصلا مفید نہین ہے اور نہ غیر
متواتر مین عقائد کے لئے دلیل لانے کی صلاحیت ہے اور یہی حال ہے بجلی اور غازی کا اس لئے کہ یہ دونو ان
مجہول الحال ہین پس ان کی روایت سے تمسک کرنا خاصکر باب عقائد مین جائز نہین اور لیکن مصنف کا یہ قول
(**وبالجملہ فقد استعد بروایۃ ھذا الحدیث المجود عن الامام الھمام ابی الحسن
علی الرضی مسلسلہ عن آبائہ من جھۃ اھل بیتہ وتبعتہ جلۃ جماعۃ من حفاظ
اھل السنۃ والجماعۃ وللہ المنۃ علی الضاعۃ**) پس محض بیدلیل ہے اور مسلمانون کو مغالطہ
دینا ہی باب عقائد مین اس لئے کہ یہ حدیث مجود نہین ہے حدیث مجود تو حدیث الٰہی ہے جیسا کہ ہم صواعق سے نقل کر چکے ہین اور وہی معنا متواتر
بھی ہے اور اوسکی روایت سے سعادت حاصل کی ہے و حافظ حدیث محمد بن اسلم طوسی و ابوزرعہ رازی نے اور اوسکو لکھہ لیا خلق کثیر نے محدثین مین سے
اوس زمانہ مین جنکی عدد کو ضبط کرنا دشوار ہے اور لیکن ہری کی یہ حدیث پس ہری کی جہت سے موضوع ہے اور حدیث متواتر و قرآن کی مخالف ہے
اسوجہ سے فن حدیث کے ائمہ نے اسکو چھوڑ دیا ہے اور جب اوسکو روایت کیا تو ہری کی جہت سے اسکا فساد و موضوع ہونا بیان کر دیا پس مصنف
کی یہ بیہودہ نہایت بری ہے اور شعار علماے اہل تقوی سے بعید ہے ۔ ۔ ۔ ۔

ولله المنة ومنه العصمة واما قوله ولا يضر كون بعض الرواة عن الامام محل الكلام لكون
اخرين ثقات الانام من الاعلام فلا يخلو ايضا من تغليط وتمويه لان المتبادر من
قوله بعض الرواة عن الامام هم الذين رووه عنه بلا واسطة وما رواه عنه بلا
واسطة الهروي وهو محل الكلام قطعا كما مر واما غير الهروي فانما رواه من
الهروي وقد قال الدارقطني فيه انه سرقه من الهروي فكيف يصدق
قوله لكون اخرين ثقات الانام من الاعلام عليه لكونه من السارقين في باب الدين
وما استشهد به عليه من تخاريج الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي لهذا
الحديث عن الامام علي الرضى ومحمد بن صدقة ومحمد بن تميم عن الامام الكاظم
فلا يصلح فسادا لحديث الهروي لما ذكره ابن السبكي من ان الاربعة مجاهيل
وما استتبع بقوله تمام في الفوائد والغناء لابي عمر محمد ان في فوائده فهو ايضا لا يخلو
عن شئ لان مجرد ذكر الرواية بدون ذكر الرواي صحتها ومقبوليتها لا يكفي للا
ستشهاد كما صرح به في المقدمة منقولا عن التحفه وما نقل به من رواية ابن
مردويه فسنده ضعيف كما صرح به السيوطي فليراجع واما قوله بالجملة فما
الحديث له عن المولى علي المرتضى طرق جمة عند الائمة الجلة فنقول في جوابه ان
كلها مجروحة مطعونة بالوضع او المجهولية او الضعف فلا تصلح للاعتبار والاستشهاد
والاستدلال بها في باب العقائد وكذا رواية الشيرازي والديلمي عن عائشة
ورواية ابن الجوزي عن انس رفعا سندهما ضعيف فلا تستدل بهما في باب
العقائد وما اعترض به على البيهقي في قوله وشاهد هذا الحديث ما رواه
ابو نصر ابن قتادة بسنده عن ابي قتادة من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
فذل بها لسانه واطمان بها قلبه لم تطعمه النار بقوله قلت بل هو شاهد الحديث

اور خدا کا احسان ہے اور اوسی کی طرف سے خطا سے حفاظت ہے اور لیکن مصنف کا قول (ولو یضر بعض الرواۃ عن الامام محل الکلام لکون آخرین ثقات الا فاد من الاعلام) پس یہ قول بھی مغالطہ دہی و بناوٹ سے خالی نہین ہے اس لئے کہ اوس کے قول بعض الرواۃ عن الامام سے مقبادر وہ لوگ ہین کہ جن کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے اور بلا واسطہ راوی اس حدیث کا امام علی رضا سے بجز ہروی کے کوئی نہین ہے اور وہ قطعاً محل کلام ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور لیکن غیر ہروی پس اوس کی روایت ہروی ہی سے ہے اور دار قطنی نے اوس کے باب مین کہدیا ہے کہ اوس نے اس حدیث کو ہروی سے سرقہ کیا ہے پھر کیونکر صادق آئے گا مصنف کا قول (لکون آخرین ثقات الا فاد من الاعلام) غیر ہروی پر۔ کیونکہ وہ باب دین مین سرقہ کرنے والون مین سے ہے اور جو کہ اس حدیث کے لئے مصنف نے اشتشہاد کیا ہے ہیثم بن عبداللہ و علی بن ازہر سرخسی و محمد بن صدقہ و محمد بن تمیم کی حدیثون سے پس اس سے ہروی کی حدیث کا ضعف دفع نہین ہو سکتا ہے اس لئے کہ ابن سبکی نے کہا ہے کہ یہ چارون مجہول الحال ہین اور جو کہ تمام کے قول کو اور ابو عمر حمدان کے منسوب کرنے کو فوائد مین تابع بنایا ہے یہ بھی شبہ سے خالی نہین ہے اس لئے کہ مجرد روایت کو ذکر کرنا بدون ذکر کرنے راوی کے اوسکی صحت و مقبولیت کو استشہاد کیلئے کفایت نہین کرتا ہے جیسا کہ مقدمہ مین تحفہ کی عبارت سے اس کی تصریح ہو چکی ہے اور جو کہ ابن مردویہ کی روایت کو نقل کیا ہے پس اسکی سند ضعیف ہے جیسا کہ سیوطی نے اسکی تصریح کی ہے پس قول سیوطی کیطرف رجوع کیا جاے اور لیکن مصنف کا قول (وبالجملۃ فالحدیث دلالۃ علی المرتضی طرق جمۃ عند الائمۃ الجلۃ) ہم اسکے جواب مین کہتے ہین کہ وہ سب طرق مجروح و مطعون ہین ساتھہ وضع حدیث کے یا مجہول ہونیکے یا ضعف کے پس اعتبار و استشہاد و استدلال کے قابل نہین ہین باب عقائد مین اور اسیطرح شیرازی و دیلمی کی روایت مرفوع عائشہ صدیقہ سے اور ابن جوزی کی روایت مرفوع حضرت انس سے ان دونو کی سند ضعیف ہے پس باب عقائد مین ان سے دلیل نہ لائی جائیگی اور جو کہ مصنف نے بیہقی پر اعتراض کیا ہے اسکے اس قول مین (وشاہد ہذا الحدیث ما رواہ ابو نصر بن قتادۃ بسندہ عن ابی قتادۃ من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ فذل بہا لسانہ واطمان بہا قلبہ لم تطعمہ النار) ۔ اپنے اس قول سے (قلت بل ہو شاہد الحدیث الاتی فی فرض الایمان الاجمل

الاتى فى فرض الايمان الاجمل فالمجمل فتامل انتهى فانما يتوجه عليه لو استشهد
البيهقى به على حديث الهروى وليس كذلك بل هو استشهاد منه على
الحد الاعلى الذى رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم لانه المقبول عند
اهل السنة والذى رواه ابو الصلت متروك من جهته فلا يستدل به
ولا يستشهد عليه عندهم فالنسبة الى البيهقى بالاستشهاد على حديث
الهروى لهذا الحديث والاعتراض عليه بعد صحته بناء الفاسد
على الفاسد فتفكر واما قوله ومع هذا كله فقيل الدارقطنى وذكر وا به
الهروى له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو اول ابتدء
فى حديث وقيل ابن الجوزى موضوع كلاهما مما لا يعول عليه ولا
يلتفت اليه انتهى فهو دليل على جادته على الائمة وجرأته على الاجلة
ومر ابطاله منا فى ابتداء هذا الرد فليذكر واما قوله وكذا فى ابن السبكى
هنا فقصور لما اغتر بما ذكر فى الهروى واقتصر السخاوى على رواية ابن ماجة
وحكم ابن الجوزى وقصته رواية الامام له نيسابور عند الديلمى بلا سند
وكل ذلك قصور فى الغور انتهى فاقول بتوفيق الله تعالى وعونه انه ليس كما
قال المصنف بل هو دليل على كمال غورهم فى الروايات وجلالة عيونهم فى
احوال الرواة وعلى انهما قد نزل الناس على مناذلهم حيث تشبثا بالمقبول وتركا
المردود والمجهول واعتمد على اقوال ائمة الفن فى باب الذين واعرضا عن ما روى
عن المردودين او المجهولين والعجب من المصنف انه مع علمه بهذه الاقاويل و
دعواه بانه من اهل السنة كيف يعترض على ائمتهم واجلتهم فى الدراية او الرواية
وكيف يتمسك باقوال المردودة التى صدرت من الرواة المجروحة وكيف يفترى

فالجهل فاحاصل انتہی) پس یہہ اعتراض بیہقی پر جب متوجہ ہوتا کہ جب وہ اس قول سے ہروی کی حدیث پر شاہد لاتا اور ایسا نہین ہے بلکہ اس قول مین استشہاد ہے حدیث الہی پر جس کے راوی دو حافظ ابو ذرعہ و محمد بن اسلم ہین کیونکہ اہل سنت کے یہان وہی حدیث مقبول ہے اور ہروی کی حدیث بحث ہروی متروک ہے تو اوس کو دلیل بنایا جاتا ہے اور نہ اوسپر شاہد لایا جاتا ہے اہل سنت کے نزدیک پس بیہقی کی طرف حدیث ہروی کے لئے شاہد بنانے کی نسبت کرنا اور پھر عدم صلاحیت استشہاد ہذا کا اوسپر اعتراض کرنا بناے فاسد علی الفاسد ہے اس کو سمجھ لے اور لیکن قول مصنف کا (ومع هذا كله فقيل الدارقطني وذكر رواية الهروي له وهو منهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي موضوع كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه انتهى) پس یہ دلیل ہے مصنف کے بیباک ہونے اور دلیری کرنے کی ائمہ و اکابر دین پر اور اس کا بطلان تو ہم اس رد کے شروع مین کر چکے ہین پس وہان دیکھہ لیا جاے اور لیکن مصنف کا قول (وكذا قصر ابن السبكي لما اغتر بما ذكره في الهروي واقتصر السخاوي في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي وقصة رواية الامام له فيما أو عند الديلمي بلا سند وكل ذلك في العثور انتهى) پس مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ امر مذکور ایسا نہین ہے کہ جیسا مصنف نے کہا ہے بلکہ اس سے اون کا کمال علمی روایا تعین اور اون کی جلالت شان باحوال روات مین ثابت ہے اور یہ کہ وہ دونون لوگون کو اون کے مراتب مین رکھتے تھے اس لئے کہ ان دونو نے مقبول حدیث کو دستاویز بنایا اور مردود و مجہول چھوڑ دیا اور دین کے باب مین ائمہ فن کے اقوال پر اعتماد کیا ہے اور مردود و مجہول اشخاص کے مرویات سے اعتراض کیا ہے اور تعجب تو مصنف سے ہے کہ وہ ان اقوال کا علم رکھتا ہے اور اہل سنت مین اپنے داخل ہونے کا دعوے کرتا ہے پھر کیونکر اہل سنت کی ائمہ و اکابر پر روایت یا روایت مین اعتراض کرتا ہے اور کیونکر دستاویز بناتا ہے ان مردود اقوال کو کہ جو مجروح راویون سے صادر ہوے ہین اور کس طرح پر افترا و کذب

ويكذب على اهل بيت النبوة وائمتهم بغزاء الاقوال المردودة اللهم فالى الله المشتكى
من صنيع هذا المفترى وخارته وفضيحته هذا المدعى وجراءته واما تمسكه
بايراد السيوطى حديث الهروى فى الجامع الصغير برواية ابن ماجه
والطبرانى مع رمزه اياه بالضعف فمما يضحك الطلبة فضلا عن الكملة وايضا
سقط به تمسكه بما نقله من الدرر المنثورة واللالى المصنوعة للسيوطى لان غايته
ما يفهم من هذين الكتابين له ان حديث الهروى عنده ليس بموضوع
ولكنه لا يخلو عن الضعف لا يتمسك به فى العقائد فبطل ما رامه المصنف
من هذا النقول من الاحتجاج وكسد متاعه الفاسد فى سوق العبادين
وما راج واما قوله وقال ابن الجزرى فى اسنى المطالب فى حديث الهروى
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروى وهو خادم
الامام الرضى فانهم ضعفوه صلاحه انتهى فلا يفيده لان هذا القول مصرح
بان الهروى غير ثقة لان المحدثين ضعفوه وما رواه الضعيف فلا يعتبر
ولا يعتد به واما قوله مع صلاحه فى الخدمة لا فى الرواية فمخالف
تصريح المحدثين بوضع الهروى وكذبه لان الصلاح فى الشرع ضد
الفسق والفسق هو المعصية فى العمل دون الاعتقاد لانه داخل فى البدعة
والبدعة اعتقاد الامر المحدث الذى لم يوجد فى القرون الثلاثة على
خلاف ما عرف فى الدين كما فى فقه اهل السنت والهروى مع كونه شيعيا
كيف يراد صلاحه الشرع لان التشيع ابتداء فى الاعتقاد العصمة الائمة وبعض
الشيخين والخصاد الامة فى العدد المعلوم ولما لم يجتمع الصلاح مع الفسق
فكيف يجتمع مع الابتداء الذى هو اعلى من الفسق وقوله وقد روى ايضا

کرتا ہے اہل بیت نبوت اور اون کے امامون پر اقوال مردوہ کی نسبت کرنے مین اون کی طرف ۔ پس خدا ہی
کے سامنے ہماری شکایت ہے اس افترا پردازی کی حرکت اور اس مدعی کی جسارت وقبیحت وجرأت کے باہمین
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کہ اوس امر کو کہ سیوطی نے ہروی کی حدیث کو ابن ماجہ وطبرانی کی روایت سے جامع صغیر
مین نقل کیا ہے اور اوس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ پس کاملین تو کجا طالب العلمون کو اوسپر
ہنسی آتی ہے اور نیز قول سیوطی سے ساقط ہو گیا تمسک کرنا مصنف کا اس کلام سے کہ جس کو
مصنف نے درر منتشرہ ولآلی مصنوعہ مولفہ سیوطی سے نقل کیا ہے اس لئے کہ غایت کلام ان دونون
کتب سیوطی سے اسی قدر مفہوم ہے کہ حدیث ہروی سیوطی کے نزدیک موضوع نہین ہے اور لیکن
حدیث ہروی ضعف سے خالی نہین ہے اور ضعیف سے عقائد مین تمسک جایز نہین پس مصنف کا جو مقصد
ان نقول سے تھا باطل ہو گیا اور اوس کی متاع فاسد جانچنیوالون کے بازار مین کاسد ہو گئی اور رائج نہوئی
اور لیکن مصنف کا قول (وقال ابن الجزری فی اسنی المطالب فی حدیث الھروی تعدد
حسن اللفظ والمعانی رجال اسنادہ ثقات غیر الھروی وھو احد الامام الرضی فانھم ضعفوہ
مع صلاحہ انتہی) پس مصنف کو مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ اس قول مین صراحت ہے اس امر کی کہ ہروی
غیر ثقہ ہے کیونکہ محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور ضعیف کی روایت غیر معتبر وغیر معتد بہ ہے رہا قول ابن جزری کا
مع صلاحہ اس سے مراد خدمت کی صلاحیت ہی نہ کہ صلاحیت فی الروایت تا کہ محدثین کی تصریح سے مخالفت نہ لازم
آئے جو انہون نے ہروی کی حدیث وضع کرنے اور کذب فی الروایتہ مین فرمائی ہے اس لئے کہ شرع مین صلاح ضد ہے
فسق کا اور فسق نام ہے عمل مین معصیت کرنیکا نہ کہ اعتقاد مین اس لئے کہ معصیت فی الاعتقاد بدعت مین داخل ہے
بدعت اعتقاد کرنا ہے جدید امر کا کہ جس کا وجود قرون ثلاثہ مین نہ ہوا ور مخالف ہو دین کی متعارف امر سے جیسا کہ فقہ اہل بیت
مین مذکور ہے اور ہروی جبکہ شیعی ہے تو اسکی صلاح سے مراد صلاح شرعی کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے کہ تشیع بدعت کا نام ہے
اعتقاد مین امامونکی معصوم ہونیکے باب مین اور شیخین سے بغض رکھنے اور امامتکو عدد معین مین منحصر جاننے مین اور جبکہ فسق کیساتھ
صلاح کا اجتماع نہین ہوتا ہی پس ابتدا کیسا ہے کیونکر جمع ہو گی کہ جو فسق سے بڑھکر ہے اور مصنف کا یہ قول (وقد روی ایضا)

عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة
اقول هذا ايضا لا يدفع الفساد ولا يفيد المرام لان الهروي لما كان متهما بكذب له على
الامام موسى الرضى الذي هو اعلى وافضل من الامام مالك وغيره فكيف
تومن غائلته فيمن هو دون منه كالامام مالك وحماد بن زيد
وغيرهما واما الذين رووا عن الهروي كابن ابي خيثمه وعبد الله بن احمد
وغيرهما فروايتهم مسروقة من الهروي كما صرح به الدارقطني امام فن الجرح
والتعديل وقوله ولكن تابعه على روايته هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم
فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه هذا النقل يوهن كيد المصنف وتقضي شيده لانه صريح
في ان مخرج هذا الحديث هو ابو الصلت لا غير ومحمد بن اسلم انما هو تابع له
وان كان تبعيته للهروي غير ثابت على الاصح والمصنف قد خالف هذا النقل
عمدا ترويجا لهذا الحديث حيث جعله حديثا مجودا في صدر الاستدلال
وجعل محمد بن اسلم مخرجا له والهروي تابعا له وهذا كيد عظيم لا يعرفه
الا العريف وحرج الهروي عن عهدة هذا الحديث انما يثبت اذا ثبت -
يخرج محمد بن اسلم لهذا الحديث وهو بعد غير ثابت قال وقوله سلام الله عليه
وطوله معرفة بالقلب اي بالالوهة للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولاحمد
في المسند عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم
قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك قيل فاي الاسلام
افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تومن بالله وملايكته وكتبه ورسله والبعث
بعد الموت قيل فاي الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تهجر السوء قيل

عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعته انتہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی استدلال مصنف کے فساد کو دفع نہین کرتا ہے اور نہ مفید مراد ہے اس لئے کہ ہروی پر جبکہ امام علی رضاؑ سے روایت کرنے مین کاذب ہونے کی تہمت ہے کہ جو امام مالکؒ وغیرہ سے اعلیٰ و افضل ہین پھر اوس کی آمیزش سے کیونکر امن ہو سکتا ہے ان لوگون کے باب مین جو امام علی رضاؑ سے کم درجہ مین ہین مثل امام مالک و حماد بن زید وغیرہ کے اور لیکن جنہون نے ہروی سے روایت کی ہے جیسے ابن ابی خیثمہ و عبد اللہ بن احمد وغیرہ پس اون کی روایت قبول کی گئی ہے ہروی سے جیسا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل کے امام نے اس کی تصریح کی ہے اور مصنف کا قول (ولكن تابعه روايته هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتہی) مین کہتا ہون خدا تعالیٰ کی توفیق و مدد سے کہ یہ نقل مصنف کے کید کو کمزور کرتی ہے اور اوسکے مکر کو ظاہر کر رہی ہے اس لئے کہ اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اس حدیث کا اصل راوی ابو الصلت ہے اور محمد بن اسلم اوس کا تابع ہے اگرچہ اس بات مین اوسکا تابع ہونا قول اصح پر ثابت نہین ہے اور مصنف نے جان بوجھکر اس نقل کا خلاف کیا ہے اس حدیث کو رواج دینے کیواسطے اس طرح پر کہ اس کو استدلال کے شروع مین حدیث مجود قرار دیا اور محمد بن اسلم کو اس کا اصل راوی قرار دیا اور ہروی کو اوس کا تابع بنایا اور یہ ایک بڑا مکر ہے کہ جس کو بڑا ماہر حدیث جانتا ہے اور ہروی کا اس حدیث کی ذمہ داری سے خارج ہونا جب ثابت ہوگا کہ جب محمد بن اسلم کا اصل راوی اس حدیث کا ہونا ثابت ہو جاے اور یہ امر ہنوز غیر ثابت ہے (کہا مصنف نے) اور قول حضرت صلعم کا پہچاننا دل سے یعنی خدا کی الوہیت اور رسول کی نبوت کو ساتھ ضروریات دین کے اور امام احمد کی روایت سے مسند مین حضرت علیؑ سے کہ کہا انہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے اسلام یہ ہے کہ تیرا دل مان لیوے اور یہ کہ مسلمان تیرے دست و زبان سے سلامت رہین پوچھا گیا کہ کون سا اسلام افضل ہے فرمایا کہ ایمان۔ پوچھا گیا کہ ایمان کیا شئے ہے۔ فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور مرنیکے بعد اٹھنے پر۔ پوچھا گیا پس کون سا ایمان افضل ہے۔ فرمایا کہ ہجرت۔ پوچھا گیا کہ ہجرت کیا شئے ہے۔ فرمایا کہ ہجرت یہ ہے کہ تو بدیکو چھوڑ دے۔ پوچھا گیا

فاى الهجرت افضل قال الجهاد الحديث واحمد والطبرانى فى الكبير بسند ثقات
عن عمرو بن عبسة نحوه وهذ فى الايمان والاسلام والهجرة وجهته من الشريعة
والعبد الرزاق وابن ابى شيبة وسننه فى الايمان واللالكائى فى السنة والبيهقى
فى الشعب وابن عساكر عن جرير بن عدى قال حدثنا على بن ابى طالب ان الهور
نصف الايمان وابى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار
ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعى واحمد والاوزاعى
كمذهب اهل البيت ان العمل داخل فى الايمان لانه لا يزول اصل الايمان
بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا يخرج عن نوعه
بقطع الايدى والارجل فالمعنى بالايمان فيها هو الايمان الكامل الذى من
يفتقر بعد الاتيان به الى ان يعذر عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون
المجرد عنه وقوله وهو يزيد وينقص اى فى الاوصاف الثلثة فالزائد فيها الايمان
الخاصة والناقص ايمان العامة اما فى المعرفة والتصديق فمن جهة القرات
والحلاوة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا مخرجا من الايمان واما
فى الاقرار فاين احيف القتل ان اقر بالايمان فلم يتيقنهما ناقص وان اقر فهو الايمان
الزائد الكامل واما فى العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان ومما يشيد ماذكرنا
ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا انزلت على عهد رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم او الآية او اكثر زادت المومنين ايمانا وخشوعا وهم فانظر
اخرجه محمد بن اسمعيل الوراق فى امالية والعسكرى فى المواعظ وابن مردويه
فى تفسيره وسنده حسن قاله السيوطى وكذا الحديث الاولى المسلسل
بالائمة العشرة الاكمل فى فضل الايمان انما هو نظام فى عده دخول العمل

پس کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا کہ جہاد (آخر حدیث تک) اور احمد اور طبرانی کی روایت ہے کبیر میں ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ عمرو بن عبسہ سے مثل حدیث مذکور کے اور یہ ایمان و اسلام میں اور ہجرت کے باب میں ایک شرعی طریقہ ہے اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و رستہ کی روایت ہے ایمان میں اور لالکائی کی روایت ہے سنت میں اور بیہقی کی روایت ہے شعب میں اور ابن عساکر کی روایت ہے حجر بن عدی سے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابی طالب نے کہ پاکی کرنا نصف ایمان ہے اور ان احادیث و آثار اہل بیت اطہار اور انکی مثال کے ظاہر معانی کی طرف محدثین و مالک و شافعی و احمد و زاعی کا مذہب ہے مثل مذہب اہل بیت کے اس مسئلہ میں کہ عمل ایمان میں داخل ہے مگر زوال عمل سے اصل ایمان زائل نہیں ہوتا جیسا کہ شاخون اور ثمر کے زوال سے اصل درخت کا زوال نہیں ہوتا ہے اور ہاتھ پیر کاٹنے سے انسان اپنی نوع سے خارج نہیں ہوتا ہے پس ان احادیث میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے بعد مومن کو عذر کرنے کی حاجت نہیں ہوتی اور وہ ایسا ایمان ہے کہ اسلام سے ملا ہوا ہے نہ وہ ایمان کہ اسلام سے مجرد ہے اور قول حضرت کا (اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے) یعنی تینوں اوصاف مذکورہ میں پس اوصاف ثلثہ میں بڑھنے والا خاصہ کا ایمان ہے (یعنے شیعون کا) اور کم ہونے والا عامہ کا ایمان ہے (یعنے سنیون کا) لیکن معرفت و تصدیق میں پس باعتبار ثمرات و حلاوت کے نہ باعتبار اصل تصدیق کے اسلئے کہ اگر اصل تصدیق گھٹ جاوے تو وہ شک ہو جائیگا جو ایمان سے نکالدیتا ہے اور لیکن اقرار میں پس جب کہ قلق سے ٹلایا جاوے اگر ایمان کا اقرار کرے پس اقرار نہ کیا تو وہ ناقص ہے اور اگر اقرار کر لیا تو وہ ایمان تامہ کامل ہے اور لیکن عمل بالارکان کے اعتبار سے پس اوسکے لئے بیان کی حاجت نہیں ہے اور منجملہ ان دلائل کے جو ہمارے اس دعوے کو قوی کرتی ہیں وہ حدیث ہے کہ جو مولی مرتضی سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ حضرت کے زمانہ میں جب کوئی سورت یا آیت زیادہ نازل ہوتی تو ایمان و خشوع مومنوں کا زیادہ ہو جاتا تھا اور وہ سورت و آیت اُن کو ممنوعات سے روکتی تھی روایت کیا اسکو محمد بن اسمٰعیل وراق نے امالی میں اور عسکری نے مواعظ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اوسکی سند حسن سے بیان کیا اسکو سیوطی نے مع اسیطرح حدیث الٰہی جو دس اسم کامل کیساتھ مسلسل اصل ایمان میں عمل کے داخل ہونیکی طرف ناظر فافہم

فى اصل الايمان وسيروى انشاء الله تعالى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ عن
سرد الادلة على اثبات دعواه وبيان طرقها وتعديل رواتها شرع فى بيان بعض معانيها
وما يترتب على ذلك فى زعمه وقد بينا ان الادلة بعضها غير مثبت لدعواه وبعضها
غير ثابت بنفسه فكيف يثبت به مدعاه والان بنين ما فى هذا القول من الفساد
ونكشف الغطاء عن وجه ملحكم به على ما تقدم وما اراد ويعلم قبل بيان
المقصود ان لفظ العامة والخاصة مما اصطلح عليه محمد بن نعمان الذى كان فى المائة
الثانية فى زمان الخليفة المهدى ويكنى بابى جعفر الاحول ويلقب بالشيطان
الطاق والشيعة تقول له المومن الطاق فانه قد اخترع المذهب النعمانية
وصنف لاثباته كتبا منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر فى بعضها
ان المذاهب اربعة القدرية والخوارج والعامة والخاصة واراد بالعامة اهل
السنة وبالخاصة الشيعة واثبت النجاة للخاصة دون من سواها كما ذكرنا
فى المقدمة نقلا عن الملل والنحل وملاك المصنف مسلكه فى هذا الاصطلاح
نبه اولا على هذا الاصطلاح حيث قال فى صفحه (٦) حيث تسموا الشيعة
والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة ثم جرى على هذا الاصطلاح ثانيا
حيث قال فى صفحه (٢٠) وهو فقه العلم والايمان العامة يستوى فيه الخاصة
والعامة ثم فضل الخاصة على العامة بالاصطلاح المذكور ثالثا حيث قال
فى صفحة (٣٢) فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص ايمان العامة ومهذا ظهر
ان الشيعة عنده اكمل ايمانا من اهل السنة وهو المعنى من تجديده للدين
وكونه من المجددين من بين المسلمين اذ تمهد هذا فلنشرع فى جواب ما قاله فى
قوله هذا اما قوله وقوله سلام الله عليه وطوله ليس على ما ينبغى الطول

اور وہ عنقریب روایت کیجائیگی۔ اگر خدا نے چاہا۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ ہرگاہ مصنف فارغ ہوا بیان دلائل سے اپنے دعوے پر اور اون کے طرق وتعدیل رواۃ کے بیان سے شروع کیا اون کے بعض معانی اور احکام کے بیان مین جو مصنف کے زعم مین تھے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ بعض دلائل مصنف کے اوس کے دعوے کو ثابت نہین کرتے ہین اور بعض اون مین سے بذات خود ثابت نہین ہین پھر اون سے مصنف کا دعوے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اب ہم مصنف کے اس قول کا فساد بیان کرتے ہین اور جس وجہ سے مصنف نے ماتقدم پر حکم لگایا ہے اور جو کچھ مراد لیا ہے اوس کے چہرے سے پردہ کھولدیتے ہین اور بیان مقصود سے پہلے جاننا چاہئے کہ لفظ عامہ و خاصہ محمد بن نعمان کے مصطلحات سے ہے جو کہ دوسری صدی مین خلیفہ مہدی کے زمانہ مین تھا اور اوس کی کنیت ابوجعفر احول ہے اور لقب اوس کا شیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین پس اوس نے مذہب نعمانیہ کو اختراع کیا اور اوس کے اثبات کیلئے چند کتب تصنیف کی ایک اون مین سے (فعل لم فعلت ہی) اور ایک کا نام (فعل لاتفعل ہے) اور اپنی اون بعض کتب مین ذکر کیا کہ اصل مذہب چار ہین قدریہ وخوارج وعامہ وخاصہ اور عامہ سے اہل سنت کو ارادہ کیا اور خاصہ سے شیعہ کو اور نجات خاصہ کے واسطے ثابت کی اور بس جیسا کہ ہم نے اس کو مقدمہ مین ملل ونحل سے نقل کیا ہے اور چونکہ اس اصطلاح مین مصنف نے شیطان طاق کا مسلک اختیار کیا ہے لہذا پہلے اس اصطلاح کی طرف تنبیہ کی صفحہ (۶) مین اور کہا (**حیث لتسموا بالشیعہ والخاصتہ وسموا اھل السنۃ بالعامہ**) پھر دوسری مرتبہ اسی اصطلاح پر چلا صفحہ (۲۰) مین اور کہا (**وھو فقہ العلم والایمان العامۃ یستوی فیہ الخاصۃ والعامۃ**) پھر تیسری مرتبہ اسی اصطلاح کے مطابق خاصہ کو عامہ پر فضیلت دی صفحہ (۳۲) مین اور کہا (**فالزائد فیھا ایمان الخاصہ والناقص ایمان العامہ**) اور اس حکم سے ظاہر ہوگیا کہ مصنف کے نزدیک ایمان ہین شیعہ اکمل ہین سنیون سے اور یہی مطلب ہے مصنف کا دین کی تجدید سے اور مسلمانون مین محدثیت سے۔ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب ہم کو چاہئے کہ جو کچھ مصنف نے اس قول مین کہا ہے اسکا جواب شروع کرین لیکن قول مصنف کا (قولہ سلام اللہ علیہ وطولہ) عربیت کے خلاف ہے اس لئے کہ طول

فى هذا القول معطوف على السلام وعليه فى محل الخبر فلزم ان يكون الطول ايضا
ثابتا له عليه السلام لان وهذا غلط فاحش لان الطول وهو القدرة صفة
لازمة لذات الله تعالى لا تتعدى منه الى غيره تعالى فكيف يصح ان يقال
طول الله عليه كما لا يصح ان يقال حيواة الله عليه وعلم الله عليه وقدرة الله
عليه واما قوله معرفته بالقلب اى بالالوهة للرب والنبوة للرسول بما اوجب
فهو ايضا لا يخلو عن الفساد لان المتبادر من تفسيره ان يكون تفسير القوله بالقلب
والباء فيه للاستعانة كما يقال فى رأيت بالعين وسمعت بالاذن والباء فى قوله
بالالوهة انما هى للصلة فلزم التغاير بين المفسر والمفسر به وهو غير جايز وان
اريد به تفسير مفعول المعرفة المحذوف من نظم الكلام فهو ايضا لا يخلو عن
قبح لان المعرفة لا تتعدى بالباء بل هى متعدية بنفسها كما فى من عرف نفسه
فقد عرف ربه وفى عرفت ربى بفسخ العزائم وايضا قوله بما اوجب المتبادر منه ان
متعلق بالنبوة والباء فيه للصلة وهو لا يصح لان النبوة صفة لازمة للنبى غير
متعدية بالباء ولا بغيرها واغلاته من هذا القبيل كثيرة فى هذا الكتاب قد
صفحنا عنها خوفا للاطناب ونظرا الى جواب مقصود الكتاب والله الهادى
الى الحق والموفق للصواب واما قوله ولاحمد فى المسند عن على قال قال رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم الاسلام ان يسلم قلبك وان يسلم المسلمون
من لسانك ويدك الى اخر الحديث ان اراد منه ان الاشياء المذكورة فى
هذا الحديث اجزاء واركان للاسلام والايمان والجنة كما هو المتبادر من ايراده
هذا الحديث فى هذا الباب فهو ممنوع لان سلامة القلب من السوء وسلامة
المسلمين من يد المسلم ولسانه انما هى من توابع الاسلام واما ذاته لا من اركانه

اس قول مین سلام پر معطوف ہے اور علیہ متعلق خبر مین ہے پس لازم ہوا کہ طول بھی مثل سلام کے نازل ہو اور یہ کہنا غلطی ہے کیونکہ طول قدرت کا نام ہے ایک ایسی صفت ہے کہ ذات الٰہی کو لازم ہے اور غیر کی طرف متعدی نہین ہوتی ہے پس طول اللہ علیہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جیسا کہ حیواۃ اللہ علیہ وعلم اللہ علیہ و قدرۃ اللہ علیہ کہنا صحیح نہین ہے اور لیکن قول اوس کا معرفتہ بالقلب ای بالالوہتہ للرب والنبوۃ لرسولہ بما اوجب) پس یہ بھی فساد سے خالی نہین اس لئے کہ مصنف کی تفسیر سے متبادر یہ ہے کہ وہ بالقلب کی تفسیر ہے اور بالقلب مین بے استعانت کی ہے جیسا کہ رایت بالعین وسمعت بالاذن مین کہا جاتا ہے اور بے اوس کے قول بالالوہتہ مین صلہ کی ہے پس مفسر ومفسر بہ غیریت لازم آگئی اور یہ ناجایز ہے اور اگر اس سے مراد مفعول معرفت کی تفسیر ہے جو نظم کلام سے محذوف ہے تو یہ بھی قباحت سے خالی نہین اس لئے کہ معرفت متعدی بہ کے ساتھ نہین ہے بلکہ بذات خود متعدی ہے جیسا کہ (من عرفہ نفسہ فقد عرف ربہ) مین بنفسہ متعدی ہے اور عرفت ربی بفسخ العزایم مین ہے اور نیز اوس کا قول بما اوجب ظاہر بھی ہے کہ نبوت کے متعلق ہے اور بے اوسمین صلہ کی ہے اور یہ بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ نبوت نبی کی ایک صفت لازمہ ہے نہ بے کیساتھ متعدی ہوتی ہے نہ غیر با کے ساتھ اور اس قبیل کی علطیان اس کتاب مین بہت ہین ہم نے طوالت کے خوف سے اون سے چشم پوشی کی ہے اور نیز ہماری نظر مقصود کتاب پر ہے اور خدا ہی امر حق کی طرف ہادی ہے اور صواب کی توفیق دینے والا ہے (قول مصنف کا) ولاحمد فی المسند عن علی قال قال رسول اللہ صلعم الاسلام ان یسلم قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک تا آخر حدیث) اگر مصنف کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ جو امور اس حدیث مین مذکور ہین اسلام وایمان وہجرت کے اجزا وارکان ہین جیسا کہ اس حدیث کو اس باب مین لانے سے متبادر ہوتا ہے تو یہ امر غیر مسلم ہے اسلئے کہ دل کا سلامت رہنا بدی سے اور مسلمانون کا سلامت رہنا مسلمان کے دست وزبان سے ایمان کے نتائج وعلامات سے ہے نہ کہ اجزاے ایمان سے ۔ ورنہ اس سے

والا لزم مخالفة الحديث الصحيح بنى الاسلام على خمس الحديث وان اراد منه غيره
فلا يصح اتيانه به فى هذا المقام وحكمه عليه فيما بعد بقوله والى ظاهر هذه
الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار واما استدلاله بالحديث على رضى الله عنه
ان الطهور نصف الايمان على جزئية الطهارة للايمان فليس بتام بل لا يكاد يصح لان
المراد من الايمان فى هذا الكلام الشريف المومن به والمراد من الطهارة طهارة
القلب والمومن به قسمان العقائد الباطلة والعقائد الحقة فالطهارة من
العقائد الباطلة نصف الايمان اى المومن به وكلام المصنف اتما هو فى الايمان
بالمعنى المصدرى فاير اده هذا فى هذا الباب ايضا غير صحيح واما قوله والى ظاهر
هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث
ومالك والشافعى واحمد والاوزاعى كمذهب اهل البيت ان العمل داخل فى الايمان
فباطل كل البطلان وناشئ من سوء الفهم وقلة العرفان لان هذه الاحاديث والآثار
متروكة عندهم لكون بعضها موضوعا وبعضها مجهولا وبعضها ضعيفا عندهم فكيف
يستدلون بظاهرها على خبرئية العمل من الايمان وفى ايضا هذا القول كيد عظيم
وتشيد فخيم لا يعرفه العريف الماهر والعظريف المشاهر انه يوهم الى ان القول بجزئية
العمل من الايمان الصادر من بعض اجلة الائمة والمحدثين من اهل السنة انما
هو بظاهر هذه الاحاديث والآثار ولما كان كذا فلزمهم ان يقولوا بجزئية المعرفة
من الايمان ايضا لان هذه الاحاديث كما تدل بظاهرها على خبرئية العمل كذلك
تدل اكثرها بخبرئية المعرفة ايضا وان لم يقولوا بجزئيتها منه لزمهم كونهم مصدقا
لكريمة افتومنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فلزمهم القول بخبرئيتها ايضا الا ترى
وعلى هذا يلزم دخول اهل البيت الاطهار والاكثرين من اهل السنة الاخيار

حدیث صحیح (بنی الاسلام علی خمس الحدیث) کی مخالفت لازم آئے گی اور اگر اس کا غیر مراد ہے تو اس حدیث کو
اس باب مین لانا اور اسپر آگے چلکر حکم لگانا اپنے اس قول سے (والی ظاھر ھذہ الاحادیث
والآثار عن اھل البیت الاطھار) نادرست ہوگا اور لیکن مصنف کا دلیل لانا حدیث ان الطھور
نصف الایمان سے طہارت کے جزو ایمان ہونے پر پس ناتمام ہے بلکہ قریب صحت نہین ہے اس لئے
کہ اس حدیث مین ایمان سے مراد مومن بہ ہے اور طہارت سے مراد طہارت قلب ہے اور مومن بہ کی
دو قسم ہین عقائد باطلہ و عقائد حقہ پس پاک کرنا دل کو عقائد باطلہ سے نصف ہے ایمان کا یعنے مومن بہ کا
اور مصنف کا کلام ایمان مصدری مین تھا پس اس حدیث کو اس باب مین لانا بھی صحیح نہین ہے اور
لیکن مصنف کا قول (والی ظاھر ھذہ الاحادیث والآثار عن اھل البیت الاطھار ونحوھا
تا آخر) پس محض بے اصل ہے اور سوء فہم و قلت عرفان سے ناشی ہے اس لئے کہ یہہ احادیث و آثار ائمہ
مذکورین کے نزدیک متروک ہین اس لئے کہ بعض ان مین موضوع ہین اور بعض مجہول اور بعض اون کے
نزدیک ضعیف ہین پھر وہ کیونکر ان کے ظاہر سے عمل کے جزو ایمان ہونے پر دلیل لائین گے اور
نیز اس قول مین ایک بڑا مکر اور فریب عظیم ہے کہ جس کو بڑا عارف و ماہر پہچانتا ہے اور وہ مکر یہ ہے
کہ یہہ قول وہم دلاتا ہے کہ عمل کے جزو ہونے کا قول اہل سنت کے بعض ائمہ و اجلۂ محدثین سے
صادر ہوا ہے اور انہین احادیث و آثار کے ظاہری معنی پر مبنی ہے اور جبکہ ایسا ہے تو اون کو لازم
ہے کہ معرفت کے جزو ایمان ہونے کے بھی قائل ہون اس لئے کہ احادیث جس طرح بظاہر عمل کے
جزو ایمان ہونے پر دال ہین اسی طرح اکثر ان مین سے معرفت کے جزو ایمان ہونے پر بھی دلالت
کرتی ہین اور اگر معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول نہ کرین تو لازم آئے کہ آیہ کریمہ (کیا تم ایمان لاتے
ہو بعض کتاب پر اور بعض کتاب سے کفر و انکار کرتے ہو) کے مصداق ہو جائین پس لامحالہ
معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول بھی اونپر لازم ہوا اور اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ اہل بیت
اطہار اور اکثر اہل سنت کے اختیار کردہ مرجیہ ضالہ مین داخل ہو جائین

فى الطائفة المرجئة الضالة نعوذ بالله منه لان القائلين بزيادة المعرفة من الايمان
هم المرجئة كما يظهر بمطالعة الملل والنحل لشهرستانى وهذه الخباثة نتائج تجديدية
للدين وتخريبية افسدت ملة المسلمين وما لزم على حكمه هذا زوال الايمان بزوال العمل لان
العمل لا محالة العمل لما كان جزءً من الايمان والكل من حيث الكل لا يبقى بعد
زوال جزء منه فلزم انتفاع الايمان اذا زالت احته بنظرين فقال الا انه لا يزول
اصل الايمان بزوال العمل لا يزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا يخرج
عن نوعه بقطع الايدى والارجل انتهى وهذا الايراد ايضا لا يخلو
عن الفساد اما الاول فلان انتفاء الكل من حيث الكل بعد زوال جزئه لازم
فى هذين النظيرين ايضا لان كل الشجر لا يبقى قطعا بعد زوال الفروع والثمر و
كل الرجل ينفى جدا بعد قطع الايدى والارجل وما بقى من الشجر والرجل بعد
زوال ما ذكر ليس بكل انما هو جزء اخر لهما غير ما زال عنهما واما الثانى فلانه
قياس مع الفارق لان الايمان بمعنى التصديق بسيط بالاجماع والذى قاسه
عليه من الشجر والرجل مركب فكيف يصلح هذا التنظير ان يتشبث به الخبير
وان اراد من الايمان المومن به فهو خارج عن المبحث ومع ذلك لا يندفع
به الايراد وان ذال على هذا التقدير منه الفساد واما قوله فالمعنى بالايمان فيها
هو الايمان الكامل الذى من يفتقر بعد الاتيان به الى ان يعذر عن صاحبه و
هو المقرون بالاسلام دون المجرد عنه فايضا لا يخلو عن الفساد ولا ينطبق على
المراد اما الاول فلان مقارنة الشئ بالشئ انما تدل على اتصاله به لا على جزئيته
له فالايمان المقرون بالاسلام كيف يكون مركبا منه ومن غيره انما يكون مقرونا
به وموصولا اليه واما الثانى فلان كلامه كان فى الايمان بالمعنى المصدرى

گروہ مرجیہ ضالین داخل ہو نعوذ باللہ منہ اس لئے معرفت کو ایمان کا جزو کہنے والے صرف مرجیہ ہین جیسا
کہ ملل ونحل شہرستانی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ ایک جہالت ہے مصنف کی تجدید دین اور مسلمانو نکی
جماعت مین فساد وخرابی ڈالنے کے نتائج سے اور جبکہ مصنف کے اس حکم سے لازم آیا کہ عمل کے زوال سے
ایمان بھی زائل ہوجائے اسلئے کہ عمل جب ایمان کا جز ٹہیرا اور کل بحیثیت کل جز کے زوال سے باقی نہین
رہتا ہے پس ترک عمل سے ایمانکا عدم ضرور لازم آیا تو مصنف نے اس اعتراض کو دو نظیرون سے دفع کرنا چاہا اور کہا
الا انہ لایزول اصل الایمان بزوال العمل کما لایزول اصل الشجر بزوال الفروع والقرو الرجل لایخرج عن
نوعہ بقطع الایدی والارجل انتھی اور یہ کلام نہ تو اعتراض مذکور کو دفع کرتا ہے اور نہ خود فساد سے خالی ہے امر
اول اسوجہ سے کہ کل بحیثیت کل کا زوال اپنی جز کے زوال سے ان دونون نظیرین بھی لازم ہی اس لئے کہ مجموعہ شجر کا
شاخ وثمر کے زوال سے باقی نہین رہتا اور مجموعہ مرد کا قطع اعضاء کے کئے قطعًا فنا ہوجاتا ہے اور درخت ورجل سے اوس کے
اجزا کے زوال کے بعد جو باقی ہی وہ کل نہین ہی بلکہ وہ دوسرا جزء ہے جز معدوم کے سوا اور دوسرا امر اسوجہ سے کہ
ایمان بمعنی تصدیق بسیط ہی اجماع امت ولغت عربی دونون کے اعتبار سے اور درخت ورجل کہ جس پر مصنف نے
ایمان کو قیاس کیا ہے مرکب ہے پس بسیط کو مرکب پر قیاس کرنا واقفکار کے نزدیک کیونکر صحیح ہوگا اور اگر
ایمان سے مومن کو ارادہ کیا ہے تو یہ بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے اعتراض مذکور اس سے
دفع نہین ہوتا ہے اگرچہ اس تقدیر پر اس کلام سے فساد دور ہوجائے گا اور لیکن
مصنف کا قول (فالمعنی بالایمان فیھا ھو الایمان الکامل الذی لیس یقتصر بعد الاتیان بہ الی
ان یعذر عن صاحبہ وھو المقرون بالاسلام دون المجرد عنہ انتھی)
پس یہ بھی فساد سے خالی نہین ہے اور نہ مراد مصنف پر منطبق ہے امر اول اسوجہ سے
کہ مقارنت ایک شی کی دوسری شے سے دلالت کرتی ہے متصل ہونے پر نہ کہ جز ہونے پر
پس جو ایمان کہ اسلام کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ اسلام غیر اسلام سے مرکب کیونکر ہوگا
ہان اسلام سے مقرون وموصول ہوگا اور امر ثانی اسوجہ سے کہ مصنف کا کلام ایمان مصدریہ مین تھا

وهو بسيط بالاجماع واللغة كما بسطناه في المقدمة وهذا القول مناف له و
يستدعي الخروج عن المبحث ويصم دعوى التجدد فليتفكر واما قوله وقوله وهو
يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص
ايمان العامة فقد مر فساده وبطلانه فلا نعيده واما قوله واما في المعرفة والتصديق
فمن جهة الثمرات والحلاوة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا مخرجا من
الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر
فهو الايمان الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان فنقول في جوابه
انه ايضا بين البطلان وغير قابل للاذعان لان عطف التصديق على المعرفة واما للمغايرة
كما هو الاصل في العطف ففيه ان الاوصاف الثلاثة المذكورة ليس فيها ذكر التصديق
فكيف ادخله في تفصيلها وايضا يلزم منه كونها اربعة لا ثلاثة واما التفسير
كما هو الظاهر من كلامه ولذا افسرها بالتصديق فيما سياتي من قول الامام الاعظم
المنقول من الوصية فهو مخالف للغة وقول جمهور اهل السنة لان التصديق
ادراك اذعاني يحصل بالكسب والاختيار ويقترن بالتسليم والانقياد بخلاف
المعرفة فانها اذعان اضطراري يحصل للكفار ايضا كما قال الله تعالى يَعْرِفُونَهُ
كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ولا يحصل التصديق لهم اصلا ولا لكانوا مومنين ويؤيده
ما في شرح العقائد من ان بعض القدرية ذهب الى ان الايمان هو المعرفة واطبق
علمائنا على فساده لان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة محمد كما يعرفون ابناءهم مع القطع
بكفرهم لعدم التصديق ولان من الكفار من كان يعرف الحق يقينا وانما كان ينكره عنادا
واستكبارا قال الله تعالى وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلا بد من بيان الفرق
بين المعرفة الاحكام واستيقانها وبين التصديق بها واعتقادها ليصح كون الثاني

اور وہ باجماع ولغت بسیط ہے جیسا کہ مقدمہ مین ہم نے اُس کو بسیط سے لکھدیا ہے اور یہ قول اوسکے منافی ہے اور خارج بحث سے ہوا جاتا ہے اور دعوے تجدید کو عیب لگاتا ہے پس فکر کرنا چاہئے اور لیکن مصنف کا قول (وقولہ وھو یزید وینقص ای فی الاوصاف الثلاثۃ فالزائد فیھا ایمان الخاصۃ والناقص ایمان العامہ) پس اس کا فساد و بطلان گذر چکا لہذا ہم اوسکو اعادہ نہین کرتے اور لیکن قول مصنف کا (واما فی المعرفۃ والتصدیق فمن جھۃ الثمرات والحلاوۃ ولا اصل التصدیق تا آخر) پس ہم اس کے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بھی بین البطلان وغیرہ قابل اذعان ہے اس لئے کہ تصدیق کا عطف معرفت پر یا مغائرت کیلئے ہے جیسا کہ عطف بحرف اصل ہے تو اس مین یہ کلام ہے کہ اوصاف ثلثہ مذکورہ مین تصدیق کا ذکر نہین ہے پس اون کی تفصیل مین مصنف نے تصدیق کو کیونکر داخل کیا اور نیز اوس سے لازم آتا ہے کہ اوصاف مذکورہ چار ہوجائین نہ کہ تین اور یا عطف تفسیری ہے جیسا کہ کلام مصنف سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے معرفت کو تصدیق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے امام اعظم کے قول مین جو آیندہ الا ہے غیر مکتسب اور وصیۃ سے منقول ہی تو یہ مخالف ہے لغت کے اور جمہور اہل سنت کے قول سے اس لئے تصدیق ادراک اذعانی ہے کہ کسب و اختیار سے حاصل ہوتا ہے اور تسلیم و انقیاد کے مقارن ہے بخلاف معرفت کے اسلئے کہ معرفت اذعان اضطراری ہے جو کفار کو بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے (یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم) اور تصدیق کفار کو ہرگز حاصل نہین ہوتی ورنہ وے مومن ہوجاتے اور اوسکی تائید کرتا ہے جو کہ شرح عقاید نسفی مین مذکور ہی کہ بعض فرقہ اس طرف گئے ہین کہ ایمان معرفت کا نام ہے اور ہمارے علماء متفق ہین اسکے فساد پر اس لئے اہل کتاب کو بنوت محمد صلعم کی معرفت حاصل تھی جسطرح کہ اونکو اپنی اولاد کی معرفت حاصل تھی اگرچہ وہ قطعاً کافر تھے تصدیق نکرنیکے سبب سے اور اس لئے کہ بعض کفار کو تصدیق طور پر امر حق کی معرفت تھی اور انکا صرف عناد و استکبار کے سبب سے تھا فرمایا حق تعالے نے (اور انکار کیا انہون نے اوس کا یقین کرلیا تھا اوسکو اون کے نفسون نے) پس معرفت احکام و تصدیق احکام مین فرق بتانا ضرور ہوا تاکہ تصدیق کا

ايمانا دون الاول انتهى بقدر الحاجة فنقسرها به مفضل الى عدم معرفة المعرفة
والتصديق وتخليطه بين مذهب اهل السنة والمرجئة وافترائه على الاجلة
والائمة معاذ الله منها وقوله فمن جهة الثمرات والحلاوة ان اراد به زيادة وصف
من اوصاف المعرفة فهو ليس من زيادة المعرفة في شيء لانه انما هو زيادة في وصفه
لا عينه وان اراد به زيادة نفس المعرفة فينا قض قوله لا اصل التصديق وقوله
واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر فهو
الايمان الزائد الكامل فيه انه مخالف للكتاب وبعيد عن الصواب لان
الله تعالى قال في حق المكره وقلبه مطمئن بالايمان فلا اثم عليه فلما كان
المكره ماذونا في اجراء كلمة الكفر على اللسان كيف يحكم عليه انه ناقص في
الايمان لانه في هذه الحالة غير مكلف بالاقرار وايضا قوله تعالى وقلبه
مطمئن بالايمان مصرح بان الايمان محله القلب فالقول بجزئية الاقرار والحكم
بنقصان الايمان عند الاضطرار من غير بينة ولا برهان وقوله واما في العمل
بالاركان فلا يحتاج الى البيان انتهى فيه انه ليس بينا بنفسه ولا مبينا بالحجة
والذي عليه المحققون ان الاعمال تزيد وتنقص ولكن الايمان لا زيادة فيه
ولا نقصان كما قال في شرح العقائد فاما الاعمال اي الطاعات فهي تتزائد
في انفسها والايمان لا يزيد ولا ينقص اه فالحكم بزيادة حقيقة الايمان بناء
على زيادة الاعمال واحالته الى البداهة تحكم جلي وتعسف صحلي وقوله و
مما يشيد ما ذكرنا ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على عهد
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والاية او اكثر زادت المومنين ايمانا
وخشوعا ونهتهم فانتهوا انتهى فيه ان هذا الاثر ليس مما يؤيد قوله بل هو مما

ایمان ہونا ثابت ہوجاوے نہ معرفت کا تمام ہوا بقدر حاجت پس معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنا مقتضی ہے اس
عدم امتیاز معرفت اور تصدیق کے اور ملانے مذہب اہل سنت و مذہب مرجیہ کے اور جرات کرنیکے اکابر و آئمہ پر
خدا کی پناہ اس سے اور مصنف کا قول (فمن جهة الثمرات والحلاوة) اگر اس قول سے معرفت کے کسی صنف
کا زاید ہونا مراد لیا ہے تو اس سے معرفت کا زیادہ ہونا لازم نہین آتا ہے اس لئے کہ یہ زیادتی وصف
معرفت کی ہے نہ عین معرفت کی اور اگر اس سے مراد عین معرفت کی زیادتی ہے تو یہ مناقض ہے قول مصنف
(لا اصل التصدیق) کے اور قول مصنف کا (واما فی الاقرار فاذا خیف القتل ان اقر بالایمان
فلم یقر فهو ناقص وان اقر فهو الایمان الزائد الکامل) اس مین یہ کلام ہے کہ یہ مخالف ہی قرآن کے
اور دور ہے صواب سے اس لئے کہ حق تعالے نے مکرہ کے حق مین فرمایا ہے (اور اوسکا دل اطمینان رکھتا ہو ایمان سے)
تو اوس پر کچھ گناہ نہین ہی) پس جبکہ مکرہ کو زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہوئی تو اوسکو ناقص الایمان
کہنا کیونکر صحیح ہوگا اس لئے کہ وہ اس حالت مین اقرار کا مکلف ہی نہین اور نیز قول حق تعالے کا وقلبہ
مطمئن بالایمان بصراحت بیان کرتا ہی کہ ایمان کا محل قلب ہی پس اقرار کو جزو ایمان کہنا اور اضطرار کے
وقت نقصان ایمان کا حکم کرنا بلا دلیل و بغیر برہان ہے اور مصنف کا قول (واما فی العمل
بالارکان فلا یحتاج الی البیان انتهی) اس مین یہ کلام ہے کہ یہ کلام نہ تو بنفسہ ظاہر ہے اور نہ
دلیل سے بیان کیا گیا ہے اور جس امر پر اہل تحقیق متفق ہین یہ ہے کہ اعمال مین کمی و بیشی ہوتی
ہے و لیکن ایمان مین نہ کمی ہے نہ بیشی ہے جیسا کہ شرح عقاید مین لکھا ہے (اور لیکن اعمال
یعنے طاعات پس وہ بنفسہا زائد ہوتے ہین اور ایمان کم و بیش نہین ہوتا ہے آہ پس زیادت
اعمال کی بنا پر زیادت حقیقت ایمان کا حکم کرنا اور اوسکو ہدایت پر حوالہ کرنا تحکم جلی اور ہٹ دھرمی
روشن ہی اور قول مصنف کا (ومما یشید ما ذکرنا عن المولی المرتضی قال کانت السورة
اذا انزلت علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم والآیة او اکثر زادت المومنین
ایمانا وخشوعا ونهتهم فانتهوا انتهی) اس قول مین یہ کلام ہی کہ یہ اثر مصنف کے قول کا مؤید نہین ہے

يرد عليه لان قوله رضى الله عنه ايمانا وخشوعا بعطف الخشوع على الايمان عطف تفسير وقوله فتهم فانتهوا انما يدل على زيادة الايمان بوصفه واثره وهو الخشوع والانتهاء عن المعاصى ولا يدل على زيادة نفس الايمان بزيادة جزء فيه وقوله وكذا الحديث الالهى المسلسل بالائمة العشرة الكمل فى فضل الايمان انما هو ناظر ظاهر فى عدم دخول العمل فى اصل الايمان وسيرد عليه انشاء الله تعالى اقول فى جوابه بتوفيق الله وعونه ان هذا الكلام لا يخلو عن الاسقام اما اولا فلان قوله وكذا الحديث المسلسل الخ معطوف على قوله ومما يشيد ما ذكرنا ولا مناسبة بينهما لان حديث على رضى الله عنه انما اتى به للاستدلال على جزئية العمل للايمان والحديث الالهى يدل على خلافه ولا بد للمعطوف والمعطوف عليه من المناسبة بينهما فعلم ان العطف بالواو ههنا غير صحيح واما ثانيا فلان قوله المسلسل بالائمة العشرة الكمل ممنوع بعدم الاتصال بين الامام على الرضى وابنه محمد التقى كما مر فى المقدمة واما ثالثا فلان هذا القول يناقض دعوته السابق عليه لانه ادعى فيما مضى ان العمل من الايمان وصرح فى هذا القول بانه ليس منه وان تشبث بكون العمل داخلا فى الكامل وغيره داخل فى الناقص فهو مخالف لما عليه الجمهور اهل السنة ومناقض للمذهب المنصور من ان الايمان مما لا زيادة فيه ولا نقصان كما مر فى هذا القول منقولا عن شرح العقائد واما رابعا فلان هذا الحديث الالهى والحديث الذى اورده فى صدر البحث ولقبه بالجوهرتين تناقضان لكون العمل الاول دالا على خروج العمل من الايمان والثانى دالا على دخوله فيه فهما اما مقبولان عند المصنف واما مردودان واما احدهما مقبول والاخر مردود فعلى الاول يلزم اجتماع النقيضين وعلى الثانى والثالث كان على المصنف

بلکہ اوس کو رد کرتا ہے اس لئے کہ فرمانا علی کا ایمانا وخشوعا عطف خشوع کیساتھ ایمان پر عطف تفسیر ہوگا اور قول انکا (تھم فانتھوا) ایمان کی زیادت پر دلالت کرتا ہے بلحاظ اوس کے وصف و اثر کے اور وہ خشوع اور معاصی سے باز رہنا ہے اور نفس ایمان کی زیادت پر باعتبار زیادت کسی جز کے دلالت نہین کرتا ہے اور مصنف کا قول (وکذا الحدیث الالٰہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فصل الایمان انما ھو ناظر ظاھر فی عدم دخول العمل فی اصل الایمان وسیروی انشاء اللہ تعالے انتہی) ہین اوس کے جواب مین خدا کی توفیق و مدد سے کہنا ہون کہ یہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے پہلا سقم یہ ہی کہ مصنف کا قول وکذا الحدیث المسلسل آہ معطوف ہے اوسکے قول وما یشید ماذکرنا پر اور ان دونون قول مین کوئی مناسبت نہین ہے اس لئے کہ حدیث علی کو مصنف اس غرض سے لایا ہے کہ عمل کو ایمان کا جزو ہونا ثابت کرے اور حدیث آلہی اسکے خلاف پر دال ہے اور معطوف و معطوف علیہ مین مناسبت کا ہونا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ اس مقام مین عطف بالواو غیر صحیح ہے دوسرا سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول (المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل) غیر مسلم ہے بسبب عدم اتصال کے امام علی رضا اور اون کے فرزند محمد تقی مین جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا تیسرا سقم یہ ہے کہ یہ قول مناقض ہے مصنف کے دعوے مذکور کے اسلئے کہ سابق مین مصنف دعوی کر چکا ہے کہ عمل ایمان کا جزو ہے اور اس قول مین تصریح کی ہے کہ عمل جز ایمان نہین ہے اور اگر دستاویز بنائے اس امر کو کہ عمل ایمان کامل کا جزو ہے اور ناقص کا جز نہین ہے تو یہہ مخالف ہی قول جمہور و مذہب منصور کے اور وہ یہ ہے کہ نفس ایمان مین زیادت و نقصان نہین ہے جیسا کہ ہم اسی قول کے رد مین شرح عقائد کی عبارت نقل کر چکے ہین چوتھا سقم یہ ہے کہ یہ حدیث آلہی اور وہ حدیث کہ جسکو آغاز بحث مین مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکا نام مجود رکھا ہے یہ دونون حدیثین متناقض ہین کیونکہ پہلی حدیث عمل کے ایمان سے خارج ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث جز ہونے پر پس یہ دونون یا بقول ہین مصنف کے نزدیک یا مردود ہین یا الکمقبول ہی اور دوسری مردود شق اول پر اجتماع نقیض لازم آتا ہے اور شق ثانی اور شق ثالث پر یہ اعتراض ہے کہ مصنف کو لازم تھا کہ

ان لا يذكر المردود عنده في هذا الكتاب والله الهادي الى الحق وعليه الصدق
والصواب **قال في فصل الايمان الاكمل** قال الله المتعال بعد قوله
أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وعن قبيصة بن جابر الاسدي قال قام رجل الى علي فقال يا امير المومنين
ما الايمان قال الايمان على اربع دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل
فالصبر على اربع شعب على الشوق والشفقة والزهادة والرقب فمن اشتاق الى الجنة
سلا عن الشهوات ومن اشفق على النار رجع عن المحرمات ومن ابصر
بالدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع الى الخيرات واليقين على
اربع شعب على تبصرة الفطنة وتأول الحكمة وموعظة العبرة وسنة الاولين
فمن تبصر في الفطنة تاول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة
فكانما كان في الاولين والعدل على اربع شعب على غامض الفهم وزهرة العلم
وشريعة الحكم وروضة الحلم فمن فهم فسر جميع العلم ومن علم عرف شرايع الحلم
ومن حكم ورد روضة الحلم ومن حلم لم يفرط امره وعاش في الناس وهو
في راحة والجهاد على اربع شعب امر بمعروف ونهي عن المنكر والصدق في المواطن
وشنان الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن ومن نهى عن المنكر ارغم انف
المنافق ومن صدق في المواطن قضى ما عليه ومن شنأ الفسقين وغضب لله
غضب الله له فقام السائل عند هذا فاقبل راس على اخرجه ابن ابي الدنيا في
الامر بالمعروف ونهي عن المنكر ولالكائي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق
ورواه البيهقي مختصرا عن العلاء بن عبد الرحمن الى اخر الجملة الاولى وعن
خلاس بن عمرو قال كنا جلوسا عند علي بن ابيطالب اذ اتاه رجل من خزاعة

مردود کو اس کتاب مین ذکر نہ کرتا اور خدا ہی حق کے طرف ہادی ہے اور صدق و صواب کا
الہام کرتا ہے (کہا مصنف نے) فضیلت ایمان اکمل کی فرمایا حق تعالےٰ نے اپنے قول اُولٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا کے بعد اونہین کے واسطے درجات ہین اونکے پروردگار کے یہان اور مغفرت
ہے اور روزی عزت کی اور قبیصہ بن جابر اسدی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرد کھڑا ہوا علیؑ کے
سامنے پھر کہا کہ اے امیر المومنین ایمان کیا شے ہے کہا ایمان کی بنا چار ستونون پر ہے صبر و یقین
و جہاد و عدل پھر صبر کی بنا چار پر ہے شوق و شفقت و زہادت و ترقب پس جو مشتاق ہوا جنت کا
جدا ہو گیا خواہشات سے اور خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جس نے دیکھا دنیا
کو سست ہوا مصیبتون مین اور جس نے انتظار کیا موت کا سبقت کی نیکون کے طرف اور
یقین کی بنا چار شعبون پر ہے تبصر فطنت و تاول حکمت و موعظت و عبرت و سنت اولین
پر پس جسنے بینائی حاصل کی طلباعی مین متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہو حکمت مین اوس نے پہچان
لیا عبرت کو اور جس نے پہچان لیا عبرت کو پس گویا داخل ہو گیا پہلون مین اور عدل چار شعبو پر ہے
ہے غائص فہم و زہرت علم و شریعت حکم و روضۂ حلم پس جو سمجھدار ہوا بیان کیا اوس نے تمام علم کو
اور جو عالم ہوا پہچان گیا حکم کی راہون کو اور جو حاکم ہوا داخل ہوا حلم کے باغ مین اور جو حلیم ہوا نہ
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگون مین راحت سے اور جہاد چار شعبو پر ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر
و صدق فی المواطن و شنان فاسقین پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا پشت مومن کو اور جس نے منع کیا بدی سے
خاک مین ملدیا منافق کی ناک کو اور جو صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے اپنے حق کو اور جو ناخوش ہوا بدکارو سے
اور غصہ ناک ہوا خدا کیواسطے غصہ کیا خدا نے اوسکیوجہ سے پھر سائل کھڑا ہو گیا اس کلام کیوقت اور علیؑ کے سر کو بوسہ
دیا روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین اور لالکائی نے سنت مین اور ابن عساکر نے
تاریخ دمشق مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اختصار کے ساتھ علاء بن عبد الرحمٰن سے پہلے جملہ کے آخر تک
اور خلاس بن عمرو سے مروی ہے کہا ہم بیٹھے تھے علی بن ابیطالب کے پاس کہ خزاعہ کے قبیلہ کا ایک مرد آیا

فقال يا امير المومنين هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يبعث
الاسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول بني الاسلام على
اربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل وللصبر اربع شعب الشوق والشفقة
والزهادة والترقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشفق من النار رجع
عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع في الخيرات
ولليقين اربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة واتباع السنة فمن
ابصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة اتبع السنة
فمن اتبع السنة فكانما كان في الاولين وللجهاد اربع شعب الامر بالمعروف والنهي عن
المنكر والصدق في المواطن وشنان الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن و
من نهى عن المنكر ارغم انف المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه واحرز
دينه ومن شنأ الفاسقين فقد غضب لله ومن غضب لله يغضب الله له وللعدل
اربع شعب غوص الفهم وزهرة العلم وشرايع الحكم وروضة الحلم فمن غاص الفهم
فسر جمل العلم ومن رعى زهرة العلم عرف شرائع الحكم ومن عرف شرائع الحكم ورد
روضة الحلم ومن ورد روضة الحلم لم يفرط في امره وعاش في الناس وهو في
راحة اخرجه ابو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاس بن عمرو مرفوعا ورواه
الحارث عن علي مرفوعا مختصرا ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه
العلاء بن عبد الرحمن عن علي من قوله انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان المصنف عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان الاكمل واستدل عليه بالآية
أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وبالاثرين الذين رواى احدهما برواية قبيصة بن جابر الاسدي عن علي رضي الله عنه

پس کہا اوس نے اے امیر المومنین کیا آپ نے سُنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ اسلام کی
بنا چار رکنون پر ہے صبر و یقین و جہاد و عدل پر اور صبر کے چار شعبے ہین شوق و شفقت و زہادت و ترقب
پس مشتاق ہوا جنت کا جدا ہوا خواہشون سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جو
بے رغبت ہوا دنیا مین سست ہوا مصائب مین اور جو منتظر ہوا موت کا سبقت کی اوس نے نیکونکی
طرف اور یقین چار شعبو پر ہے دیکھنا طبیعت کی تیزی کو اور رجوع ہونا حکمت کی طرف اور
پہچاننا عبرت کو اور پیروی سنت کی پس جس نے دیکھا تیزی طبع کو متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہوا
حکمت مین پہچان گیا عبرت کو اور جو پہچان گیا عبرت کو پیرو ہوا سنت کا اور جو پیرو ہوا سنت کا
پس گویا داخل ہوا پہلون مین اور جہاد کے چار شعبے ہین حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے اور
صادق ہونا مواقع مین اور ناخوشی بدون سے پس جسنے حکم کیا نیکی کا قوی کیا مومن کی پشت کو اور جس نے
منع کیا بدی سے خاک مین ملایا منافقون کی ناک کو اور صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے جو حق کہ
اوسپر تھا اور محفوظ کر لیا اپنے دین کو اور جو ناخوش ہوا بدون سے پس غضبناک ہوا خدا کیواسطے اور جو غضبناک ہوا
خدا کیواسطے غضبناک ہوگا خدا اوسکے واسطے اور عدل کے چار شعبے ہین ڈوبنا فہم مین اور تازگی علم کی
اور راہین حکم اور باغ حلم کا پس جس نے غوطہ مارا فہم مین کہولدیا علم کی باتون کو اور جس نے پہچانی کی
تازگی علم کی پہچانا حکم کی راہون کو اور جس نے پہچانا حکم کی راہونکو داخل ہوا حلم کی باغین اور جو داخل ہوا حلم کی باغین نہ
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگونمین آرام سے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین اور کہا کہ ایسا ہی
روایت کیا اسکو خلاس بن عمرو نے رفع کیساتھ اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؑ سے رفع و اختصار کیساتھ
اور روایت کیا اسکو قبیصہ بن جابر نے علیؑ سے اوسکے کلام سے اور روایت کیا اسکو علاء عبد الرحمن نے علی سے اوسکے
قول سے انتہی مین کہتا ہون حقتعالے کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہے فضیلت ایمان اکمل کے بیان مین اور اوسپر
دلیل لایا آیہ کریمہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ سے اور دو حدیثون سے کہ اون مین سے ایک کو روایت کیا علیؑ سے بروایت قبیصہ بن جابر اسدی

وثانيهما عنه برواية خلاس بن عمرو وكلاهما متحد ان معنى ومختلفان لفظا لكن
الاول اثر علي في جواب من سأله عن الايمان والثاني حديث رسول صلى الله عليه
وعلى آله وسلم في جواب من سأله صلعم عن الاسلام وهذه الادلة الثلاثة غير
مطابقة لدعوته اما الاول فلانه وارد في فضل من اتصفوا بالاعمال التي مر
ذكرها قبل هذه الاية فالفضيلة المذكورة في هذه الاية راجعة الى تلك الاعمال
لا الى نفس الايمان ولا الى اكمله واما الثاني فلانه ليس بوارد في فضل الايمان الذي
هو صفة للايمان ومترتب عليه بل هو انما ورد في بيان مباديه التي هي الصبر
واليقين والجهاد والعدل كما يظهر من قوله رضي الله عنه الايمان على اربع
دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل وفي بيان شعب هذه الاربعة كما
يفهم مما بعده ولا بحث فيه عن فضل الايمان ولا عن درجاته واما الثالث فلانه
انما ورد في بيان مباديء الاسلام وشعبه لما كان الاسلام متفرعا على الايمان
لان الايمان جزئه فمبادي الايمان يكون من مباديء الاسلام ايضا لا محالة
ولا ذكر فيه ايضا لفضيلة الايمان فعلم من هذا البيان ان المصنف لا فقه له
بالمعاني ولا دراية له بمدارك المثاني والمباني ومن كان كذا لا يصلح للتجديد
للدين وان ادعى انه من المجددين ولله المنة وهو ولي العصمة والعجب منه
انه يدعي نصرة اهل السنة ومحبة اهل بيت النبوة ويخالفهم في المذهب والطريقة
لانه يأتي في بيان مام عليه بالمجاهيل والمناكير ويترك ما هو ما ثور عنهم بالتواتر
المعنوي والطرق الصحيحة واجماع الامة كحديث سوال جبرئيل عن الايمان
والاسلام والاحسان اخرجه الشيخان عن ابي هريرة واحمد عن ابن عباس
وهو من اهل البيت عند اهل السنة ومسلم عن عمر وابي ذر والبخاري

اور دوسری کو حضرت علیؑ سے بروایت خلاس بن عمرو اور دونون معنی مین یکسان ہین اور لفظون مین مختلف ہین لیکن پہلی حدیث علیؑ کا اثر ہے جواب مین اوس شخص کے کہ جس نے آپ سے ایمان کا سوال کیا تھا اور دوسری رسول خدا صلعم کی حدیث ہی اوس شخص کے جواب مین کہ جس نے سوال کیا بنی صعصعہ سے اسلام کا اور یہ تینون دلیلین مصنف کے دعوی سے مطابق نہین ہین پہلی دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے فضیلت مین ایسے اشخاص کے کہ جو موصوف ہین اون اعمال سے کہ جو مذکور ہو چکے ہین قبل اوس آیت کے پس جو فضیلت اس آیت مین مذکور ہے وہ راجع ہی اون اعمال کیطرف نہ نفس ایمان کی طرف اور نہ ایمان بکل کیطرف اور دوسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ ایمان کی فضیلت مین کہ ایمان کی صفت ہی وارد نہین ہی اور نہ اوسپر مترتب ہے بلکہ وہ وارد ہے فضیلت ایمان کی مبادی کے بیان مین کہ وہ صبر و یقین و جہاد و عدل ہین جیسا کہ ظاہر ہے حضرت علیؑ کے اس قول سے (الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والجہاد والعدل) اور نیز وارد ہے ان چارون مبادی کے شعبونکے بیان مین جیسا کہ قول مذکور کے مابعد سے سمجھا جاتا ہے اور ایمان کی فضیلت اور اوس کے درجات سے اس حدیث مین بحث نہین اور تیسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے اسلام کے مبادی اور اون کے شعبون کے بیان مین اور چونکہ اسلام متفرع ہی ایمان پر اسلئے کہ ایمان جزو اسلام ہے پس ایمان کی مبادی بھی لامحالہ اسلام کے مبادی مین داخل ہونگے اور اس حدیث مین بھی فضیلت ایمان کا ذکر نہین ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف کو نہ معانی کی سمجھ ہے اور نہ مدارک آیات و الفاظ کا ادراک ہی اور ایسا شخص تجدید دین کا اہل نہین ہوتا ہے اگرچہ اپنے مجدد ہونیکا مدعی ہو اور خدا کا احسان ہی اور وہی ہمارا نگہبان ہے اور تعجب تو مصنف سے یہ ہی کہ وہ مدعی ہی اہل سنت کی نصرت اور اہل بیت نبوت کی محبت کا اور اوسی خلاف کرتا ہی مذہب اور طریقہ مین اس لئے کہ اونکی مسلک کو ثابت کرتا ہے مجہول و منکر حدیثون سے اور ترک کرتا ہی اون احادیث کو جو اون سے منقول ہین بتواتر معنون و طرق صحیحہ و اجماع امت مرحومہ جیسا کہ وہ حدیث کہ جسمین جبرئیلؑ کا پوچھنا ایمان و اسلام و احسان کو مذکور ہی کہ جس کو روایت کیا شیخین نے ابی ہریرہؓ سے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عباس اہل سنت کے نزدیک اہل بیت مین داخل ہین اور مسلم نے عمرؓ ابوذرؓ سے اور بخاری نے

في خلق افعال العباد عن انس وابو عوانة عن جرير البجلي وكحديث اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا اخرجه البخاري عن ابن عمرو والحاكم عن ابي هريرة وعائشة رضي الله عنهما من كبار اهل البيت وابن ابي شيبة من مرسل الحسن وهو من كبار التابعين ومن جلة الاولياء والطبراني عن عبير بن قتادة وابي سعيد الخدري وابو يعلى عن انس والبزار عن جابر وعن ابن عمر وكحديث الحياء من الايمان اخرجه الشيخان عن ابي هريرة وابن عمر والترمذي والحاكم عن ابي امامة وابي بكرة وابو يعلى عن عبد الله بن سلام والطبراني عن ابن عباس وهو من كبار اهل البيت وابن مسعود وعمران بن حصين وابي موسى وقرة بن اياس كذا في الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة للسيوطي رحمه الله تعالى وكحديث ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا اخرجه مسلم عن العباس عم النبي صلعم وهو من جلة اهل البيت كذا في المشكوة فترك الصفي واخذ الكدر كما صنعه المصنف ليس من امارة المجددين بل هو من عادات المبتدعين الذين يتخذون من المذاهب اردئها ويروون من الاحاديث اوهاها اللهم احفظنا منه وهذه الاحاديث التي ذكرناها والاخرى نحوها التي تركناها خوف الاطناب مع كونها منقولة بالتواتر ومقبولة بالاجماع ودالة على فضل الايمان قد نزلها المصنف عمدا لما في نفسه من سوء الاعتقاد مع جلة اهل السنة ومن دعوى تجديده واحيائه العلوم اهل البيت ومن ضرورة الاحياء عدم الحيوة قبله فلذا اخذ من المذاهب اردءها ومن الاحاديث اوهاها وعدل وحسن بها المجروحين واخذ منهم اقوالهم مع كونهم فيهما من الكذبين وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكذبين وقال صلى الله

خلق افعال عباد میں انسؓ سے اور ابو عوانہ نے بحر یحییٰؒ سے اور جیسے حدیث اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا کہ اسکو بخاری نے ابن عمروؓ سے اور حاکم نے ابو ہریرہ و عائشہؓ سے اور حضرت عائشہؓ کبار اہل بیت سے ہیں اور ابن شیبہ نے مرسل حسن سے اور وہ کبار تابعین و اجلہ اولیا سے ہیں اور طبرانی نے عمیر ابن قتادہ اور ابو سعید خدری سے اور ابو یعلی نے انسؓ سے اور بزار نے جابر سے اور ابن عمر سے اور جیسے (الحیاء من الایمان) روایت کیا اسکو شیخین نے ابو ھریرہ و ابن عمر سے اور ترمذی و حاکم نے ابو امامہ و ابو بکرہ سے اور ابو یعلی نے عبد اللہ بن سلام سے اور طبرانی نے ابن عباس سے اور وہ کبار اہل بیت سے ہیں اور ابن مسعود و عمران بن حصین و ابو موسیٰ و قرۃ بن ایاس سے جیسا کہ امام سیوطیؒ کی ازہار متناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں مذکور ہے اور جیسے حدیث ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا روایت کیا مسلم نے حضرت عباس عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اجلہ اہل بیت سے ہیں جیسا کہ مشکوۃ میں مذکور ہے پس صاف کو چھوڑنا اور ناصاف کو لینا جیسا کہ مصنف نے کیا ہے مجددون کی علامت نہیں بلکہ وہ اہل بدعت کی عادات میں داخل ہے کہ جو بدتر مذاہب کو اختیار کرتے ہیں اور ضعیف تر حدیثوں کو روایت کرتے ہیں اے خدا تو ہم کو اس فعل سے بچا اور یہ حدیثیں کہ جنکو ہم نے ذکر کیا اور ان کے مثل وہ حدیثیں کہ جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا باکہ بتواتر منقول ہیں اور بالاجماع مقبول ہیں اور فضیلت ایمان پر دال ہیں ان کو مصنف نے عمداً چھوڑ دیا محض اسوجہ سے کہ اس کو اکابر اہل سنت سے سوء اعتقاد ہے اور مجرد ہونے علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا دعوی ہے اور زندہ کرنے کی ضرورت جبھی ہوتی ہے کہ جب اس سے پہلے زندگی موجود نہ ہو پس اسیوجہ سے نواصب رذیلہ و احادیث واہیہ کو لیکر اونکی روایت مجروحین کی تعدیل و تحسین شروع کردی اور اون سے اون کے اقوال کو نقل کر دیا باکہ وہ اون اقوال میں جھوٹے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے طرف سے حدیث کو روایت کیا اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے پس وہ بھی ایک دو جھوٹوں میں سے ہے اور فرمایا نبی صلعم نے

علیہ وسلم من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما من حدیث علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ وغیرہ من سبعین صحابۃ بالنقل المتواتر کما ھو مبسوط فی الازھار المتناثرۃ للسیوطی فحاول الاحیاء لما اماتہ اللہ وقصد التجدید لما احقہ اللہ واذھقہ ولذا قال فی اٰخر ھذا الفصل ورواہ الحارث عن علی مرفوعا انتھی وھکذا روی عن الحارث حدیث علی رضی اللہ عنہ فی کتاب ازالۃ الخفاء عن صلوٰۃ الخفاء حیث قال فی صفحہ (۱۶) واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحٰق السبیعی الحارث ولما کان ھذا الحارث مطعونا بالغلو فی التشیع والکذب فی الروایۃ علی علی المرتضٰی عند الثقات من المحدثین کما قال ابن حبان کان الحارث غالیا فی التشیع واھیا فی الحدیث وعن سفیان انہ قال کنا نعرف فضل حدیث عاصم علی حدیث الحارث وقال الشعبی فان الحارث کذاب اسمع مرۃ الھمدانی من الحارث امرا فانکرہ فقال لا اقعد حتی اخرج الیک فدخل مرۃ فاشتمل علی سیفہ فاحس الحارث بالشر فذھب انتھی وفی میزان الاعتدال الحارث بن عبد اللہ الھمدانی الاعور من کبار التابعین علی ضعف فیہ ویکنی ابا زھیر روی عن علی وابن مسعود قال شعبۃ لم یسمع ابن اسحاق منہ الا اربعۃ احادیث وعن شعبی قال ما کذب علی احد من الامۃ ما کذب علی علی رضی اللہ عنہ وقال ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی باطل الا ما روی اصحاب ابن مسعود انتھی حاول المصنف تزکیۃ الحارث وقال فی الھندیۃ بلسان تلمیذہ (حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہے مگر ان کی نسبت شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعف تھی تو حارث ثقہ ہو گئے کیونکہ اذا زالت الشرط زالت المشروط انتھی بعد ما نقلنا جروح الثقات علی الحارث

کہ جسنے دانستہ مجھپر جھوٹ بولا تو چاہیئے کہ اپنا ٹہکانا آگ مین کرلے اسکو روایت کیا شیخین وغیرہما نے علیؑ اور دوسرے ستر صحابہ کی روایت سے نقل متواتر کے ساتھہ جیسا کہ سیوطی کی ازہار متناثرہ مین مبسوط ہے پس مصنف نے اوسکو زندہ کرنا چاہا کہ جسکو خدا نے مردہ کردیا اور اوسکے نیا بنانے کا قصد کیا کہ جسکو اللہ نے مٹا دیا اور معدوم کردیا اور اسیوجہ سے اس فصل کے آخر مین کہا اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؑ سے مرفوعاً اور اسیطرح بروایت حارث علیؑ کی حدیث کو ازالۃ الخفا عن صلوۃ الخفا مین نقل کیا ہے چنانچہ اوسکے صفحہ (۱۶) مین لکھا) واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحٰق السبیعی عن الحارث اور جبکہ یہ حارث ثقات محدثین کے نزدیک مطعون تہا بسبب غالی شیعہ ہونے اور علیؑ مرتضٰی کی روایت مین جہوٹا ہونے کے جیسا کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ حارث غالی شیعہ تھا اور حدیث کی روایت مین واہی تھا اور سفیان ثوری سے منقول ہے کہا انہون نے حارث کی حدیث سے عاصم کی حدیث کو بہتر جانتے تھے اور شعبی نے کہا ہے کہ حارث کذاب تھا مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بیہودہ بات سنی اور اوس سے ناخوش ہوکر کہا تو بیٹہا رہ یہانتک کہ مین آؤن پس مرہ نے گھر مین جاکر تلوار لی جبکہ حارث سمجہہ گیا تو وہان سے چلدیا انتہی اور میزان الاعتدال مین ہے کہ حارث بن عبداللہ ہمدانی اعور بڑے تابعین کے طبقے مین سے ہے اوس مین ضعف تہا ابو زہیر اوسکی کنیت ہے اور علیؑ وابن مسعود سے روایت کرتا ہے شعبہ نے کہا ہے کہ ابن اسحاق نے اوس سے کل چار حدیثین سنی ہین اور شعبی کا قول ہے کہ اس امت مین کسی پر اس قدر جہوٹ نہین کہا گیا ہے جتنا علیؑ پر کہا گیا ہے اور ایوب کا قول ہے کہ امام ابن سیرین کی رائے تھی کہ جو احادیث حضرت علیؑ سے روایت کی جاتی ہین عموماً بے اصل ہین مگر جنکی روایت ابن مسعود کے صحابہ نے کی ہے لہذا مصنف نے حارث کی صفائی ثابت کرنیکا قصد کیا اور اپنی شاگرد کی زبان سے اردو مین کہا کہ حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہے مگر اونکی شیعیت کا الزام کسی کتاب سے اور کسی عقیدہ سے ثابت نہین پس جبکہ شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعیف تھی تو حارث ثقہ ہوگئے کیونکہ اذا زالت الشرط زالت المشروط انتہی اور جبکہ ہم نے ثقات کی جروح جو حارث پر ہوئی ہین نقل کردی

کالامام ابن سیرین والشعبی وسفیان وابن حبان وشعبة وغیرهم لایخفی علی الماهرین
ضعف ماتکلم به وسخافة ماتفوه به المصنف فی هذا القول فی مقابلة هؤلاء الجهابذة
لانه جعل جهله باحوال الحارث دلیلاً علی برائته من الشیعیة والکذب وجعل عدمه
علمه علماً باحواله فتوجه علیه ماقاله مولٰنا انوار الله سلمه تعالٰی وابقاه فی
رسالة الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع بالهندیة (محدثین جو قواعد جرح و
تعدیل کے مقرر کیے ہین مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسیوجہ سے اہل بدعت سے روایت لینے مین اختلاف
الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدماء محدثین نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قاعدے ٹھہرائے اور بحسب
وجدان اپنے جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقداعلیہ کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور
اپنے وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ
محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب الراوی مین امام سیوطیؒ نے
قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے یعنے جو لوگ کہتے ہین کہ اگر معدلین اگر زیادہ ہون اور جارحین
کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اسلئے کہ جو علت جارحین نے قایم کی ہے معدلین نے اوس کے
قایم ہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی باطل ہے انتہی اس سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ قدمائے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین سے کسی نے تعدیل کی
تو یہ تعدیل تقلیداً ہوگی نہ تحقیقاً اس لئے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو بھی یہ شہادت نفی کی ہوگی
جو باطل ہے خصوصاً مقابلہ مین شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی ما تشبث به فی
تزکیة الحارث من قوله اذا فات الشرط فات المشروط لاینبغی ان یلتفت الیه لان
فوت الشرط فی الحادث لیس بثابت بالبرهان ولا بالوجدان بل نقیضه وهو وجود الشرط مصرح
ومبین بتصریح الثقات وبیانهم الحری بالقبول والاذعان وللّٰه المنة والاحسان
وعلیه الاعتماد والتکلان

جیسے امام ابن سیرین و شعبی و سفیان ثوری و ابن حبان و شعبہ وغیرہ تو اب ماہرین پر مخفی نہین کہ مصنف کا
یہ قول مخفی نہین رہا کہ مصنف کا یہ قول بمقابلہ اون اکابر کے نہایت ضعیف و سخیف ہے اسوجہ سے کہ مصنف
اپنی لاعلمی کو حارث کے احوال سے اوسکی صفائی پر کذب و تلبیس سے دلیل بنایا ہے اور اپنے عدم علم کو
اوس کے احوال کا علم قرار دیا ہے پس صادق آگیا مصنف پر جو کچھ مولانا انوار اللہ سلمہ اللہ تعالی وابقاہ
نے اپنے رسالہ الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع مین اردو زبان مین لکھا ہے محدثین نے جو
قواعد جرح و تعدیل کے مقرر کئے ہین مدارا اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسی وجہ سے اہل بدعت سے
روایت لینے مین اختلاف ہے الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدمائے محدثین نے اپنے اجتہاد کے
موافق قاعدے ٹھیرائے اور بحسب وجدان اپنی جرح و تعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ
کی تقلید کر کے ہر ایک پر حکم لگائے اور اپنی وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد
رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مقید ہوتی ہین چنانچہ تدریب
الراوی مین امام سیوطی نے قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے یعنے جو لوگ کہتے ہین کہ معدلین اگر زیادہ
زیادہ ہون اور جارحین کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اس لئے کہ جو علت جارحین نے قایم
کی ہے معدلین نے اوس کے نہ ہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی
باطل ہے انتہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قدمائے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین
سے کسی نے تعدیل کی تو یہ تعدیل تقلیدًا ہوگی نہ تحقیقًا اس لئے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو یہی شہادت
نفی کی ہوگی جو باطل ہے خصوصًا مقابلہ مین شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی پس یہ جو مصنف نے
حارث کی تزکیہ کے باب مین اپنے قول اذا فات الشرط فات المشروط کو دستاویز بنایا ہے قابل التفات
نہین ہے اس لئے کہ شرط کا فوت ہونا حارث کے باب مین نہ برہان سے ثابت ہے نہ وجدان سے بلکہ
اوس کا نقیض کہ وجود شرط مصرح و مبین ہے ثقات کی تصریح و بیان سے کہ جو قابل قبول و اذعان ہے اور
خدا کا شکر و احسان ہے اور اوسی پر اعتماد و التکلان ہے

قال فضل الايمان المجمل بالاجمل

قال الله المتعال في سورة الحديد (والذين آمنوا بالله ورسله أولئك هم الصديقون) وقال في سورة التوبة (وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ومساكن طيبة في جنات عدن ورضوان من الله ذلك هو الفوز العظيم) وقال في سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما) قال الحافظ البلاذري حدثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة قال ثنى علي بن محمد النقي قال ثنى ابي محمد بن علي قال ثنى ابي علي بن موسى الرضى قال ثنى ابي موسى بن جعفر الكاظم قال ثنى ابي جعفر بن محمد بن الصادق قال ثنى ابي محمد بن علي الباقر قال ثنى ابي علي بن الحسين زين العابدين قال ثنى ابي الحسين بن علي سيد الشهداء وثنى ابي علي بن ابي طالب سيد الاولياء قال ثنى محمد بن عبد الله سيد الانبياء صلى الله عليه واله وسلم قال ثنى سيد الملئكة قال قال الله سيد السادات اني انا الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي ورواه من جهة البلاذري الحافظ العلامه مسند نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد محمش الزيادي فالحافظ ابو صالح احمد بن عبد الملك النيسابوري المؤذن ثم المحدث ابو طاهر عبد السلام بن ابي الربيع الخشف ثم المحدث سعيد الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجزري في اسنى المطالب وغلط في سند الائمة بعض من دون الحافظ ابي صالح ممن ليس من اهل المعرفة والمسطر هو المحرر قال ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق من المسلسلات السعيدية والعهدة فيه على البلاذري (قلت) هو احد الرواة

(کہا مصنف نے) فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید مین (اور جو لوگ کہ خدا اور اوس کے رسولون پر ایمان لائے وہی راستباز ہین) اور فرمایا سورہ توبہ مین (وعدہ فرمایا خدا نے مومنین و مومنات سے جنتون کا کہ جن کے اندر نہرین جاری ہین ہمیشہ رہینگے اون مین اور عمدہ مکانات ہین ہمیشہ رہنے کے باغون مین اور خدا کی بہت بڑی خوشنودی اونسے یہ ہے بڑی کامیابی) اور فرمایا سورہ فتح مین (تاکہ داخل کرے مومنین و مومنات کو ایسے باغون مین کہ اون کے اندر نہرین جاری رہینگی ہمیشہ رہین گے اونمین اور میٹ دی اون سے اون کی برائیون کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے) کہا حافظ بلاذری نے کہ بیان کیا ہمسے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر سید محبوب کے باپ نے کہ اپنے زمانہ کے امام تھے مکہ مین کہا بیان کیا ہمسے علی بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہا بیان کیا مجھ سے باپ علی بن موسی الرضا نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ حسین بن علی سید الشہدا نے کہا بیان کیا میرے باپ علی بن ابی طالب سید الاولیا نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن عبد اللہ سید الانبیا صلعم نے کہا بیان کیا مجھ سے جبرئیل سید الملائکہ نے کہا فرمایا حق تعالیٰ سید السادات نے کہ مین خدا ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جس نے میری وحدانیت کا اقرار کیا میرے قلعہ مین داخل ہوگیا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوگیا میرے عذاب سے محفوظ رہا اور اسکو روایت کیا بلاذری کی جہت سے حافظ علامہ مسند نیساپور ابو طاہر محمد بن احمد محمش زیادی نے بہر ابو صالح احمد بن عبد الملک نیساپوری مؤذن نے بہر محدث ابو طاہر عبد السلام بن ابی الربیع حنفی نے بہر محدث سعید الدین محمد بن مسعود فارسی کازرونی نے بہر حافظ ابن جزری نے اسنی المطالب مین اور امامون کی سند مین غلطی کی ہے بعض ناواقفون نے بجز حافظ ابو صالح کے اور جو لکھا گیا ہی وہی ٹھیک ہے کہا ابن جزری نے اسی طرح واقع ہے یہ حدیث اسی سیاق سے مسلسلات سعیدیہ مین اور زیادہ اوسکا بلاذری پر ہے (مین کہتا ہون) کہ بلاذری نے ایک

اتفقت في عصره بل واحد الحفاظ الاثبات في عصره المسن المحسن قال الحافظ ابو عبد الله
الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر المقام بنيسابور
يكون له في كل اسبوع مجلسان عند شيخي ببلد ابي الحسن اللحمي وابي نصر العبدوي و
كان شيخنا ابو علي الحافظ ومشائخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على
رؤس الملاء من الاسانيد ولم ار هم عيبوه قط في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن
ايوب البجلي وتميم بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد بن شيرويه وطبقتهم بخراسان
والعراق وكتب بمكة عن اصاغر اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى
الرضا وخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني في كتاب
الانساب كان حافظا فهما عارفا بالحديث ثم ذكر سماعه من جماعة من ائمة الصنعة
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات
الحفاظ في ترجمة الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الوعظ ثم ذكر كلام الحاكم
مختصرا فليس المسند ولا المسند مما ينتقد واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء وابن
وابن عساكر وابن النجار عن ابي الصلت ثنا علي بن موسى الرضى ثني ابي موسى بن جعفر
ثني ابي جعفر بن محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن الحسين قال ثني ابي الحسين
بن علي ثني علي بن ابي طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل
عليه السلام قال الله عز وجل انى انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني وانى بعبادتي
فمن جاءني منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصني ومن دخل
في حصني امن من عذابي - قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا
الاسناد من رواية الطاهرين عن ابائهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا
من المحدثين اذا روى بهذا الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق

على لا يخفى ما في هذا وما مضى من الخوارج والنواصب الذين هم اشد الناس تعصبا على اهل البيت عليهم السلام وابغضهم لهم وابعدهم عن الحق وهو ظاهر لكل منصف

ثقہ راویون مین سے ہی اپنے شہر مین بلکہ وہ اپنے زمانہ کے بیدار مغز حفاظ حدیث مین یکتا ہے اور کلان سالار
و نیک فعال ہی کہا حافظ ابو عبداللہ حاکم نے تاریخ نیساپور مین کہ بلاذری اپنے زمانہ کا یکتا تھا حفظ حدیث اور وعظ
گوئی مین اور اکثر نیساپور مین قیام رکھتا تھا ہر ہفتہ مین اوس کیلئے دو مجلسین منعقد ہوتی تھین شہر کے دو وزیر
ابو الحسن لحمی و ابو نصر عبدوی کے یہان اور ہمارا شیخ ابو علی حافظ اور دوسرے ہمارے شیوخ اوس کے وعظ کی
مجلسون مین حاضر ہوتے تھے اور وہ جسقدر سنتین بسر مجمع ذکر کرتا تھا اوس کے سننے سے خوش ہوتے تھے
اور مینے اون شیوخ کو کبھی نہین دیکھا کہ اونہون نے کسی اسناد یا اسم یا حدیث مین اوس پر خشمگین ہوے ہون
محمد بن ایوب بجلی و تمیم بن محمد حافظ و عبداللہ بن محمد بن شیرویہ اور اون کے ہم طبقہ لوگون سے
خراسان و عراق مین سماع حدیث کیا ہی اور امام اہل بیت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی رضا سے
مکہ مین حدیث لکھی ہی اور کتاب مسلم کے وضع پر ایک صحیح تصنیف کی ہی اور حافظ ابو سعد سمعانی نے کتاب
الانساب مین لکھا ہی کہ بلاذری حافظ متبحر اعارف بالحدیث تھا پھر اوسکی سماعت حدیث کو ذکر کیا ائمہ حدیث کی
ایک جماعت سے طوس و نیساپور و رے و بغداد مین اور کلام حاکم کو ذکر کیا اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ
مین بلاذری کے ترجمہ مین لکھا ہی امام حافظ بارع طوسی بلاذری واعظ پھر کلام حاکم کو اختصار کرکے ذکر کیا
پس سند و مسند مقید کے قابل نہین ہین اور روایت کیا ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین پھر سلفی و ابن عساکر و ابن النجار نے
بو اسطہ سی کہ بیان کیا ہمسے علی بن موسی رضا نے کہ بیان کیا مجھہ سے میرے باپ موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھہ سے
میرے باپ جعفر بن محمد نے کہ بیان کیا مجھہ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہ بیان کیا مجھہ سی میرے باپ علی بن حسین نے کہا کہ بیان کیا مجھہ سے
میرے باپ حسین بن علی نے کہ بیان کیا مجھہ سی میرے باپ علی بن ابیطالب نے کہ بیان کیا مجھہ سی رسول خدا صلعم نے جبرئیل کی بیعت کو فرمایا سنا
عزوجل نے دین ہی اسلام ہون میرے سوا کوئی معبود نہین ہی پس میری عبادت کرو اے میرے بندو پس جو کہ لایا میرے پاس تم مین سے
گواہی اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہی اخلاص سی داخل ہوگیا میرے قلعہ مین اور جو داخل ہوگیا میرے قلعہ مین امن سے محفوظ رہا
کہا ابو نعیم نے کہ یہ ایسی حدیث ہی کہ اسی اسناد سی ثابت و مشہور ہی پاکیزہ لوگون کی روایت سے اپنے آباء طیبین علیہم السلام تک
اور ہمارے سلف محدثین مین سے بعض کا قول تھا کہ جبکہ قاسم حدیث کی روایت کرے (کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہوجاوے

وقال ابو علي احمد بن علي الانصاري اي وادية عن ابي الصلت وقال لي احمد بن دشرين
سألت الرضى عن الاخلاص فقال طاعة الله عز وجل اي طوعا ورغبة الى الله لا
خوفا ورهبة من خلق الله وعزى للشيرازي عن علي رفعه قال الله تعالى انى انا
الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي
ولابن النجار عن علي رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامي وانا هو فمن قالها دخل
حصني ومن دخل حصني امن من عذابي وقوله تعالى من اقر لي بالتوحيد اي كما
جاء به امة رسولي ان بلغه خبره انه رسولي وقال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة
في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان
وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا لكان المنافقون
كلهم مؤمنين وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا لانها
لو كانت ايمانا لكان اهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين
والله يشهد ان المنافقين لكاذبون اي في دعواهم الايمان حيث لا تصديق لهم
وقال في حق اهل الكتاب الذين اتيناهم يعرفونه كما يعرفون ابناءهم انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان المجمل
على الاجمل وعقد الفصل الذي بعده لبيان نزعه على عكس ما قبله فانه بين فيه فرض
الايمان الاكمل قبل بيان فضله وهذا من فساد نظم الكتاب وايضا بيان الفضل
قبل الفرض كما فعله في هذا الفصل لا يخلو عن نقل للموضوع لان الفضل صفة والفرض
ركن والركن متقدم طبعا على الصفة فما فعل من تقديم الصفة على الركن مخالف
للتقدم الطبعي وما اخترعه من اقسام الايمان التي هي الاكمل والمجمل والاجمل و
المفضل مع كونها مخالفة لما عليه الجمهور مخالفة للعقل ايضا لان الذي معتبر

اور بیان کیا ابو علی احمد بن انصاری یعنے اس حدیث کو ابو الصلت سے روایت کرنے والے نے کہ کہا مجھسے
احمد بن رزین نے کہ پوچھا مینے علی رضا سے اخلاص کو پس فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بندگی کرنا خوشی و رغبت سے
طرف خدا کے نہ کہ خلق اللہ کے خوف و دہشت سے اور شیرازی کیطرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا
حضرت علیؑ سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے بین ہی اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جسنے میری وحدانیت
کا اقرار کیا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین میرے عذاب سے محفوظ رہا اور
اور ابن بجار کے طرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا حضرت علیؑ سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ لا الہ الا اللہ
میرا کلام ہے اور مین اللہ ہون پس جسنے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوا میرے عذاب سے
محفوظ رہا) اور قول حق تعالے کا (جسنے میرا اقرار کیا وحدانیت کیساتھ) یعنے جس طرح پر کہ میرا رسول اوس کو
لایا ہے اپنی امت مین اگر اوس شخص کو خبر پہونچگئی کہ وہ میرا رسول ہے اور کہا اعظم فقہا اربعہ ابو حنیفہ
نے فقہ اکبر مین (اور ایمان صرف اقرار و تصدیق ہے) اور کہا کتاب وصیت مین کہ ایمان زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور تنہا اقرار ایمان نہین ہے اس لئے کہ اگر ایمان ہوتا تو سب منافق
مومن ہوجاتے اور اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہین ہے اس لئے کہ اگر ایمان ہوتی تو سب
اہل کتاب مومن ہوجاتے فرمایا اللہ تعالے نے منافقون کے حق مین (اور اللہ ہی گواہی دیتا ہے کہ منافق
جھوٹے ہین) یعنے اپنی دعوے ایمان مین اس لئے کہ اون کو تصدیق نہین ہے اور اہل کتاب کے حق مین فرمایا
(جن لوگون کو ہمنے کتاب دی ہی وہ پہچانتے ہین اوسکو جس طرح کہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو انتہی مین کہتا ہون
خدا کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہی فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کی بیان مین اور اسکے بعد کی فصل کو منعقد
کیا ہی اسکی فرض کی بیان مین بر خلاف اسکی ماقبل کی اسلئے کہ اوسمین فرض ایمان اکمل کو اوسکی فصل سے پہلے بیان کیا ہی اور یہ مرتکب کبائر کے فساد سے ہی اور بیان کرنا
فضیلت کو قبل فرض کے جیسا کہ اس فصل مین کیا ہی قلب موضوع سے خالی نہین ہی اسلئے کہ فضیلت صفت ہی اور فرض رکن ہی اور رکن طبیعت مین مقدم ہے
صفت سے پس جو کہ مصنف نے صفت کو مقدم کیا ہی تقدم طبعی کے خلاف ہی اور جو کہ ایمان کی قسمین اکمل و مجمل و اجمل و مفصل مصنف نے ایجاد کی ہین
مذہب جمہور کے مخالف ہونیکے علاوہ عقل کے بھی مخالف ہین کیونکہ جمہور کے نزدیک ایمان کی قسمین فقط مجمل و مفصل معتبر ہین

عند الجمهور هو تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير واعتراع الاكمل والاجمل من
دون ضرورة داعية الى مخالفة الكل من اهل الحق بدعة شنيعة وصنيعة قبيحة
تفضى لصانعها الى الفضيحة واما مخالفة للعقل فلان الاكمل افعل التفضيل ولابد
له من كامل يزيد هو عليه في الكمال وكذا الاجمل لابد له من الجميل وحيث
لم يات بمعلم الاقسام بقى تقسيمه غير حاصر لجملة الاقسام وخاليا عن اسلوب النظام
واما ما استدل به لاثبات مطلبه في هذا الفصل فهو ابعد عن اثباته وتفصيله
انه ذكر في الاستدلال ثلاث ايات وحديثين في هذا الفصل احدهما برواية البلاذري
وثانيهما برواية الهروى ومتنهما واحد وهو الحديث الالهى الذى وعده ذكره
سابقا فالاية الاولى وهى ما نقلها عن سورة الحديد هكذا (والذين امنوا بالله ورسله
اولئك هم الصديقون انتهى غير خالية عن نحو تفصيله لان الايمان بالله ورسله
تفصيل للايمان الشرعى المعتبر في الشرع فالاستدلال بها لاثبات افضل الاجمل من
الايمان غير صحيح والاية الثانيه وهى ما نقلها عن سورة التوبة هكذا (وعد
الله المومنين والمومنت جنت تجرى من تحتها الانهار خلدين فيها الاية انتهى
ناظرة الى فضل المفصل لا المجمل لان اللام الداخلة على المومنين والمومنت للعهد
والمراد من مدخولها الكاملون في صفة الايمان وهم الذين ذكروا قبل هذه
الاية فهذه ايضا ساكتة عن بيان فضل الاجمل والثالثة وهى ما نقلها عن سورة
الفتح هكذا (ليدخل المومنين والمومنت جنات تجرى من تحتها الانهار الاية
حالها كحال الثانية انها ايضا نازلة في فضل الكاملين ولذا ذكر الله تعالى
في اخرها الفوز العظيم الموعود للذين اكملوا الناس في صفة الايمان فعلم ان الاستدلال
لكل واحدة منها على فضل الاجمل على خلاف التفقة واما الحديث الالهى الذى سرد

اور اکمل و اجمل کی ایجاد بلا ضرورت برخلاف کل اہل حق کے بدعت شنیعہ و حرکت قبیحہ ہے
کہ اپنے فاعل کو رسوا کرتی ہے اور عقل کے مخالف اسوجہ سے ہے کہ اکمل افعل التفضیل کا صیغہ
ہے اور اوس کے لئے کامل کا وجود ضروری ہے کہ جس سے وہ زاید ہو کمال مین اور اسی طرح
اجمل کے لئے جمیل کا ہونا ضرور ہے اور جبکہ ان دونون کو اقسام مین ذکر نہین کیا تو مصنف کی
تقسیم جملہ اقسام ایمان کو حاصر نہوئی اور اسلوب نظام سے خالی رہگئی اور جس دلیل سے مصنف
نے اس فصل مین اپنا مطلب ثابت کیا ہے وہ اوس کا مطلب ثابت کرنے سے ابا کرتی ہے بیان
اس کا یہ ہے کہ مصنف نے استدلال مین تین آیتین اور دو حدیثین اس فصل مین ذکر کی ہین ایک بلاذری کی
روایت سے اور دوسری ہروی کی روایت سے اور دونون کا متن ایک ہے اور وہ حدیث الٰہی
ہے کہ جس کا وعدہ سابق مین ذکر کیا تہا پس پہلی آیت کہ جس کو سورہ حدید سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ آنہی ایک طرح کی تفصیل ایمان سے خالی نہین ہے
اس لئے کہ ایمان خدا پر اور اوس کے رسولون پر ایمان شرعی کی کہ جو شرع مین معتبر تفصیل ہے پس اس آیت سے
دلیل لانا ایمان اجمل کی فضیلت پر صحیح نہین ہے اور دوسری آیت کہ جسکو سورۂ توبہ سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا آخر آیت تک ایمان مفصل کی
فضیلت پر دال ہے نہ کی مجمل کی اس لئے کہ جو لام کہ مومنین و مومنات پر داخل ہے عہد کا ہے اور مراد اوسکے
مدخول سے وہ مومن ہین کہ جو صفت ایمان مین کامل ہین اور وہ لوگ ہین کہ جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہو چکا
ہے پس آیت بہی ایمان اجمل کی فضیلت کی بیان سے ساکت ہے اور تیسری آیت بہی کہ جسکو سورۂ فتح سے
اس طرح پر نقل کیا ہے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ تا آخر دوسری
آیت کی طرح کاملین کی فضیلت مین نازل ہوئی ہے اور اسی وجہ سے محققون نے ان دونون آیتون کے آخر
مین فوز عظیم کو ذکر فرمایا ہے کہ جو ایسے لوگون کیواسطے موعود ہے کہ صفت ایمان مین کامل تر ہے پس
معلوم ہوا کہ مصنف کا دلیل لانا ان تینون آیتون مین ایمان اجمل کی فضیلت پر تفقہ کے خلاف ہے اور لیکن حدیث الٰہی کہ جسکے

هٰهنا طرقه وفضيلة سنده ومخرجيه بكمال التطويل والتعديل بما لا مزيد عليه ففيه
نظر من وجوه الاوّل من جهة مخرجيه وهما ابو الصلت الهروى والبلاذرى وقد مرّ
بيانهما فى بحث الحديث النبوى بانهما ليسا من اهل السُّنة بل هما من الشيعة الغالية فروايتهما
غير مقبولة عند اهل السُّنة الثانى من جهة كونه مسلسلا بالائمة العشرة وهذا انما يصح
اذا ثبت رواية محمّد التقى واستماعه الحديث من والده الامام على بن موسى الرضى وكونه
اماما ايضا وهذان الامران غير مسلمين عند الطائفتين كما مرّ فكونه مسلسلا با
لائمة العشرة باطل عند اهل السُّنة والا لما اقتصر المحدثون فى روايته الحديث ولا العارفون
فى شجرات الولاية على الائمة السبعة الاوّل ولما تركوا من تحتهم من الثلاثة الاخيرة
الثالث كونه مسلسلا ايضا غير مسلم لان المسلسل من الحديث ما يتفق روايته
فى الصيغ او الاحوال اما الاتفاق فى الصيغ فكما يقول كل واحد منهم حدثنا او اخبرنا
واما الاتفاق فى الحالات فكما يقال حدثنا فلان الكوفى اخبرنا فلان الكوفى انبانا فلان الكوفى
او يقال حدثنا فلان واخذ لحيته قال اخبرنا فلان واخذ لحيته قال اخبرنا فلان واخذ
لحيته قال السيد السند فى اصول الحديث والمسلسل ما يتابع رجال الاسناد الى
رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم على حال واحد او نقول وهذا الحديث لما لم يثبت اتصاله
من جهة محمّد التقى رضى الله عنه بطل كونه مسلسلا ايضا والحديث الذى يقال
لسنده سلسلة الذهب فى عرف المحدثين هو حديث الامام على بن موسى الرضى عن ابائه
عن النبى صلعم لا ما روى عما تحته كما نقلناه عن فقه اهل البيت فليذكر فيه جعل
حديث الهروى او البلاذرى مسلسلا بالائمة العشرة الكمل كما ارتكبه المصنف
خروج عن اصطلاح المحدثين وايضا وطعن عظيم على اولياء الطريقة سيما القادرية
وعلى علماء اهل السنة والجماعة بانهم تركوا كلهم طريقة ائمة اهل البيت ومذهبهم

طرق کو اور سند و رجال سند کی فضیلت کو کمال تطویل و تعدیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے زاید بیان کرنا دشوار ہے پس ہاوس مین چند وجہ سے نظر ہے پہلے اوس کے راویون کے جہت سے اور وہ دو شخص ہین ابو الصلت ہروی اور بلاذری اور ان دونون کا بیان حدیث بنوی کی بحث مین گذر چکا ہے کہ یہ دونون اہل سنت مین سے نہین ہین بلکہ غالی شیعہ ہین پس انکی روایت اہل سنت کے نزدیک غیر مقبول ہی دوسری نظر حدیث ہذا کے مسلسل بائمہ عشرہ ہونے کی جہت سے ہے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ جب محمد تقی کی روایت و استماع حدیث اپنے والد امام علی بن موسی رضا سے اور نیز اونکا اونکا ثابت ہو اور یہ دونون امر شیعہ سنی دونون گروہون کے نزدیک غیر مسلم ہے چنانچہ گذر چکا پس حدیث ہذا کا مسلسل بائمہ عشر ہونا اہل سنت کے نزدیک باطل ہے ورنہ ہرگز اہل حدیث روایت حدیث مین اور اہل معرفت اونکے شجرون مین پہلے سات امامونپر بس نہ کرتے اور اخیر سے نیچے کے تین امامون کو ترک نہ کرتے تیسری نظر حدیث ہذا کا مسلسل ہونا بھی غیر مسلم ہی اسلئے کہ وہ حدیث مسلسل ہی کہ جس کے راوی صیغون اور حالاتمین یکسان ہون صیغون مین یکسان ہونا اسطرح پر ہی کہ ہر ایک اونمین سے حدثنا یا اخبرنا کہے۔ اور احوال مین یکسان ہونا اسطرح پر ہے کہ کہا جائے بیان کیا ہم سے فلان کوفی نے خبر دی ہم کو فلان کوفی نے آگاہ کیا ہم کو فلان کوفی نے یا یون کہا جائے کہ بیان کیا ہم سے فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا کہ آگاہ کیا ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا کہ خبر دی ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا سید سند نے اصول حدیثمین اور مسلسل وہ حدیث ہی کہ جسکی سند کے رجال رسول خدا صلعم تک ایک حالت پر موافق ہون انتہی اور حدیث ہذا کا اتصال جبکہ محمد تقی کی جہت سے ثابت نہین ہی تو اس کا مسلسل ہونا بھی باطل ہو گیا اور جس حدیث کی سند کو اصطلاح محدثین مین سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہی وہ امام علی بن موسی رضا کی حدیث ہی جو بروایت اونکے آبا کے نبی صلعم سے مروی ہے نہ کہ حدیث جو اونکے والون سے مروی ہے جیسا کہ اسلوہم نے فقہ اہل بیت سے نقل کر دیا ہے پس یاد رکھنا چاہیے پس ہروی یا بلاذری کی حدیث کو مسلسل بائمہ عشر کہکر قرار دینے مین جیسا کہ مصنف نے از کاب کیا ہے محدثین کی اصطلاح سے خروج ہے اور نیز اولیائے طریقت خصوصاً قادریہ اور علمائے اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا طعن ہے بایں طور کہ ان سبھون نے ائمہ اہل بیت کے طریقے و مذہب کو چھوڑ دیا اور ان

وانما المجتبي لهما والاخذ بهما منهم هو المصنف لا غير ولذا ادعى بكونه مجددا للدين ومحييا
العلوم اهل البيت وطريقتهم اجمعين ولو لم يتشبث برواية الهروي او البلاذري مع
كونهما مطعونين عند اهل السنة اجمعين لما تيسر له هذا الادعاء ولما يتاتى طعنه على
الكبراء من المحدثين والاولياء فهذا الذي اوقعه في الورطة الظلماء وجعله كالعمياء
تتيه في الغبراء وتعمه في الصحراء وتطغى في البيداء تحت الصخرة الصماء ولان كفى للافتخار
وتشهير التجدد في الامصار تسليم الرواية عن محمد المتقي عن ابيه فما الحاجة الى الاقتصار
في الرواية على الائمة العشرة بل تقول حينئذ في مقابلته ان لنا حديثا مسلسلا بالائمة
الثلاثين الذين كلهم من اولاد الحسنين رضي الله عنهم اجمعين وبيانه ان في الصواعق
حديثا رواه بتخريج المسعودي مسلسلا بالائمة الخمسة هكذا اعن موسى الجون عن
ابيه السيد عبد الله المحض عن ابيه السيد الحسن المثنى عن ابيه السيد الحسن
المجتبى عن ابيه سيدنا علي بن ابي طالب عن رسول الله صلى الله قال ما من احد
يحلف يمينا يمجد الله فيها الا استحى عن عقوبته وما من احد حلف يمينا كاذبة نازع
الله تعالى فيها حوله وقوته الا عجل الله له عقوبته قبل ثلاث انتهى وباتصال الشجرة
العالية القادرية النسبية الى هذه الخمسة الكل يبلغ عدد الائمة الرواة اثلاثين
هكذا اعن السيد الامام ابراهيم طال الله عمره عن ابيه السيد الامام المصطفى القادري
عن عمه السيد الامام عبد الرحمن المحض عن اخيه السيد الامام سلمان الافندي
عن ابيه السيد الامام مصطفى عن ابيه السيد الامام زين الدين عن ابيه السيد
الامام محمد درويش عن ابيه السيد الامام حسام الدين عن ابيه السيد الامام
نور الدين عن ابيه السيد الامام ولي الدين عن ابيه السيد الامام زين الدين عن
ابيه السيد الامام شرف الدين عن ابيه السيد الامام محمد الهتار عن ابيه السيد

دونون کو نقل کرنیوالا اور اوپر عمل کرنیوالا اہل سنت مین صرف مصنف ہے اور بس اسیوجہ سے مصنف نے دعوی
کیا ہے کہ مین دین کا مجدد ہون اور اہل بیت کے علوم و طریقے کو زندہ کرنے والا ہون اور اگر مصنف ہروی
و بلاذری کی روایت کو حالانکہ یہ دونون اہل سنت کے یہان مطعون ہین دستاویز نہ بناتا تو یہ دعوے اسکو
نصیب نہ ہوتا اور اس کا طعن کبرائے محدثین و اولیا پر وارد نہ ہوتا پس یہی امر ہے کہ جس نے مصنف کو تاریک
بھنور مین گرا دیا ہے اور شب کور کی طرح بنا دیا ہے کہ جو زمین پر بھٹکتی ہے یا جنگل مین سرگردان پھرتی ہے
یا میدان مین سرکشی کرتی ہے ٹھوس چٹان کے نیچے اور اگر افتخار اور شہرون مین مجدد ہونے کی شہرت
دینے کے واسطے محمد تقی کی روایت کو اون کے بیان لینا کافی ہے تو روایت کرنے مین دس امامون پر
بس کرنے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہم اسوقت مصنف کے مقابلہ مین کہتے ہین کہ ہمارے پاس ایک حدیث ہے
کہ تیس امامون سے مسلسل ہے کہ جنہین سب کے سب حسینی کی اولاد سے ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ الصواعق
مین مسعودی کی روایت سے ایک حدیث پانچ امامون سے مسلسل اس طرحسے مروی ہے (روایت
کی موسی جون نے اپنے باپ سید عبداللہ محض سے انہون نے باپ سید حسن مثنی سے اونہون نے اپنے باپ
سید حسن مجتبی سے اونہون نے اپنے باپ سیدنا علی ابن ابی طالب سے اونہون رسول خدا صلعم سے فرمایا
حضرت نے نہین کوئی شخص کہ کھاوے ایسی قسم کہ جسمین خدا کی عظمت بیان کرے مگر یہ کہ خدا شرماتا ہے اوسکے
عذاب سے اور نہین ہی کوئی شخص کہ کھاوی جھوٹی قسم کہ جسمین لیوے حق تعالے سے اپنے حول و قوت کو مگر یہ کہ خدا بعید نہین ہے
اوسکو عذاب تین دن سے پہلے انتہی اور شجرہ عالیہ قادریہ نسبتیہ کو ملانیسے ان پانچون کا ملین کیساتھ اس حدیث کے
راویونکی تعداد تیس تک پہنچ جاتی ہی اسطرحسے کہ سید امام ابراہیم طال اللہ عمرہ نے روایت کی اپنے باپ سید امام مصطفے قادری سے انہون نے اپنے
چچا سید امام عبدالرحمن محض سے اونہون نے اپنے بھائی سید امام سلمان فہندی سے انہون نے اپنے باپ سید امام علی سے انہون نے اپنے باپ سید امام سلمان سے انہون نے اپنے
باپ سید امام مصطفے سے انہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد دوئیس سے انہون نے اپنے باپ سید امام حسام الدین سے انہون نے اپنے
باپ سید امام نور الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام ولی الدین سے اونہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے
اپنے باپ سید امام شرف الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد ستاک سے اونہون نے اپنے باپ سید امام

عبد العزيز عن ابيه السادات امام الائمة الشيخ عبد القادر الجيلاني عن السيد الامام
ابي صالح موسى جنكي دوست عن ابيه السيد الامام عبد الله الجيلي عن ابيه السيد
يحيى الزاهد عن ابيه السيد امام محمد عن ابيه السيد الامام داود عن ابيه السيد
الامام موسى عن ابيه السيد الامام عبد الله عن السيد الامام موسى الجون الى آخره
فهذا السند العالي هو السلسلة الذهبية او سبحة اللآلي اذا قرء على الميت يحيي
او على الاصم لا يسمع او على الابكم لتكلم او على المخبوط لسلم او على المجنون لافاق ولم يتشرف
احد ممن صنف واشتهر ما صنف بالرواية عن هذا الائمة الثلاثين الا اهل السنة
ولله المنة فما هو جوابه عن هذا فهو جوابنا عما افتخر به واغتر بنقله الرابع من جهة
قوله في اثناء السند ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة وهذا القول مخدوش من
جهتين الاولى ان كنية الامام الحسن العسكري ابو محمد كما هو مشهور متعارف بين العلماء
لا ما كناه به المصنف اعني ابا السيد المحجوب ففي وضع الثاني مع كونه مخترعا
موضع الاول مع كونه متعارفا اثارة لنائرة الفتنة واثارة للعداوة الكامنة بين
اهل السنة والشيعة وبيانه ان الشيعة تعتقد ان المهدي المبشر هو السيد
المحجوب لا غير واهل السنة يعتقدون بانه غيره والدليل عليه ما قال الشيخ بن حجر في الصواعق
والاشهر ان خروج المهدي قبل نزول عيسى وقيل بعده قال ابو الحسن الابري
قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم
بخروجه وانه من اهل البيت وانه يملك سبع سنين وانه يملأ الارض عدلا وانه
انه يخرج مع عيسى على نبينا وعليه افضل الصلوة والسلام فيساعده على قتل
الدجال ببلد باب لد بارض فلسطين وانه يأم هذه الامة ويصلي عيسى خلفه وحكى
السبكي عن جمهور الرافضة انهم قائلون بانه لا عقب للعسكري وانه لم يثبت الى

عبدالعزیز سے انہون نے باپ سید السادات امام الائمہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انہون نے اپنے باپ
سید امام ابوصالح موسی جنگی دوست سے انہون نے اپنے باپ سید امام عبداللہ جیلی سے انہون نے اپنے باپ
سید امام یحیی زاہد سے اونہون نے اپنے باپ سید امام محمد سے انہون نے اپنے باپ سید امام عبداللہ سے
اونہون نے اپنے باپ سید امام موسی جون سے آخر تک پس یہ سند عالی سونے کی زنجیر ہے یا موتیون کی
تسبیح ہے جبکہ مردہ پر پڑہی جاوے تو جی اوٹھے یا بھرے پر تو سنے لگے یا گونگے پر تو بولنے لگے یا خبطی پر
تو اچھا ہوجاوے یا مجنون پر تو ہوشیار بنجاوے اور اہل حدیث کے مصنفین مین سے کہ جن کی
تصانیف مشہور ہین کوئی ان تیسون امامون کی روایت سے مشرف نہین ہوا ہے بجز اہل سنت
کے اور خدا کا احسان ہے پس جو کچہ اس کا جواب مصنف دے گا تو وہی ہمارا جواب ہے اوس
سند سے کہ جس پر مصنف نے افتخار کیا ہے اور اوسکی نقل پر مغرور ہوگیا ہے چوتھی نظر اس
سند مین اوسکے قول (ابوالسید المحجوب امام عصرہ بمکۃ) کی جہت سے ہے اور یہ قول دو وجہ سے مخدوش
ہے اول یہ کہ امام حسن عسکری کی کنیت ابومحمد ہے جیسا کہ مشہور و متعارف ہے علماء مین نہ کہ وہ جسکے
ساتھہ مصنف یا راوی نے اون سے کنایہ کیا ہے یعنے ابوالسید المحجوب پس دوسری کنیت کرنا انکا
اختراعی ہے پہلی کی جگہ مین رکہنا باانکہ پہلی متعارف ہے فتنہ کی آگ کو بھڑکانا ہے اور اوس
عداوت کو ظاہر کرنا ہے جو سنی و شیعہ کے دلون مین مخفی ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ
شیعہ کے اعتقاد مین مہدی منتظر سید محجوب ہی ہین اور بس اور اہل سنت کے اعتقاد مین دو
شخص ہون گے دلیل اس قول کی شیخ ابن حجر کا یہ قول ہے صواعق مین (اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ خروج
امام مہدی کا نزول عیسیٰ کے قبل ہوگا اور کہا گیا ہے کہ بعد ہوگا اور ابوالحسن آبری نے کہا ہے کہ بنی صحیح سے
تواتر اخبار و شہرت روایت سے خروج مہدی ثابت ہے اور یہ کہ مہدی اہل بیت نبوی سے ہونگے اور سات برس تک سلطنت کرینگے اور روئے زمین کو
انصاف سے بہر دینگے اور انکا خروج عیسیٰ کے بعد ہوگا پس عیسیٰ قتل دجال مین اون کے معاون ہونگے سرزمین فلسطین کے بابلد
اور وہ اس امت کے امام ہونگے اور عیسیٰ انکے پیچہے نماز پڑہینگے اور اوسکی زیادت کی ہے کہ جمہور اس مذہب کے قائل ہین کہ امام حسن عسکری کے اولاد سے ہونگے اور یہ غلط ہے

آخر ما قال والحاصل انهم يتنازعون في المنتظر بعد وفاته على عشرين فرقة وان
الجمهور غير امامية على ان المهدى غير حجة قال بعضهم قطعه ما ان للسرداب ان يلد الذى
كلمتموه بجهلكم ما انا: فعلى عقولكم العفاء فانكم: ثلثتم العنقاء والغيلان: انتهى فلما
كان مقصود المصنف تائيد الامامية في باب الاثنى عشر وتقوية قولهم في باب
المهدى المنتظر وتضعيف اهل السنة وتزييف مقالتهم في هذا الباب ان اخترع
المصنف لهذه الكنية في اثناء السند واحال قصتها على الشهرة في الحاشية كما
نقلنه في المقدمة كي يتم به المقصود وينطبق العدد على المعدود ولهذا
رده مولنا محمد انوار الله سلمه الله وابقاه في رسالة المرسلة الى المصنف
(ثم انك ذكرت فيه السيد المحجوب واحلت قصته على الشهرة وهل هو الا من معتقدات
الشيعة الذين ينتظرون خروجه عند الساعة المنتظرة والعذر بانك ذكرته في
ضمن الاسناد لا يجلو فانه عن شائبة الريب لا يخلو هل هو الا تشييد مباني المقصود
كي ينطبق العدد على المعدود فانك اثبت وجود الائمة السبعة في اسناد وزدت
اربعة في اسناد حتى كملت اثنا عشر اماما بزيادة الامام الحسن المجتبى المسلم عند
جميع اهل العلم والاجتهاد وهذا زائد على ما اظهرت في اول الكتاب بل ضاف له في
الجملة وهو دسيسة يعرفها المهرة الكملة فانه خصصتهم من سائر الائمة العترة
فكان الامامة عندك فيهم منحصره وان هذا الا مذهب الرفضة انتهى بقدر الحاجة
الثانية انه قوله امام عصره بمكة يدل دلالة نيرة على ان قائله ليس من اهل السنة
بل هو من الامامية المبتدعة لان الامامية يعتقدون ان العصر لا يخلو عن امام
ولذا قالوا باختفاء السيد المحجوب وبقاء حياته وظهوره عند الساعة المنتظرة
فالقائل بهذا القول لابد ان يكون الامامية لان كل اناء يترشح بما فيه فلذا قلنا

آون کے حرقول تک اور ماحصل امر یہ ہے کہ شیعون نے باخود ہا نزاع کی ہے مہدی منتظر کے باب مین حسن عسکری
کے وقت کے بارہ فرقونپر اور جمہور غیر امامیہ کے اسپر ہین کہ مہدی محجت کے غیر ہین بعض اہل سنت یہ قطعہ
شیعہ کے جواب لکہا ہے (سر دست اب کے لئے وقت نہین آیا کہ جسے اوس شی کو جسکا تمنے اپنی نادانی سے قول کیا
ہے پس تمہاری عقلونپر پردہ پڑ گیا ہے اس لئے کہ تمنے غنقا و غیلان کے سوا تیسری شے بھی ایجاد کی ہی انتہے
پس جبکہ مصنف کا مقصود یہ تھا کہ بارہ امامون کے باب مین امامیہ کی تائید ہوجائے اور مہدی منتظر کے
باب مین اون کے قول کی تقویت اور اہل سنت کا ضعف اور اون کے کمزوری ان دونون باتون مین
ثابت کیا جائے تو مصنف نے سند کے درمیان یہ کنیت تراشی اور اوس کا قصہ حاشیہ مین شہرت پر محول کیا
جیسا کہ ہم مقدمہ مین اوسکو نقل کر چکے ہین تاکہ اس کنیت سے مقصود تمام ہوجائے اور عدد ائمہ پر منطبق ہوجائے اور اسیوجہ سے
مولانا محمد انوار اللہ نے اوس رسالہ مین کہ مصنف کے پاس بہیجا تھا اوسکو رد کیا ہے اس طرح جیسے تو نے سند مین
سید مجتبی کو ذکر اور اوس کے قصہ کو شہرت حوالہ کیا اور یہ امر شیعونکی ہی عقاید سے ہی کہ جو اوس کے خروج کا
وقت منتظر پر انتظار کر رہے ہین اور تیرا یہ عذر کہ تو نے اسکو اثنا رسند مین ذکر کیا ہے واضح نہین ہی اور شبہ کی ملاد
خالی نہین ہے یہ تو مقصود کے مکانات کو بلند کرنا ہے تاکہ عدد اپنے معدود پر منطبق ہوجائے اسی لئے کہ تو نے
ایک سند مین سات امامونکو ثابت کیا اور چار کو دوسری سند مین بڑہایا یہانتک کہ امام حسن مجتبی کی ملا نیسے
جو کہ تمام علما و مجتہدین کے نزدیک مسلم ہین بارہ امام پورے ہوگئے اور یہ امر زاید ہے اوس سے کہ تو نے
اس کتاب کے شروع مین ظاہر کیا ہے بلکہ فی الجملہ اوس کے منافی ہے اور یہ ایک ایسا عیب ہے کہ جسکو ماہرین کاملین
پہچانتے ہین اس لئے کہ تو نے انہین بارہ کو ائمہ عترت مین خاص کر لیا پس گویا امامت تیرے نزدیک انہین بارہ مین
منحصر ہی اور رہی تو رافضیون کا مذہب ہے انتہی بقدر حاجت دوسری وجہ یہ ہے کہ قول مصنف امام عصرہ بلکہ صاف
دلالت کرتا ہی اس پر کہ اسکو اسکا قائل مبنی نہین ہی بلکہ وہ امامیہ مبتدعہ مین سے ہے اس لئے کہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ زمانہ امام سے خالی
نہین ہوتا ہی اور اسیوجہ سے امامیہ سید مجتبی کے مخفی رہنے اور اون کے بقاے حیات اور عدت سال منتظرہ مین اونکی ظاہر ہونیکے
قائل ہین پس اسقول کا قائل ضرور امامیہ مین سے ہے اس لئے کہ ہر طرف سے وہ ٹپکتا ہے جو اوسمین بھرا ہی پس اسیوجہ سے ہم نے کہا ہے

ان البلاذرى الذى هو مخرج هذا الحديث من الشيعة لا من اهل السنة والا لما قال بلفظ ابو السيد المجوب امام عصره بمكة فى اثناء السند واما تخريج الحديث الاتى المذكور بالسند المعتبر المأثور عند اصحاب المذهب المنصور اهل السنة والجماعة وائمتهم الجمهور وهو الامامين الجليلين ابى ذرعة الرازى استاذ الامام مسلم ومحمد بن اسلم الطوسى عن الامام على بن موسى الرضى عن ابائه فى فضل هذا السند قال الامام احمد حنبل لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ من جنونه وايضا يقال له سلسلة الذهب لكونه ما نور اعن الائمة السبعة من اهل البيت النبوة كما قلته من الصواعق مفصلا فى السابق فكيد المصنف فى هذا الكتاب اعجب وافحش من غيره من المبتدعين حيث روى فى هذا الكتاب بحديثين بسندين احدهما مردود عند اهل السنة والثانى مقبول فوضع المقبول الاتى موضع المردود المروى ووضع المردود المروى مكان المقبول الاتى ليحصل له الاستدلال بكليهما ويتيسر له الافتخار بسندين مما وقد من الله علينا باظهار مكائده ودفع مفاسده فى الدين وشدائده وكشف صلفى عباراته وزوائده ثم وفقنا بالتوجه التام الى الرد عليه بالحق وبيان ما تشبث به من الاقوال الردية والمذاهب الواهية بالصدق والله ولى الهداية ومنه العناية والاعانة قوله وقال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة فى الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال فى الوصية الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا لكان المنافقون كلهم مومنين وكذلك المعرفة وحدها اى مجردا التصديق لا يكون ايمانا اذ اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما صنف هذا الكتاب فى مقابلة الفقه الاكبر المخترع وكان المشهور بين الحنفية ان الايمان هو التصديق

بلاذری جو اس حدیث کا راوی ہے شیعی ہے نہ کہ سنی ورنہ ہرگز (ابو السید المحبوب امام عصرہ بمکۃ) کا
استثنائے سند میں نہ کہتا اور لیکن حدیث الٰہی مذکور کی روایت بسند معتبر جو اہل مذہب منصور اہل سنت
وجماعت اور اون کے جمہور ائمہ کے یہاں منقول ہے وہ ہے کہ جسکو دو امام جلیل القدر فن
حدیث کے ابوزرعہ رازی استاد امام مسلم و محمد بن اسلم طوسی امام علی بن موسی رضا سے بروایت اونکے
آباء کے نقل کیا ہے اور اسی سند کی فضیلت میں امام احمد حنبل نے کہا ہے کہ (اگر تو اس سند کو
مجنون پر پڑھ دے تو اپنے جنون سے اچھا ہو جائے اور نیز اس سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے
اس لئے کہ یہ منقول ہے اہل بیت نبوت کے سات اماموں سے جیسا کہ ہم نے اسکو سابق میں صراحت
سے بہ تفصیل نقل کیا ہے پس مصنف کا مکر اس کتاب میں عجیب تر و فاحش تر ہے دوسرے اہل بدعت
سے اس لئے کہ اس کتاب میں دو حدیثیں دو روایت سے نقل کی ایک اونمیں اہل سنت کے
نزدیک مردود ہے اور دوسری مقبول پس مقبول الٰہی کو مردود ہروی کی جگہ میں رکھا اور مردود
ہروی کو مقبول الٰہی کی جگہ میں ذکر کیا تاکہ دونوں حدیثوں سے استدلال ہو سکے اور دونوں کی
سند پر فخر کا موقع ملے اور خدا نے ہم پر احسان فرمایا مصنف کے مکائد بیان کرنے اور
دین میں اوس کی خرابیاں و سختیاں دور کرنے اور اوسکی عبارات و زوائد کا حال کھولنے سے
پھر ہم کو توفیق دی اوسکے رد لکھنے میں پوری توجہ کرنے اور اون اقوال رذیلہ مذاہب باطلہ
کو بیان کر دینے میں سچے طور پر کہ جن کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اور خدا ہی مالک ہے
ہدایت کا اور اوسی کے طرف سے عنایت و اعانت ہے قول مصنف کا (اور کہا امام اعظم فقہا اربعہ
ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں اور ایمان اقرار و تصدیق ہے اور کہا وصیت میں ایمان اقرار زبان سے
اور سچا جاننا دل سے ہے اور تنہا اقرار ایمان نہیں ہے اسلئے کہ اگر ایمان ہوتا تو سارے منافق ایماندار ہوتے اور
اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہیں ہے آخر تک میں کہتا ہوں حقیقتاً کی توفیق و مدد سے ہر گاہ کہ مصنف نے
یہ سب مذاہب کا حنفی کے مقابلہ میں تصنیف کی ہے اور حنفیہ میں مشہور ہے کہ ایمان ابو حنیفہ کے نزدیک صرف تصدیق کا

عند ابی حنیفة والمصنف قد اثبت فی الصدر ان الایمان عند اهل البیت والمحدثین
اقرار ومعرفة وعمل فاراد ان یبین مخالفة قول الامام ابی حنیفة لقول الجمهور
من اهل السنة فی مسئلة الایمان فلهذا نقل عن الوصیة والفقه الاکبر الحنفی
عبارتین یحصل عن مجموعهما ان العمل لیس من الایمان عند ابی حنیفة خلافا لما
علیه جمهور اهل السنة من ان العمل داخل فی الایمان واراد ایضا ان یبین
ان الامام اعظم موافق لهم فان الاقرار داخل فی الایمان ومجرد التصدیق لیس
بایمان عنده کما یدل علیه هذان القولان له فما هو المشهور بین الحنفیة مخالف
للتحقیق من مذهبه ولهذا فسر المعرفة فی قول الامام وکذلک المعرفة وحدها الخ قوله
ای مجرد التصدیق وقد بینا فیما مر ان المعرفة تسمی اخر وعند جمهور اهل السنة
المعتبر فی الایمان هو التصدیق والمعرفة لیست عندهم بمعتبرة فی الایمان خلافا
للمرجئة القدریة فتفسیر المعرفة بالتصدیق خلاف للتحقیق ومستلزم لکون
الامام اعظم من المرجئة والمصنف قد وافق ابن تیمیة فی هذا التفسیر اهانة
للامام وایذاءً لمقلدیه من کافة الانام کما اشار الیه مولانا المولوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی اللکنوی فی الرفع والتکمیل حیث قال وقد تشبث بعض الشیعة کصاحب
الاستقصاء وغیره لقول السلیمانی المذکور فی المیزان فی ان ابا حنیفة من المرجئة
ولم یعلم انه قول مردود اوما قال عند الجهابذة من اهل السنة واقتدی بهم
فی هذا الطعن کثیر من اهل السنة ممن له تعصب وافر وتعنت ظاهر بابی حنیفة
ومقلدیه فاوردوه فی معرض معائبه ومثالبه ایذاءً لمقلدیه ولا عجب من
الشیعة فانهم من اعداء اهل السنة یسبون اکابر الصحابة ویطعنون علی سلف
امتی الهدایة فما بالک بابی حنیفة وطریقته المرضیة انما العجب من هؤلاء الذین

امام ہے اور مصنف صدر کتاب مین ثابت کرچکا ہے کہ اہل بیت و محدثین کے نزدیک ایمان اقرار و معرفت و عمل کے مجموعہ سے عبارت ہے پس ارادہ کیا کہ قول امام ابوحنیفہ کی مخالفت کو جمہور اہل سنت کے قول سے مسئلہ ایمان بیان کرے پس اسیوجہ سے وصیت و فقہ اکبر حنفی سے دو عبارتین نقل کی کہ دونون کے مجموعہ سے ثابت ہوجائے کہ عمل ایمان کا جزو نہین ہے ابوحنیفہ کے نزدیک برخلاف جمہور اہل سنت کے کہ اون کے نزدیک عمل ایمان مین سے اور نیز ارادہ کیا کہ یہ امر بھی بیان کردیوے کہ امام اعظم جمہور کے اس امر مین موافق ہین کہ اقرار ایمان کا جز ہے اور تنہا تصدیق امام اعظم کے نزدیک ایمان نہین ہے پس کہ یہ دونو قول مذکور امام کی اس پر دلالت کرتے ہین پس حنفیہ مین جو مشہور ہے امام کے مذہب کی تحقیق سے مخالف ہے اور اسیواسطے مصنف نے معرفت کی تفسیر قول امام (وکذالک المعرفۃ وحدھا) مین اپنے قول (ای مجرد التصدیق) سے بیان کی اور ہم سابق مین بیان کرچکے ہین کہ معرفت اور شے ہے اور جمہور اہلسنت کے نزدیک معتبر ایمان مین تصدیق ہی ہے اور معرفت انکے نزدیک ایمان مین معتبر نہین ہے بخلاف مرجئہ کے کہ یہ معرفت کی تفسیر تصدیق سے خلاف تحقیق ہے اور مستلزم ہے کہ امام اعظم مرجیہ مین داخل ہوجائین اور مصنف نے اتفاق کیا ہے ابن تیمیہ سے اس تفسیر مین امام کی اہانت اور اون کے مقلدین کی بڑی جماعت کو ایذا رسانی کے واسطے جیسا کہ مولانا مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رفع والتکمیل مین اس کے ظرف سلیمانی کے قول کو جو میزان مین مذکور ہے اس باب مین کہ امام ابوحنیفہ مرجیہ مین داخل تھے اور یہ بجانا کہ یہ قول مردود ہے یا تاویل کیا گیا ہے اکابر اہل سنت کے نزدیک اور اس طعن مین شیعہ کے پیرو ہوگئے بہت لوگ اہل سنت کے جنکو امام اعظم اور اون کے مقلدون کے ساتھ تعصب وافر و سرکشی ظاہر ہے پس یہ لوگ قول سلیمانی کو امام اعظم کے معائب و قبایح کے محل مین بیان کرتے ہین اور اونکے مقلدون کی ایذا دہی کیواسطے اور شیعون سے تعجب نہین ہے اس لئے کہ شیعہ اہل سنت کے دشمن ہین اکابر صحابہ کو گالیان دیتے ہین اور اہل ہدایت کے سلف پر طعن کرتے ہین پھر ابوحنیفہ اور اونکے پسندیدہ طریقہ پر طعن کرنے مین تجکو کیا تعجب ہے بڑا تعجب تو ان لوگون سے ہے

هم اهل السنة ويدعون انهم من متبعي الكتاب والسنة ومع ذلك يطعنون على اول
هذه الامة وصدر الائمة من غير بصيرة ولا بصارة انتهى فعلم من هذا ان المصنف ايضا
يذب ويبذل الجهد على اثار الحساد المتعصبين للامام ابي حنيفة ويدعي ظاهرا موافقته
ونصرته في مذهبه ولا بد ههنا من ان يبين النسبة بين الحنفية واهل السنة
ليتبين كون المصنف من المبتدعين مع ادعائه انه من اهل السنة فنقول ان
سيدنا ومرشدنا السيد عبد الرحمن الانسي رسلمه الله تعالى قد صرح في
كتبه الفتح المبين في صفحة (١٢) هكذا (ومنهم من قال ان المراد ههنا بالحنفية القائلون
بان الايمان هو المعرفة بالله وحده ونحو ذلك من خرافات المرجئة الخالصة وتوضيحه
على ما في الرسالة الفخرية ان النسبة بين اهل السنة سواء كان حنفيا او شافعيا
او حنبليا او مالكيا وبين المرجئة الضالة نسبة التباين الكلي والنسبة بين الحنفية
بمعنى المتابعين له اصلا وفرعا بين اهل السنة عموم وخصوص مطلق فكل حنفي
من اهل السنة وليس ان كل اهل السنة حنفي والنسبة بين الحنفية بمعنى مقلديه
في الفروع فقط وهذا المعنى اعم من الاول وبين اهل السنة عموم وخصوص من وجه
فمادة الافتراق من يكون حنفيا ولا يكون من اهل السنة كالمرجئة الحنفية
والمعتزلة الحنفية ومن يكون من اهل السنة يكون شافعيا مثلا ومادة الاجتماع من
يكون موافقا لابي حنيفة في الفروع والعقيدة انتهى ثم قال ايضا فيه اذا عرفت هذا
فنقول مفاد عبارة الغنية ان الحنفية الذين هم فرع من فروع المرجئة الضالة
اصحاب ابي حنيفة الذين يقولون ان الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله
وهذا لا ينطبق الا على المعتزلة فيكون هذا المراد من الحنفية لما عرفت سابقا ان
غالب الكوفة كان يحلي مذهبه الخبيث عن ابي حنيفة وبعد تكفيره من المرجئة انتهى وبالله

کہ سنی ہین اور کتاب وسنت کی اتباع کے مدعی ہین اور اسکے ساتھ طعن کرتے ہین اس سلامت کے اول اور
صدر الائمہ پر بالبصیرت وبصارت کے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ مصنف بھی چونٹی کی طرح دبی چال چلتا
ہے حاسدون کے نقش قدم پر کہ جبکہ امام ابوحنیفہ سے تعصب اور ظاہر ہین مدعی ہے اونکی موافقت کا اور اونکی
مذہب کی نصرت کا اور اس مقام مین ضرورت ہے کہ حنفیہ اہل سنت مین نسبت بیان کیجائے تاکہ مصنف کا
بدعتی ہونا ظاہر ہوجائے باوجود اوسکے مدعی ہونیکے کہ مین سنی ہون پس ہم کہتے ہین کہ ہمارے سردار ومرشد
عبدالرحمن افندی نے خدا سلامت رکھے اونکو اپنی کتاب فتح المبین کے صفحہ ۱۲ مین اسطرح پر تصریح فرمائی ہے
اور بعض نے اون مین سے کہا ہے کہ مراد حنفیہ سے اس مقام مین وہ لوگ ہین جو قائل ہین کہ ایمان صرف
خدا کی معرفت کا نام ہے اور اسکے سوا جو کچھ مرجیہ خالصہ کی خرافات ہین اور اسکی توضیح بسطور پر کہ رسالہ نخبہ
مین مذکور ہے یہ ہمکو نسبت اہل سنت مین حنفی ہون یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور مرجیہ ضالہ مین تباین کلی کی
ہے اور نسبت حنفیہ مین بمعنی پیروی کرنیوالے امام ابوحنیفہ کے اعتقادات ومسائل فرعیہ مین اور درمیان
اہل سنت کے عموم وخصوص مطلق کی ہے اور نسبت درمیان حنفیہ کے بمعنی پیروی کرنیوالے امام ابوحنیفہ
کے فقط مسائل فرعیہ مین اور یہ سنے عام ہین پہلے سے اور درمیان اہل سنت کے عموم خصوص
من وجہ کی ہے پس دو مادے افتراق کے وہ لوگ ہین کہ حنفی ہین اور اہل سنت سے خارج
ہین جیسے کہ مرجیہ حنفیہ ومعتزلہ حنفیہ اور وہ لوگ ہین کہ اہل سنت سے ہین اور مثلاً شافعی ہین
اور مادہ اجتماع کا وہ لوگ ہین کہ مسائل فرعیہ واعتقادیہ مین امام ابوحنیفہ کے موافق ہین انتہی
پھر اوسی کتاب مین کہا ہے (جبکہ تو نے اوسکو معلوم کرلیا پس ہم کہتے ہین کہ تعنیہ
کی عبارت کا حاصل یہہ ہے کہ حنفیہ جو کہ مرجیہ ضالہ کی ایک شاخ ہین امام ابوحنیفہ کے
مقلد ہین جو کہ کہتے ہین ایمان معرفت خدا ورسول واقرار کا نام ہے اور یہہ قول
عنانیہ ہی پر چسپان ہے پس یہی مراد ہے حنفیہ سے اسلئے کہ سابق مین تجکو معلوم
ہوچکا ہے کہ عنان کوفی اپنے مذہب خبیث کو امام ابوحنیفہ سے نقل کرتا تھا اور مسائل اپنے مذہب کو بھی مرجیہ مین شمار کرتا تھا انتہی اسکی تائید کرتا ہے

ملل والنحل (ومن العجب ان غسان كان يحكي عن ابي حنيفة رحمه الله مثل
مذهبه وبعده من المرجئة ولعله كذب ولعمري كان يقال لابي حنيفة واصحابه
مرجئة السنة وعده كثير من اصحاب المقالات من جملة المرجئة ولعل السبب فيه
انه لما كان يقول الايمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص ظنوا به انه يخرج
العمل عن الايمان وله سبب اخر وهو انه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا
في الصدر الاول والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجيا وكذلك الوعيدية
من الخوارج فلا يبعد ان اللقب لما لزمه من فريقي المعتزلة والخوارج والله اعلم انتهى
ولما تمهد هذا فنقول ان المصنف قد انتزى على الامام الاعظم افتراء عظيما بكونه من
المرجئة الضالة حيث فسر المعرفة في قوله بالتصديق لانه يلزم منه ان المعرفة و
التصديق عنده بمعنى واحد والمعرفة وحدها وكذا الاقرار وحده ليس بايمان عنده
كما صرح به في الوصية فلزم منه ان يكون مجموع المعرفة والاقرار ايمانا عنده وهو
عين مذهب الغسانية المرجية وهذا انما لزم من تفسير المصنف المعرفة بالتصديق
ويؤاخذ عليه في هذا القول بان المراجعة الى الفقه الاكبر وكتب الوصية فان كانت
العبارة فيهما هكذا (وكذلك المعرفة وحدها لا يكون ايمانا فلا اعتبار عليه ولكن تفسير
المعرفة بقوله (اي مجرد التصديق) بهتان على ابي حنيفة وصرف له عن مذهبه
لان مجرد التصديق عنده ايمان كما هو مصرح في متون العقائد فهذا التفسير توجيه
الكلام بما لا يرضى به قائله ويفضي الى انسداد طائله - قال فرض الايمان
الاجمل فالمجمل قال الله المتعال آمنوا بالله ورسوله ولابن جرير في التفسير عن علي
قال الايمان منذ بعث الله آدم شهادة ان لا اله الا الله والاقرار بما جاء من عند الله
لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركا ولكنه مضيع وقال الله

جو کہ ملل و نحل مین مذکور ہے کہ (عجیب یہ ہے کہ نعمان امام حنیفہ سے اپنے مذہب کو نقل کرتا ہے اور اونکو مرجیہ مین شمار کرتا ہے اور غالبًا یہ قول اوسکا جھوٹ ہے اور بخدا کہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کو مرجۃ السنۃ کہا جاتا ہے اور اونکو بہت سے اہل تصانیف نے مرجیہ کے شمار کیا ہے اور شاید اسکا سبب یہ ہے کہ ہرگاہ ابو حنیفہ کہتے تھے کہ ایمان تصدیق ہے دل سے اور نہ زاید ہوتا ہے اور نہ ناقص تو لوگون نے گمان کر لیا کہ ابو حنیفہ عمل کو ایمان سے پیچھے رکھتے ہین اور اسکا ایک اور یہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ خلاف کرتے تھے قدریہ و معتزلہ کا کہ جنکا ظہور صدر اول مین ہوا تھا اور معتزلہ ہر اوس شخص کو کہ قدریہ مین سے اونکے مخالف ہوتا تھا مرجی کہتے تھے اور یہی حال ہے خوارج مین ہے فرقہ وعیدیہ کا پس کچھ بعید نہین ہے کہ یہ لقب امام ابو حنیفہ پر معتزلہ اور خوارج کیطرف سے لازم ہوا ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے انتہی اور جملہ یہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ مصنف نے امام اعظم پر بہت بڑا اختیار کیا ہے کہ اونکو مرجیہ ضالہ مین داخل کر دیا باینوجہ کہ معرفت کی تفسیر اونکے قول مین تصدیق سے کر دی اسلئے کہ اس تفسیر سے لازم آتا ہے کہ معرفت اور تصدیق امام کے نزدیک ایک ہی معنی ہین اور تنہا معرفت اور اسی طرح تنہا اقرار اونکے نزدیک ایمان نہین ہے جیسا کہ وصیت مین اونہون نے اسکی تصریح کی ہے پس اس سے لازم آگیا کہ معرفت و اقرار کا مجموعہ اونکے نزدیک ایمان ہے اور یہ بعینہ مرجیہ غسانیہ کا مذہب ہے اور یہ بنا صحت مصنف کے معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنیکی وجہ سے لازم آئی ہے پس مصنف پر اوسکے اس قول مین مواخذہ ہے باین طور کہ فقہ اکبر و کتاب الوصیۃ کی طرف رجوع کیا جائے پس اگر اونکی دونون مین عبارت اسطرح ہے (وکذلک المعرفۃ وحدہا لا یکون ایمانا) تو اس کلام پر کچھ عتاب نہین ہے اور لیکن معرفت کی تفسیر مصنف کے قول (ای مجرد التصدیق) سے امام ابو حنیفہ پر بہتان ہے اور اونکو اونکے مذہب سے پھیر دینا ہے اسلئے کہ مجرد تصدیق اونکے نزدیک ایمان ہی جیسا کہ عقائد کے متون مین بصراحت بیان کیا گیا ہی پس یہ تفسیر کلام کی ایسی توجیہ کہ جس سے اوسکا قائل راضی نہین ہوتا ہی اور اسکا حامل مقتضی ہے طرف فساد کی **کھا** مصنف نے فرض ایمان اجمل پس مجمل کا

فرمایا حقتعالے فی (ایمان لاؤ خدا اور رسول پر) اور ابن جریر کی روایت علی سے ہی ہے کہ فرمایا ایمان جیسے کہ پیدا کیا خدا نے آدم کو گویا اسی امر کی ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور اقرار احکام کا جو ہر قوم کی بات خدا کی طرف سے ہوئی ہے جو کچھ شریعت طریقہ اونکی پر اسی اوپر ہے اور ظہور زیادتی اور کمی نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ تمام کر دیا ہے اور فرمایا

تعالى (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن
بالله واليوم الآخر والملئكة والكتاب والنبيين) وقال (آمن الرسول بما انزل اليه
من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله) الى قوله (واليك
المصير) وقال تعالى (يا ايها الذين آمنوا امنوا بالله ورسوله والكتاب الذي انزل
على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الآخر فقد ضل ضلالا بعيدا) قال ابو داود الطيالسي في مسنده انبانا
شعبة عن منصور عن ربعي بن حراش عن علي ابن ابي طالب قال قال رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم لا يؤمن عبد حتى يؤمن باربع يشهد ان لا اله الا الله وانى
رسول الله بعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر
وعن ابي داود اخرجه الترمذي في جامعه عن محمود بن غيلان عنه) فقوله ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث اى يكون ايمانه بالموت مقرونا بالايمان بالبعث فان كثيرا
من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيده وضوحا الرواية الاتية وانه ميت ثم مبعوث
من بعد الموت وفيه ايضا انه لا بد من الموت قبل البعث وان طالت الحيوة فافهم
ولا تتوهم وقال احمد في المسند ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فذكره به لا يؤمن عبد
حتى يؤمن باربع حتى يشهد ان لا اله الا الله وانى رسول الله بعثني بالحق ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا اخرجه عثمان بن ابي شيبة
وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجة وابو يعلى والحاكم هكذا رواه الطيالسي و
غندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله
الترمذي اصح من حديث الخضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربعي عن
رجل عن علي قال وهكذا روى غير واحد عن منصور عن ربعي عن علي وعليه البغوي

حقتعالی نے نیکی یہی نہین ہے کہ تم اپنا رخ بیت المقدس یا کعبہ کی طرف کرلو لیکن نیک وہ شخص ہے
کہ ایمان لایا خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون (و) کتابون (و) نبیون پر) اور فرمایا (ایمان لایا رسول
اوس کتاب پر کہ اوسکی طرف اوتاری گئی اوسکے رب کی طرف سے اور سب ایمان والے ہر ایک ایمان
لایا خدا پر اور اوسکے فرشتون (و) کتابون (و رسولون پر) اوسکے قول (را اور اوسی کی طرف لوٹتا ہے) تک اور
فرمایا اے ایمان والو ایمان لاؤ تم خدا پر اور اوسکے رسولون پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی اوسکے
رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی پہلے سے اور جس نے کفر کیا خدا سے اور اوسکے فرشتون (و)
کتابون اور رسولون (و) قیامت کے دن سے پس وہ بہک گیا دور کا بہکنا کہا ابو داؤد طیالسی نے اپنے
مسند مین کہ ہمکو خبر دی شعبہ نے منصور سے اوہنون نے ربعی بن حراش سے اوہنون نے علی بن ابی طالب سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نہین مومن ہوتا ہے بندہ یہانتک کہ ایمان لاوے چار پر گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی
معبود نہین ہے اور مین خدا کا رسول ہون ہمکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے
اور ایمان لاوے تقدیر پر اور ابو داؤد کی روایت ہے کہ جسکو ترمذی نے اپنی جامع مین محمود بن غیلان سے روایت کیا ہے اوہنون نے
علی سے ہر قول حضرت کا (اور ایمان لاوے مرنے پر اور ایمان لاوے اوٹھنے پر یعنی ہوے ایمان اوس کا مرنے پر بلا ہونے ایمان
بعث کے اسلئے کہ بہت سے کافر اوٹھنے پر ایمان نہین لاتے ہین اور اسکو زیادہ واضح کرتی ہے وہ روایت کہ آئیوالی ہے (اور اسپر کہ وہ میرنیوالا
ہے پھر اوٹھایا جائیگا مرنیکے بعد) اور اوس روایت مین یہ بھی ہے کہ موت کا ہونا ضروری ہے اوٹھنے سے پہلے اگرچہ زندگی دراز ہو پس تو سمجھلے
اور وہم مت کر اور کہا احمد نے اپنی مسند مین بیان کیا ہمسے محمد بن جعفر نے کہ بیان کیا ہمسے شعبہ نے پس ذکر کیا حدیث کو بسند مذکور
(بندہ مومن نہین ہوتا یہانتک کہ ایمان لاوے چار پر یہانتک کہ گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور مین خدا کا رسول ہون ہمکو حق کے
ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے مرنے پیچھے اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور اسی طرح روایت کیا اس حدیث کے مضمون
کو ابی شیبہ و جعفر فریابی نے تقدیر مین اور ابن ماجہ ابو یعلی حاکم نے اسیطرح روایت کیا اسکو طیالسی اور غندر نے شعبہ سے پر روایت مکمل اور ترمذی نے اسکو زیادہ صحیح قرار
دیا ہے اوس حدیث سے کہ جسکو روایت کیا نضر بن اسمٰعیل نے شعبہ سے اوہنون نے منصور سے اوہنون نے ربعی سے اوہنون نے ایک دسری روایت
علی سے کہا کہ اسیطرح روایت کیا متعدد لوگون نے منصور سے اوہنون نے ربعی سے اوہنون نے علی سے اور یہی قول قوی کا ہے

وقال احمد ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وهي دون الرجل في
سلسلة الائمة وكذا رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وابي نعيم
عن سفيان زاد عبيد الله خيره وشره وسفيان عن منصور اصح من غيره عنه
كما ذكره ابن المبارك وكذا روى جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان ابني ابي شيبة
عن ابي الاحوص سلام بن سليم عن منصور عن ربعي عن بني اسد عن علي رفعه اربع
لم يجد احد طعم الايمان حتى يؤمن بهن ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وانى
رسول الله بعثني بالحق وانه ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويؤمن بالقدر كله
وكذا رواه الفريابي عن عبيد الله بن معاذ عن ابيه عن شعبة والحاصل ان شعبة في رواية
الطيالسي وغندر رواه عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر بن شميل ومعاذ
بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسلام
بن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب
المزيد في متصل الاسانيد فيحمل على ان ربعيا سمعه اولا من رجل عن علي ثم سمعه
من علي فرواه مرة كذا ارة كذا كما رواه اياه كل ذي حق حقه وان كان لم يسمعه
الا من الرجل فالرجل وان جهل فلحديثه متابعات وشواهد هو بها متعاضد قوله
عليه السلام بغني بالحق يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملئكة
والكتب والرسل وسيؤثر من خبر اخر ان شاء الله تعالى وهذه الاحاديث
صريحة في ان الايمان هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من
الاسلام وكما يرشد عليه قوله تعالى قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن
قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم ويشهد به حديث جبرئيل عليه
السلام وهو اعظم حجة في المسئلة وحديث احمد وابن مردويه بسند صحيح والبزار

اور کہا احمد نے بیان کیا ہمسے وکیع نے کہ بیان کیا ہمسے سفیان نے منصور کی روایت سے اونہون نے ایک مرد سے بروایت علیؓ اور یہ
کل روایت بجز اوس مرد کے اما سو نکو سلسلہ مین ہین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو نعیمی نے یعلی بن عبید و عبیداللہ بن موسی و ابو
نعیم سے اونہون نے سفیان سے عبیداللہ نے زیادہ کیا ہے (اوسکے خیر اور اوسکے شر پر) اور سفیان کی روایت منصور
سے صحیح تر ہے غیر کے روایت سے جو منصور سے کیگئی ہے جیسا کہ اسکو ابن مبارک نے ذکر کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا
جعفر فریابی نے عبداللہ و عثمان بن ابی شیبہ کے دو بیٹون نے اونہون نے ابو الاحوص سلام بن سلیم سے اونہون نے منصور سے اونہون نے
ربعی سے اونہون نے ایک بنی اسد کے مرد سے بروایت علیؓ اسکو رفع کرکے (چار امور ہین کہ ہرگز کوئی شخص ایمان کامل نہ پائیگا یہانتک کہ اونپر ایمان لاوے
یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین وہ یکتا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور یہ کہ مین خدا کا رسول ہون بحق کے ساتھ بھیجا ہے اور یہ کہ وہ شخص مرنیکے
پھر مرنیسے اٹھایا جائیگا اور ایمان لاوے کل تقدیر پر اور ایسا ہی روایت کیا فریابی نے عبیداللہ بن معاذ سے اونہون نے اپنے باپ
شعبہ سے اور حاصل یہ ہے کہ شعبہ نے بطایسی و غندر کی روایت مین اسکو روایت کیا ہے منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے
علیؓ سے اور اسیطرح اسکو روایت کیا چریر و زائدہ و شریک نے منصور سے اور روایت کیا اسکو شعبہ نے نضر بن شمیل و معاذ بن
معاذ کی روایت مین منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے ایک رجل سے بروایت علیؓ اور اسیطرح اسکو روایت کیا
سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے پھر کیا حال ہے ثقات کی زیادتی کا اور وہ معتبر ہے متصل ہونیکے
کے باب المزید مین پس اسپر حمل کیا جائیگا کہ ربعی نے اسکو پہلے ایک مرد سے سنا ہے اوسنے علیؓ سے پھر ربعی نے اسکو علیؓ سے سنا ہے پس ایکبار اسکو اوسطہ
روایت کیا اور دوسری بار اسطرح روایت کیا جیسا کہ اسکو پایا کیا ہے حقدار کا حق ادا کرنیکیواسطے اور اگر رجل ہی سے اسکو سنا ہے
پس وہ رجل کو مجہول ہے پر اوسکی حدیث کے لئے بہت سے متابعات و شواہد ہین کہ جن سے وہ قوی ہوگئی ہے پس قول حضرت علیہ السلام کا
(مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے) شامل ہے ایمان کو جملہ احکام شرعیہ کے اور منجملہ اوسکے ایمان ہے فرشتون و کتابون اور رسولون پر اور عنقریب نقل
کیا جائیگا دوسری حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور یہ حدیثین صریح ہین اس باب مین کہ ایمان مجرد یقین لانا ہے
مع اقرار کے عمل داخل نہین ہے اور عمل اسلام ہی کا جز ہے جیسا کہ اسکیطرف رہبری کرتا ہے قول حضرت کا (کہا
عربون نے ایمان لائے ہم کہدو کہ تم ایمان نہین لائے مگر یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ہنوز تمہارے دلونمین ایمان گذر نہین ہوا ہے) اور یہ بھی تصریح
دیتی ہے حدیث جبریل علیہ السلام کی اور وہ حدیث بہت بڑی جگہ ہے کتاب مسلم مین بلفظ احمد و ابن مردویہ کی حدیث ہے سند صحیح سے اور بزار

وابي يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الاسلام علانية والايمان في
القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات الحديث ولاسحق بن راهويه و
عبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن مقبله من الشام عن الايمان
فقراء (لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى) الآية وكذا روى مجاهد مرسلا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان
اباذر سئاله عليه السلام عن الايمان فقراء الآية اخرجه عبد الرزاق في تفسيره
واسحاق وعبد وروى عنه عليه وآله السلام من وجه اخر متصلا عن القاسم
ابن عبد الرحمن جاء رجل الى ابي فقال ما الايمان قال عليه هذه الآية فقال ليس
عن البر سالتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسئاله
عما سالتني فقرأ عليه هذه الآية (الحديث اخرجه اسحق وعبد ابن مردويه
واخرج ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سئل رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم عن الايمان فتلا هذه الآية ثم سئاله فتلاها ثم سئاله فتلاها
(الحديث) ومعنى ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون بالعمل بما
امر وانه البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو ميسرة من عمل بهذه الآية فقد
استكمل الايمان اخرجه وكيع وابن ابي شيبة والمنذر ولابن شاهين في
السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في المسند الفردوس عن علي رفعه الايمان
والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا بصاحبه ولابن
شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل واحد
منهما الا مع صاحبه ولابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان

اور ابو یعلی کی انس سے اور انہون نے روایت کی نبی صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ اسلام کہلا ہوا ہی اور ایمان
دل مین ہے پھر آپ ارشاد کرتے تھے اپنے سینے کے طرف تین مرتبہ آخر حدیث تک اور اسحاق بن راہویہ و عبد بن حمید
کی حدیث ہی اون دونون کی تفسیر مین عکرمہ سے کہا انہون نے حسن سے جبکہ وہ شام سے آئے تھے ایمان کا سوال کیا گیا
پس اُنہون نے یہ آیت پڑہی نیکی یہی نہین ہی کہ تم اپنا رخ کرلو مشرق و مغرب کے طرف اور لیکن نیک وہ شخص ہی کہ ایمان لایا
خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون و کتاب و انبیاء پر اور خیرات کیا مال خدا کی محبت مین عزیزون و یتیمون پر آخر
آیت تک) اور اسی طرح مجاہد نے مرسل روایت کی ہی نبی صلعم سے کہ ابو ذر نے حضرت سے ایمان کو دریافت کیا پس حضرت نے
آیت مذکور کو تلاوت فرمایا اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر مین اور اسحاق و عبد نے روایت کیا ہے اور حضرت صلعم سے
مروی ہی اور طریقہ سے قاسم بن عبد الرحمن کی متصل روایت ہے کہ ایک شخص نے ابو ذر کے پاس آکر کہا کہ ایمان
کیا شے ہی پس اونہون نے آیت مذکورہ اوسکے سامنے پڑھدی پس اوس شخص نے کہا کہ مینے آپ سے نیکی کا
سوال نہین کیا تہا پس کہا ابو ذر نے کہ ایک شخص آیا تہا رسول خدا صلعم کے پاس پھر اوس نے پوچھا حضرت سے
جو کچھ کہ تو نے مجھسے پوچھا تو حضرت نے اوسکے سامنے یہی آیت پڑہی تھی آخر حدیث تک اسکو روایت کیا احمد
و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہی اور اسکو صحیح کہا ہی ابو ذر سے کہ انہون نے پوچھا
نبی صلعم ایمان کو پس حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے پوچھا حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے
پوچھا تب یہی حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا آخر حدیث تک اور اس کا مطلب یہ ہی کہ ایمان صرف یقین لانا امور مذکورہ
پر و لیکن وہ ملا ہوا ہی عمل کرنے اون امور پر کہ جنکا حکم ہوا ہے اور وہی نیکی اور ایمان مکمل ہے احمد یہین سے ابو میسرہ نے
کہا ہی کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا پس بیشک پورا کرلیا ایمان کو روایت کیا اسکو وکیع و ابن ابی شیبہ و ابن منذر نے
اور ابن شاہین کی روایت سنت مین اور حاکم کی اور اسکی تاریخ مین اور دیلمی کی مسند فردوس مین حضرت علی سے رفع اسکا کہ ایمان
و عمل دونون بھائی ہین کہ شریک ہین آتصال مین نہین قبول کرتا ہی خدائے تعالے ایک کو دونون سے مگر اوسکی شریک کیساتھ اور ابن
شاہین کی روایت مرسل ہی محمد بن علی سے کہ ایمان و عمل دونون ساتھی ہین نہین درست ہوتا
ہے ایک دونون کا مگر اپنے ساتھی کے ساتھ اور ابو نعیم کی روایت ہی حلیہ مین محمد بن علی باقر سے کہا کہ ایمان

ثابت في القلب وهذا هو مذهب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير داخلة في
اصل الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات
يرتفع العمل عن المومن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها
الصلوة ولا يجوز ان يقال رفع الايمان عنها وامرها بترك الايمان وقد قال لها الشارع
دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز ان يقال ليس على الفقير زكوة ولا يجوز ان يقال على الفقير
الايمان انتهى وللشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال
كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوي في شرح معاني
الآثار عن النزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فذكره نحوه والظاهر
انه من رواية النزال عن علي والمعنى انه من شان الايمان ان لا يدعى اليوم بنحو بني
عبد مناف بل يدعى بنحو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان بالله الرحمن والحمد
لله المنان على الاحسان ولله المنة ان اقول ومن الله التوفيق ان المصنف رحمه
لهذا الفصل لبيان الايمان الاجمل فالمجمل وطوله بذكر ايات واحاديث وبيان تفاسيرها
وطرقها وكل هذا تطويل بلا طائل وايضا التعبير بالاجمل فالمجمل اختراع جديد
وابتداع غير سديد لان المتعارف بين علماء الامة من السلف والخلف انما هو
تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير وايضا لما ذكره من قوله تعالى ليس البر ان تولوا
وجوهكم الاية وقوله تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه الاية وقوله تعالى
يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله الاية انما هو من دلائل الايمان المفصل
لا المجمل كما فهمه المصنف وهذا ظاهر على من تلا هذه الايات الثالث فالتقرير ليس بتام
وايضا ما ذكره من حديث لا يومن عبد حتى يومن باربع الحديث وشيد اركانه
بذكر التوابع والشواهد ومن حديث اربع لن يجد احد طعم الايمان حتى يومن بهن

ثابت ہے دل مین اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور اون کے اصحاب کا کہ اعمال داخل نہین ہین اصل ایمان مین کہا
کتاب وصیت مین پھر عمل غیر ایمان ہے اور ایمان غیر عمل ہے اس دلیل سے کہ بسا اوقات عمل مومن سے
اوٹھ جاتا ہے اور نہین جائز ہے کہ کہا جائے کہ ایمان مومن سے اوٹھ جاتا ہے اس لئے کہ حائض سے نماز
اوٹھ جاتی ہے اور نہین جائز ہے کہنا کہ اوس سے ایمان اوٹھ گیا ہے اور ایمان چھوڑنیکا حکم ہوا ہے اور
تحقیق شارع اوسکو کہا ہے کہ تو روزہ چھوڑ دے پھر اوسکو قضا کرلے اور جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر زکوۃ
نہین ہے اور نہین جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر ایمان لانا واجب نہین ہے انتہی اور شیرازی کی روایت سے
القاب مین علی کرنی صلعم نے فرمایا کہ ہم اور تم بنی عبد مناف تھے اور آج ہم تم بنی عبداللہ ہین اور روایت کیا اسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین نزال بن سبرہ سے کہ فرمایا ہم سے رسول خدا صلعم نے پس ذکر کیا مثل حدیث
مذکور کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نزال کی روایت ہے علی سے اور مطلب اس کا ایمانکی شان سے یہ ہے کہ آج مثل نبی عبد مناف کے
نہ پکارا جائے بلکہ مثل نبی عبداللہ کے پکارا جائے پس یہ اللہ وحسن پر ایمان لانیکی فضیلت سے ہے اور شکر
خدائے منان کا ہے احسان واحسان پر انتہی مین کہتا ہون اور خدا کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اس فصل کو
ایمان اجمل پس مجمل کے بیان مین اور اسکو طول دیا ہے چند آیات واحادیث کے ذکر سے اور اون کی تفاسیر
وطرق کے بیان سے اور یہ سبب فائدہ طوالت دینا ہے اور نیز اجمل پس مجمل کے ساتھہ اوسکو تعبیر کرنا اختراع جدید
وابتداع غیر سدید ہے اس لئے کہ تمام سلف وخلف کے علمائے امت مین متعارف تقسیم ایمان کی مجمل ومفصل
کے طرف ہے اور بس اور نیز جو کہ ذکر کیا مصنف نے قول حق تعالے کا لیس البران تولوا وجوھکم آخر
تک اور قول حق تعالے کا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ آخر تک اور قول حق تعالی کا یاایھا الذین
امنوا امنوا باللہ ورسولہ آخر تک یہ سب ایمان مفصل کے دلائل مین سے ہے نہ کہ ایمان مجمل کے جیسا کہ مصنف نے
سمجھا ہے اور یہ امر ظاہر ہے اوس شخص پر کہ جسنے ان تینون آیتون کی تلاوت کی ہے پس تقریب تام ہے اور نیز مصنف نے
یہ جو حدیث ذکر کی ہے لا یومن عبد حتی یومن باربع آخر تک اور اوسکے ارکان کو مضبوط کیا ہے تو ابع
وشواہد کے ذکر سے اور دوسری حدیث اربع لن یجد احد طعم الایمان حتی یومن بھن آخر تک

الحديث وقوى سنده بذكر طرقه ليس من دلائل العمل كما هو الظاهر من متن
الحديثين ثم قوله بعد ذكر الحديث وهذه الاحاديث صريحة في ان الايمان
هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من الاسلام متناقض و
متعارض لما قاله في صدر هذا الكتاب من ان العمل داخل في الايمان وما ذكره
من الادلة على خروج العمل من الايمان فهو مما ليس فيه كلام فلا نعيده وما ذكره
في آخر هذا البحث من حديث كنا وانتم بنى عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله
الحديث ثم قال بعده ذلك من فضل الايمان بالله الرحمن انتهى قلت هذا مسلم
ولكنه استيان هذا الحديث في بيان فرض الايمان ليس في محله وقد علم مما ذكرنا ان
المصنف لم يات في هذا الكتاب بما يعينه ويفيده في الباب بل جمع من المذاهب
اردأها واخذ من الاقاويل اوهاها ليسردها في مطاوى العبارات ويودعها
في مواضع متفرقة ومتشتة من الصفحات لترويج الباطل وتمويه الكاسد والعاطل
فنحن ايضا لبالمرصاد ونقدح وننا قش عليه فيما نجده في هذا الكتاب من الخلل
والفساد واما المواضع التي فيها شيئ من المطارحات وذكرها المصنف للتطويل
والتعقيد والتمويه والتمهيد فنظر فيها بالاجمال ولا نطيل الكلام بتفاسيل الرد
عليها والله الموفق قال الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت قال الله تعالى
فمن يكفر بالطاغوت ويومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى الاية قال ابن ابي
شيبة ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال كان علي بن الحسين يعلم ولده
يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت انتهى اقول بحوله تعالى وقوته ليس
في هذا الفصل شيئ مما يعتد به ويليق ان يبين مستقلا ومع ذلك افرده المصنف
بالذكر وعنونه بعنوان الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت تجديدا للدين

اور اوسکی سند کا تقویہ کیا ہے اوسکے طرق کے ذکر سے ایمان مجمل کے دلایل مین سے نہین ہین جیسا کہ دونون حدیثون کے متن سے ظاہر ہے پھر قول مصنف کا احادیث کے ذکر کے بعد (اور یہہ حدیثین صریح ہین اس امر مین کہ ایمان صرف یقین لانا ہے اقرار کیساتھہ عمل اوسمین داخل نہین ہی عمل اسلام مین داخل ہے) متناقض و متعارض ہے اوس کے اوسقول سے جو اوس نے اس کتاب کے شروع مین کہا ہے کہ عمل ایمان مین داخل ہی اور جو دلیلین کہ ایمان عمل کے خارج ہونے پر ذکر کی ہین اونمین ہم کو کچھہ کلام نہین ہے پس ہم اون کا اعادہ نہین کرتے اور جو حدیث کہ اس بحث کے آخر مین ذکر کی ہی کہ ہم تم بنی عبد مناف تھے پس آج سے ہم تم بنی عبداللہ ہین آخر تک پھر اسکے بعد مصنف نے کہا کہ پس یہ حدیث ایمان باللہ الرحمن کی فضیلت سے ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر مسلم ہے لیکن اس حدیث کو فرض ایمان کے بیان مین لانا بے محل ہے اور ہم نے جو کچھہ ذکر کیا ہے اوس سے معلوم ہوگیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ دلائل پیش نہین کی جو باب ایمان مین اوسکو مفید اور معین ہون بلکہ مذاہب رویہ کو جمع کر دیا ہے اور ضعیف تر اقوال کو اخذ کیا ہے اور عبارتون کے لپیٹون مین اونکو داخل کر دیا ہے اور متفرق مقامات و مختلف صفحات مین اون کو درج کر دیا ہے باطل کو رواج دینے و کاسد و بیکار کو آراستہ کرنے کی غرض سے پس ہم بھی تاک مین ہین اور اوسپر قدح و مناقشہ کرینگے جہان کہین اس کتاب مین خلل و فساد پائین گے اور لیکن وہ مقامات کہ جن مین کچھہ اعتراض نہین ہے اور مصنف نے اوسکو تطویل و تعقید و تمویہ و تمہید کیلئے ذکر کیا ہے پس اونمین ہم اجمالی نظر کرین گے اور کلام کو اوپر تفصیلی رد کرنے سے طول نہ دینگے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے (کہا مصنف نے) کفر کرنا طاغوت سے اور

ساتھہ ایمان لانیکے رب الملکوت پر فرمایا حق تعالے نے (یعنی جسنے کفر کیا طاغوت سے اور ایمان لایا خدا پر پس تحقیق اوسنے پکڑلیا مضبوط کڑے کو آخر تک) کہا ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہم سے حاتم بن اسمعیل نے جعفر کی روایت سے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ علی بن حسین اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے کہو تم کہ ایمان لایا مین خدا پر اور کفر کیا مین طاغوت سے انتہی مین کہتا ہون خدا کی حول و قوت سے کہ اس فصل مین کوئی ایسا مقدمہ امر نہین ہی کہ مستقل طور بیان کرینکی لایق ہو اور پھر بھی مصنف نے اس کا ذکر علحدہ کیا اور کفر بالطاغوت مع الایمان برب الملکوت اس کا عنوان قرار دیا دین کی تجدید

وتنبيهها على كونه من المجددين ولم يبين ما معنى الطاغوت وما معنى
الكفر به فالرد عليه بافراده بالذكر ولا ثم بتركه مجملا ثانيا قال الايمان
المفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء
الالهية قال ذو الجلال المتعال (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ) وقال (لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ
لَفَسَدَتَا) وقال (مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ
كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) وقال المتعال (وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ) قال مسدد صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن
محمد بن اسحق عن النعمان بن سعد قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار
علي بن ابيطالب رضي الله تعالى عنه اذ دخل علينا نوف بن عبد الله
فقال يا امير المومنين بالباب اربعون رجلا من اليهود فقال علي علي بهم
فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا علي صف لنا ربك هذا الذي هو في السماء
كيف هو وكيف كان ومتى كان وعلى اي شئ هو فاستوى علي جالسا وقال يا
معشر اليهود اسمعوا مني ولا تبالوا ان لا تسئلوا احدا غيري ان ربي
عز وجل هو الاول لم يبد مما ولا مما زج معما ولا حال وهما ولا شبح يتقصى ولا
محجوب فيحوى ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل جل ان يكيف
المكيف للاشياء بكيف كان بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان ولا
لتقلب شان بعد شان فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت بالالسن الفصاح
من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية

اور اپنے مجدد ہونے پر تنبیہ کے واسطے اور یہ بھی نہ بتایا کہ طاغوت کے کیا معنی ہین اور اس سے کفر کرنیکا کیا
مطلب ہے پس پہلا اعتراض اسکو جواب فصل قرار دینے پر ہے پھر دوسرا اعتراض اسکو مجمل چھوڑ دینے پر ہے کہا
مصنف نے ایمان لانا ذات احدیت پر اور صفات واحدیت اور اسمار الہیہ پر فرمایا خدا ے بزرگ و برتر نے کہدیا
کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے نہ اوسنے کسیکو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اوس کا کفو ہے اور فرمایا
کہ اگر زمین و آسمان مین چند معبود ہوتے بجز خدا کے تو ضرور دونون تباہ ہوجاتے اور فرمایا کہ خدا نے کسیکو اپنا بیٹا
نہین بنایا اور نہ اوسکے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو الگ لیجاتا اور ایک معبود دوسرے
معبود پر چڑھائی کرتا اور فرمایا خدا ے برتر نے اور خدا ہی کے لیئے ہین نیک نام پس اوسکو
اون کے ساتھ پکارو اور چھوڑ دو اون لوگون کو جو خدا کے نامون مین بے دینی کرتے ہین فریب
اپنے عمل کی سزا پائین گے کہا مسدد صاحب مسند نے کہ روایت کی ہم سے عبدالوارث بن سعید نے
محمد بن اسحاق سے اونہون نے نعمان بن سعد سے کہا اونہون نے کہ مین کوفہ کے دارالامارت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر مین تھا کہ یکایک نوف بن عبداللہ نے ہمارے پاس آکر کہا
کہ اے امیرالمومنین دروازے پر چالیس یہودی مرد موجود ہین پس علی نے فرمایا کہ اونکو میرے
پاس لے آپس جبکہ وے حضرت امیر کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو کہنے لگے اے علی ہم سے
اپنے رب کی صفت بیان کر کہ جو آسمان مین ہے کہ وہ کیونکر ہی اور کیونکر تھا اور کب تھا اور کس سے برا ہے
پس علی سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ اے یہودیون کی جماعت سنو تم مجھسے اور اس کا باک نکرو
کہ میرے سوا اور کسی سے نہ پوچھو بیشک میرا رب عزت و جلال والا ہے سب سے اول ہے کسی شے
ظاہر نہین ہی اور نہ کسی شے کیساتھ ملا ہوا ہی اور نہ وہم مین آتا ہے اور نہ وہ جسم ہی کہ نہتھی ہو جاوی اور نہ چھپا
ہوا ہی کہ کھیرا جاوی اور نہ موجود ہوا عدم کے بعد کہ اوسکو حادث کہا جاے بلکہ اشیاء کو کیفیت سے موصوف کرنیوالا اس سے
برتر ہی کہ پوچھا جاے کہ کیونکر تہا بلکہ وہ ہمیشہ سی ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ نہ زایل ہوگا یا نکی اختلاف سے اور نہ صفاتکی بدلنے سے پھر
کیونکر وصف کیا جاے شکلونسے اور کس طرح بیان کیا جاے فصیح زبانونسی کہ جو اشیا مین داخل نہین ہی کہ کہا جاے کہ ہونیوالا ہی اور نہ ادنی جنہونے کہا جاتا ہے کہ عدد ہے بلکہ جو

وهو اقرب من حبل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من
عباده شخوص لحظة ولا كرور لفظة ولا ازدلاف ربوة ولا انبساط خطوة في
غسق ليل داج ولا ادلاج لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس
ذات النور يضوئها في الكرور ولا اقبال ليل مقبل ولا ادبار نهار مدبر الا
وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم بكل مكان وكل حين واوان
وكل نهاية ومدة فالامد الى الخلق مضروب والحد الى غيره منسوب لم
يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بدية بل خلق ما خلق
فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فليس لشيء
منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة
والملئكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين
كعلمه بالاحياء المتقلبين وعلمه بما في السموات العلى كعلمه بما في
الارضين السفلى وعلمه بكل شيء لا تحيره الاصوات ولا تشغله اللغات سميع
للاصوات المختلفة بلا جوارح له موتلفة مدبر بصير عالم بالامور حي قيوم
سبحانه كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه
وتعالى عن تكييف الصفات من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق
المعبود ومن ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الحيرة والتغليط بل هو المحيط بكل
مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصفنا الرحمن بخلاف التنزيل
والبرهان فصف لنا جبرئيل وميكائيل واسرافيل هيهات تعجز عن
وصف مخلوق مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تدرك صفة رب
الهيئة والادوات فكيف من لم تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات

اور وہ قریب زیادہ ہے شہ رگ سے اور بعید زیادہ ہے مشابہت مین ہر بعید سے اور سپر چھپا نہین ہے اوس کے
بندون کی نظر کا چرہنا اور نہ لطف بار بار گذرنا اور نہ نیند کی آمد مین ہونا اور نہ قدم کا پھیلنا اندھیری رات کی
تاریکی مین اور نہ اول شب کے چلنے مین نہ اوسپر سایہ ڈلتا ہے روشن چاند اور پھیلا نا نورانی آفتاب کا
اپنی روشنی کو گذرنے مین اور نہ آنیوالی رات کا آنا اور جانیوالی دن کا جانا مگر وہی گھیرے ہوئے ہے
ہر چیز کو کہ اوس کا موجود کرنا چاہتا ہے پس وہی عالم ہے ہر مکان اور ہر وقت و ہر آن دہر نہایت
و ہر مدت کا پس مدت مخلوق کے طرف عائد ہے اور حد اوس کے غیر کے طرف منسوب ہی اوس نے
اشیاء کو اصول اولیہ سے پیدا نہین کیا اور نہ پہلی چیزون سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھی بلکہ پیدا کیا
جو کچھ پیدا کیا پس قایم کیا اوس کے بدن کو اور ذی صورت بنایا جسکو کہ ذی صورت بنایا پس
خوب بنایا اوس کی صورت کو بیکتا ہے اپنی بلندی مین پس کسی شے سے اوسکو روک نہین اور نہ اوسکو
اپنی مخلوق مین سے کسی کی بندگی کا نفع ہے اوس کا جواب دینا پکارنیوالے کو جلد ہی اور فرشتے اسمانون
اور زمینون مین اوس کے فرمان بردار ہین اوسکا جاننا پیدا مردون کو ایسا ہی ہے کہ جسطرح اوسکا جاننا
چلتے پھرتے زندون کو ہے اور اس کا علم بلند آسمانون کی موجودات کے متعلق اس طرح پر ہے
کہ جس طرح اوس کا علم پست زمینون کی موجودات کے متعلق ہے اور اوس کا علم ہر شے کے
متعلق ہے نہ اوسکو آوازین دنگ کرتی ہین اور نہ اوسکو بولیان مشغول کرتی ہین مختلف آوازون کو
سننے والا ہے بدون اعضائے مرکبہ کے تدبیر والا ہے بنیا ہے کل امور کا جاننے والا ہے زندہ ہی
قایم رکھنے والا ہی پاک ہی وہ موسی سے اوس نے کلام کیا بدون اعضا و سباب کے اور بدون اب ولہوات کے پاک ہی وہ
اوپر تو ہی صفات کے کیفیت کے بیان کرنیسے جسنے گمان کیا کہ ہمارا معبود محدود ہے پس تحقیق وہ نادان (ریا) پیدا کرنیوالی معبود سے اور جس نے
ذکر کیا کہ مکانات خدا کو گھیرے ہوئے ہین اوسکو حیرانی و غلطی لازم ہوگئی بلکہ خدا ہی ہر مکان کو گھیرے ہوئے ہے پس اگر سچا ہی اوسکی صفت
بیان کرنیمین بہ خلاف تقریر پروردگار کے تکلف کرنیوالے پس بیان کرتا ہے حال جبریل کا اور میکائیل کا اور لشکرون کا اور اپنے مخلوق کا اوسکے بیان کرنیسے تو عاجز ہے
اور مخلوق معبود کا تو حال بیان کرنا ہے صفت تو ذکر کیفیت اور آنکی ادراک مین آتی ہی بصورت کیونکر ادراک مین آوے جسکو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہو نہ حواس پہنچ سکتے ہون آسمانون اور

وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش العظيم) وعن
مسدد اخرجه ابو نعيم في الحلية قال انا ابو بكر احمد بن محمد بن
الحارث قال ثنا الفضل بن حباب الجمحي نا مسدد به وعزى الاثر للحكيم
الترمذي في نوادر الاصول فليراجع قال ابو نعيم غريب من حديث
النعمان كذا رواه ابن اسحاق عنه مرسلا والنعمان قال صباح المزني لا
ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد الضعفاء وهو ابن
اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروي عن علي بن ابي طالب
وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحاق وروى له
الترمذي فقيل الذهبي في المغني مجهول غير مقبول ولذا قال في التقريب
مقبول ولوائح الصحة ظاهرة على صفحات هذا المتن وليس يقدر
على الاتيان بمثله من دون علي كما لا يخفى على من صفا ولبنين معاني
بعض الفاظ الاثر فقوله زاد له من الله رضوانه وطوله (هو
الاول لم يبدء مما) اي هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شيء
يعبر عنه بما ولا مما نج معما) اي ولا مختلط مع شيء يعبر عنه
بما فيه رد صريح على اهل الالحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين
يتشبثون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل وهم بريئون منه
قال شيخ العرفة محي الدين بن العربي في الباب (٥٥٨) الثامن والخمسين
وخمسمائة من الفتوحات المكية بعد بسط فكما ان الناظر في
المرايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسبها مع القطع بان
تلك الصورة المختلفة والتعينات باختلاف المرائي ليس شيء منها

اور جو کچھ زمین مین ہے - اور جو کچھ ان دونو کے درمیان ہے - اور وہ پروردگار ہے عرش عظیم کا) اور مسدد سے اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کیا ہے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو بکر احمد بن محمد بن حارث نے کہا کہ بیان کیا ہم سے فضل بن حباب جمحی نے کہ خبر دی ہمکو مسدد نے حدیث مذکور کی اور اثر مذکور حکیم ترمذی کیطرف منسوب ہے نوادر الاصول مین پس چاہیئے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے - کہا ابو نعیم نے کہ اثر غریب ہے حدیث نعمان سے اسیطرح مرسل روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اوس سے اور نعمان نے کہا صاحب میزان نے نہین روایت کی اوس سے بجز عبد الرحمن ابن اسحق کے کہ ضعیفون مین سے ہے اور اوس کا بہانجا ہے - مین کہتا ہون کہا ابن حبان نے کہ ثقہ لوگون مین داخل ہے علی ابن ابی طالب سے روایت کرتا ہے اور زید بن ارقم سے اوسکے بیٹے نے روایت کی ہے اور عبد الرحمن بن اسحق نے اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے پس ذہبی کا قول مغنی مین کہ مجہول ہے غیر مقبول ہے اور اسی وجہ سے ذہبی نے تقریب مین کہا ہے کہ مقبول ہے - اور صحت کی علامتین ظاہر ہین - اس متن کے صفحہ پر اور بحر علی کے ایسی حدیث لانے پر کوئی قادر نہین ہے چنانچہ یہ امر صاف طینت پر پوشیدہ نہین ہے اور چاہیئے کہ ہم اس اثر کے بعض الفاظ کے معانی بیان کرین پس قول حضرت امیر کا زیادہ ہو اونکی حق مین خدا کی خوشنودی اور قوت اوسکی (ھو الاول لا بدا ما) یعنی وہی اول ہے ابتدا کی پس نہین ظاہر ہوا کسی ایسی شے سے کہ جس کی تعبیر لفظ ما سے کیجائے (ولا ممازج معما) یعنی اور نہین مختلط ہے کسی ایسی شے کے ساتھ کہ جس کی تعبیر لفظ ما سے کیجائے اور اس قولمین صاف رد ہے ملحدون پر جو قایل ہین حلول و اتحاد کے جو دستاویز بناتے ہین محققین کے کلام کو اپنے باطل مذہب کے لئے اور وہ بری ہین اوس سے کہا شیخ معرفت محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵۸ مین بسط کے بعد (پس جسطرح کہ دیکھنے والا مختلف آئینون مین جو اوسکے سامنے ہین اپنی صورت کو ان مین بقدر اون کے دیکھتا ہے حالانکہ یہ امر یقینی ہے کہ وہ صورت مختلف متعینات کی آئینونکا اختلاف ہی کوئی اس مین سے

اعين الناظر الخارج عن المرآة القايم بنفسه المتعين بتعين خاص
لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المرايا ولا حل فيه فكذلك
الحق تعالى يتجلى في مرايا الحقايق المختلفة الاستعدادات بحسبها مع
انه تعالى ما انتقل اليها ولا حل فيها وقال قدس سره في هذا الباب بعد
بسط ما نصه وهذا يدلك صريحا على ان العالم ما هو عين الحق اذ
لو كان عين الحق تعالى لما صح كونه بديعا له وقال في الباب (٢٥٢)
والتسعين ومائتين بعد بسط فنور الشمس اذا تجلى في البدر يعطي
من الحكم ما لا يعطيه بغير الله لا شك في ذلك كذلك الاقتدار الالهي
اذا تجلى في العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان بالاقتدار
الالهي لكن يختلف الحكم بواسطة هذا المجلى الذي كان مثل المرآة للجلية
كما يعلم عقلا ان القمر في نفسه ليس فيه من نور الشمس شيء وان
الشمس ما انتقلت اليه بذاتها وانما كان له مجلى كذلك العبد ليس
فيه شيء من خالقه ولا حل فيه وانما هو مجلى له خاصة ومظهر وقال
في الباب الرابع عشر وثلاث مائة لو صح ان يترقى الانسان عن انسانيته
والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لصح انقلاب الحقايق وخرج الاله عن
كونه الها لا سبيل الى الحقايق ابدا وقد اكثر الشيخ وغيره من اهل
المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال الظل الانسان
وعكسه في المرآة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه قال الشيخ محمد بن يوسف
الصوفي السورتي في كشف الغين عن كلام اهل الدين واعلم ان جماعة

ہین ناظر نہین ہے جو آئینہ سے خارج ہے قایم بنفسہ ہے متعین بتعین خاص ہے نا وسمین
اختلاف ہے اور نہ وہ بنفسہ اون آئینون مین منتقل ہوا ہے اور نہ لونون مین اوتر آیا ہے پس
اسی طرح حقتعالے حقایق مختلفۃ الاستعداد کے آئینون نہین جلوہ فرماتا ہے بقدر اون کے
باینکہ حق تعالے نہ اون کے طرف منتقل ہوا ہے اور نہ اون مین اوتر آیا ہے) اور فرمایا قدس سرہ نے
اسی باب مین بسط کے بعد اس عبارت سے (اور یہ بیان تجکو صاف بتاتا ہے کہ عالم عین حق نہین
ہے اسلئے کہ اگر حق تعالے کا عین ہوتا تو حق کا موجد عالم ہونا صحیح نہوتا اور کہا باب ۲۵۲ مین
بسط کے بعد (پس نور آفتاب کا جبکہ چاند مین جلوہ گر ہوتا ہے تو اوسکو ایسا حکم دیا جاتا
ہے کہ غیر پدر کو نہین دیا جاتا ہے اور اس مین کچھ شک نہین ہے اسیطرح قدرت الٰہی
جب بندہ مین جلوہ گر ہوتی ہے پس مخلوق سے افعال ظاہر ہونے لگتے ہین پس صدور
اس فعل کا اگرچہ قدرت الٰہی سے ہے لیکن حکم مختلف ہے اس مظہر کے واسطے سے
کہ جو حق کی تجلی کے لئے مثل آئینہ کے ہے جیسا کہ عقلا معلوم ہے کہ چاند مین فی نفسہ
نور شمس سے کچھ نہین ہے اور نہ شمس بذات خود اوسکے طرف منتقل ہوا ہے پس
اسیقدر ہے کہ چاند اوس کا محل تجلی ہے اسی طرح بندہ مین خالق کی کوئی شے نہین ہے
اور نہ خالق نے اوسمین حلول کیا ہے اور بندہ فقط اوس کا خاصکر جلوہ گاہ (و مظہر ہے)
اور باب (۳۱۴) مین کہا ہے (اگر ثابت ہوتا یہ کہ انسان انسانیت سے ترقی کر جاتا اور قرشتہ
ملکیت سے اور اپنے خالق کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتا اور حقایق کا بدل جانا بھی ثابت ہو جاتا
اور معبود معبود ہونے سے نکل جاتا حالانکہ انقلاب حقایق کی دائما کوئی سبیل نہین ہے)
اور شیخ وغیرہ سلف وخلف کے اہل معرفت نے اکثر اپنی کتابون مین انسان کے ظل اور اوسکے
آئینہ مین عکس کی مثال بیان کی ہے پس اونکا قول علماے سلف کے موافق ہے کہ خدا اپنے عرش کو اپنی مخلوق سے جدا ہے
اس لئے کہ انسان اپنے ظل عکس سے جدا ہے شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کشف الغیب مین کہا ہے اور جانو کہ ایک جماعت نے

غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكلي الموجود في
ضمن افراده وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجودا
مستقلا ثم تجلى وظهر بصور الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود
مستقل وراء هذه الموجودات الكونية وهذه الطائفة بعد ان
فارقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز شاركوا
الاولى في نفي الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين
بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني
قدس سره في شرح رباعياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر
بالشيخ امان في رسالة اثبات الاحدية ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي
في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارسا البخاري في تحقيقاته ما نصه
من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقايد
واجمد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعم طائفة ضالة
يتزيون بزي الصوفية وهم الملاحدة عن طريق الحق وسبيل
الصدق تقول ما قاله الاماتري تعني ان هذه المدركات الحسية هي
هو ليس غيرها شئ فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا
الا الدهر بل هم اشد كفرا من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن
تاويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء الحسنى واما قول الملاحدة
ما ثمة الا ماترى فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى على حدة لانهم
يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج
كالكلي الطبعي وجزئياته ليس غيرها موجودا ولا شك ان قيلة

غلطی کی ہے اور صوفیہ کے کلام سے یہ سمجھلیا ہے کہ حق سبحانہ ایک کلی ہے کہ اپنے افراد کے ضمن مین
موجود ہے اور اسکے سوا اسکا اور کوئی وجود نہین ہے اور ایک گروہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حقتعالے
مستقل موجود تھا پھر موجودات کی صورتون مین جلوہ گر اور ظاہر ہوگیا پس ان صورتون مین
ظاہر ہونے کے بعد بجز ان موجودات کونیہ کے اوسکیلئے کوئی وجود مستقل باقی نہین رہا ہے
اور یہ گروہ بعد اسکے کہ پہلی جماعت سے علیحدہ ہوگیا ہے اس امر مین کہ خدا کے لئے قبل ظہور
و بروز کے اس نے ایک وجود مستقل مانا ہے پہلی جماعت مین داخل ہوگیا ہے بہ سبب نفی کرنے
وجود مستقل کے حق تعالے سے بلا فرق کے اور ان دونون مذہب کا بطلان بہت ظاہر ہے اسیطرح
علامہ جلال الدین دوانی نے (قدس سرہ) شرح رباعیات مین کہا ہے جیسا اسکو نقل کیا ہے
محقق عبد الملک نے جو مشہور ہے شیخ امان کے نام سے رسالہ اثبات احدیت مین اسکو ذکر کیا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار مین اور کہا شیخ محمد بخاری نے اپنی کتاب تحقیقات مین کہ
جس نے یہ کہا کہ خدا کے لئے تعین فی ذاتہ سوائے اس عالم کے نہین ہے تو اوس نے عقائد اسلام
کو فاسد کر دیا اور اونکا منکر ہوگیا اور شیخ محمد یوسف نے دوسرے مقام مین کہا ہے کہ (یہان ایک گمراہ
گروہ کہ صوفیون کی صورت بناتے ہین حالانکہ وے طریق حق و راہ صدق سے برگشتہ ہین کہتے
ہین کہ یہانپر کچھ نہین ہے مگر جو کچھ تجھکو نظر آتا ہے) اس سے مراد اونکی یہ ہے کہ یہی مدرکات محسوسہ
عین حق ہین ان کے سوا اور کچھ موجود نہین ہے پس یہ گروہ اور دھریے برابر ہین (حق تعالے
نے دھریون کا قول نقل فرمایا ہے کہ ہمکو دھر ہی ہلاک کرتا ہے) بلکہ یہ گروہ دھریون سے کفر مین
بڑھکر ہین اس لئے کہ دھریون کے کلام کی تاویل ہوسکتی ہے اوس شخص کے قول کی بنا پر کہ جسکے نزدیک
دہر اسمائے حسنی مین سے ہے اور لیکن ان ملحدون کا یہ قول کہ یہان پر وہی ہے کہ جو تجکو نظر آتا ہے اس سے
وجود مبدا کا صانع خلقانی کا انکار لازم آتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ عالم تمام ذات حق ہے اور عالم کے سوا
کوئی شے عالم کی صفت مین موجود نہین ہے جسطرح کہ کلی طبیعی اور اسکے جزئیات کے سوا اور کچھ موجود نہین ہے اور اسمین شک نہین کہ عینیت کا

الغينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفرا اذ ليس كافر ولا مشرك ينكر
وجود الحق على حدة عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة
في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن مجرى التحقيق وقالوا اما تم
الا ما ترى فجعلوا العالم هو الله والله نفس العالم الان قال والمحققون مرادهم
اثبات الحق ونفي الغير كما قال لبيد رضي الله عنه الا كل شئ ما خلا الله
باطل ومقصود الملاحدة مشتهاة نفوسهم الحيوانية هذه حيوتهم
ومالهم في الاخرة من خلاق انتهى ملخصا هذا وقد فشى هذا المذهب
الباطل في زماننا فوقع الكثيرون في الالحاد والزندقة واشاعوا
اقوالهم في النظم والنثر وطعنوا في تصانيفهم على مثال الظل وعكس المراة
وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم طاعنون
على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة هم انفسهم مطعونون من
جميع ايمة الملة بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى انتهى بقدر
الحاجة اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد عقد المصنف هذا الفصل
لبيان الايمان المفصل صدره بعنوان الايمان بالذات الاحدية والصفات
الواحدية والاسماء الالهية ثم استدل عليه بعدة ايات واحاديث
وبحث في اسنادها بالتقوية والتعديل وشرح معانيها بالبسط والتفصيل
بحيث يثبت به ما هو بصدد اثباته من اثبات المباينة لله تعالى عن الخلق
واستقراره على العرش وكونه في جهة العلو وغيرها من العقائد الباطلة
المشبهة والمجسمة والنجدية الخالفين في المتشابهات وقد نهوا عنه ابتغاء
الفتنة وابتغاء لتاويلها وما يعلم تاويلها الا الله واما الراسخون في العلم

قول بایمعنی کھلا کفر ہے بلکہ کفر سے بدتر ہے اسلئے کہ کوئی کافر اور مشرک وجود استقلال حق کا انکار نہین کرتا ہے برتر ہے خدا بہت برتر ہو ناظالمون کے قول سے۔ شیخ معرفت نے فتوحات مین کہا ہے کہ بیشک بگروہ کے قدم مقام تحقیق سے ہٹ گئے ہین کہ جسکا قول یہ ہے کہ یہان کچھ نہین ہے مگر یہی کہ تجکو نظر آتا ہے پس انہون نے عالم کو عین حق اور حق کو عین عالم قرار دے لیا ہے یہانتک کہ کہا اور اہل تحقیق کی مراد اثبات حق ونفی غیر حق ہے جیسا کہ جنید نے کہا ہے کہ آگاہ رہو کہ ہر شے خدا کے سوا باطل ہے اور مقصود ان ملحدون کا ان کے نفوس حیوانیہ کا امر مرغوب ہے پس انکی زندگی یہی ہے اور آخرت مین کچھ ان کا حصہ نہین ہے انتہی اور یہہ باطل مذہب ہمارے اس زمانہ مین فاش ہو گیا ہے پس بہت سے لوگ الحاد و زندقہ مین مبتلا ہو گئے ہین اور انھون نے ان ملحدون کے اقوال کو نظم و نثر مین شایع کر دیا ہے اور اپنی کتابون مین ظل و عکس آئینہ کی مثال پر طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مثال کے دینے والون نے اس مسئلہ کی حقیقت کو نہین سمجھا ہے پس یہہ لوگ تمام اکابر اہل معرفت پر طعن کرنے والے ہین اور درحقیقت تمام اہل ملت کے طرف سے یہہ لوگ خود مطعون ہین بلکہ ملت اسلام سے خارج ہین اور ہم کو ان کا شکوہ حق تعالے سے ہے انتہی بقدر حاجت۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو ایمان مفصل کے بیان مین منعقد کیا ہے اور اس کو شروع کیا ہے ایمان ذات احدیت وصفات واحدیت واسماے الہیہ کے عنوان سے پھر اس پر چند آیات واحادیث سے دلیل لایا اور انکی سند مین قوت وتعدیل سے بحث کی ہے اور اون کے معانی کو بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے الخ جسپر کہ اوس سے مصنف کا مدعا کہ جس کے مصنف درپے ہے یعنے خدا کا مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا اور بلندی کی جانب مین ہونا اور اوس کے سوا دوسرے عقاید فرقہ مشبہہ ومجسمہ وبخدیہ کا اثبات ہو جائے ان لوگون نے آیات متشابہہ مین خوض کیا ہے حالانکہ یہہ امر منع ہے فتنہ برپا کرنے اور انکی تاویل طلب کرنیکیواسطے حالانکہ اون کی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین ہے اور جو کہ علم مین پختہ قدم ہین

وهم اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى فهم برئيون عن تلك العقائد
الفاسدة ولايخوضون فى المتشابهات بل يومنون بها كما وردت و
يقولون كل من عند ربنا وحاول فى اثناء ذلك البحث الرد على من خالف
تلك العقائد الباطلة من المحققين من اهل المعرفة والمتكلمين وافتى
بكفرهم وكونهم من المبتدعين اعاذنا الله منه ومن هفوات الملحدين
وخرافات الزائغين امين اما الايات المتمسك بها فليس فيها من مساغ
الكلام ولايتعلق بها المرام واما الاحاديث التى استدل بها فى هذا المقام
فالاول منها ما اخرج برواية مسدد صاحب المسند بسنده عن على
بعبارة طويلة كما نقلناه فى قوله هذا فنقول ان هذا الحديث جامع
لاصول اعتقاد اهل السنة فى ذاته وصفاته تعالى وفيه تصريح بتنزيه
الذات عن كونه محصورا ومحدودا وكونه متمكنا فى المكان فيلزمه التنزيه
عن الجهة مع التلميح والتلويح الى بطلان اعتقاد المشبهة فى التجسيم و
الجوارح والانتقال وغير ذلك كما نص عليه العلامة المفتى محمد سعيد قدس
سره فى التنبيه فى صفحه (٢٤) من شاء فليرجع اليه فالاستدلال به
على ما زعمه المصنف من عقائده الباطلة المذكورة باطل كما سيعلم من
الكلام فيما شرح به المصنف هذا الحديث قوله ولنبين معانى بعض
الفاظ الاثر فقوله زاده من الله رضوانه وطوله (هو الاول لم يبده شئ)
اى هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شئ يعبر عنه بما ولا مما زج معا) اى لاختلاط
مع شئ يعبر عنه بما وفيه وتصريح على اهل الالحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين
يتشبثون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل فهم برئيون منه اقول ومن الله التوفيق ليس فى هذا الكلام الا تفو

اور وہ اہل سنت کا گروہ ہے خدا اونکو بڑھاوے پس وہ ان عقائد فاسدہ سے بری ہین اور آیات متشابہات مین خوض نہین کرتے ہین بلکہ اوپر ایمان لاتے ہین جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہی اور کہتے ہین کہ یہہ سب متشابہات وغیرہ ہمارے پروردگار کے جانب سے ہین اور مصنف نے اسی بحث کے اندر اون لوگون پر رد کرنا ہی قصد کر لیا ہے جو اون عقائد باطلہ مین اوس کے مخالف ہین اور وہ محققین صوفیہ و متکلمین ہین اور اون کے کفر و بدعتی ہونے کا فتوی دیا ہے خدا ہمکو اوس سے اور ملحدون کے بیہودہ باتون اور گمراہون کی خرافات سے پناہ مین رکھے آمین لیکن جن آیات سے مصنف نے تمسک کیا ہے پس اون مین ہم کو نہ کلام کرنے کی گنجایش ہے اور نہ اونسے ہمارے مقصد کو تعلق ہے اور لیکن جن احادیث کو اسمقام مین مصنف نے دلیل بنایا ہے پس اون مین پہلی حدیث وہ ہے کہ جسکو مسدد صاحب مسند کی روایت سے علیؓ کی جانب سے عبارت طویلہ مین نقل کیا ہے جیسا کہ ہم اس قول مین اس کو نقل کر چکے ہین پس ہم کہتے ہین کہ یہہ حدیث جامع ہے اہل سنت کے اصول عقاید کی ذات و صفات حق تعالے کے باب مین اور اس حدیث مین تصریح ہے ذات حق کے پاک ہونے پر محصور و محدود و ثابت فی المکان ہونیسے اور اس امر کو لازم ہے پاک ہونا جہت سے مع اشارہ کے عقائد مشبہہ کے بطلان کیطرف اثبات جسمیتہ و جوارح و انتقال وغیرہ کے باب مین جیسا کہ اسکو بیان کیا ہے علامہ مفتی محمد سعید قدس سرہ نے تنبیہہ کے صفحہ (۲۴) مین جس کا جی چاہے تنبیہہ کو دیکھہ لے پس اس حدیث سے دلیل لانا مصنف کا اپنے عقائد باطلہ مذکورہ پر باطل ہے جیسا کہ عنقریب ہمارے اس کلام سے معلوم ہو جائے گا کہ جسکو ہم نے مصنف کی اس حدیث کی شرح پر وارد کیا ہے قول مصنف کا (ولتبیین معانی بعض الفاظ الاثر فقولہ فاذا لہ من اللہ رضوانہ وطولہ ھو الاول لم یبد مما) ای ھو الاول بلا ابتداء فلم یظھر من شیء یعبر عنہ بما (ولا مما زج معما) ای ولا مختلط مع شیء یعبر عنہ بما فیہ رد صریح علی اھل الالحاد والقائلین بالحلول والاتحاد الذین یتشبثون بکلام اھل التحقیق لمذاھبھم الباطل وھم بریئون منہ آمین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف توفیق ہی کہ اس کلام مین مینے کی نفی کر سو اوپر کہہ چکے ہین

وهي نسبة بين المازجين والنسبة تستدعي عن المغائرة فانتفائها لا يدل
على المباينة والمفارقة لامكان احتمال العينية كما هو مذهب الصوفية من
ارباب الوحدة فالاستدلال به على نفي مذهب العينية كما هو مزعوم المصنف
ليمكنه اثبات المباينة والاستقرار على العرش وكونه من جهة العلو باطل وما
استدل به على نفي العينية من اقوال شيخ المعرفة وغيره فلا يجديه نفعا
لانها لا تدل على نفيها مطلقا بل انما تدل على نفي عينية يلزم منها اثبات
وجود الغير ونفي وجود الحق ومراد المحققين من ارباب الوحدة اثبات الحق
ونفي الغير كما نص عليه شيخ المعرفة واستشهد عليه بقول لبيد الا كل
شيء ما خلا الله باطل ومراد المصنف اثبات نفي العينية بكلا المعنيين
فما ثبت ليس بمراد له وما هو مراد ليس بثابت به ونمسك به على المباينة
ونفي العينية من مثال الظل والعكس فهو ايضا غير مفيد له لان حقيقتهما
ليست الا اصلهما فالتمثيل بهما يقوي العينية وينفي المباينة فالاستدلال
بهما على اثبات المباينة ونفي العينية المطلقة باطل وقوله وقد اكثر الشيخ
وغيره من المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل الانسان
وعكسه في المراة فقولهم موافق لقول اعلام السلف ان الله على عرشه بائن من خلقه
ان الانسان بائن من ظله وعكسه انتهى ساقط عن درجة التحقيق لان التمثيل
بالظل والعكس ينادي باعلى نداء ان ذات الاله الحق هي قائمة بالذات موجودة
بالحقيقة والعالم باسره وبجميع اجزائه قائم بها وموجود بوجودها وليس له وجود في الحقيقة
سوى وجود الحق وكما ان الاصل غير مفارق ولا مباين من ظله وعكسه فكذلك الحق لا يفارق
ولا يباين ولا يغيب عن العالم طرفة عين فعلم منه ان استنباط المصنف بينونة الحق من

اور ملنا ایک نسبت سے دو ملنے والی چیزون مین اور نسبت غیر ہونے کو چاہتا ہے پس ملنے کی نفی جدا ہونا اور علحدہ ہونا نہین سمجھا جاتا ہے بسبب ممکن ہونے احتمال عین ہونے کے جیسا صوفیہ ارباب وحدت وجود کا مذہب ہے پس اس قول سے دلیل لانا مذہب عینیت کی نفی پر جیسا کہ مصنف کا عقیدہ ہے تاکہ مصنف کو خدا کے جدا ہونے اور عرش پر بیٹھنے اور بلندی کی جہت مین ہونیکا ثابت کرنا ممکن ہو باطل ہے اور جو کہ مصنف شیخ معرفت وغیرہ کے اقوال سے عینیت کی نفی پر دلیل لایا ہے مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ ان اقوال سے مطلق عینیت کی نفی سمجھ مین نہین آتی بلکہ انکی دلالت ایسی عینیت کی نفی پر ہے کہ جس سے وجود غیر کا اثبات اور وجود حق کی نفی لازم آئے اور محققین ارباب وحدت وجود کی مراد اثبات حق کا اور غیر کی نفی ہے جیسا کہ شیخ معرفت نے اسکی تصریح کی ہے اور لبید کے قول (خبردار ہو جو کچھ خدا کے سوا ہے باطل) سے اوپر دلیل لایا ہے اور مصنف کی مراد عینیت کی دونون معنی کی نفی ہے اور جو کچھ ان اقوال سے ثابت ہے مصنف کی مراد نہین ہے اور جو کچھ مصنف کی مراد ہے وہ کلام مذکور سے ثابت نہین ہوتی اور جو کہ اثبات مبائنت و نفی عینیت کیلئے مصنف ظل وعکس کی مثال کو وستاویز بنایا ہے یہ بھی مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ ظل وعکس کی حقیقت بجز اونکی اصل کے اور کچھ نہین ہے پس ان دونون کی مثال دینا عینیت کو قوی کرتا ہے اور مبائنت کی نفی کرتا ہے پس ان دونون سے اثبات مبائنت اور عینیت مطلق کی نفی پر دلیل لانا باطل ہے اور قول مصنف کا (قد اکثر الشیخ وغیرہ من اھل المعرفۃ السالفۃ والخالفۃ فی تصانیفھم من ذکر مثال ظل الانسان وعکسہ فی المراۃ فقولھم موافق لقول علماء السلف ان اللہ علی عرشہ بائن من خلقہ فان الانسان بائن من ظلہ وعکسہ انتہی) درجہ تحقیق سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ ظل عکس کی تمثیل بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ ذات معبود حق ہی بالذات قایم ہے اور حقیقت مین موجود ہے اور عالم بالکل مع اپنی تمام اجزا کے ذات حق سے قایم ہے اور اوسی کے وجود سے موجود ہے اور وجود حق کے سوا حقیقت مین عالم کے لئے کوئی وجود نہین ہے اور جس طرح کہ اصل اپنے ظل وعکس سے علحدہ وجدا نہین ہے اسی طرح حق عالم سے ایک لمحہ علحدہ اور جدا و غائب نہین ہے پس اس بیان سے معلوم ہو گیا ظل عکس کی مثال جو مصنف نے عالم سے

العالم من مثال الظل والعكس وغرائه هذه العقيدة الفاسدة الى الشيخ وعلماء
السلف والخلف انما نشاء من سوء فهمه ومعونة وهمه كيف قد صرح الشيخ قدس
سره بان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة واخطاء في انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بذات واحدة قيومة لها فلما لم يثبت حقيقة غير حقيقة
الحق سبحانه على نحو الاستقلال قالت الصوفية حقايق العالم كلها اعراض مجتمعة
بعضها الى بعض وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيوم
بغيرها فانك لو فصلت حقيقة الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا
متعددة وهي النطق والحس والحركة اه والعجب كل العجب من المصنف انه يشرح
معاني هذا الاثر ويثبت به بينونة الحق تعالى عن الخلق ولا ينظر الى السياق
والسباق ولو نظر لما اثبت لان عليا رضي الله عنه قد صرح بعدم البينونة
في هذا الاثر حيث وكيف ينعت بالالسن الفصاح من لم يكن في الاشياء فيقال
كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من حبل الوريد
انتهى فاعتبروا يا اولي الابصار والنظر وا بالتدبر والاعتبار الى جسارة هذا
المكثار وخيانته في الاظهار والاظمار في معاني الاحاديث والاثار والى الله
المشتكى وهو المؤمل والملتجى والتحقيق لمذهب الصوفية الصافية في مسئلة العينية
قد فرغنا عن بيانه في المقدمة فليرجع اليها قال وقوله زاد لمن الله
رضوانه وطوله ولا احال وهما اي ولا هو مما يستطيع الاوهام والافهام
ان تدركه اصلا ولا شبح يتقصى الشبح الشخص ويتقصى يطلب اقصاه
ويدخل فيه قوله ولا محجوب فيحوى وقوله ولا كان بعد ان لم يكن فيقال
حادث جواب سوالهم كيف كان ويتن في سنه بقوله بل جل ان يكيف

حقیقتے کے جدا ہونیکا استنباط کیا ہے اور اس عقیدۂ فاسد کو شیخ معرفت و علمائے سلف و خلف کیطرف منسوب
کیا ہے یہ امر مصنف کی سوء فہم و معونت وہم کا نتیجہ ہے کیونکہ خود شیخ اکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ نظام موجود ہے
اپنے اس قول مین کہ عالم چند اعراض مجتمعہ کا نام ہے اور اوس نے خطا کی ہے اسمین کہ اون اعراض کے ایکذات مین
کہ جو اونکو قایم رکھنے والی ہے قایم ہونیکی قائل نہین ہوا پس جبکہ بجز حقیقت حق سبحانہ کے بطور استقلال کسی
حقیقت کا ثبوت نہین ہوا ہے صوفیہ نے کہا کہ تمام عالم کی حقیقتین چند اعراض ہین کہ بعض اون کے بعض دوسرے
ساتھہ جمع ہوگئے ہین اور اون سب کا قیام ایک ذات سے ہے کہ جو بذات خود قایم ہے اور اپنے غیر کو قایم
رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل و تحلیل کرے تو اوس مین چند اعراض کے
سوا کہ نطق و حس و حرکت ہین اور کچہ نہ پائیگا تا آخر اور بڑا تعجب مصنف سے یہہ ہے کہ وہ اس حدیث کے معانی کی
شرح کرتا ہے اور اسی حدیث سے خدا کا جدا ہونا مخلوق سے ثابت کرتا ہے اور اوس کے سیاق و سباق کو
نہین دیکہتا ہے اور اگر دیکہتا تو ثابت نکرتا اسلئے کہ حضرت علیؑ نے اسی حدیث مین خدا کے جدا ہونیکی تصریح
فرمادی ہے چنانچہ فرمایا ہے اور کیونکر تعریف کیجائے فصیح زبانون سے کہ وہ اشیا مین داخل نہین
ہے کہ اوسکو ہونیوالا کہا جائے اور نہ اون سے جدا ہے کہ اوس کو بائن کہا جائے بلکہ وہ بکیفیت ہے
اور شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے انتہی پس عبرت لو اے عقل والو اور تدبر و اعتبار اس زیادہ گوئی کی دلیری و خیانت
کو دیکھو معانی احادیث و آثار کے کہولنے اور چھپانے کے باب مین اور خدا ہی کے طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی
ہمارا مرجع و ملتجی ہے مذہب صوفیہ صافیہ کی تحقیق عینیت کے مسئلہ مین ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس مقدمہ
کیطرف رجوع کرنا چاہیئے کہا مصنف نے اور قول اوس کا زیادہ ہو خدا کے طرف سے اوس کے حق مین
خوشنودی اور طول اوسکا اور نہ اوترنے والا ہے وہم مین) یعنی اور نہ وہ ایسی شی ہے کہ اوہام و افہام اصلا
اوس کا ادراک کرسکین (اور نہ بدن ہے کہ منتہی ہوجاوے) شبح بمعنی بدن ہے اور تیقظی یعنی طلب کرے اپنی نہایتکو
اور اسی مین داخل ہے قول اوس کا (اور نہ محجوب ہے کہ گھیرا جاوے) اور قول اوس کا (اور نہ موجود
ہوا بعد اس کے کہ نہتا کہ اوسکو پیدا کیا جائے (جواب ہے یہودیون کے سوال کا کہ خدا کا ان سے ترقی کی ہے اپنے اس قول سے

المكيف للاشياء كيف كان اى جعل المكيف للاشياء ازيكيف بكيف كان
وقوله بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان جواب سوالهم متى كان ولا
لتقلب شان بعد شان اى المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو فى شان
وقوله فكيف يوصف بالاشباح توضيح لقوله جل ازيكيف اه وقوله ولا
شبح اه وكيف ينعت بالالسن الفصاح اى الناطقة بالصفات من لم يكن
فى الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو
اقرب من جعل الوريد وابعد فى الشبه اى المشابهة من كل بعيد
وفى جواب المرتضى عن سوال ذغلب اليمانى قريب من الاشياء غير ملامس
بعيد منها غير مبائن وفى خطبة للمرتضى لم يحلل فى الاشياء فيقال هو فيها
كائن ولم ينأ عنها فيقال هو منها بائن وفى خطبة اخرى لم يقرب من
الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق لا يخفى عليه من عباده شخوص
لحظة اى مد البصر بلا حركة جفن ولا كرور لفظة اى تكرر اللفظة و
رجوعها ولا ازدلاف ربوة صعود انسان او حيوان الى ربوة من الارض
اى موضع مرتفع ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق
اى ظلمة ليل داج اى مظلم ولا ادلاج فى القاموس الدلج محركة و
الدلجة بالضم والفتح السير من اول الليل وقد ادلج وقد ادلجوا ان سار وا من اخره فادلجو
بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا باوايل كانت قبله ابدية وفى خطبة
له لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابديه وفيه ابطال القيلة بعض القلاسفة
الضلال وكذا فى مبائن هذه الارشادات ابطال لاقوال فرق من البطال علمه بما
فى السموات العلى كعلمه بما فى الارضين السفلى وعلمه بكل شئ اى سوى ذاته من الاسرار والانوار

(بلکہ برتر ہے اس سے کہ اشیا کو موصوف بکیفیت کرنیوالا خود کیفیت کے ساتھ موصوف ہو) یعنی برتر ہے اشیا
کو موصوف بکیفیت کرنیوالا اس سے کہ کیف کا ن سے بیان کیا جائے اور قول اوسکا (بلکہ نہ زائل ہوا اور نہ زائل ہوگا
زمانون کے اختلاف سے) جواب ہے اونکے قول متی کان کا (اور احوال کے بدلنے سے) یعنی جسکی طرف
اشارہ ہے حق تعالے کے قول کل یوم ہو فی شان مین اور قول اوسکا (پھر کیونکر موصوف ہو صورتون سے)
تو منبع ہے اوسکے قول جل ان یکیف آہ کی اور اوسکے قول ولا شبح اہ کی (اور کیونکر بیان کیا جائے فصیح زبانون
سے) یعنی اون زبانون سے کہ صفات کو بیان کرنیوالی ہین (وہ کہ نہین ہے اشیا رمین کہ کہا جائے اوسکو کان
اور نہ اون سے علیحدہ ہے کہ کہا جائے اوسکو بائن بلکہ وہ بے کیفیت ہے اور سرگ سے زیادہ نزدیک ہے
اور دور تر ہے شبہ ای شباہت مین ہر دو رسے) اور دغلب یمانی کے سوال کا جواب مرتضے علی نے
یون دیا ہے (نزدیک ہے اشیاء سے بدون ملنے کے دور ہے اون سے بدون جدا ہونیکے) اور مرتضی علی
کے خطبہ مین یون ہے (نہین اوتراہے اشیا رمین حتی کہ کہا جائے کہ اون مین کائن ہے اور نہ اون سے دور ہے
حتی کہ کہا جائے اون سے جدا و بائن ہے) اور دوسرے خطبہ مین یون ہے نہین قریب ہوا اشیا رسے ملکر اور نہین دور
ہوا اون سے جدا ہوکر (نہین چھپا ہے اوسپر بندون کی نظرون سے کہ نہ دیکھنا) یعنی بینا کی کو دراز کرنا بے پلک ارنیکے (اور نہ گزرنا
لفظ کا (یعنی بار بار ہونا جانا لفظ کا اور رجوع کرنا اوسکا (اور نہ قریب ہونا ٹیلے کے) یعنے چڑھنا آدمی یا جانور کا زمین کے
ٹیلے یعنی اونچی جگہ پر (اور نہ پھیلنا قدم کا) یعنی ہموار زمین مین (تاریکی تین) یعنی اندھیرے مین (تاریکی شب کی)
یعنے اندھیری رات کی (اور نہ اول شب چلنا) قاموس مین ہے دلج بالحرکت اور دلجہ ضمہ و فتحہ سے چلنا رات کے
شروع مین اور اسی سے نکلا ہے قداد لجوا پس اگر آخر شب مین چلے مین تو کہا جاتا ہے ادلج بالتشدید دال سے (اشیا کو
اصول اولیہ سے نہین پیدا کیا اور نہ اوائل سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھے) اور ایک خطبہ مین مولی علی کے ہے
(نہین پیدا کیا اشیا رکو اصول ازلیہ سے اور نہ اوائل ابدیہ سے) اور اس قول مین بعض گمراہ فلسفیونکے قول کا ابطال ہے
اسی طرح ان تمام ارشادات مین باطل فرقونکے اقوال کا ابطال ہے (جانا اوسکا بلندا سمانونکی تمام اشیا رکو مثل اوسکے جاننے
کے ہر پست زمینونکی کل کائنات کو اور اوسکا علم ہر شے کے متعلق ہے) یعنے اوسکے سوا از قسم اسرار و انوار

والمعارف الذاتية والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك
مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك المشار اليه جملة بقوله تعالى
وهو بكل شئ عليم كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة
ولا اصوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال المقالة الجهمية
في تكليم الله موسى انه امر غيره فكلمه وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام
في جسم فاسمعه موسى عليه السلام وكلامه نفاة الصفات عن حضرة الذات
من زعم ان الهنا محدود فقد جعل الخالق المعبود هذا جواب سوال
اليهود وعلى اي شئ هو فانه يفهم منه انه محدود وفي خطبة للمولى
المرتضى ايضا ومن قال على ما فقد اخلا منه اي غير ذلك المكان مع ان
الحد الغير منسوب كما مضى عن المرتضى ايضا وفي جواب الامام الرضى
عن سوال زنديق كيف هو وابن هو قال ويلك ان الذي ذهبت اليه
غلط هو اين الاين وكيف الكيف فلا يعرف بالكينونة ولا بالاينونة ومن
علم كونه تعالى غير محدود يعلم الجواب عما يسئل في النصوص على النزول
هل يخلو عرش الكبرياء من الاستواء حين النزول فان الخلو يلزم منه انه
تعالى محدود وهو سبحانه تعالى عن الحدود به وقال حماد بن زيد فيما
رواه الخلال في السنة وابن بطة في الابانة وابن راهويه فيما رواه
ابن بطة واحمد في رسالة الى مسدد المشهور عند اهل الحديث
والسنة من اصحاب احمد وجمهور اهل الحديث فيما حكى ابن تيمية في
رسالة في النزول قال وهو المانور عن سلف الامة وائمتها انه لا يزال
فوق العرش ولا يخلو العرش منه مع دنوه ونزوله الى السماء الدنيا

ومعارف ذاتیہ ومواقف صفاتیہ وتجلیات الہیہ اور اوسکے سوا وہ امور کہ جنکے طرق سے ایک طریقہ کی معرفت بھی
دشوار ہے اور جنکی طرف اجمالی اشارہ ہے خدا کے قول (وہو بکل شئی علیم) سے (موسیٰ سے اوسنے کلام کیا بدون
جوارح اور بدون اسباب کے اور بغیر لب کے اور بغیر لہوات کے پاک وبرتر ہے وہ صفات کی کیفیت کے بیان سے
اس قول مین جہمیہ کے اس قول کا ابطال ہے خدا کے کلام کرنیکے باب مین کہ خدا نے اپنے غیر کو حکم دیا پس اوس غیر
نے موسیٰ سے گفتگو کیا اور معتزلہ کے قول کا کہ خدا نے کلام کو پیدا کیا ایک جسم مین پھر وہ کلام موسیٰ کو سنا دیا اور یہ
سب لوگ صفات کی نفی کرنیوالے ہین حضرت ذات حق سے (جس نے کہا کہ ہمارا معبود محدود ہے تو وہ خالق معبود سے
(والا نہین ہے) یہ کلام جواب ہے یہودیون کے اس سوال کا کہ خدا کس شئے پر ہے اسلئے کہ اس سوال سے سمجھا جاتا
ہے کہ خدا محدود ہے اور نیز ایک خطبہ مین مولی مرتضےٰ علیؑ کے یون ہے (اور جس نے کہا کہ کس شئے پر ہے تو
وسنے خالی کر دیا اوس سے) یعنے اوس مکان غیر کو باانکہ حد غیر خدا کی طرف منسوب ہے جیسا کہ مذکور ہوا نیز مرتضےٰ علیؑ
کی حدیث مین اور امام علی رضا کے جواب مین کہ جو ایک بے دین نے اوس سے سوال کیا فرمایا تھا کہ خدا کیونکر ہے اور کہان
ہے اسطرح واقع ہوا ہے (خرابی ہو تیری جسطرف تو گیا ہے غلط ہے خدا این کو این اور کیف کو کیف بنانیوالا ہے پس
وہ نہ کیفیت سے پہچانا جاتا ہے اور نہ ظرف مین ہونیسے اور جسنے خدا کے غیر محدود ہونیکو جان لیا ہے تو اوسکو اون
سوالات کا جواب معلوم ہو جاتا ہے جو نصوص مین نزول پر کئے جاتے ہین کہ آیا خدا کا عرش استوار سے خالی ہو جاتا ہے
نزول کے وقت اسلئے کہ خالی ہونے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالےٰ محدود ہے اور وہ پاک وبرتر ہے محدود
ہونے سے اور کہا حماد بن زید نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو خلال نے سنت مین اور ابن بطہ نے
بانہ مین اور ابن راہویہ نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو ابن بطہ نے اور احمد نے اپنے رسالہ مین
جو مسدد کے پاس بھیجا تھا اور وہ مشہور ہے نزدیک اصحاب امام احمد کے وجمہور محدثین نے اوس قول مین
کہ اوسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امت مرحومہ کے سلف وائمہ
سے منقول ہے کہ خدا ہمیشہ عرش پر ہے اور عرش اوس سے خالی نہین ہوتا
ہے باوجود اوسکے نزدیک ہونے اور نزول فرمانیکے آسمان دنیا کی طرف

ولا يكون العرش فوق وكذلك يوم القيمة كما جاء به الكتاب والسنة
وليس نزوله كنزول اجسام بني ادم من السطح الى الارض بحيث يبقى السقف
فوقهم بل الله منزه عن ذلك وانما تدرك صفة رب الهيئة والادوات
فكيف من لم تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموت وما في الارض وما
بينهما وهو رب العرش العظيم اى ان الادراك منحصر في صفة رب
الهيئة والادوات من المخلوقين والمخلوقات ولما انحصر فيها فكيف تدرك
صفة رب العرش العظيم ورب الارض والسموت وفي خطبة للمولى
المرتضى وانما يدرك بالصفات ذوو الهيئات والادوات هذا انتهى وقال
في حاشية لاخفاء على العرفاء بان هذه الاسئلة المشكلة المسترشدة
وتلك الاجوبة المعضلة المرشدة كل ذلك لم يعلم في هذه الامة بمرة قط
بل هو مما كان مختصا بهذا الامام في تلك الايام فقط ولا كلام في ان كلام
الامام امام الكلام والحمد لله العزيز العلام ولقد صدق نبي الله فيما
نطق عن الله انا مدينة العلم وعلي بابها فمن اراد العلم فليات الباب
ذالك منه اقول وبحوله تعالى اصول لا يخفى على الناظرين الماهرين
ان هذا الكلام المنيف للمولى المرتضى الشريف وما نقله المصنف في اثناء
شرحه من جملة ارشاداته وخطباته رضي الله عنه يدل دلالة واضحة
على انه تعالى منزه عن صفات الكائنات مقدس عن الجسم والجسمانيات
ولا تدرك صفاته كما لا تدرك ذاته وقد قال الله تعالى ليس كمثله شيء
وقال تعالى لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار فالتنزيه لذاته تعالى
وصفاته عن صفات المخلوقين من ضروريات الدين والمصنف قد تشبث

اور عرش اوپر اوسکے نہین ہوتا ہے اور اسیطرح ہوگا قیامت کے دن جیسا کہ کتاب وسنت مین وارد ہوا
ہے اور اوسکا نزول مثل نزول بنی آدم کے جہت سے زمین کی طرف نہین ہے اسطرح پر کہ جہت اوسکے اوپر
ہو جاتی ہے بلکہ حق تعالے اس سے پاک ہے (اور صفت تو ذی ہیئت واد وات کی مدرک ہوتی ہے پس وہ کہ نہ
اوسکو اونگھ آتی ہے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ ان دونوں کے
درمیان ہے اور وہ رب ہے عرش عظیم کا کیونکر ادراک مین آوے) یعنی ادراک منحصر ہے ذی ہیئت واد وات کی
صفت مین کہ از قسم مخلوق ہے اور جبکہ ادراک اوسمین منحصر ہوا پس کیونکر ادراک کیجاوے صفت پروردگار عرش
عظیم اور پروردگار زمین وآسمان کی اور مولی مرتضی کے ایک خطبہ مین اسطرح پر ہے اور اونہین چیزونکی صفات کا
ادراک ہوتا ہے کہ جو شکلون اور اعضا والی ہین انتہی اور اسکے حاشیہ مین مصنف نے یہ لکھا ہے (اہل معرفت پر پوشیدہ
نہین ہے کہ یہ مشکل سوالات راستی کے طلب کرنیوالے اور یہہ دشوار جوابات راہ راست کے بتانے والے یہہ تمام
ایک مرتبہ بھی اس امت مین کسی کی نسبت معلوم نہین ہوئے بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ اسی امام سے خاص اون ایام مین
خصوصیت رکھتا ہے اور اسمین کلام نہین ہے کہ کلام اس امام کا امام کلام ہے اور تعریف خدا کو ہی ثابت ہے کہ عرت دے
علم والا ہے اور بیشک خدا کا نبی سچا ہے اس قول مین کہ اوس نے بحکم الہی فرمایا ہے کہ مین علم کا شہر ہون اور
علی اوسکا دروازہ ہے پس جو شخص کہ علم کا خواہان ہو تو اوسکو اس دروازہ مین آنا چاہیئے انہی مین کہتا ہون اور حق تعالے
کی قوت سے حملہ کرتا ہون ناظرین پر مخفی نہین ہے کہ یہہ کلام بزرگ مولی مرتضی شریف کا ہے اور جو کچھ مصنف نے
اسکی شرح کے درمیان اونکے ارشادات وخطبے نقل کئے ہین صاف دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ حق تعالے
مخلوقات کی صفات سے پاک ہے اور جسم وجسمانی امور سے مبرا ہے اور اوسکی صفات ادراک سے
باہر ہین جسطرح کہ اوس کی ذات ادراک سے باہر ہے اور تحقیق کہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ خدا کے مانند کوئی شے نہین ہے اور فرمایا ہے کہ بینائیان اوسکو ادراک نہین کرتی اور وہ
بینائیون کو ادراک کرتا ہے پس ذات وصفات حق تعالے کی پاکی کا اعتقاد رکھنا مخلوق کی صفات
سے دینا کی ضروری باتون مین سے ہے اور مصنف نے اس باب مین شبہ کے

في هذا الباب باقوال المشبهة الذين اثبتوا جهة الفوق لله تعالى عن الجهات
والاستقرار على العرش وتمسكوا بما اورده ابن تيمية في رسالة النزول
وفتاوله الحموية مستدلا على دعاويه في هذا الكتاب كما سيجئ تفصيله
في مقامه فوجب علينا ان نبين اقوال اهل السنة في باب التنزيه عن الجهة
والاستقرار وغيرهما من صفات الجسمانيات ثم نجيب عما وقع من المصنف
في هذا الكتاب من الاقاويل الواهيات قال ابو العباس المبرد في كتاب
الكامل قال قائل لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه اين كان ربنا قبل ان
يخلق السموت والارض فقال علي رضي الله عنه اين سوال عن مكان وكان الله
ولا مكان قال الامام الثعلبي في تفسيره قال بعض المحققين الموفقين اظنه
علي بن ابي طالب رضي الله عنه من زعم ان الله تعالى في شئ او من شئ
او على شئ فقد الحد لانه لو كان من شئ لكان محدثا ولو كان في شئ لكان
محصورا ولو كان على شئ لكان محمولا ونقله الامام ابو القاسم القشيري رحمه الله
في رسالته عن الامام جعفر صادق رضي الله عنه وفي الفقه الاكبر للامام
ابي حنيفة برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي ارايت لو قيل اين تعالى
فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق ويقال له كان الله ولم يكن اين ولا
خلق ولا شيئ وهو خالق كل شئ قال ابو عوانة في صحيحه في تحميده تعالى
الذي لا يشتمل عليه زمان ولا يحيط به مكان فخلق الاماكن والازمان
وقال الامام ابو الحسن الاشعري في كتاب اصول الكبير لا يجوز ان تكون
نفس الباري عز وجل جسما او جوهرا او محدودا او في مكان دون مكان
او غير ذلك مما لا يجوز عليه من صفاتنا المفارقة لنا قال الامام ابو منصور

اقوال کو دستاویز بنایا ہے کہ جنہون نے حق تعالے کے لئے جہت اور عرش پر بیٹھنے کا اثبات
کیا ہے اور دلیل بنالیا ہے اون اقوال کو کہ جنکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول و فتاوی حمویہ مین لکھا ہے دلیل
لانیکے واسطے اپنے دعوون پر اس کتاب مین چنانچہ اسکی تفصیل اپنے مقام مین آئے گی پس ہمپر واجب
ہوا کہ اہلسنت کے وہ اقوال بیان کردیوین جو کہ جہت و استقرار علی العرش وغیرہ صفات جسمانیہ سے حقتعالے
کے منزہ ہونیکے باب مین وارد ہین کہا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین کہ ایک کہنے والے نے علی بن
ابی طالبؓ سے کہا کہان تہا ہمارا پروردگار آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے پس علیؓ نے فرمایا
کہ کہان سوال ہے مکان سے اور خدا موجود ہے مکان کے پہلے سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعضے اہل تحقیق نے کہ جنکو خدا کی طرف سے توفیق دیگئی تہی اور میرے گمان مین وہ حضرت علیؓ ہین فرمایا
ہے کہ جس نے اعتقاد کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ شخص بے دین
ہوگیا اسلئے کہ اگر خدا کسی شے سے پیدا ہوتا تو نو پیدا ہوتا اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا اور اگر کسی
شے پر ہوتا تو اوٹہایا ہوا ہوتا اور اس کلام کو امام ابو القاسم قشیریؒ نے اپنے رسالہ قشیریہ مین امام جعفر صادقؒ
سے نقل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر مین ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کی روایت سے مذکور ہے اگر کہا جائے
کہ خدا کہان ہے تو اپ کیا جواب دینگے پس فرمایا امام اعظمؒ نے کہ سائل سے کہا جائیگا کہ خدا موجود ہے پیدا کرنیکے پہلے
سے اور کہا جائیگا کہ خدا موجود تہا اور نہ تہا مکان اور نہ مخلوق اور نہ کوئی شے اور وہ ہر شے کا پیدا کرنیوالا ہے
ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین خدا کی حمد مین کہا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے کہ نہ زمان اوسپر گزرتا ہے
اور نہ مکان اوسکو گہیرتا ہے اسلئے تمام زمانون اور مکانون کو اوس نے پیدا کیا ہے اور
امام ابو الحسن اشعریؒ نے کتاب اصول کبیر مین فرمایا ہے کہ نہین جایز ہے یہہ
کہ ذات باری عزوجل جسم ہو یا جوہر ہو یا محدود ہو یا ایک مکان مین ہو نہ دوسرے
مکان مین یا اسکے سوا اور کچہہ ہو اون صفات مین سے جو اوسکے حق مین جایز
نہین ہین یعنے ہماری صفات کے قبیل سے کیونکہ خدا ہمسے نرالا ہے۔ امام ابو منصور

الماتريدى فى عقيدته ان الله تعالى كان لم يزل ولم يكن له شيئ سواه
لامكان ولا زمان ولا غمام ولا عرش ولا سماء ولا هواء فهو كما كان ويكون
كما هو لا يتغير عليه الاحوال وهو خالق الاحوال قال البيهقى فى كتاب الاسماء
والصفات انه تعالى لامكان له قال الحافظ جلال الدين السيوطى فى منظومه
المسماة بالكواكب الساطع فى نظم جمع الجوامع ؛ ولم يزل سبحنه ولامكان ؛
متفردا فى ذاته ولا زمان ؛ وقال فى شرحه واما كونه لم يزل وحده ولا
مكان ولا زمان فقد دل على ذلك حديث عمران السابق فهو منزه عن
المكان والزمان والحلول كما قال تعالى فى كتابه العزيز ليس كمثله شيئ
وهو السميع البصير انتهى والحديث رواه البخارى فى صحيحه عن عمران
بن حصين رضى الله عنهما قال جاء نفر من اليمن فقالوا يا رسول الله جئناك
نتفقه فى الدين ونسئالك عن اول هذا الامر فقال كان الله ولم يكن شيئ
قبله وكان عرشه على الماء وكتب فى الذكر كل شيئ الحديث واخرج ابو يعلى
عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن
ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه السابعة والعرش على منكبيه
يقول سبحنك اين كنت واين تكون قال الحافظ العسقلانى فى المطالب
العالية صحيح وذكر الحافظ ابو نعيم فى حلية الاولياء عن ذى النون المصرى
اشعار رب تعالى فلا شيئ يحيط به ؛ وهو المحيط بنا فى كل مرتصد
لا الاين والحيث والتكييف يدركه ؛ ولا يحد مقدار ولا امد
وكيف يدركه احد ولم تره ؛ عين وليس له فى المثل من احد
وايضا قال فيه عن سهل بن عبد الله التسترى لا يخرج احد من تنزيه الله

ماتریدی نے اپنے عقیدہ مین فرمایا ہے کہ حق تعالے ہمیشہ سے تنہا اور اوسکے سوا کوئی نہ تھا نہ مکان نہ زمان نہ ابر نہ عرش نہ آسمان نہ ہوا پس وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا تھا اور جیسا کہ ہے ویسا ہی رہے گا اوسپر حالات کا تغیر نہین ہوتا ہے اور وہ احوال کا پیدا کرنیوالا ہے بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین فرمایا ہے کہ حق تعالے مکان سے پاک ہے قاضی حلال الدین سیوطی نے اپنے منظوم مین کہ جسکا نام کوکب ساطع ہے نظم جمع الجوامع سے کہا ہے اور ہیثمی نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے خدا سے پاک اور مکان بعید موجود نہ تھا اپنی ذات مین پاک ہوکر اور زمان بھی نہ تھا اور اوسکی شرح مین کہا ہے اور لیکن اوسکا کیفیت ہونا ہمیشہ سے جبکہ زمان تھا نہ مکان پس اسپر حدیث ثابت عمران کی دلالت کرتی ہے پس وہ پاک ہے مکان و زمان و حلول سے جیسا کہ حق تعالے نے اپنی کتاب عزیز مین فرمایا ہے (نہین اوسکے مانند کوئی شے اور وہی سنتا دیکھتا ہے) انتہی اور حدیث مذکور کو اپنی صحیح مین بخاری نے عمران بن حصینؓ سے روایت کیا ہے کہا کہ یمن سے چند لوگ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپکے پاس آئے ہین کہ دین مین سمجھ حاصل کرین اور اس امر کے آغاز کو آپسے پوچھین پس حضرت نے فرمایا کہ خدا موجود تھا اور اوسکے پہلے کچھ نہ تھا اور اوسکا عرش پانی کے اوپر تھا اور اوس نے لکھدیا ذکر مین ہر شے کو آخر حدیث تک اور ابو یعلی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ حال بیان کرون اوس فرشتے کا کہ اوسکے دونون پیر نے پاتال دیا ہے ساتوین زمین کو اور عرش اوسکے دونون کندھون پر ہے وہ کہتا ہے کہ تو پاک ہے تو کہان تھا اور کہان ہوگا حافظ عسقلانی نے مطالب عالیہ مین کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین ذوالنون مصری سے روایت کی ہے (پروردگار برتر ہے پس نہین ہے کوئی شے کہ اوسکا احاطہ کرے اور وہی ہر کو احاطہ کرنیوالا ہے ہر ناطق کے مقام مین زمان و مکان و کیفیت اوسکو نہین پاسکتی اور نہ وہ مقدار مدت سے محدود ہوتا ہے اور کیونکر کوئی اوسکا ادراک کرسکے حالانکہ نہ اوسکو آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کوئی اوسکے مماثل ہے) اور نسیزاوسی کتاب مین سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہے کہ تمکو خدا کی تنزیہ

الى التلاشى ولا يخرجكم التثبيت الى التجسيد الله يتجلى كيف يشاء فقد ثبتت
بهذه الروايات تنزيه الله تعالى عن المكان فى اعتقاد السلف واذا لم يكن
فى المكان لم يكن فى الجهة ضرورة انها المكان او المستلزمة له فان الجهة
تطلق عند اهل العربية على المكان المبهم فامام وورا ويمين وشمال
وفوق وتحت تسمى الجهات الست وذلك باعتبار الكائن فى المكان فان له
ست جهات قال المولى عبد الرحمن الجامى قدس سره فى الفوائد الضيائية
وفسر المبهم من المكان بالجهات الست وهى امام وخلف ويمين وشمال
وفوق وتحت انتهى وقال فى التوضيح وشرحه التصريح من اسماء المكان احد
المبهم وهو ما افتقر الى غيره فى صورة مسماه كاسم الجهات الست انتهى وقال
الحكماء الجهة منتهى الاشارة الحسية او منتهى الحركة المستقيمة فهى نهاية
البعد الذى هو المكان ولا تكون الا لجسم او جسمانى ومعنى كون الجسم
فى جهة على هذا انه متمكن فى مكان يقرب من تلك الجهة وقال المتكلمون
هى المكان الذى يقرب من منتهى الاشارة تسمية له باسمها لمجاورته
اياها كما فوق الارض وتحتها فى نفس المكان عند المتكلمين باعتبار اضافة
ما اليه فالجهة باى معنى كانت من عوارض الجسم والجسمانى ومرجعها
الى نفس الامكنة او حدودها واطرافها وهى مستحيلة على الله تعالى باتفاق
اهل السنة لوجوب مخالفته تعالى للحوادث قال الله تعالى ليس كمثله
شئ وهو السميع البصير ولو كان فى جهة بذلك الاعتبار لكان له امثال
فضلا عن مثل واحد وهذا المعتقد هو ما اعتقده جميع المتكلمين واهل
اصول الدين لا يخالف فيه بالتحقيق سنى لا محدث ولا فقيه ولا غيره ولم يجئ

سلب صفات کی طرف نہ نکالدے اور صفات کا ثابت کرنا جسم کی طرف نہ خارج کرے خدا جلوہ
فرماتا ہے جسطرح پر کہ چاہتا ہے پس ان روایتون سے حق تعالے کا پاک ہونا مکان سے
اعتقاد سلف مین ثابت ہوگیا اور جبکہ مکان مین نہوا تو جہت مین نہوگا اس ضرورت سے کہ جہت بھی
مکان ہے یا مکان کو مستلزم ہے اسلئے کہ جہت کا اطلاق اہل عربیت کے نزدیک مکان مبہم پر ہوتا
ہے پس آگے پیچھے دہنے بائین اوپر نیچے جہات ستہ کہلاتے ہین اور یہہ اطلاق بلحاظ مکان مین
ہونیوالے کے ہے اسلئے کہ اوسکے لئے جہۃ جہت ہین مولوی عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے فوائد
ضیائیہ مین کہا ہے اور مکان مبہم کی تفسیر جہات ستہ کی ساتھہ کیگئی ہے اور وہ آگے پیچھے دہنے بائین اوپر
نیچے ہین انتہی اور توضیح اور اوسکی شرح تصریح مین لکھا ہے کہ اسمائے مکان مین سے ایک قسم
مبہم ہے اور وہ ایسا اسم مکان ہے کہ اپنے معنی کی تعیین مین غیر کا محتاج ہو جیسے اسمای ستہ جہات
کے انتہی اور حکما کا قول ہے کہ جہت اشارہ حسیہ یا حرکت مستقیمہ کا منتہی ہے پس جہت بعد مکانیکی
نہایت کا نام ہے پس جہت یا جسم ہے یا جسمانی ہے اور اس معنی کی بنا پر جسم کی جہت مین ہونیکے
یہہ معنے ہین کہ جسم رہنے والا ہے ایسی جگہہ مین کہ اوس جہت سے قریب ہے اور متکلمین کا قول ہے کہ
جہت نام ہے اوس جگہہ کا جو منتہی اشارہ کے قریب ہے اور یہہ نام اوس مکان کا اوسکے قریب جہت ہونیکی
وجہ سے ہے جسطرح کہ زمین کا مافوق و مانحت پس جہت متکلمین کے نزدیک خود مکان ہے باعتبار
اوسکی نسبت کے اپنے قریب کے پس جہت جس معنی مین لیجائے جسم یا جسمانی کے عوارض مین سے ہے
اور مال جہت کا بانفس مکان کی طرف ہے اور یا حدود اطراف مکان کی طرف اور یہہ امور حق تعالے
کی نسبت محال ہین تمام اہلسنت کے اتفاق سے بسبب وجوب مخالفت حق تعالے کے حوادث سے
فہذا باعتقاد لے کہ نہین ہے کہ اوسکے مانند کوئی شے اور وہی صفات دیکھتا ہے اور اگر حق تعالی جہت مین ہوتا
تو اوسکے لئے ایک مثل کیا بہت سے مثل ہوتے اور یہہ وہ عقیدہ ہے کہ جسپر تمام متکلمین
و اہل عقائد دین کا اعتقاد ہے درحقیقت اسکا مخالف نہ کوئی سنی ہے نہ محدث نہ فقیہہ نہ انکا غیر

قطعی الشرع علی لسان نبوعلیہ الصلوٰۃ والسلام التصریح بلفظ الجہۃ کذا
فی التنبیہ وقال الامام ابو جعفر احمد بن سلامۃ الطحاوی فی عقیدتہ التی
ذکر فیہا بیان عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ علی مذہب فقہاء الملۃ ابی حنیفۃ
النعمان بن ثابت وابی یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری وابی عبداللہ
محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہم تعالی اللہ عزوجل عن الحدود
والغایات والارکان والاعضاء والادوات ثم ان تحویہ الجہات الست کسائر
المبتدعات وقال ابن الہمام فی المسایرۃ انہ تعالی لیس مختصا بجہۃ وقال النسفی
فی عمدۃ العقائد ولیس بذی جہۃ ولا بذی صورۃ لاختلاف الاسماء امتنع
وقال سراج الدین الاوشی فی بدء الامالی وقد اعرض جہات الستۃ خالی
قال علی القادری فی شرحہ ضوء المعانی وفیہ رد علی المعتزلۃ والقدریۃ فی
قولہم ان اللہ فی کل مکان وعلی المشبہۃ والکرامیۃ انہ علی العرش سبحانہ
وتعالی قال العلامۃ محمد بن ابراہیم الولی القرشی الحنفی فی شرحہ اذ وجودہ
فی جمیع الجہات محال وتخصیصہ بالبعض مفتقر الی مخصص والملزوم منتف
انتہی وقال فی عقیدۃ الشیبانی فلا جہۃ تحوی الالہ ولا لہ ؛ مکان تعالی عنہما وتجد
اذ الکون مخلوق و ربی خالق ؛ لقد کان قبل الکون ربا وسیدا ؛ انتہی وقال
طاہر بن السلام الخوارزمی الحنفی فی جواہر الفقہ ولا یتمکن فی مکان ولا مستقر
علی العرش وقال الفاضل محمد البرکوی فی الطریقۃ المحمدیۃ ولیس لہ جہۃ من جہات
الست وقال الشیخ عبدالحق الدہلوی فی تکمیل الایمان ولا فی جہۃ ولا فی مکان
ولا فی زمان و در جہت نیست یعنے در بالا و پایین و پیش و پس و چپ و راست نیست
و در جائے نیست و در زمانے نے چہ اینہا ہمہ از صفات عالم است و پروردگار عالم بر صفات

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شرع مین ہرگز وارد نہین ہوئی تصریح لفظ جہت کی جیسا کہ تنبیہ مین مذکور ہے اور امام ابو جعفر احمد بن سلامت طحاوی نے اپنے عقیدہ مین کہ جس مین اہل سنت کا عقیدہ بیان کیا ہے مطابق مذہب فقہائے ملت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری اور ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے کہ خدا عزوجل برتر ہے حدود و غایات سے اور اماکن و اعضا و ادوات سے پھر اس سے کہ جہات ستہ اور سکو گھیرین مثل تمام نو پیدا چیزون کے اور ابن ہمام نے مسایرہ مین کہا ہے کہ حق تعالے کو کسی جہت سے خصوصیت نہین ہے اور نسفی نے عمدۃ العقائد مین کہا ہے کہ حق تعالے نہ ذی جہت ہے اور نہ ذی صورت ہے اس لئے کہ صورتین اور جہات بدلتے رہتے ہین اور سراج الدین اوشی نے قصیدہ بدر الامانی مین کہا ہے اور وہ ایسی ذات کہ جہات ستہ سے خالی ہے ملا علی قاری اسکی شرح ضوء المعانی مین کہا ہے کہ اس قول مین معتزلہ و قدریہ کے اس قول کا رد ہے کہ حق تعالے ہر جگہ مین ہے اور مشبہہ و کرامیہ کے اس کا رد ہے کہ حق تعالے عرش کے اوپر بیٹھا ہے علامہ محمد بن ابراہیم ولی قرشی حنفی نے قول مذکور کی شرح مین کہا ہے (اس لئے کہ وجود حق تعالے کا تمام جہات مین تو محال ہے اور بعض جہت مین اوسکو خاص کرنا مخصص کا محتاج ہے اور ملازمہ ثابت نہین ہے انتہی) اور عقیدہ شیبانی مین لکھا ہے (پس کوئی جہت خدا کو گھیرنے والی نہین ہے اور نہ خدا کے لئے کوئی جگہ ہے حق تعالی ان دونون سے منزہ و برتر ہے اس لئے کہ مکان مین ہونا مخلوق کو ہے اور میرا رب خالق ہے وہ مخلوق سے پہلے بھی رب و سید تھا انتہی اور طاہر بن سلام خوارزمی حنفی نے جواہر الفقہ مین لکھا ہے (اور نہ وہ رہنے والا ہے اور نہ ٹھیرنیوالا ہے عرش پر) اور فاضل محمد برکوی نے طریقہ محمدیہ مین لکھا ہے (اور نہ اوسکے لئے کوئی جہت ہے جہہ جہتون سے)۔ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین کہا ہے (اور نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور نہ زمان مین اور جہت مین نہین ہے یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے دہنے بائین نہین ہے اور نہ کسی جگہ مین ہے اور نہ کسی زمانہ مین اسلئے کہ یہ سب اشیاء عالم کی صفات سے ہین اور عالم کا پروردگار عالم کی صفات سے پاک ہے انتہی

عالم نبود انتهی وقال بحر العلوم ملک العلماء مولنا عبد العلی رحمه الله فی شرح
المسلم وتعالی عن الجهات الستة بل الجهات الغیر المتناهیة لان التوجه الی
الجهات یستدعی الوضع والتحیز الذین هما من عوارض الجسم المادی وهو
سبحانه بری عنهما وقال المولوی ولی الله الدهلوی فی القول الجمیل منزه عن جمیع
سمات النقص والزوال من الجسمیة والتحیز والعرضیة والجهة والالوان والاشکال
وقال فی کتاب الاعتقاد الصحیح ولا فی حیز وجهة وقال مولنا عبد العزیز
الدهلوی فی التحفة حق تعالی را مکان نیست اوراجهتے از فوق وتحت متصور نیست
وہمین است مذہب اہل سنت وجماعت انتهی کذا فی التنبیه وکانت هذه اقاویل
ائمة الحنفیة واما اقاویل الشافعیة فقال البیهقی فی کتاب الاعتقاد وهو یتعالی عن
الجهة نقل القرطبی فی التذکرة ان القاضی ابا بکر بن العربی المالکی قال اخبرنی غیر واحد
من اصحابنا عن امام الحرمین ابی المعالی عبد الملک بن عبد الله بن یوسف الجوینی انه
سئل هل الباری تعالی فی جهة فقال لا هو یتعالی عن ذلک قیل له ما الدلیل علیه
قال الدلیل علیه قول النبی صلی الله علیه وسلم لا تفضلونی علی یونس بن متی فقیل
له ما وجه الدلیل من هذا الخبر قال لا اقوله حتی یاخذ ضیفه هذا الدینار یفضی بها دینه
فقام رجلان فقال لهما علینا فقال لا یتبع بها اثنین لانه یشق علیه فقال واحد هما علی فقال ان یونس بن
متی رمی بنفسه فی البحر فالتقمه الحوت وصار فی قعر البحر فی ظلمات ثلاث
ونادی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کما اخبر الله تعالی عنه
ولم یکن محمد حین جلس علی الرفرف الاخضر وارتقی به صعدا حتی انتهی به
الی موضع یسمع فیه صریف الاقلام وناجاه ربه بما ناجاه فاوحی الیه
ما اوحی باقرب الی الله من یونس فی ظلمة البحر انه سبحانه تعالی قریب من عباده

اور بحر العلوم ملک العلما مولانا عبد العلیؒ نے مسلم کی شرح مین لکھا ہے (اور برتر ہے چہ جہتون سے بلکہ جہات غیر متناہی سے) اس لئے کہ جہات کے طرف توجہ چاہتی ہے وضع تحیز کو کہ جو جسم مادی کے عوارض سے ہین اور حق سبحانہ تعالےٰ عوارض جسم سے پاک ہے۔ اور مولانا ولی اللہ دہلوی نے قول جمیل مین فرمایا ہے کہ خدا پاک ہے نقصان و زوال کی جملہ علامات سے جیسے جسم ہونا اور حیز مین اور عرض ہونا اور جہت والون کی اشکال اور کتاب اعتقاد صحیح مین لکھا ہے (اور نہ وہ حیز و جہت مین ہے) اور مولانا عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین فرمایا کہ حق تعالے کیلئے مکان نہین اور اوسکے لئے جہت تحت و فوق کے قبیل سے متصور نہین اور یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا انتہی اسیطرح مذکور ہے تنبیہہ مین اور یہ اقوال ائمہ حنفیہ کے تھے اور لیکن شافعیہ کے اقوال پس کہا بیہقی نے کتاب الاعتقاد مین اور وہ برتر ہے جہت سے قرطبی نے تذکرہ مین نقل کیا ہے کہ قاضی ابو بکر بن عربی مالکیؒ نے کہا کہ مجکو ہمارے اصحاب مین سے متعدد لوگون نے خبر دی ہے کہ امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف جوینی سے پوچھا گیا کہ اسپر کیا دلیل ہے کہا اسپر دلیل نبی صلعم کا قول ہی کہ تم مجکو یونس بن متی پر فضیلت نہ دو پھر کہا گیا کہ اس حدیث کی کیا توجیہ ہے کہا کہ مین وجہ نہ بیان کرون گا تاوقتکہ میرا یہ مہمان ہزار اشرفیان نہ لیوے کہ جن سے اپنا دین ادا کریگا پس دو مردون نے کھڑے ہو کہا کہ وہ ہمارے ذمہ پر ہین پس کہا کہ دو شخصون سے اونکا وصول کرنا اسپر شاق ہوگا پس ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے ذمہ ہین پس کہا یونس بن متی نے اپنے کو دریا مین ڈالدیا تھا پس اونکو مچھلی نگل گئی اور دریا کی تہ مین چلی گئی کہ تین ظلمتون کا مجموعہ ہے اور یونسؑ نے پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہی تو پاک ہے مین ہی ظلم کرنے والون مین سے تھا جیسا کہ تعالے نے اون کے حال سے خبر دی ہے اور محمد صلعم جبکہ رفرف سبز بچھے اور وہ اونکو بلند مقام پر لے چڑھا یہانتک کہ آپ کو پہنچا دیا اوس مقام مین کہ قلمون کی آواز سنی جاتی تھی اور پروردگار نے اونسے خفیہ کلام کیا جو کچھ کیا اور وحی بھیجی جو کچھ کہ بھیجی خدا سے زیادہ نزدیک نہ تھے بہ نسبت یونسؑ کے دریا کی ظلمت مین بیشک حق تعالیٰ اپنے بندون سے قریب ہے

يسمع دعائهم ولا يخفى عليه حالهم كيف ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم
فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على الصخرة الصماء في الليلة الظلماء تحت
الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح حملة العرش من فوق السموت السبع
العلى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة احاط بكل شئ علما واحصى كل شئ
عددا وقال الامام الغزالي في الاحياء انه ليس مختصا بجهة ولا مستقرا على
مكان وقال منهاج العابدين ولا يتضمنه الاماكن والجهات وقال في معارج
القدس ان جميع ما يهدى به المشبهة من اثبات الجهة والفوقية والعلو
والمكان والانتقال كله باطل وقال الامام الرازي في المحصل انه تعالى ليس
في شئ من الجهات خلافا للكرامية وقال الامام مفتي الاناه عز الدين بن
عبد السلام في عقيدته المشهورة ولا تحيط به الجهات ولا تكتنفه الارضون
ولا السموت كان قبل ان كون المكان ودبر المكان وهو الان على ما عليه كان
وقال تاج السبكي وهذه العقيدة الجميلة المشهورة قد توافق عليها
علماء المسلمين من الشافعيه والمالكية والحنفية والفضلاء من الحنبلية
ولا يخالف في ذلك الا رعاع لا يعبأ الله بهم وقال البيضاوي في توابع الانوار
ولا في جهة ولا حيز خلافا للكرامية والمشبهة وقال الطيبي في حاشية
المشكوة وهو تعالى منزه عن الجهة والمكان وقال ابو حيان في التفسير
البحر في قوله تعالى فاينما تولوا فثم وجه الله رد على من يقول انه في حيز
جهة لانه لا حيز في استقبال جميع الجهات دل على انه ليس في جهة ولا حيز
ولو كان في حيز لكان استقباله والتوجه اليه احق من جميع الاماكن فحيث
لم يخصص مكانا علمنا انه ليس في جهة ولا حيز وقال الامام النووي في شرح

اون کی دعا کو سنتا ہے اور اون کا حال اوسپر مخفی نہین ہے کسی طرح بھی کیون نہ بدلے بدون مسافت
کے درمیان خدا اور اوسکے بندو کے پس وہ سنتا دیکھتا ہے سیاہ چیونٹی کی دبی چال کو ٹھرس
چٹان پر اندھیری رات مین ساتوین زمین کے نیچے جیسا کہ سنتا دیکھتا ہے حاملین عرش کی تسبیح کو
ساتوین آسمان بلند کے اوپر کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا اوسنے
ہر شے کو گھیر لیا ہے علم سے اور ضبط کر لیا ہے ہر شے کے عدد کو۔ اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین
فرمایا ہے کہ حق تعالے نہ کسی جہت سے خصوصیت رکھتا ہے اور نہ کسی جگہ مین ٹھہرنیوالا ہے اور منہاج العابدین
مین کہا ہے (اور نہین شامل ہین خدا کو مکانات اور جہات) اور معارج قدس مین کہا ہے کہ فرقہ مشبہہ کے تمام
مذہبانات از قسم اثبات جہت وفوقیت وصورت مکان وانتقال بالکل باطل ہین۔ اور امام نوازی نے
محصل مین فرمایا ہے کہ حق تعالے کسی جہت مین نہین ہے برخلاف کرامیہ کے اور مفتی امام عزالدین بن سلام نے
اپنے عقیدہ مشہورہ مین فرمایا ہے کہ خدا کو جہات احاطہ کرتی ہین اور نہ زمینین اور نہ سموات اوسکو شامل
ہین وہ موجود تھا قبل اوسکے کہ مکان کو پیدا کرے اور مکان کی تدبیر فرماوے اور وہ اب بھی اوسی صفت
پر ہے کہ جسپر پہلے تھا اور تاج الدین سبکی نے کہا ہے اور اسی پسندیدہ ومشہور عقیدہ پر متفق ہین کل
مسلمانون شافعی ومالکی وحنفی کے علما اور حنبلیہ کے فضلا اور اوسکے مخالف نہین ہین مگر چرواہے کہ
جنکی خدا کو کچھ پروا نہین ہے اور بیضاوی نے طوالع الانوار مین کہا ہے اور نہ جہت نہ حیز مین بخلاف
کرامیہ ومشبہہ کے اور علامہ طیبی نے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین لکھا ہے اور حق تعالے منزہ ہے جہت ومکان سے
اور ابوحیان سے بحر مین حق تعالے کے قول (پس جدہر تم موتہہ پھیرو پس وہی ذات خدا ہے) کی تفسیر مین
فرمایا ہے کہ یہ قول رد ہے اون لوگون پر جو کہتے ہین کہ حقتعالے جہت کے حیز مین ہے اسلئے کہ خدا جبکہ جملہ جہات
کے طرف متوجہ ہونے مین سامنے رہا تو یہ امر دلیل ہے اسپر کہ وہ جہت وحیز مین نہین ہے اور اگر
حیز مین ہوتا تو اوسکیطرف موتہہ کرنا اور متوجہ ہونا زیادہ حق دار ہوتا تمام مکانون سے
پس جبکہ کسی مکان کو خاص نہ کیا تو ہمنے جان لیا کہ وہ حیز وجہت مین نہین ہے اور امام نووی نے

فصل فانه تعالى منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات
المخلوق وقال العلامة الحلبي عقيدتنا ان الله تعالى قديم ازلي لا يشبه
شيئا ولا يشبه شيئ ليس بجهة ولا مكان ولا يجري عليه وقت ولا زمان وهو
الآن على ما عليه كان هذا مذهب اهل السنة وعقيدة مشايخ الطريقة قال
تاج الدين السبكي في جمع الجوامع وشارحه المحافظ ولي الدين العراقي لم يزل
وحده ولا زمان ولا مكان فقد دل على ذلك قوله في حديث عمران بن حصين
كان الله ولا شيئ معه قال الآمدي ولم ينقل عليه خلاف وان مذهب المجسمة
يجر الى التحيز والمكان وقال المحقق التفتازاني في شرح العقائد واذا لم
يكن في مكان لم يكن في جهة لا علو ولا سفل ولا غيرهما لانها اما حدود
واطراف الامكنة او نفس الامكنة باعتبار عروض الاضافة الى شئ وقال
في تهذيب الكلام والقول بانه تعالى جسم على صورة انسان او غير
في جهة العلو مماسا للعرش او محاذيا له متمسكا بان كل موجود جسم او
جسماني ومتحيز او حال فيه ومتصل العالم ومنفصل جهالة والنصوص
متناولة وقال في المواقف وشرحه انه تعالى ليس في جهة من الجهات ولا في
مكان من الامكنة وقال القاضي عضد الدين في العقائد العضدية
والمحقق الدواني في شرحه ولا في حيز وجهة لانهما من خواص الاجسام والجسمانيات
ولا يشار اليه هنا ولا هناك ولا يصح عليه الحركة والانتقال وقال القسطلاني
في شرح البخاري ذات الله تعالى منزهة عن المكان والجهة وكانت هذه
اقوال علماء الشافعية واما اقوال علماء المالكية فقال ابن فورك (وهو محمد بن
حسن بن فورك الاستاذ ابو بكر الاصفهاني الامام الجليل والفقيه المتكلم

مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ حق تعالیٰ پاک ہے جسم ہونے اور منتقل ہونے اور جہت مین ہونے اور تمام صفات
مخلوق سے اور علامہ حلبی نے کہا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالے قدیم ہے ازلی ہے کسی شے کی
مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی شے اوس کے مشابہ ہے نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور نہ اوسپر وقت
وزمانہ گذرتا ہے اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جسپر پہلے تھا یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور
یہی طریقہ عقیدہ مشایخ طریقت کا ہے تاج الدین سبکی نے جمع الجوامع مین اور اوسکے شارح حافظ
ولی الدین عراقی نے کہا ہے کہ ہمیشہ سے ہے وہ یکتا اور نہ زمان تھا نہ مکان تھا اور اسپر دلیل ہے قول
اوس کا حدیث عمر ابن حصین مین کہ تھا خدا اور نہ تھی کوئی سے اوسکے ساتھہ آمدی نے کہا ہے اور اس کا
خلاف منقول نہین ہے اور مجسمہ کا مذہب کھیچ لیجاتا ہے تحیز ومکان کے طرف اور محقق تفتازانی نے
شرح عقائد مین لکھا ہے اور جبکہ مکان مین نہ ہوا تو جہت مین بھی نہ ہوگا نہ علو مین نہ سفل مین اور نہ اوکے
سوا مین اسلیئے کہ جہات یا حدود واطراف مکانات کے ہین یا خود مکانات ہین باعتبار عارض ہونے نسبت
بعض اشیاء کے اور تہذیب الکلام مین کھا ہے (اور یہہ کہنا کہ حقتعالے جسم ہے انسان وغیرہ کی صورتمین
اور جہت علو مین ہے عرش سے ملا ہوا یا اوسکے محاذی اس دلیل سے کہ ہر موجود جسم ہے یا جسمانی ہی
اور متحیز وحال ہے جسم مین اور عالم سے ملا ہوا ہے یا جدا ہے محض نادانی ہے اور وہ نصوص کہ جنسے ایسا سمجھا
جائے ظاہر معنی سے پھیری ہوئی ہے اور مواقف مین اور اوسکی شرح مین لکھا ہے حق تعالی نہ کسی جہت مین ہے
جہات سے اور نہ کسی مکان مین ہے مکانات سے اور قاضی عضد الدین نے عقائد عضدیہ مین اور محقق دوانی نے اوسکی
شرح مین کہا ہے اور نہ وہ حیز وجہت مین ہے اس لئے کہ یہ دونون جسم وجسمانیات کے خواص سے ہین اور نہ
اوسکے طرف یہان یا وہان کے ساتھہ اشارہ جائز ہے اور نہ حرکت وانتقال اوس کے حق مین درست
ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ خدائے تعالے کی ذات پاک ہی مکان وجہت سے اور یہہ
اقوال علمائے شافعیہ کے تھے اور لیکن اقوال علمائے مالکیہ کے پس کہا ابن فورک نے
اور وہ محمد بن حسن بن فورک ہین اوستا دابوبکر اصفہانی کے امام جلیل القدر فقیہ ومتکلم

والاصولى الاديب النحوى الواعظ اخذ طريقة الشيخ ابى الحسن الاشعرى توفى
سنة ستوار بعمائة قال الحافظ ابن عساكر وهو من ائمة المالكية وذكره القاضى
ابن شهبة فى طبقات الشافعية كذا فى التنبيه (ان الله تعالى ليس بجسم ولا
جهة ومحدود) وقال السنوسى فى شرح عقائده ولم يقل بالجهة من اهل السنة
وانما قال بها طائفة من المبتدعة وهم الحشوية والكراميه وقال السنوسى فى
ام البراهين والعلامة محمد بن ابراهيم الملالى التلمسانى رحمه الله فى شرحه
اولها هو منزه ايضا من انواع المماثلة المستحيلة عليه تعالى وهى اثبات
الجهة له لان الجهة من خواص الاجرام التى يلازمها الطول والقصر واليمين
والشمال ونحو ذلك من صفات الاجرام وهو تعالى ليس بجرم فليس له جهة
جل وعلا ومن اعتقد الجهة فى حقه تعالى فقيل انه يكفر وقيل لا يكفر بل هو
فاسق مبتدع وقال الدسوقى المالكى فى حاشية ام البراهين قوله او يكون
هو فى جهة للجرم بان يكون عن يمين الجرم كالعرش مثلا او شماله او فوقه او
تحته او امامه او خلفه لان الحلول فى الجهات لا يعلم الا للجرم فلما ذكر استحالة
الجرمية عليه تعالى ذكر استحالة لوازمها وقال وكذا يستحيل الحلول فى المكان
لا على الدوام بان يكون فوق او فى السماء وقال ابراهيم اللقانى فى الجوهرة
ويستحيل ضد ذى الصفات فى حقه تعالى كالكون فى الجهات وقال
الشيخ احمد الدردير فى الخريدة البهية منزه عن الحلول والجهة والاتصال
والانفصال وكانت هذه اقوال علماء المالكية واما اقاويل ائمة الحنابلة فقال
السيد صفى الدين الحنفى البخارى نزيل نابلس المتوفى سنة ٩٩ فى قول الجلى فى
ترجمة ابن تيمية الحنبلى فقوله اى ابن تيمية من غير تكييف ولا تمثيل ينفى كل

اصولی وادیب نحوی وواعظ کہ جنہون نے شیخ ابوالحسن اشعری کے طریقہ کو اخذ کیا ہے اور ۴۰۶ھ مین وفات پائی ہے اور حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ وہ مالکیہ کے امام ہین اور قاضی ابن شہبہ نے اونکو شافعیہ کے طبقہ مین ذکر کیا ہے جیسا کہ تنبیہہ مین مذکور ہے (کہ حق تعالے جسم وجہت و محدود نہین ہے) اور سنوسی نے اپنے عقاید کی شرح مین کہا ہے کہ اہل سنت مین سے کوئی جہت کا قائل نہین ہوا اور جہت کا قول اہل بدعت کی ایک جماعت نے کیا ہے کہ وہ حشویہ وکرامیہ ہین اور سنوسی نے امام ابراہین مین اور علامہ محمد بن ابراہیم تلمسانی نے اوسکی شرح مین لکھا ہے یا واسطے اوسکے جہت ہے یہ قول بھی مماثلت کے اقسام سے ہے جو کہ حق تعالے کے حق مین محال ہین اور وہ ثابت کرنا جہت کا ہے حقتعالے کے لئے اس لئے کہ جہت اجسام کے خواص سے ہے کہ جنکو بڑائی چھوٹائی اور دہنا بایان لازم ہے اور اوسکے سوا صفات اجسام سے اور حق تعالے جسم سے پاک ہے پس جہت سے بھی پاک و برتر ہے اور جو شخص کہ حقتعالے کیلئے جہت کا اعتقاد رکھے پس ایک قول مین کافر ہوجاتا ہے اور ایک قول مین کافر نہین ہوتا ہے بلکہ وہ فاسق بدعتی ہے اور دسوقی مالکی نے ام البراہین کے حاشیہ مین کہا ہے (قول اوس کا یا وہ جسم کی جہت مین ہوگا یا بنظور کہ جسم کے دہنے جانب ہو شمال عرش کے یا اوسکے بائین جانب یا اوپر نیچے یا آگے یا پیچھے) اس لئے کہ جہات مین اور تنا جسم ہی کا خاصہ ہے پس جبکہ جسمیت کا محال ہونا حق تعالے کے حق مین مذکور ہوچکا ہے تو لوازم جسمیت کے محال ہونے کو ذکر کیا ہے اور کہا اسی طرح محال ہے اترنا مکان مین احیانا یا بنظور کہ اوپر ہو یا اسمان مین ہو اور ابراہیم لقانی نے جوہرہ مین کہا ہے اور محال ہے ضداون صفات کا حق تعالے کے حق مین مثلا جہات مین ہونا اور شیخ احمد دردیر نے ضریدہ بہیہ مین کہا ہے کہ حق تعالے پاک ہے حلول سے اور جہت و اتصال و انفصال سے اور یہہ اقوال علمائے مالکیہ کے تھے اور لیکن ائمہ حنبلیہ کے اقوال پس سید صفی الدین حنفی بخاری نے جو نابلس مین قیام پذیر تھے اور ۹۹۹ھ مین اون کی وفات ہے قول جلی فی ترجمۃ ابن تیمیہ حنبلی مین کہا ہے پس قول اسکا یعنے ابن تیمیہ کا (بدون کیفیت بیان کرنے کے اور بدون مثال لانے کے) نفی کرتا ہے

باطل وقد ذكر الشيخ اى ابن تيمية هذا القول فى غير موضع ومقصوده
بذلك نفى الجهة والجسمية وقال واثبات الجهة بدعة بلا شك ونقول كما قال
السلف امروها كما جاءت بلا كيف ولما كان هذا من ابن تيمية موافقا لاهل
الحق ومنافيا للمذهب الباطل المشهور له قال العلامة محمد سعيد فى اللبيه
اقلت قوله من غير تكييف وتمثيل مخالف ومعارض لقوله فى الفوق على الحقيقة
وهو يوهم الجهة فلو كان اعتقاده ما ذكره الحنفى المذكور فلا مخالفة لنا وقال ابن
ابي يعلى الفراء الحنبلى فى الطبقات نقلا عن والده رحمه الله وكلما يقع فى الخواطر
من حد او تشبيه او تكييف فالله سبحانه تعالى عن ذلك والله ليس كمثله شيء
ولا يجوز عليه ما يجوز عليهم من التغيير من حال الى حال انتهى الحد بمعنى الطرف
والنهاية وهو من خواص المقادير فلا يصح فى حقه تعالى فبطل به قول من
قال انه فى جهة العرش اذ يلزم به تحديده وقوله ولا يجوز الخ اشارة الى التنزيه
عن النزول بمعنى الانتقال والاستواء بمعنى الاستقرار على العرش وقوله او تكييف
اشارة الى رد من حمل الصفات المشكلة على الظاهر فلا يكون فوق العرش على
المعنى الظاهر فانه تكييف وقال الجمع اهل القبلة ان اثبات الذات للبارى سبحانه
انما هو اثبات وجوده لا اثبات تحديد وكيفيته انتهى وقال الشيخ محمد السفارينى
الحنبلى فى الدرة المضية وليس ربنا بجوهر ولا عرض ولا جسم تعالى ذو العلا
سبحانه قد استوى كما ورد من غير كيف قد تعالى ان يحد قلت فقوله كما ورد
اشارة الى عدم تفسيره ومن غير كيف اشارة الى تنزيهه تعالى عن المعنى الحيفى
وقوله ان يحد اشارة الى تنزيهه تعالى عن الجهة فان تعيين الجهة لله تعالى يلزم
التحديد والله اعلم كذا فى التنبيه وقال الشيخ عبد الباقى الحنبلى فى عقيدة اهل

ہر باطل کی اور شیخ ابن تیمیہ نے اس قول کو بہت جگہ ذکر کیا ہے اور اس سے اسکا مقصود جہت وجسمیہ کی
نفی کرنا ہے اور اوس کا قول ہے کہ جہت کا ثابت کرنا بیشک بدعت ہے اور ہم بھی کہتے ہین جسطرح کہ
سلف نے کہا ہے کہ آیات صفات کو جاری کرو جسطرح کہ وہ نازل ہوئی ہین بدون کیفیت کے) اور جبکہ ابن
تیمیہ کا یہ قول اہل حق کے موافق تہا اور اوسکے مذہب باطل مشہور کے خلاف تہا لہذا علامہ محمد سعید نے تنبیہ مین کہا کہ
مین کہتا ہون کہ قول اوسکا من غیر تکییف وتمثیل مخالف ومعارض ہی اوسکے قول (فی الفوق حقیقۃ) کے اور یہ
قول ثانی جہت کا وہم دلاتا ہے پس اگر ابن تیمیہ کا اعتقاد وہی ہے کہ جسکو حنفی مذکور نے ذکر کیا ہے تو ہمکو اوس سے
کچھ خلاف نہین ہے اور ابن یعلی فراء حنبلی نے طبقات مین اپنے والد سے نقل کرکے کہا ہے اور جو کچھ کہ خیالات
مین آتا ہے حدیا تشبیہ یا تکییف پس حق سبحانہ اوس سے پاک ہے اور خدا کے مثل کوئی شے نہین ہے اور اوسکے
حق مین وہ امور ناجائز نہین جو بندون کے حق مین ہوسکتے ہین مثلاً ایک حال سے دوسرے حال کیطرف بدلنا
انتہی حد معنی مین کنارہ ونہایت کے ہی اور وہ مقدارون کے خواص سے ہے پس حق تعالے کے حق مین جائز نہوگی پس
اس سے باطل ہوگیا قول اوس شخص کا کہ جس نے کہا ہی کہ حق تعالے عرش کی جہت مین ہی اس لئے کہ اس سے اوسکو محدود کرنا
لازم آتا ہے اور قعود اوس کا اور یہ نہین جائز ہے آخر تک اشارہ ہی طرف پاک ہونے حق تعالے کے نزول بمعنی انتقالی ہی اور
استوا بمعنی استقرار سے اور قول اوس کا یا تکییف اشارہ ہے طرف رد اوس شخص کے کہ جسنے صفات متشابہہ کو ظاہر معنی
حمل کیا ہی پس نہوگا حق تعالے عرش کی اور ظاہر معنی کے اعتبار سے اس لئے کہ یہ ذی کیفیت ہونا ہی اور کہا کہ اہل قبلہ کا اجماع ہے
اسپر کہ ثابت کرنا ذات باری تعالی کو ثابت کرنا ہی اوس کے وجود کو نہ کہ ثابت کرنا تحدید وکیفیت کا انتہی اور شیخ محمد سفارینی
حنبلی نے درہ مضیہ مین کہا ہی اور ہمارا رب نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے نہ جسم ہے برتر ہے صاحب بلندی کا پاک ہے
بیشک وہ مستوی ہی جیسا کہ وارد ہوا بغیر کیفیت کے کیونکہ حق تعالے محدود ہونے سے پاک ہی مین کہتا ہون کہ اوس کا قول جیسا کہ
وارد ہوا ہی اشارہ ہی استوی کے معنی نہ بیان کرنے کی طرف اور بدون کیفیت کی اشارہ ہی حق تعالے کے پاک ہونیکی طرف
استوی کے معنی حقیقی سے اور قول اوس کا محدود ہونے سے پاک ہے اشارہ ہی حق تعالے کی پاکی ہونیکی طرف اسلئے کہ حق تعالے کے
جہت کو مقرر کرنیسے اوسکا محدود ہونا لازم آتا ہی اور اللہ زیادہ جاننیوالا ہی اسطرح مذکور ہے تنبیہ مین اور شیخ عبد الباقی حنبلی نے عقیدہ اہل الاثر

الاثر من اعتقد او قال ان الله تعالى بذاته في كل مكان او في مكان فكافر
ثم قال من اعتقد ان الله سبحانه مفتقر للعرش او لغيره من المخلوقات او ان
استوائه على العرش كاستواء المخلوق على كرسيه فهو ضال مبتدع فكان
الله ولا زمان ولا مكان وهو الان كما كان انتهى وهذه كانت اقاويل الحنابلة
واما اقوال الصوفية الصافية فقال الاستاذ الامام ابو القاسم القشيري في
رسالته لا يتعالى بجهة ومكان ولا يجري عليه وقت وزمان وقال سمعت الشيخ
ابا عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن موسى السلامي
يقول سمعت الشبلي يقول اجل الواحد المعروف قبل الحد وداى الجهات وقبل
الحروف وهذا صريح من الشبلي ان القديم سبحانه لا حد لذاته ولا حروف
لكلامه وقال سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلمي يقول سمعت منصور بن
عبد الله يقول ابا الحسن العنبري يقول سمعت سهل بن عبد الله التستري
يقول ينظر اليه تعالى المومنون اى في الاخرة بالابصار من غير احاطة ولا
ادراك نهاية وقال الشيخ شهاب الدين السهروردي قدس سره في عقيدته
في توحيده تعالى لا في المكان اذ لو كان في مكان تسلسل وقال فالجهات من
جملة العالم وقد علمت نسبته الى عظمة الله فتبارك انه رب العالمين وقال
الشيخ محي الدين العربي قدس سره في الفتوحات المكية في المقدمة مقدس
عن الجهات والاقطار وقال ابو بكر محمد بن اسحق الكلاباذي في التعرف
لمذهب التصوف في تنزيهه تعالى ليس بذي ابعاض ولا اجزاء ولا جوارح
ولا اعضاء ولا بذي جهات وقال الامام الرباني الشيخ عفيف الدين اليافعي
في نشر المحاسن تعالى عن الجهات والاقطار والحدود والمقدار ولا يحل

مین کہا ہے کہ جسنے اعتقاد کیا یا کہا کہ حق تعالے بذات خود سب جگہ مین ہے یا ایک جگہ مین ہے پس وہ شخص کافر ہے پھر کہا کہ جسنے اعتقاد کیا کہ حق تعالے عرش یا غیر عرش کا مخلوقات مین سے محتاج ہے اور اوس کا مستوی ہونا عرش پر مانند مستوی ہونے مخلوق کے ہے اپنی کرسی پر پس وہ شخص گمراہ ہے بدعتی ہے اسلئے کہ خدا تھا اور نہ زمان تھا نہ مکان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جس پر پہلے تھا۔ انتہی اور یہ اقوال علمائے حنبلیہ کے تھے اور لیکن اقوال صوفیہ صافیہ کے بس کہا استاذ امام ابوالقاسم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین نہ خدائے تعالے کے لئے جہت و مکان ہے اور نہ اوسپر مرور وقت و زمان ہے اور کہا کہ مین نے شیخ ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سلمیؒ کو کہتے تھے سنا کہ سنا مینے عبداللہ بن موسیٰ سلامی سے کہتے تھے کہ سنا مینے شبلی سے کہ وہ کہتے تھے پاک ہے واحد معروف قبل حدود یعنی جہات کے اور قبل حروف کے اور شبلی کا کلام کہلا ہوا ہے اسباب مین کہ قدیم پاک کی نہ ذات کیلئے حد ہے اور نہ اوسکے کلام کے لئے حروف ہین اور کہا کہ سنا مینے شیخ ابوعبدالرحمن سلمی سے کہتے تھے کہ سنا مینے منصور بن عبداللہ سے کہتے تھے کہ سنا مینے ابوالحسن عبزی سے کہتے تھے کہ سنا مینے سہل بن عبداللہ تستری سے کہتے تھے کہ حق تعالے کے طرف مومن دیکھین گے یعنے آخرت مین نظرون سے بغیر احاطہ کے اور بلا ادراک نہایت کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے عقیدہ مین حق تعالے کی توحید مین فرمایا ہے نہ وہ مکان مین ہے اس لئے کہ وہ اگر مکان مین ہوتا تو تسلسل لازم آتا اور کہا کہ جہات منجملہ عالم کے ہین اور تجکو معلوم ہو چکی ہے عالم کی نسبت عظمت الٰہی کے طرف پس وہ برکت والا ہے بیشک وہ رب ہے سب جہان کا اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے مقدمہ مین کہا ہے کہ پاک ہے وہ جہات و اطراف سے اور کہا محمد بن ابوبکر کلاباذی نے کتاب تعرف لمذہب التصوف مین جنیدی کی تنزیہ کے بیان مین (نہ وہ ابعاض رکھتا ہے اور نہ اجزا نہ جوارح اور نہ اعضا اور نہ جہات والا ہے) اور امام ربانی شیخ عفیف الدین یافعی نے نشر المحاسن مین کہا ہے برتر ہے وہ جہات اور اقطار سے اور حدود و مقدار سے اور نہ حلول کرتا ہے

فی شیئ ولایحله شیئ وقال قیل للشیخ ابی الحسن الشاذلی اعرشی انت ام کرسی
فقال الطینة ارضیة والنفس سماویة والقلب عرشی والروح کرسی والسیر
مع الله بلا این قال لیافعی وهذا القول صریح فی نفی الجهة عن خالق الجهات
المتعالی عن الحرکات والسکنات وسائر سمات المخلوقات وقال الامام الشعرانی
فی الیواقیت انه تعالی مستوٍ علی العرش بالوجه الذی قاله وعلی المعنی الذی
اراده بالاستواء منزها عن الاستقرار والتمکن والتحیز والحد والجهة بل انه
کان ولاعرش ولامکان ولاجهة ولازمان وهو الان علی ماعلیه کان وقال
الامام الربانی محمد الالف الثانی الشیخ احمد السرهندی قدس الله سره
وانقنا ما اذاقه فی المکتوب (٢٦٦) من الجلد الاول ان تعالی از جمیع صفات نقصان
وسمات حدوث وامکان منزه ومبراست جسم وجسمانی نیست مکانی وزمانی نه وقال
فی المکتوب السابع والستین من الجلد الثانی زمان ومکان وجهت را در حضرت
او تعالی گنجایش نیست اینهمه مخلوقات اویند واما اقوال الاماصیة فقال العلامة
القوشجی فی شرح التجرید للمحقق الطوسی ویدل ای وجوب الوجود علی نفی
الجهة لان کل ماهو فی جهة فهو جسم اوجسمانی وکل منهما ممکن بل حادث لما
بینا من حدوث الاجسام وقال فی بحر المسترشدین فی اصول الدین من کتب
الشیعة انه تعالی لیس فی جهة قال العلامة المفتی محمد سعید رحمه فی التنبیه
بعد ذکر هذه النقول (هذه اقوال المحدثین سیما قول الامام الطحاوی والبیهقی
من اهل الروایة والدرایة والمحققین من الفقهاء والمتکلمین والصوفیة وغیرهم
ادل دلیل علی انه تعالی منزه عن الجهة باتفاق اهل السنة وخالفت فی ذلک
المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا فیما بینهم فذهب ابوعبد الله

کسی شے مین اور نہ اوس مین کوئی شے حلول کرتی ہے اور کہا کہ شیخ ابو الحسن شاذلی سے پوچھا گیا کہ
تم عرشی ہو یا کرسی پس انہون نے جواب دیا کہ میرا خمیر مٹی کا ہے اور نفس آسمانی ہے اور قلب عرشی
ہے اور روح کرسی ہے اور سر خدا کے ساتھ بدون مکان کے ہے کہا امام یافعی نے کہ یہ قول کہلا
ہوا ہے جہت کی نفی مین خالق جہات سے جو برتر ہے حرکات و سکنات سے اور تمام علامات مخلوقات
سے اور امام شعرانی نے یواقیت مین کہا کہ حق تعالے عرش پر مستوی ہے جس وجہ سے کہ اوسنے
فرمایا ہے اور جس معنی سے کہ اوسنے ارادہ کیا ہے پاک ہو کر استقرار و تمکن و تحیز وحد و جہت
سے بلکہ وہ تھا اور نہ عرش تھا نہ مکان نہ جہت تھی نہ زمان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے
کہ جسپر تھا اور کہا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے پاک کرے اللہ اون کے سر کو
اور چمکاوے ہم کو جو کہ چمکایا اون کو جلد اول مکتوب ۲۶۶ مین حق تعالے تمام صفات نقصان و سمات
حدوث و امکان سے منزہ و مبرا ہے نہ جسم و جسمانی ہے نہ مکان و زمانی اور جہت کو حق تعالی کی
درگاہ مین گنجایش نہین ہے یہ تمام امور اوسکی مخلوقات ہین اور لیکن شیعہ کے اقوال پس
علامہ قوشجی نے تجرید محقق طوسی کی شرح مین کہا ہے اور دلالت کرتا ہے یعنے وجوب وجود
جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز کہ جہت مین ہو پس وہ جسم ہے یا جسمانی ہے اور یہ دونون
ممکن بلکہ نو پیدا ہین کیونکہ اجسام کا نو پیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین اور نہج المسترشدین
فی اصول الدین مین کہ شیعہ کی کتاب ہے کہا ہے کہ حق تعالے جہت مین نہین ہے۔ علامہ مقتی
محمد سعید نے تنبیہ مین ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ اقوال محدثین کے خصوصًا
قول امام طحاوی و بیہقی کا اہل روایت و درایت مین سے اور محققین فقہاء و متکلمین و صوفیہ
وغیرہم کے بہت بڑی دلیل ہے اسپر کہ حق تعالے جہت سے پاک ہے تمام
اہل سنت کے نزدیک اور اس عقیدہ مین مشبہہ نے خلاف کیا ہے پس
سب نے حق تعالے کو جہت فوق مین خاص کیا پھر آپس مین مختلف ہو گئے پس ابو عبد اللہ

محمد بن كرام الى ان كونه فى الجهة لكون الاجسام فيها قال وهو مماس للصفحة العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات وعليه اليهود حتى قالوا العرش يأط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش من كل جهة اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذى للعرش غير مماس له فقيل بمسافة متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه فى الجهة لكون الاجسام فى الجهة يعنى انه ينفى عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا اسم الجنس كذا فى المواقف قال العلامة الشريف والمنازعة مع هؤلاء القايلين راجعة الى اللفظ دون المعنى والاطلاق اللفظى متوقف على ورود الشرع به انتهى قلت هذا ظاهر لا خفاء فيه فانه لم يرد فى الشرع لفظ الجسم ولا لفظ الحيز او الجهة فتبصر والله اعلم انتهى ثم قال العلامة المفتى فيه وقريب من هذا مذهب ابن تيمية و هذا قال المحقق الدوانى فى شرح العضدية ولابن تيمية واصحابه ميل عظيم الى اثبات الجهة ومبالغة فى القدح فى نفيها وقد صرح بكون الفوق بجهة الله تعالى حقيقة من غير تجوز انتهى قلت قد رأيت فى فتاويه المسماة بالحموية انه قال فهذا كتاب الله تعالى من اوله واخره وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم من اولها الى اخرها ثم عامة كلام الصحابة والتابعين ثم كلام سائر الائمة حملوا ما هو نص واما ظاهر فى ان الله سبحنه وتعالى فوق كل شئ وانه فوق العرش وانه فوق السماء ثم استدل بالايات مثل قوله تعالى ثم استوى على العرش واليه يصعد الكلم الطيب وغير ذلك والاحاديث مثل قصة المعراج ونزول الملئكة وقال فى اثناء كلامه واواخر ما زعمه انه فوق العرش حقيقة قال العلامة الحلبى فى رده فليت شعرى ان هذا فى كلام الله تعالى على هذه الصورة

محمد بن کرام اس طرف گیا ہے کہ خدا کا جہت مین ہونا مثل اجسام کے جہت مین ہونے کے ہے
کہا کہ خدا ملا ہوا عرش کے اوپر کے صفحہ سے اور اوسکے حق مین حرکت و انتقال و تبدل جہات
جائز ہے اور یہی مذہب یہود کا ہے یہان تک کہ یہود نے کہا ہے کہ عرش حق تعالے کے نیچے
آواز کرتا ہے جس طرح کہ نیا کجاوہ چرچراتا ہے اور خدا عرش کے ہر جانب چار اوںگل بڑا ہوا
ہے اور بعض نے اونمین سے کہا ہے کہ خدا عرش کے سامنے ہے اوس سے ملا ہوا نہین ہے
پھر کہا گیا کہ مسافت محدود پر ہے اور کہا گیا ہے کہ فاصلہ غیر محدود پر ہے اور بعض نے کہا
ہے کہ اوس کا جہت مین ہونا اور اجسام کی طرح نہین ہے یہ شخص خدا سے تمام خواص اجسام
کی نفی کا قصد کرتا ہے یہانتک کہ صرف اسم جنس کو باقی رکھتا ہے اسیطرح مذکور ہے مواقف
مین علامہ سید شریف نے کہا ہے کہ اس قایل سے نزاع لفظ کی طرف راجع ہے معنی کی طرف نہین
اور اطلاق لفظی پر موقوف ہے ورود شرع پر انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر ظاہر ہے کچھ اخفا اسمین
نہین ہے اس لئے کہ شرع مین نہ جسم کا لفظ وارد ہوا ہے اور نہ حیز یا جہت کا لفظ پس تو سمجھا
واللہ اعلم انتہی پھر مفتی علامہ نے تنبیہ مین کہا اور اسی کے قریب ابن تیمیہ کا مذہب ہے اور اسیوجہ
سے محقق دوانی نے عضدیہ کی شرح مین کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور اوسکے اصحاب کو میل عظیم ہے
اثبات جہت کی طرف اور نفی جہت پر اعتراض کرنے مین مبالغہ ہے اور اوس نے تصریح کی ہے
کہ فوق حقیقۃً حق تعالے کی جہت ہے بلا تجوز کے انتہی مین کہتا ہون کہ مین نے اوسکے فتوائے
مسمّا حمویہ مین دیکھا ہے کہ اوسنے کہا ہے کہ یہ کتاب اللہ ہے اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ صلعم
ہے اول سے آخر تک پھر عموماً کلام صحابہ و تابعین ہے پھر کلام تمام ائمہ کا ہے سبھون نے عمل کیا ہے نص پر
یا ظاہر اسباب مین کہ حق سبحانہ ہر شے کے فوق ہے اور ہر شے کے اوپر ہے اور وہ عرش پر ہے اور وہ آسمان کے اوپر ہے
اور پھر اس پر دلیل لایا آیات سے جیسے کہ ثم استوی علی العرش اور الیہ یصعد الکلم الطیب وغیرہ اور احادیث سے جیسے قصہ معراج کا
اور نزول فرشتون کا اور کہا اپنے کلام کے درمیان اور اپنے اعتقاد کے آخر مین کہ حق تعالے حقیقۃً عرش کے اوپر ہے علامہ جلبی نے اس کے رد مین کہا ہے کشاش مجمل

التى نقلها عن كتاب ربه وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم وهل فى
كتاب الله تعالى كلمة مما قاله حتى يقول ان فيه نصا والنص هو الذى لا
يحتمل التاويل البتة وهذا مراده فانه جعل غير الظاهر لعطفه له عليه واى
اية فى كتاب الله تعالى نص بهذا الاعتبار انتهى قلت اثبات الفوق لله تعالى
والاستدلال بالايات والاحاديث وكلام الائمة وكونها حقيقة والمبالغة
فى القدح فى نفيها يدل على ان عقيدة الجهة راسخة فى ذهنه وهذا مقتضى
مذهبه لا لازم مذهبه كما وهم حتى يقال لازم المذهب ليس بمذهب
انتهى كلام المفتى العلامة اقول وللمصنف ايضا ميل عظيم وشغف فخيم كشيخه
ابن تيمية فى اثبات كونه تعالى قاعدا على العرش واضعا رجليه على الكرسى
وكون الفوق جهة لله تعالى حقيقة ولذا استدل عليه برفع الايدى فى
الدعاء الى الفوق وبحديث الجارية السوداء وغير ذلك كما سيجئ وانما
اطنبنا الكلام بذكر الاقاويل فى هذا المقام وان كان فى بادى النظر غريبا
لان هذا البحث هو المطلب الاعلى والغاية القصوى يجمعه هذا الكتاب ولذا
اودعه فى مطاوى كلامه متفرقة وادرجه فى مواضع كتابه متشتتة كيلا
يظهر كونه مخالفا للاهل السنة فى هذه العقائد ويستتر توافقه لاهل البدع
فى هذه المقاصد فهذا القول مبتدأ العقائده الباطلة سيأتى خبره بعد بحث
الاسماء مقترنا بالتفصيل والتحليل والنقض والجرح والتعديل فلينظر
ثم لما فرغ من الاستدلال باثر على رضى الله عنه شرع فى الاستدلال بقول
الامام جعفر الصادق رضى الله عنه ناقلا عن الرسالة القشيرية فقال
وقال حافظ الصوفية ابو القاسم عبد الكريم القشيرى فى الرسالة المشهورة

ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے اپنے رب کی کتاب سے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے اور آیا کتاب اللہ
مین ایک لفظ بھی نہیں ہے اسکے قول مین سے یہانتک کہ یہ کہتا ہے کہ اوس مین منصوص ہے اور منصوص
وہ ہے کہ جس مین قطعاً تاویل کا احتمال نہ ہو اور یہی نص سے اوس کی مراد بھی ہے اس لئے کہ اوسنے
نص کو غیر ظاہر پر قرار دیا ہے ظاہر کو نص پر معطوف بنا کر اور اس اعتبار سے کونسی آیت کتاب اللہ مین
ہے انتہی مین کہتا ہون کہ فوق کو حق تعالے کے لئے ثابت کرنا اور آیات و احادیث و کلام ائمہ سے
دلیل لانا اور جہت فوق کا حقیقتاً ہونا اور اوسکی نفی پر اعتراض کرنے مین مبالغہ کرنا دلیل ہے اس
امر کی کہ جہت کا عقیدہ اوسکے ذہن مین جما ہوا ہے اور یہ اوسکے مذہب کا مقتضی ہے لازم
مذہب نہین ہے جیسا کہ وہم کیا گیا ہے یہانتک کہ کہا جائے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہوتا
ہے تمام ہوا کلام مفتی علامہ کا مین کہتا ہون کہ مصنف کو بھی میل عظیم و شغف فخیم ہے مثل
اوس کے شیخ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ کے ثابت کرنے مین کہ حق تعالے عرش پر بیٹھا ہے کرسی
پر اوس کے دونون پیر ہین اور فوق حقیقتاً خدا کی جہت ہے اور اسیوجہ سے اسپر دلیل لایا ہے
دعا مین اوپر کے طرف ہاتھہ اوٹھانے سے اور حدیث جاریہ سوداء وغیرہ سے جیسا کہ عنقریب آتا ہے
اور ہمنے اسمقام مین ان اقوال کو ذکر سے اس وجہ سے کلام کو دراز کیا ہے (اگرچہ ظاہر
اجنبی معلوم ہوتا ہے) اسلئے کہ یہی بحث مصنف کی اس کتاب کے تصنیف کرنے سے اعلیٰ
درجہ کا مطلب اور انتہا درجہ کی غایت ہے اور اسیوجہ سے اس بحث کو مصنف اس کتاب کے
مختلف مقامات مین ودیعت رکھا ہے اور متفرق جگہون مین درج کیا ہے تاکہ اون عقائد مین
مصنف کی مخالفت اہل سنت سے ظاہر ہو جاوے اور اوسکی موافقت اہل بدعت سے ان مقاصد مین مخفی رہے
پس یہ قول مصنف کے عقائد باطلہ کی ابتدا ہے کہ جسکی خبر بحث اسمہ کے بعد تفصیل و تعلیل و نقص و جرح و
تعدیل کے ساتھہ آئیگی پس انتظار کرنا چاہئے پھر جبکہ علی کی نقل سے استدلال کرنے سے فارغ ہوا تو امام جعفر صادق کے قول
دلیل لانے مین شروع کیا رسالہ قشیر سے نقل کرکے پس کہا اور کہا حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے رسالہ مشہور مین

وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيئ او من شيئ او على شيئ فقد اشرك
اذ لو كان على شيئ لكان محمولا اى وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحفظه
برحمته كل حامل ومحمول ولو كان في شيئ لكان محصورا اى وليس محصورا
ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله
تعالى الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى ءامنتم من في السماء تجل على
عظيم وتعال جل فخيم من تجليلاته وتعلياته من غير ان تكون له حاجة الى
العرش ولا شيئ من الفرش وسيبين ولو كان من شيئ لكان محدثا اى وهو
ممتنع مطلقا انتهى بقدر الحاجة اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام الشريف
والبيان المنيف للامام جعفر الصادق رضى الله عنه لما كان من البراهين
الدالة على نفي الجهة عن الله سبحانه اغرب المصنف في نقله حيث ما نقله
كما هو بل ادرج بين شقوقه جملا من عند نفسه وصرفه الى ما هو
بصدد اثباته من كون الفوق جهة له تعالى وبيانه ان هذا القول مشتمل
على شقوق ثلاثة كلها ممتنع مطلقا في حقه تعالى ومقصود المصنف لما
كان ينتفي بالشقين الاولين صرف الامتناع الى الشق الاخير بقوله بعده
وهو ممتنع مطلقا ويعلم من تقييده الامتناع بالاطلاق على طور المفهوم
المخالف ان شقين الاولين ليس امتناعهما في حقه تعالى على الاطلاق بل هما
ممكنان فيه تعالى من وجه كما هو مزعوم المصنف وشيخه ابن تيمية وممتنعان
من وجه كما هو مزعوم غيره من اليهود والمشبهة كما مر في ضمن ما ذكرناه
انفا من الاقاويل المنقولة من التنبيه وهذه جسارة عظيمة وخيانة
فخيمة في امر الدين لا يجترأ بها الا من لا يخاف عليه سوء الخاتمة وهو

فرمایا جعفر صادق نے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ مشرک ہوگیا اس لئے کہ خدا اگر کسی شے پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا یعنے اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہی اٹھانے والا ہے اپنی قدرت سے اور نگہبان ہی اپنی رحمت سے ہر اٹھانے والے اور اٹھائے ہوئے کو اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا یعنے اور وہ گھیرا ہوا نہین ہے اور نہ روکا ہوا ہی بلکہ وہی گھیرنیوالا اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کو اور مانند قول حق تعالے کے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوگیا ہے اور قول حق تعالے کا (کیا تم بیخوف ہوگئے ہو اوس ذات سے کہ آسمان مین ہے) ایک تجلی بلند عظمت والے اور ایک تعلی روشن بزرگ سے خدا کی تجلیات و تعلیمات مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش یا کسی شے کی فرش سے اور اس کا بیان قریب آئیگا اور اگر کسی شے سے ہوتا تو نو پیدا ہوتا یعنے اور یہ تو مطلقاً محال ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے کہ یہ کلام شریف و بیان منیف امام جعفر صادقؑ کا جبکہ اون براہین مین سے تھا جو خدا سے جہت کی نفی پر دلالت کرتی ہین مصنف نے اسکی نقل مین ایک نادرکام کیا اس طرح پر کہ اس کلام کو جیسا کہ تھا نقل نہ کیا بلکہ اوسکے شقوق مین اپنے جانب سے کچھ جملے دخل کردئے اور اسکو اپنی مدعا کے طرف کہ جسکے ثابت کرنے کے لئے مصنف دیر ہے یعنے جہت فوق حقتعالے کیلئے ثابت کرنے کی طرف پھیر دیا اور بیان اس کا یہہ ہے کہ یہ قول امام کا شامل ہے تین شقوق پر کہ ہر ایک اونکی حقتعالے کے حق مین مطلقاً محال ہے اور مصنف کا مدعا جبکہ پہلی دو شقون سے باطل ہوتا تھا تو امتناع مطلق کو شق اخیر کے طرف پھیر دیا اوسکے بعد اپنا قول وَہُوَ مُمْتَنِعٌ مُطْلَقًا بڑہا کر اور امتناع کو اطلاق کے ساتھہ مصنف کے مقید کرنیسے بطور مفہوم یہ سمجہا جاتا ہے کہ پہلی دو شقین حقتعالے کے حق مین مطلقاً ممتنع نہین ہین بلکہ وہ دو دون حق تعالے کے حق مین ایک وجہ سے ممکن بھی ہین کہ جسپر مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیکا عقیدہ ہے اور دوسری وجہ سے ممتنع ہین کہ جسپر مصنف کے غیر کا عقیدہ ہے یہود و مشبہ مین سے جیسا کہ اون اقوال مین گذر چکا ہے کہ جن کو ہم نے انہی کتاب تنبیہ سے نقل کیا ہے اور یہ بہت بڑی جسارت اور کمال درجہ کی خیانت ہے دین کے معاملہ مین کہ جسکی جرات وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اپنے سوء خاتمہ کا خوف نہ ہو اور وہ اپنے

في اعماله من الاخسرين كما قال الله تعالى قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا
الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا
ولما اختفى بتخليط المصنف ما هو مقصود الامام من هذا الكلام ونفى الجهة والفوقية
على العرش بالمعنى الحقيقي عن الحق سبحانه لابد لنا ان نحقق فحواه وننقلها هو
منقول في الرسالة القشيرية بسياقه وسباقه الحاق شيئ في معناه قال صاحب
القشيرية رضي الله عنه فيها في صفحة (٥) وسئل ذو النون المصري عن
قوله تعالى الرحمن على العرش استوى فقال اثبت ذاته ونفى مكانه فهو موجود
بذاته والاشياء موجودة بحكمه كما شاء سبحانه وسئل الشبلي عن قوله الرحمن
على العرش استوى فقال استوى علمه بكل شيئ فليس شيئ اقرب اليه من شيئ
وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيئ او من شيئ او على شيئ فقد اشرك
اذ لو كان على شيئ لكان محمولا ولو كان في شيئ لكان محصورا ولو كان من شيئ
لكان محدثا وقال جعفر الصادق ايضا في قوله ثم دنى فتدلى من توهم انه
بنفسه دنا جعل بينه وبين مسافة انما التدانى انه كلما قرب منه بعد عن انواع المغايرة
اذ لا دنو ولا بعد انتهى فعلم من هذا النقل ان كلام الامام في هذا المقام
انما اورد لنفي جهة الفوق عن الله تعالى وتقريره على ما نقله المفتي العلامة
في التنبيه هكذا (البرهان الاول وهو المقتبس من ذي الحسب الزكي والنسب
العلي سيد العلماء ووارث خير الانبياء جعفر الصادق رضي الله عنه قال
لو كان الله في شيئ لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان في جهة
مشار اليه لزم تناهيه وذلك لانه اذا كان في هذه الجهة دون غيرها فقد
حصل فيها دون غيرها ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث

اعمال مین زیادہ نقصان والا ہو جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہدے ای محمد کہ کیا ہم تمھین بتاوین
ون لوگ زیادہ نقصان والے ہین اعمال مین وہ ایسے لوگ ہین کہ جنکی کوشش دنیا کی زندگی مین بہک گئی ہے
ور اون کو گمان ہے کہ ہم اچھا کام کرتے ہین اور جبکہ مصنف کی آمیزش سے مقصود کلام امام کا کہ جہت
فوقیت کی حقیقی کی نفی ہی حق سبحانہ سے مخفی ہوگیا تو ہم کو ضرور ہوا اوس کا ماحصل بیان کردین اور جسطرح کہ
رسالہ قشیریہ مین مذکور ہے اوسیطرح پر مع اوسکے سیاق وسباق کے بدون ملانے کسی شے کے اوس کے
معنی مین اوسکو نقل کرین کہا صاحب قشیریہ رسالہ قشیریہ کے صفحہ (۷) مین اور ذوالنون مصری سے پوچھا گیا
قول حق تعالے کا (رحمٰن عرش پر مستوی ہوا) پس کہا کہ خدا نے اس قول مین ثابت کیا ہے اپنی ذات کو
اور نفی کی ہے اپنے سے مکان کی پس وہ بذات خود موجود ہے اور اشیا اوسکے حکم سے موجود ہین جسطرح پر
کہ حق سبحانہ نے چاہا ہے اور شبلی سے آیت مذکورہ کا مطلب پوچھا گیا پس کہا کہ اوس کا علم ثابت ہوگیا ہر شے
مین پس اوسکے نسبت ایک شے زیادہ قریب نہین ہے دوسری شے سے اور کہا جعفر صادق نے کہ جس نے
گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہی یا کسی شے پر ہے پس وہ بیشک مشرک ہوگیا اس لئے کہ اگر خدا کسی شے
پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا اور کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا اگر کسی شی سے تو تو نو پیدا ہوتا اور کہا امام جعفر صادق نے
حق تعالے کے قول (پھر وہ قریب ہوا پس زیادہ نزدیک ہوگیا) کی تفسیر مین جسنے وہم کیا کہ وہ بذات خود نزدیک
ہوا تو اوسنے وہان مسافت قرار دی وہان تو نزدیک ہونیکے معنے ہین کہ جو ان جون اوس سے قریب ہوا
انواع معارف سے دور ہوگیا اس لئے کہ وہان نہ قرب ہے نہ بعد ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ امام کا
کلام اسمقام مین جہت فوق کی حق تعالے سے نفی کے لئے وارد کیا گیا ہے اور اس کا بیان جسطور پر مفتی علامہ
تبنیہہ مین نقل کیا ہے یہ ہے (پہلی برہان اور وہ حاصل کی گئی ہے جسا صاحب زکی ونسب علی سید علما وارث
خیر الانبیا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کلام سے فرمایا اونہون نے کہ اگر خدا کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا) اور بیان اس دلیل کا
یہہ ہے کہ خدا اگر ہوتا کسی جہت مین کہ جسکیطرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اوس کا محدود ہونا لازم آتا اور یہ اس وجہ سے کہ جبکہ
اسی جہت مین ہوا نہ اوسکی غیر مین تو اسی مین حاصل ہوا نہ کہ اسکے غیر مین اور اوسکے محدود ہونیکے یہی معنی اور ہر محدود نو پیدا ہے

لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر المقادير لا بد لذلك من مخصص فقد ظهر
بهذا البرهان الذى يبهر العقول ان القول بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب
مربوبا وان ذاته متصرف فيها وتقبل الزيادة والنقصان تعالى الله عما يقول
الظالمون علوا كبيرا انتهى ولما فرغ المصنف عن بيان قول الامام جعفر الصادق
والاستدلال به على دعوته ادخل بحث الاسماء بين مبحث الصفات وهو لا علم
وهذا خارج من داب البحث وايضا مخالف لنظم التاليف لانه قال فى صدر
هذا الفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء الالهية
فهذا الترتيب يقتضى ان يكون بحث الاسماء مواخرا من بحث الصفات ولما رايتنا
بحث الاسماء وعلم الله تعالى بما يكون قبل ان يكون فى كتابه هذا اما وجدنا فيه
شيئا قابلا للمواخذة غير مواضع عديدة وهى ايضا ليست معتدا بها فلهذه
الوجوه نترك التعرض عن بحث الاسماء وما بعده ونشرع فى بحث الصفات
بتوفيق الله تعالى وعونه قال الصفات المتشابهات قال الله المتعال
هو الذى انزل عليك الكتاب منه ايات محكمات هن ام الكتاب واخر
متشابهات فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله والراسخون فى العلم يقولون امنا به
كل من عند ربنا الاية اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن الانبارى فى الوقف
بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس فى قوله تعالى (وما يعلم تاويله
الا الله والراسخون فى العلم) قال انا ممن يعلم تاويله وقد استفاض عن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم دعائه اللهم فقهه فى الدين وعلمه التاويل وفى لفظ اللهم
علمه الحكمة وتاويل الكتاب ولعبد بن حميد فى التفسير وابن الانبارى فى كتاب

اس لئے کہ اوسکی خصوصیت کیلئے اس مقدار کیساتھ بدون دوسری مقدارون کے کوئی خصوصیت پیدا کرنیوالا
ضرور ہونا چاہیے پس تحقیق کہ ظاہر ہوگیا اس برہان سے جو عقلون کو دنگ کرتی ہے کہ جہت کا قول واجب
کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے کو اور پالنے والیکے پرورش یافتہ ہوجانے کو اور اس امر کو ذات الٰہی میں تصرف
ہوسکتا ہے اور وہ کمی بیشی کو قبول کرتی ہے برتر ہے خدا ظالموں کے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور جبکہ مصنف
فارغ ہوا امام جعفر صادقؑ کے قول کو بیان کرنے اور اس سے دلیل لانیسے اپنے دعوے پر بحث اسماء کو بحث
صفات اور اوسکے دلائل کے درمیان داخل کرنا اور یہ طریق بحث سے خارج ہے اور نیز نظم تالیف کے برخلاف ہی اسلئے کہ
مصنف نے اس فصل کے شروع میں کہا ہے ایمان ذات احدیت وصفات واحدیت واسماء الٰہیہ پر پس ترتیب
چاہتی ہے کہ اسماء کی بحث صفات کی بحث سے پیچھے ہو۔ اور ہم نے جبکہ بحث اسماء و بحث علم اللہ تعالے بمایکون کو
اس کتاب میں دیکھا تو اوسمیں کوئی بات قابل گرفت کے نپائی بجز چند مقامات کے اور وہ بھی چنداں اعتبار کے قابل نہ تھے
پس ان وجوہ سے ہم بحث اسماء اور اوس کے مابعد سے تعرض کرنیکو چھوڑ دیتے ہیں اور بحث صفات میں شروع
کرتے ہیں حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے (صفات متشابہات) فرمایا حق تعالی نے (وہ الٰہی
ذات ہے کہ جس نے اوتاری تجھپر کتاب بعض اوس کے آیات محکمات ہیں کہ وہ کتاب کی اصل ہیں اور بعض دوسری
آیات متشابہات ہیں پس جن لوگون کے دلونمیں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں اوس کتاب کے متشابہ کا طلب
فتنہ و طلب تاویل کی غرض سے حالانکہ اوسکی تاویل غیر خدا کو معلوم نہیں ہے اور جو لوگ علم میں ثابت قدم ہیں کہتے
کہ ہم اوسپر ایمان لائے سب ہمارے رب کے طرف سے ہی آخر تک روایت کی ابن جریر و ابن منذر و ابن انباری نے
عمدہ سند سے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے حفصقا کے قول (وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم) کے
باب میں کہا ابن عباس نے میں اون میں سے ہون جو کہ اوسکی تاویل جانتے ہیں اور ابن عباس سے شایع
ہوگیا ہے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کے واسطے دعا کی اے خدا تو
اوس کو دین میں سمجھ عطا کر اور تاویل کتاب اس کو سکھا دے اور ایک حدیث میں ہے اے خدا
تو اسکو حکمت و تاویل کتاب سکھا دے اور عبد بن حمید کی روایت ہے تفسیر میں اور ابن [illegible]

الاضداد عن مجاهد وابن جرير عن الربيع في قوله تعالى (والراسخون في العلم) قالا يعلمون تاويله ويقولون امنا به وقال نجم الدين عمر النسفي في تفسيره اكثر اهل العلم على ان الراسخين في العلم يعلمون المتشابه قالوا ولو لم يكن للراسخين في العلم حظ في علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسوّ بين خلقه في العلم بالمتشابه وقال النووي انه الاصح لانه يبعد ان يخاطب الله تعالى عباده بما لا سبيل لاحد من الخلق الى معرفته وقال ابن الحاجب انه الظاهر واختاره القتيبي وهو قول الشافعي قال في مختصر البويطي لا يحل تفسير المتشابه الا بسنة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او خبر عن احد من اصحابه او اجماع العلماء قلت لان علم تاويل المتشابه مما اليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال ابن عباس كما عزى له الخطابي وابن الانباري علمني ربي بالقرآن فعلمت علي كما في القرائن في المستجلبة للغدير الصغير في وسط البحر ولابي نعيم في حلية الاولياء عن ابن مسعود قال ان القرآن انزل على سبعة احرف ما منها حروف الا ولها ظهر وبطن وان علي بن ابي طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث علي مع القرآن والقرآن مع علي وحديث انا مدينة العلم وعلي بابها اذا علمت هذا فاعلم ان للحسن بن علي الحلواني في السنن ومحمد بن عثمان بن ابي شيبة في كتاب العرش والقاضي ابي احمد الغسال الاصفهاني في المعرفة تاليفه والصفار وابي الشيخ وابن مردويه عن عمير بن عبد الملك قال خطبنا علي قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتي وجلالي وارتفاعي فوق عرشي ما امر اهل قرية ولا اهل بيت ورجل ببادية كانوا

کہا اون دونون نے کہ جانتے ہین ہم اوسکی تاویل اور کہتے ہین کہ ہم اوس پر ایمان لائے اور کہا ابن ابی
عمر نسفی نے اس کی تفسیر ہین کہ اکثر اہل علم اسپر ہین کہ اگر راسخین فی العلم متشابہ کو جانتے ہین اور اون کا قول
ہے کہ اگر راسخین فی العلم کو بھی متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ یہہ کہین کہ ہم اسپر ایمان لائے سب ہمارے
رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچھ فضیلت نہو گی اسلئے کہ وہ سب بھی یہی کہتے ہین اور حق تعالی نے متشابہ کے
علم مین اپنے مخلوق مین سبکو برابر نہین رکھا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ یہہ امر بعید ہے
کہ حق تعالی اپنے عباد سے اوس چیز کا خطاب کرے کہ جسکی معرفت کیطرف اوسکی مخلوق مین سے کسیکو کوئی راہ نہ ملے اور
ابن حاجب نے کہا ہے کہ یہی قول ظاہر ہے اور اسیکو قیبی نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے مختصر تولیطی مین لکھا ہے
کہ متشابہ کی تفسیر نا جایز ہے مگر رسول خدا صلعم کی حدیث سے یا کسی صحابی کے قول سے یا علما کے اجماع سے پس اگر یہہ بات
نہوتی کہ تاویل متشابہ کے علم کیطرف راستہ ہے تو بولیطی ایسا نہ کہتے اسکو یاد رکھو اور تحقیق کہ ابن عباس نے کہا ہے
جیسا کہ خطابی و ابن اثیر نے اون سے روایت کی ہے کہ مجکو علم قران کا بہ نسبت علم علی کے بمنزلہ ایک چھوٹے حوض
کے ہے سمندر کے بیچ مین اور ابو نعیم کی روایت ہے حلیتہ الاولیا مین ابن مسعود سے کہا اونہون نے کہ قران کا تنزیل سات
حرفونمین ہوا ہے اونمین سے ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی بن ابی طالب کے پاس قران کا ظاہر و باطن دونون جمع
ہین اور یہہ حدیث صحیح ہے کہ علی قران کے ساتھہ ہے اور قران علی کے ساتھہ اور یہہ حدیث
کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے جبکہ تجکو یہہ معلوم ہو چکا پس جان تو کہ حسن بن علی جلالی
کی روایت ہے سنن مین پیر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی روایت ہے کتاب العرش مین اور قاضی ابو احمد
غسال اصفہانی کی معرفت مین جسکو اوسنے تالیف کیا ہے صفات کے بیان مین اور ابو الشیخ و ابن مردویہ کے
روایت ہے عمیر بن عبد الملک سے کہا اوس نے کہ خطبہ سنایا ہمکو علی نے کہا کہ بیان کیا
مجھے رسول خدا صلعم نے اپنے رب عزوجل کیطرف سے کہ کہا اوسنے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اور اپنے بلند
ہونے کی عرش کے اوپر کہ نہین کوئی گانو کا شخص یا کسی گھر کا مالک یا جنگل کا مرد کہ جو قائم ہون میری

على ما كرهت من معصيتي فتحولوا عنها الى ما احببت من طاعتي الا تحولت لهم عما
يكرهون من غذ ابي الى ما يحبون من رحمتي وما من اهل بيت ولا قرية ولا جل
بادية كانوا على ما احببت من طاعتي ثم تحولوا عنها الى ما كرهت من معصيتي
الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي الى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور
على صالح المكي انا الحارث بن عمير انا جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن
علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فاتحة الكتب
وآية الكرسي واثنين من آل عمران (شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة
الى قوله ان الدين عند الله الاسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) الى قوله
(بغير حساب) مشفعات معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب
الحديث اخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا الكلام عليه في احياء الميت بفقه
اهل البيت وله شاهد عند الديلمي في مسند الفردوس عن ابي ايوب الانصاري
وفيه تعلقن بالعرش وقلن انزل بنا على قوم يعملون بمعاصيك فقال وعزتي وجلالي
وارتفاع مكاني لانزلنكن على قوم يعملون بمعاصيك فقال الديلمي والبيهقي
في شعب الايمان والهروي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن حفص
العبشمي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث
عن علي قال كل دعاء محجوب عن السماء حتى يصلى على محمد وعلى آل محمد
قال ابن الجزري في آخر النشر واسناده جيد وفي تلخيص مسند الفردوس
لابن حجر حديث الدعاء محجوب عن الله عز وجل حتى يصلى على محمد واهل بيته رواه
ابو الشيخ عن علي اي رفعا وسنده ضعيف وهو عند الترمذي ولعله الحكيم
فليراجع قال الديلمي ورواه الحسن بن عرفة عن علي مرفوعا وسنده ضعيف

معصیت پر کہ جسکو مین برا جانتا ہون پہر اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا میری طاعت پر ہو کر کہ جسکو مین دوست
رکہتا ہون مگر یہہ کہ مین نے چہوڑ دیا اونکے عذاب کو کہ جسکو وہ برا جانتے ہین بسبب اپنی رحمت کے کہ
جس سے وہ خوش ہین اور نہین کوئی گہر کا مالک اور نہ گانون کا رہنے والا یا جنگل کا مرد کہ قایم ہون میری طاعت
پر کہ جسکو مین دوست رکہتا ہون پہر اونہون نے اوسکو چہوڑ دیا بسبب میری معصیت کے کہ جسکو مین برا
جانتا ہون مگر یہہ کہ مین چہوڑ دیتا ہون اپنی رحمت کو کہ جسکو وہ دوست رکہتے ہین بسبب اپنے غضب کے
کہ جسکو وہ برا جانتے ہین اور محمد بن زنبور ابو صالح کی سے روایت ہے کہ ہمکو خبر دی حارث بن عمیر نے
کہ ہمکو خبر دی جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے علی بن ابی
طالب سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سورہ فاتحہ اور ایۃ الکرسی اور اول اعمران کی دو آیتین یہ ایک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَتعالے کے قول اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک اور دوسری قول اوسکا قل اللہم مالک الملک اوسکے
قول بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہین کہ عرش سے معلق ہین اونمین اور خدا مین کوئی پردہ نہین ہے آخر حدیث تک اس کو روایت کیا ہے
محدثین کی بڑی جماعت نے اور اسکے تحقیق کو ہمنے احیاء المیت مین بسط سے لکہا ہے اور اس حدیث کا
ایک شاہد ہے دیلمی کے پاس مسند الفردوس مین ابو ایوب انصاری سے اور اوسمین یون ہے کہ لشکی ہین عرش
سے اور کہا کہ کیا تو ہمکو نازل فرماتا ہے ایسے قوم پر کہ تیری نافرمانی پر عمل کرتے ہین پس فرمایا حق تعالی نے
قسم ہے اپنی عزت وجلال اور اپنے بلندی مکان کی آخر حدیث تک اور طبرانی کی روایت ہے اوسط مین اور
ابو الشیخ کی پس دیلمی و بیہقی کی روایت ہے شعب الایمان مین اور ہروی کی ذم الکلام مین اور عبید اللہ بن محمد بن حفص تیمی کی
اوسکی حدیث مین اور عبد القادر رہاوی کی اوسکی اربعین مین حارث سے اوسنے روایت کی علی سے کہ کہا اونہون نے کہ ہر دعا مجوب ہے
آسمان سے یہانتک کہ درود بہیجا جائے محمد پر و آل محمد پر کہا ابن حجر ذری نے نشر کے آخر مین کہ اس حدیث کی اسناد
جید ہے اور تلخیص مسند الفردوس مولفہ ابن حجر مین ہے کہ حدیث کہ دعا محجوب ہے خدا عزوجل سے یہانتک کہ درود بہیجا جائے محمد و اہل بیت محمد
پر اسکو روایت کیا مرفوعا ابو الشیخ نے علی سے اور اسکی سند ضعیف ہے ترمذی کے نزدیک اور شاید وہ حکیم ترمذی ہے پس رجوع کرنا چاہئے
سنن ترمذی کی طرف کہا یسرک کی اور اسکو روایت کیا ہے حسن بن عرفہ نے علی سے مرفوعا اور اسکی سند ضعیف ہے

والصحيح وقفه لكن قال المحفوظون من علماء الحديث ان مثل هذا لا يقال من قبل
الرأي فهو مرفوع حكما انتهى وعن الحارث عن علي رفعا ما من دعاء الا بينه وبين
السماء حجاب حتى يصلي على محمد وعلى آل محمد فاذا فعل ذلك خرق ذلك الحجاب
ودخل الدعاء الحديث رواه البيهقي وابو القاسم التيمي والديلمي وابن ابي
شريح فابو اليمن بن عساكر وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبراني والبيهقي
عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما عن علي موقوفا واشار اليه ابو اليمن ولابن ابي
شيبة عن حذيفة بن اسيد قال رأيت علي بن ابي طالب اذا زالت الشمس
صلى اربعا طوالا فسألته فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يصليها فسألته فقال ان ابواب السماء تفتح اذا زالت الشمس فلا ترتج حتى يصلي
الظهر فاحب ان يرفع لي الى الله عمل وللدارقطني في حديث ابن منزوك
والخطيب في الجامع لاداب القاري والسامع وابي غنائم النرسي في النسخ العاقل
وابن عساكر عن علي قال يا حملة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقوام يحملون
العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سريرتهم علانيتهم الى قوله اولئك لا يصعد
اعمالهم في مجالسهم تلك الى الله ولا سحق وابن ابي عاصم وابن جرير والمحاملي
في الامالي بسند صحيح عن علي في خبر خم وقد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن
تضلوا بعده كتاب الله سبب بيده وسبب بايديكم (الحديث) ورواه ابن سعد
واحمد والطبراني في معجمه الكبير عن ابي سعيد الخدري وابن ابي شيبة واحمد
عن زيد بن ثابت كتاب الله عز وجل حبل ممدود ما بين السماء والارض وفي
لفظ الطبراني في الكبير عن زيد كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله و
طرفه بايديكم ولابن اسحق فيعقوب بن ابراهيم الدورقي فائدة رامي واحمد

اور صحیح یہہ ہے کہ یہہ حدیث موقوف ہے لیکن محققین اہل حدیث نے کہا ہے کہ ایسی حدیث راوی اپنی جانب سے
نہین کہتا ہے پس یہہ مرفوع ہے حکماً انتہی اور حارث نے علیؑ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہین ہے کوئی دعا گر
یہ کہ اوسمین اور آسمان مین پردہ ہے یہانتک کہ درود پڑہا جائے محمدؐ پر پس جبکہ ایسا کیا جائے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے
اور دعا داخل ہو جاتی ہے تا آخر حدیث اسکو روایت کیا ہے بیہقی و ابو القاسم تیمی و دیلمی و ابن ابو شریح نے بہ ابو نعیم
بن عساکر اور ابن بشکوال وغیرہم نے اور روایت کیا اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے اون
دونون نے علیؑ سے موقوفاً اور اسکی طرف اشارہ کیا ہے ابو الیمن نے اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے خدیجہ
بنت اسید سے کہا اوسنے کہ دیکھا مینے علیؑ کو کہ زوال آفتاب کے بعد اونہون نے چار رکعتین در از پڑہی پس اونسے
پوچھا تو فرمایا کہ اسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین جبکہ آفتاب زایل ہو جاتا ہے پس برابر کہلے رہتے ہین یہانتک
کہ ظہر کی نماز پڑہ لی جائے پس مجکو محبوب ہے یہ کہ میرا کوئی عمل خدا کی طرف اوٹہایا جائے اور دار قطنی کی روایت ہے ابن منذر کی حدیث مین
اور خطیب کی جامع لآداب القاری والسامع مین اور ابو غنائم ترسی کی (انس العاقل) مین اور ابن عساکر علیؑ سے کہ کہا اونہون نے
(ای قران کے) اوٹہاؤ قران پر عمل کرو یہانتک کہ کہا اور قریب ہے کہ کچھ لوگ ہونگے کہ علم کو سیکہینگے پر علم اونکے ہنسلیون سے نیچے نہ اوتریگا
از نکا باطن مخالف ہوگا اونکے ظاہر کے یہانتک کہ کہا کہ اون لوگون کے اعمال انکی مجالس سے خدا
کی طرف بلند نہونگے اور اسحق و ابن ابی عاصم و ابن جریر و محاملی کی روایت ہے امالی مین بسند
صحیح علیؑ سے حدیث خم مین یہ کہ اور تحقیق کہ چہوڑتا ہون تم مین وہ شے کہ اگر تمنے اوس پر عمل
کیا تو پہر تم ہرگز گمراہ نہوگے خدا کی کتاب کہ اوسکی ایک ڈوری تمہارے ہاتہون مین ہے اور ایک
ڈوری خدا کے ہاتہہ مین ہے آخر حدیث تک اور اسکو روایت کیا ہے ابن سعد و احمد و طبرانی نے
اپنی معجم کبیر مین ابو سعید خدری سے اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابتؓ سے (کتاب خدا عزوجل کی
ایک رسی ہے دراز کی ہوئی درمیان آسمان و زمین کے اور طبرانی کی معجم کبیر مین ہے زید سے کتاب
خدا عزوجل کی ایک ڈوری ہے کہ جسکا ایک سرا خدا کے ہاتہہ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارے
ہاتہون مین اور ابن اسحق کی روایت ہے پہر یعقوب بن ابراہیم دورقی کی پہر دارمی و احمد

وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب في تاريخه عن
عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه
قال لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة ولاخرت العشاء
الآخرة الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر فيقول قايل الا سائل يعطى الا داع يجاب
الا سقيم يستشفي فيشفى الا مذنب يستغفر فيغفر له وليس عند ابي يعلى جملة
الا سائل يعطى تابعه ابوهريرة عند ابن اسحاق فبيعقوب الدورقي فالدارمي
وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى وابن جرير ولمسلم عنه ذكر النزول
فقط وللصابوني في الانتصار عن عبيد الله بن ابي رافع عن علي رفعا ينزل
ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر
فيقول من يدعوني فاستجيب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاغفر له
تابعه ابوهريرة ايضا عند مالك في روايته يحيى ولمسلم ورواية القعنبي
فابي داؤد وعند بقية ائمة الحديث الستة والدارمي وابي يعلى والصابوني
بطرق كثيرة عنه وجبير بن مطعم وعبادة بن الصامت وجابر وعبد الله
وابو الدرداء والجبر وعائشة وام سلمة اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجة
عن ابيهريرة حتى يطلع الفجر وفي النزول كل ليلة احاديث ذكرها بطول قال
القاضي عياض في حديث ابيهريرة الصحيح رواية حين يبقى ثلث الليل
الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار بلفظه و
معناه قال النووي ويحتمل ان يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم اعلم باحد
الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت اخر فاعلم به وسمع ابوهريرة

وابو یعلی کی اونکی مسندون مین اور ابن جریر کی تہذیب الآثار مین اور خطیب کی اوسکی تاریخ مین عبید اللہ
بن ابی رافع سے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے علیؓ سے اونہون نے نبی صلعم سے
کہ فرمایا حضرت نے کہ اگر مجکو اپنے شاق ہونیکا خیال نہوتا تو اونکو ہر نماز کے وقت مین مسواک کا حکم کرتا اور
عشا کی نماز کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اسلیے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو حق تعالے اپنے
سے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس برابر یہین رہتا ہے طلوع فجر ہونے تک پس کہنے والا کہتا ہے کیا
نہین کوئی مانگنے والا کہ جسکو دیا جائے کیا کوئی نہین دعا کرنیوالا کہ اوسکی دعا قبول کی جائے کیا نہین ہے کوئی
بیمار شفا کا طلبگار کہ اوسکو شفا دیجائے کیا نہین ہے کوئی گنہگار معافی کا خواستگار کہ اوسکو معافی بخشدیا جائے
اور ابو یعلی کی روایت مین الاسائل یعطی کا ترجمہ نہین ہے اسکا تابع ابو ہریرہ سے ہے ابن اسحق کی روایت مین
یعقوب دورقی بہر دارمی وعبد الرزاق واحمد وابو نصر وابو یعلی وابن جریر کی روایت مین اور مسلم کی روایت
مین اونسے صرف نزول کا ذکر نہین ہے اور صابونی کی روایت ہے انتصار مین عبید اللہ بن رافع سے اونہون نے روایت کی مرفوعاً
کہ ہمارا رب تعالے ہر رات کو پنجم کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے پس فرماتا ہے کہ کون
دعا کرتا ہے کہ مین اوس کی دعا قبول کرون اور کون مانگتا ہے مجھسے کہ مین اوسکو دون اور کون ہے کہ
مجھ سے طلب مغفرت کرتا ہے کہ مین اوسکو بخشدون اسکے تابع بہی ابو ہریرہؓ ہین امام مالک کے نزدیک یحیی کی روایت
مین ہر مسلم کی اور یعنی کی روایت مین ہر ابو داؤد کی اور نزدیک باقی ائمہ محاح ستہ کے اور دارمی وابو یعلی
وصابونی کی طرق کثیرہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے اور جبیر بن مطعم وعیادہ بن صامت وجابر وعبد اللہ والوالدرداء
وجبیر وعائشہ وام سلمہ نے روایت کیا اسکو صابونی نے زیادہ کیا نسائی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے یہانتک کہ طلوع ہو
فجر اور ہر رات کے نزول مین بہت حدیثین ہین کہ جنکا ذکر طویل ہے کہا قاضی عیاض نے ابو ہریرہ کی حدیث مین کہ صحیح
روایت وقف باقی رہنے ثلث آخر شب کی ہے ایسا ہی کہا ہے ائمہ حدیث نے اور اسی پر احادیث کا غلبہ ہے اسکے لفظ ذہنی
مین نووی نے کہا ہے کہ یہ بہی احتمال ہے کہ نبی صلعم کو ایک صورت کا علم ہوا ہو ایک وقت مین پس آپنے
اوسکی خبر دی پہر دوسری صورت کا علم دوسرے وقت ہوا ہو پہر آپنے اوسکی خبر دی اور ابو ہریرہ سے

اخبرين فنقلهما جميعا ولعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الحلواني
وابن ماجة القزويني والبيهقي في شعب الايمان والمزي في تهذيب الكمال عن
ابي هريرة ابي سبرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر
بن ابيطالب عن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه
علي بن ابيطالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا كانت
ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله عز وجل
ينزل فيها الغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا مستغفر فاغفر له الا
تائب فاتوب عليه الا مبتلى فاعافيه الا مسترزق فارزقه الا سائل فاعطيه
الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر وضعف بابي بكر بن عبد الله بن محمد بن
ابي سبرة المدني ورمي بالوضع والظاهر انه لمثل هذا الحديث ولا يخفى ان له
شواهد كثيرة عن ابي بكر وعائشة ومعاذ وابي ثعلبة وابن عمر وابي موسى
وعثمان بن ابي العاص وراشد بن سعد وابي هريرة وقد جرح جمع من الثقات
باحاديث الصفات وابو بكر قاضي مكة وصفق المدينة ثم القاضي العراق قبل
ابي يوسف فقيه كثير الحديث من ابناء الصحابة الاجلاء وسال المنصور مالكا
من بقي بالمدينة من المشيخة فقال ابن ابي ذئب وابن ابي سلمة وابن ابي سبرة
وكان عبد الملك بن جريج يروي عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء
قريش وقال ابن سعد كان كثير العلم والسماع والرواية وقال الاجري عن
ابي داود فيه صفتي المدينة ولابي القاسم الاصبهاني في كتاب الترغيب والترهيب
عن علي رفعه ينزل الله تعالى ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم الا
لمشرك او مشاحن او قاطع رحم واسراة تبغي بغرجها فليراجع سنده وفي

دونون صورتون کو سنا ہو پس دونون کو نقل کر دیا اور عبدالرزاق کی روایت ہے مصنف مین اور حسن بن
علی خلال حلوانی کی اور ابن ماجہ قزوینی اور بیہقی کی شعب الایمان مین اور مزی کی تہذیب الکمال مین ابوبکر بن ابوسبرہ
سے اونہون نے روایت کی ابراہیم بن محمد سے کہ وہ ابن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب ہین اونہون نے
معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے چچا علی بن ابی طالب
سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جبکہ نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو تم رات کو قیام کرو اور
اوراد سکی صبح کو روزہ رکھو اسلئے کہ خداعزوجل اوس رات مین غروب آفتاب کے وقت سے دنیا کے آسمان کی
طرف نزول فرماتا ہے پھر کہتا ہے کیا نہین کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ مین اوسکو بخشدون کیا نہین کوئی
توبہ کرنے والا کہ مین اوسپر مہربانی کرون کیا نہین کوئی مصیبت زدہ کہ مین اوسکو نجات دون کیا نہین کوئی روزی
طلب کرنے والا کہ مین اوسکو روزی دون کیا نہین کوئی سوال کرنے والا کہ مین اوسکو عطا کرون کیا نہین کوئی
ایسا کیا نہین کوئی ایسا یہانتک کہ فجر طلوع ہوا اور اسکو ضعیف کہا گیا ہے ابوبکر بن عبداللہ بن محمد
بن ابوسبرہ مدنی کے سبب سے اور اوسپر حدیث وضع کرنے کا طعن کیا گیا ہے اور ظاہر الطعن مذکور
اسی قسم کی حدیث کی وجہ سے ہے اور فنجی نہین ہے کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہین ابوبکر و عائشہ و معاذ و ابوثعلبہ
و ابن عمرو و ابوموسی و عثمان بن ابوالعاص و راشد بن سعد و ابوہریرہ سے اور بہت سے ثقہ لوگون پر بھی طعن کیا
گیا ہے احادیث صفات مین اور ابوبکر مکہ کے قاضی اور مدینہ کے مفتی پھر قاضی عراق تھے ابویوسف فقیہ سے پہلے
بہت سے احادیث کے راوی تھے جلیل القدر صحابہ کی اولاد سے اور منصور نے مالک سے پوچھا اون مشایخ کو جو مدینہ مین باقی
رہے تھے پس کہا اونہون نے کہ ابن ابی ذئب و ابن ابی سلمۃ و ابن ابی سبرۃ اور عبدالملک بن جریج کہ ابوبکر سے روایت
حدیث حاصل تھی اور مصعب بن زبیری کا قول ہے کہ وہ علمائے قریش سے تھے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ بہت علم و سماع
حدیث و روایت والے تھے اور آجری نے انکی باب مین ابوداؤد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ مفتی مدینہ تھے اور ابوالقاسم اصبہانی کی روایت
کتاب ترغیب و ترہیب مین علی سے مرفوعاً کہ حقتعالی نصف شعبان کی رات مین نزول فرماتا ہے پس ہر مسلمان کو بخشتا ہے
مگر مشرک و کینہ ور کو اور قرابت توڑنے والے کو اور کشنین کو پس اس حدیث کی سند کی طرف رجوع کرنا چاہئے

حديث الامام جعفر الصادق عن ابيه الامام محمد الباقر عن الصحابي الجليل
جابر عند خلايق في حجة الوداع وقد تركت فيكم مالن تضلوا بعده ان اعتصم
به كتاب الله وانتم تسئلون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد ان قد بلغت
واديت ونصحت فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس
اللهم اشهد ثلاث مرات وهو من اشهر حديث صحيح اكب الحفاظ الايقاظ
من رواياته في كتب الصحيح ولابن ابي شيبة فابن ماجة بسند صحيح على
شرط الائمة الستة عن ابي هريرة رفعه الميت تحضره الملئكة فاذا
كان الرجل صالحا قالوا اخرجي ايتها النفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب اخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى تخرج ثم يعرج بها الى السماء فتفتح لها فيقال
من هذا فيقولون فلان فيقال مرحبا بالنفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب ادخلي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى ينتهي بها الى السماء التي فيها الله تبارك وتعالى الحديث
وللدولابي في الكنى بسند كل الرواية فيه ثقات عن الحسن قال اتى نفي حلقة
على اذ جاءت الصيحة من دار عثمان فرأيته رافعا يديه الى السماء وهو
يقول اللهم اني ابرأ اليك من دم عثمان ولابن ابي شيبة في مصنفه بشرط
الائمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه واله وسلم في غيبة
ابي بكر ثم مجيئه ومروره بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم ثم اتى المنبر فصعده فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس
ان كان محمد صلى الله عليه وسلم الهكم الذي تعبدون فان محمدا قد مات

وان كان الهكم الله الذى فى السماء فان الهكم لم يمت الحديث ولعثمان الدارمى
فى الرد على بشر المريسى وابن ابى حاتم والبيهقى فى الاسماء والصفات عن عمر
انه مر بعجوز فاستوقفته فوقف يحدثها فقال له رجل يا امير المومنين جست
الناس على هذه العجوزة فقال ويلك اتدرى من هذه هذه امرأة سمع الله
شكواها من فوق سبع سموت هذه خولة التى انزل الله فيها قد سمع الله
قول التى تجادلك فى زوجها وتشتكى الى الله وللذهبى فى جزئه فى مقتل عمر
عن عبد الرحمن بن عوف انه لما اخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع راسه
الى سقف المسجد وقال اللهم اشهد ولعبد الله بن احمد وابن المنذر
والطبرانى واللالكائى والبيهقى وابن عبد البر وابى عمرو الطلمنكى وابى احمد
الغسال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء القصوى والكرسى خمسمائة
عام وما بين الكرسى والماء كذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش
واخرجه البخارى فى الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود فى قوله تعالى
ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والادلة
صحيحان وهما مرفوعان حكما والاخبار والآثار فى الباب عن اهل بيت النبوة
والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة مملوة من اثبات الجهة
الفائقة وكذا كلام الانبياء والمتقدمين وادعيتهم اقول ومن الله
التوفيق وبيده ازمة التحقيق ان المصنف قد اتى فى هذا القول عدة احاديث
اثبت بها ان الجهة الفائقة ثابت لله تعالى عن ذلك علوا كبيرا وحكم بان
الكتب الالهية السابقة وكلام الانبياء المتقدمين (يعنى بذلك احاديثهم)
ايضا مملوة من اثبات الجهة الفايقة لله تعالى وقد اشبعنا الكلام فى رد القول

اور اگر تمہارا معبود جو کہ آسمان مین ہے پس تحقیق تمہارا معبود نہین مرا آخر حدیث تک اور عثمان دارمی کی روایت ہے بشر
مریسی کی رد مین اور ابن ابی حاتم اور بیہقی کی اسماء والصفات مین عمر سے کہ وہ ایک بڑھیا کے پاس گزرے پس اوس نے آپکو پہچانا پس
آپ ٹہرگئے اوس سے بات کرنیکو پس اون سے ایک نے دنے کہا کہ ای امیر المومنین آپنے لوگون کو روک رکھا اس بڑھیا کی وجہ سے
پس اونہون نے کہا کہ تیری خرابی ہو کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون عورت ہے یہ وہ عورت ہے کہ جسکی شکایت کو خدا نے سن لیا سات
آسمانو کے اوپر سے یہ عورت خولہ ہے کہ جسکے باب مین خدا نے نازل فرمایا کہ تحقیق خدا نے سنلیا کلام اوس عورت کا کہ جو تجھسے جھگڑا
کرتی ہو اپنے شوہر کے باب مین اور خدا کی طرف شکوہ پیش کرتی ہے اور بیہقی کی روایت ہے اوسکے جزمین عمر کے متعلق مین
عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عمر نے لوگون سے عثمان کے واسطے بیعت لی اور لوگ اون سے بیعت کر چکے تو
عمر نے اپنا سر سجدہ کی جہت کی طرف اوٹہایا اور کہا کہ اے خدا تو گواہ رہ اور عبد اللہ ابن احمد وابن المنذر وطبرانی
ولالکائی وبیہقی وابن عبد البر وابو عمرو طلنکی وابو احمد عسال وغیرہم کی روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا
اونہون نے کہ سا تو مین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان
بہی اسیقدر فاصلہ ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے اور اسکو
بخاری نے جہمیہ کے رد مین اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے حق تعالی کے
قول (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر مین کہا کہ عرش پانی پر ہے اور خدا عرش پر ہے اور یہہ دونون اثر
صحیح ہین اور دونون حکماً مرفوع ہین اور اخبار وآثار اسباب مین اہلبیت بنوت واصحاب
سے بیشمار وبے حد ہین اور کتب الیہ سابقہ اثبات جہتہ فائقہ سے مالا مال ہین اور
اسیطرح پہلے انبیا کا کلام اور اونکی دعائین انہی مین کہتا ہون اور خدا ہی
سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتہہ مین تحقیق کی باگین ہین کہ مصنف نے اس قول
مین چند حدیثین ذکر کی ہین کہ جن سے جہت فوق حق تعالے کے لئے ثابت کی ہے
اور وہ اس سے پاک ہے بہت پاک ہونا اور حکم لگایا ہے کہ کتب الیہ سابقہ اور اسیطرح
کلام انبیاے سابقین کا یعنے اونکی حدیثین بہی اثبات جہت سے مالا مال ہین اور ہمنے قول سابق دو مین علمای محققین کے

القول السابق تذكر الاقاويل الكثيرة للعلماء المحققين في ابطال الجهة واثبتنا ان
خطبات علي رضي الله عنه وكلام الامام جعفر الصادق الذي نقلها المصنف
من الرسالة القشيرية ايضا دالة على تنزيهه تعالى عن الجهات والما استدل
المصنف على اثبات الجهة في هذا القول بالاحاديث المذكورة وجب علينا
ان نتفاوضها ونبين فساد ما زعمه وفهمه منها اما تمسكه بحديث عمير بن الملك
عن علي رضي الله عنه قال حدثني رسول الله صلعم عن ربه عز وجل قال
وعزتي وجلالي وارتفاعي فوق عرشي الحديث فليس فيه ما يثبت دعوته
لان فوقيته تعالى على العرش وتحوله عن الكراهة الى الرحمة وبالعكس المراد
منه ما يليق بشانه تعالى لان الفوقية الحقيقة انما تكون للجسم بالنسبة
الى جسم اخر والله تعالى مقدس عن كونه جسما او جسمانيا فالفوقية لله تعالى
على عرشه تكون على خلاف الحقيقة لامحالة فاثبات الجهة من هذا الحديث
ليس بصحيح واما تمسكه بحديث علي رضي الله عنه الذي في اخره مشفعات
معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب فهو ايضا غير مثبت لدعواه لان
الله تعالى ليس بمحجوب عن شيئ ولا شيئ بمحجوب عنه بالمعنى الذي يحجب جسم
عن جسم وانما حجابه ايضا يكون مناسبا له تعالى فلا مساغ لاثبات الجهة له
تعالى بهذا الحديث ايضا واما تمسكه بحديث الحارث عن علي قال كل دعاء
محجوب عن السماء حتى يصلي على محمد وعلى ال محمد فبعد تسليم الصحة لا يدل
على مراده لان صعود الدعاء الى السماء وكونه محجوبا عنه ليس من جنس
صعود الجسم الى الجسم فالمراد منه ليس معناه الحقيقي ولما كان كذلك فلا
دلالة فيه على اثبات الجهة واما تمسكه بحديث صلوة على بعد زوال

اقوال ابطال جہت مین کثرت سے نقل کردے ہین اور یہ بھی ہم ثابت کرچکے ہین کہ علی کے خطبے اور امام جعفر
صادق کا کلام بھی کہ جسکو مصنف نے رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے حق تعالے کے جہت سے پاک
ہونے پر دلالت کرتے ہین اور جبکہ مصنف اس قول مین اثبات جہت پر احادیث مذکورہ سے
دلیل لایا ہے تو ہمپر واجب ہوا کہ ان حدیثون مین ہم نظر کرین اور جو کچھ ان سے مصنف نے
سمجھا ہے اوسکا فساد بیان کرین لیکن دلیل لانا مصنف کا عمر بن الملک کی روایت سے جسکو عمیر
نے علیؑ سے باین لفظ روایت کیا ہے کہ فرمایا علیؑ نے کہ بیان کیا مجھے رسول خدا صلعم نے اپنے رب
کی طرف سے کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اور اپنے بلند ہونیکی عرش پر تا آخر حدیث پس اس
حدیث مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے مصنف کا دعوے ثابت ہوا سلئے کہ حقتعالے کا عرش پر
ہونا اور اوسکا راحت سے رحمت کی طرف اور رحمت سے عذاب کی طرف لوٹنا اس سے مراد
وہ صفت ہے کہ جو حق تعالے کی شان کے مناسب ہے اسلئے کہ حقیقۃً اوپر ہونا جسم کی صفت ہے
بہ نسبت دوسرے جسم کے اور حق تعالے جسم یا جسمانی ہونے سے پاک ہے پس حقتعالے
کا عرش پر ہونا لامحالہ حقیقی معنے کے لحاظ سے نہین ہے پس اس حدیث سے جہت کا ثابت کرنا
غیر صحیح ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث علیؑ سے کہ جسکے آخر مین ہے مقبول الشفاعۃ عرش ہی
متعلق ہین انکے اور خدا کے درمیان پردہ نہین ہے) پس یہ حدیث بھی دعوی مصنف کی مثبت نہین
ہے اسلئے کہ نہ حقتعالی کسی شے سے محجوب ہے اور نہ کوئی شے اوس سے محجوب ہے یعنی حجاب ایک جسم کے
دوسرے جسم سے بلکہ حجاب حقتعالی کا بھی اوسکی مناسب ہوگا پس اس حدیث سے بھی اثبات جہت کی گنجایش نہین ہے
لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حارث سے کہ کہا علیؑ نے کہ دعا محجوب ہے آسمان سے یہانتک کہ محمد وال محمد پر درود پڑھا جائے
پس بعد تسلیم کرنے اسکی صحت کے یہ بھی مصنف کے مدعا پر دلالت نہین کرتی ہے اسلئے کہ دعا کا آسمان پر چڑھنا اور حق تعالی سے
حجاب مین رہنا ایک جسم کا دوسری جسم کی طرف چڑھنے کی جنس سے نہین ہے پس اس سے مراد حقیقی معنی نہین ہین پس اس حدیث
مین بھی اثبات جہت پر دلالت نہین ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا علیؑ کی نماز کی حدیث سے بعد زوال

الشمس الذى فى اخره فاحب ان يرفع لى الى الله عمل ففيه ايضا ما مر فيه
قبله لان العمل ليس بجسم ولا بجسمانى فالمراد برفعه الى الله ليس على المعنى
الحقيقى بل المراد منه مايليق بشانه تعالى واما تمسكه بحديث على قال يا حملة
القران اعملوا به الذى فى اخره اولئك لا يصعد اعمالهم فى مجالس تلك
الى الله فهذا ايضا لا يجديه نفعا لان رفع الاعمال الى الله تعالى ليس بالمعنى
الذى يكون لرفع جسم الى جسم ولما لم يكن كذلك فكيف يصلح لاثبات الجهة
الفايقة لله تعالى عن ذلك لان الجهة لا يكون الا للجسم والله تعالى مقدس
عنه واما تمسكه بحديث الختم فهو ايضا لا يفيده لان كتب الله ليس بجسم
يكون له طرفان احدهما فى يد الله تعالى وثانيهما فى ايدينا فالمعنى الرادبه
ليس على الحقيقة وايضا ليس فيه شئ يدل على جهة العلو فكيف يتمسك به
على اثباتها واما ما فى شاهده جبل محمدود ما بين السماء والارض فهو مبنى على
التجوز كما لا يخفى على الماهرين بلغات العرب واما تمسكه بحديث السوال عند
كل صلوة الذى فى وسطه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم ينزل هنالك حتى يطلع الفجر الحديث فليس بمفيد له لان هبوطه
تعالى وكذلك نزوله واستوائه وغيرها مما يدل بظاهره على كونه تعالى
جسما او جسمانيا مصروف عن المعنى الحقيقى بادلة العقل والنقل واثبات
الجهة منها بدون حملها على حقايقها خرط القتاد وقد علم منه ما هو جوابنا
عن متمسكاته التى بعده فيها ذكر نزوله تعالى الى السماء الدنيا فى ليلة النصف
من شعبان واما تمسكه بحديث جابر رضى الله عنه فى حجة الوداع الذى فى
اخره فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس الحديث فليس

افتاب کے کہ جسکے آخر مین ہے پس دوست رکھتا ہون مین یہ کہ خدا کی طرف میرا کوئی عمل اوٹھایا جاے پس اسمین
بھی وہی کلام ہے جو پہلی حدیث مین ہے اسلئے کہ عمل نہ جسم ہے نہ جسمانی پس مراد عمل کے اوٹھانے سے طرف حق کے
معنی حقیقی یعنی نہین ہے بلکہ اس سے مراد وہ حالت ہے کہ جو شان حق تعالی کے لایق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث علی سے کہ ای قران کے اوٹھاینگے لوگ قران پر عمل کرنے جسکے آخر مین ہے ان لوگونکے اعمال انکی مجلسون سے خدا کی طرف
نہین چڑھتے ہین پس یہہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ اعمال کا خدا کی طرف چڑھنا اوس معنی مین نہین ہے کہ جو
ایک جسم کو دوسرے جسم کی طرف اوٹھانے مین ہوتا ہے اور جیکا ایسا نہین ہے پس کیونکر اثبات جہت کی صالح ہوگی
اسلئے کہ جہت جسم ہی کا خاصہ ہے اور حق تعالے جسم سے پاک ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث عجم سے وہ بھی غیر
مفید ہے اسلئے کہ کتاب اللہ تعالی کی جسم نہین ہے کہ جسکے دو کنارے ہون ایک خدا کے ہاتھ مین اور دوسرا
ہمارے ہاتھون مین پس اس سے مراد بھی معنی حقیقی نہین ہین اور نیز اس حدیث مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ جو جہت
علو پر دلالت کرے پس اس سے اثبات جہت پر کیونکر تمسک کیا جاے اور اسکے خاتمہ مین جو لفظ جل مجدہ بین
السماء والارض مذکور ہے پس اسکی بنا مجاز پر ہے جیسا کہ لغت عرب کے ماہرین پر مخفی نہین ہے لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث مسواک سے نزدیک ہر زمانہ کے کہ جسکے درمیان مذکور ہے کہ جب رات کا ثلث اول گذر جاتا ہے تو حق تعالے
نیچے کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس طلوع فجر تک برابر نہین رہتا ہے تا آخر حدیث پس مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے
کہ حق تعالے کا ہبوط اور اسیطرح اوسکا نزول واستوا وغیرہ کہ جو ظاہر معنی کے لحاظ سے حق تعالے کے جسم یا جسمانی
ہونے پر دال ہین پس یہ تمام الفاظ اپنے معانی حقیقیہ سے پھیرے ہوے ہین عقل ونقل کی دلیلون سے اور ان
لفظون سے بدون انکے معانی حقیقیہ مراد لینے کے جہت ثابت کرنا نہایت دشوار ہے اور اسی
بیان سے معلوم ہوگیا جو کچھ ہمارا جواب مصنف کے اون دلائل سے ہے کہ جو اسکے بعد مذکور ہین اور
اون مین نصف شعبان کی رات مین سماء دنیا کی طرف حق تعالے کے نزول فرمانے کا ذکر ہے
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث جابر سے حجۃ الوداع مین کہ جسکے آخر مین ہے پس فرمایا اپنی انگشت شہادت
کو آسمان کی طرف اوٹھاکر اور لوگونکی طرف اوسکو حرکت دیتے تھے تا آخر حدیث پس نادرست ہے

لان رفع السبابة الى السماء انما هو للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعة تنزيلا لها
منزلة البعد المكانى كما قيل فى تفسير قوله تعالى ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ فهو ايضا
مبنى على التجوز بدلالة العقل والنقل واما تمسكه بحديث ابى هريرة رضى الله
عنه الميت تحضره الملئكة الذى ذكره يزال يقال لها ذاك حتى ينتهى بها الى
السماء التى فيها الله تبارك وتعالى الحديث فهو بظاهره والمكان يوهم الى ما
زعمه لكن الجواب عنه هو الجواب عن مثل قوله تعالى ءَاَمِنتُم مَّن فِى السَّمَآءِ كما
قاله المصنف ايضا فى بيان قول الامام جعفر الصادق المذكور فى قبله فليراجع
واما تمسكه بحديث الحسن انى لفى حلقة على الى ان قال فرايته رافعا يديه
الى السماء وهو يقول الحديث فليس فيه من ثبوت الجهة بشئ لان رفع
الايدى الى السماء فى الدعاء كما هو مسنون للاشارة الى عظمة الله تعالى
تنزيلا لها منزلة البعد المكانى تجوزا والا فهو تعالى منزه عن الاشارة
اليه وكونه فى الجهات واما تمسكه بحديث قصة الوفات الذى فى اخره
وان كان الحكم الذى فى السماء الحديث فجوابه مامر فى حديث الميت
واما تمسكه بحديث عمر انه مر بجوزة الذى فيه سمع الله شكوتها من فوق
سبع سموات الحديث فهو ممنوع لكون الحديث مصروفا عن الظاهر لان
الفوقية الحقيقية من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها فالمراد بها ما يليق
به واما تمسكه بحديث رفع راسه الى سقف المسجد فهو ايضا مدفوع بان رفع
الراس للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعته تجوزا كما مر فى نظائره واما
تمسكه بحديث ابن مسعود رضى الله عنه قال ما بين السماء القصوى
والكرسى خمس مائة عام الذى فى اخره والله فوق العرش فهو ايضا مدفوع

اسلئے کہ انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا حق تعالے کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کے واسطے تھا اوسکو
قایم مقام بعد مکانی کے قرار دیکر جیسا کہ حق تعالیٰ کے قول (ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ) کی تفسیر مین کہا گیا ہے پھر یہ اشارہ بھی عقل
و نقل کی دلالت سے مجاز پر مبنی ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابو ہریرہؓ کی اس حدیث سے کہ (میت کے
پاس فرشتے حاضر ہوتے ہین جس کے آخر مین ہے (پس برابر اوسکو بھی کہا جاتا ہے یہان تک کہ اوسکو پہنچایا
جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جس مین خدا سے تبارک و تعالے ہے آخر حدیث تک پس یہ حدیث اگرچہ بظاہر مصنف
کے دعوی کے موہم ہے لیکن اسکا جواب وہی ہے کہ جو جواب مثل قول حق تعالیٰ (ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ) سے دیا جاتا ہے
چنانچہ مصنف نے بھی اوسکو قول امام جعفر صادق کے بیان مین جو اس سے پہلے گزر چکا ہے بیان کیا ہے پس چاہئے اوسکے
طرف رجوع کیا جاوے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حسنؓ سے کہ مین علیؓ کی جماعت مین تھا یہان تک کہ کہا پس مین نے اوسکو
دیکھا دیکھا کہ آسمان کیطرف دونون ہاتھ اٹھا کر فرماتے ہین آخر حدیث تک پس اسمین بھی ثبوت جہت کا اصلا نہین ہے اسلئے کہ دعا
مین ہاتھون کو آسمان کیطرف اوٹھانا جیسا کہ مسنون ہے عظمت خدا کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے ہے اوسکو بمنزلہ بعد مکانی کے قرار
دیکر مجازاً ورنہ پس حق تعالیٰ پاک ہے مشارالیہ ہونے اور جہات مین ہونے سے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا قصہ وفات نبی صلعم
کی حدیث سے کہ جسکے آخر مین ہے اور اگر تمہارا معبود تھا جو کہ آسمان مین ہے آخر حدیث تک پس اسکا جواب وہی ہے جو
میت کی حدیث مین گزرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث عمرؓ سے کہ وہ ایک بڑھیا کے پاس گزرے جسمین مذکور ہے کہ سن لیا
خدا نے اوسکی شکایت کو سات آسمانون کے اوپر سے تا آخر حدیث پس غیر مسلم ہے بسبب ہونے اس حدیث کے پھیری ہوئی
اپنے ظاہر معنی سے اسلئے کہ حقیقتاً اوپر ہونا اجسام کی صفات مین سے ہے اور حق تعالیٰ صفات اجسام سے پاک ہے پس مراد فوقیت
سے وہ ہے کہ جو شان الٰہی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حضرت عمرؓ کے سر اوٹھانے سے سقف مسجد
کیطرف پس وہ بھی دفع کیا گیا ہے باین طور کہ سر کو اٹھانا مجازاً خدا کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے
تھا جیسا کہ اس حدیث کے نظائر مین گزرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابن مسعودؓ کی حدیث سے
کہ کہا اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے جس کے
آخر مین ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے پس اس حدیث کا جواب بھی گزر چکا ہے اور

بما مر واما حكمه بعد الاستدلال بهذه الاحاديث بان الاخبار والآثار في
الباب عن اهل بيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتاب الالهية
السابقة مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين
وادعيتهم انتهى فيتضمن عدة دعاوى الاول ان الاحاديث والاخبار والآثار
التي لا تعد ولا تحصى دالة على اثبات الجهة لله تعالى الثاني ان الكتاب
الالهية السابقة ايضا مملوة منه الثالث انها موجودة الى الآن لان
الدعوى الثانية قضية موجبة والموجبة لا بد لها من وجود الموضوع
وايضا فيصرح بذلك فيما سياتي في هذا الكتاب الرابع ان الاحاديث
للانبياء المتقدمين ايضا وادعيتهم مملوة منه الخامس انها موجودة
بالطرق الصحيحة التي يصلح الحديث بها للاستدلال والكل باطل واما الاول
فلان كلما يستدل به على كونه تعالى في الجهة الفائقة او يدل على ثبوت
صفة من صفات الاجسام له تعالى عن ذلك علوا كبيرا فهو ماول مصروف
عن ظاهر معناه بالكتاب والسنة واجماع الامة وادلة العقل والنقل و
يعاضده ما قال في الملل والنحل ان السلف من اصحاب الحديث لما راؤ توغل
المعتزلة في علم الكلام ومخالفة السنة التي عهدوها من الائمة الراشدين
ونصرهم جماعة من امراء بني امية على قولهم بالقدر وجماعة من خلفاء بني العباس
على قولهم بنفي الصفات وخلق القرآن تحيروا في تقرير مذهب اهل السنة والجماعة
في مشتبهات آيات الكتب والاخبار النبي عليه السلام فاما احمد بن حنبل وداود
بن علي الاصفهاني وجماعة من ائمة السلف فجروا على منهاج السلف المتقدمين على علمهم
من اصحاب الحديث مثل مالك بن انس ومقاتل بن سليمان وسلكوا طريق السلامة

لیکن حسکم کرنا مصنف کا اِن حدیثون سے دلیل لانے کے بعد باین طور کہ اخبار و آثار اس
باب مین اہلبیت نبوت و اصحاب سے بے شمار و بیحد ہین اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہت سے مالا مال
ہین اور اسیطرح کلام انبیاے سابقین کا اور اونکی دعائین انتہی پس یہہ حسکم چند دعوون پر شامل
ہے پہلا دعوی یہہ کہ احادیث و اخبار و آثار بیحد و بے شمار اثبات جہت پر دال ہین دوسرا
دعوی یہہ کہ کتب الہیہ سابقہ بہی اس سے مالا مال ہین تیسرا دعوی یہہ کہ کتب سابقہ اب بہی موجود ہین
اس لئے کہ دوسرا دعوی قضیہ موجبہ ہے اور موجبہ کے واسطے وجود موضوع ضروری ہے
اور نیز مصنف نے اس دعوی کی تصریح بہی کی ہے اس کتاب مین جیسا کہ آیندہ آئیگا چوتھا
دعوی یہہ کہ انبیاے سابقین کی حدیثین اور دعائین بہی اس سے مالا مال ہین پانچوان دعوی یہہ کہ
پہلے نبیون کی حدیثین بہی ایسے طرق صحیحہ کے ساتہہ موجود ہین کہ جنکے وجہ سے حدیث لائق استدلال
ہوتی ہے اور یہہ سب دعوی باطل ہین لیکن بطلان اول کا پس اس وجہ سے ہے کہ جس قدر
آیات و احادیث کہ اون سے خدا کے جہت فائقہ مین ہونے پر دلیل لائی جاتی ہے یا اون سے
صفات اجسام مین سے کسی صفت کا ثبوت حق تعالی کے لئے مفہوم ہوتا ہے پس وہ اپنے ظاہری
معنی سے ماؤل اور پہیری ہوئی ہین بدلیل کتاب و سنت و اجماع امت و دلائل عقلیہ و نقلیہ اور
اُس کی تائید کرتا ہے جو کہ ملل و نحل مین کہا ہے کہ محدثین سلف نے جبکہ معتزلہ کا تو غل علم
کلام مین اور اوس طریقہ کے مخالفت مین دیکہا کہ جسکو اونہون نے ائمہ راشدین سے
معلوم کیا تہا اور امراے بنی امیہ کی ایک جماعت نے معتزلہ کو مدد دی اونکے قدر کے
قائل ہونے پر اور خلفاے بنی العباس نے اونکی تائید کی اونکے نفی صفات و خلق قران کے قول
مین پس وہ محدثین حیران ہوگئے مذہب اہل سنت والجماعت کے ثابت کرنے مین آیات و احادیث
متشابہات کے باب مین پس امام احمد بن حنبل و داؤد بن علی اصفہانی اور ایک جماعت ائمہ سلف کی
اپنے سے پہلے محدثین کے مسلک پر رہے مثل مالک بن انس و مقاتل بن سلیمان کے اور سلامتی کی راہ پر چلے

فقالوا نؤمن بما ورد به الكتب والسنة ولا نتعرض للتاويل بعد ان نعلم قطعا
ان الله تعالى لا يشبه شيئا من المخلوقات وان كل ما يمثل في الوهم فانه خالقه ومقدره
وكانوا يحترزون عن التشبيه الى غايته قالوا من حرك يده عند قراءة خلقت
بيدي واشار باصبعه عند رواية قلب المؤمن بين اصبعين من اصابع
الرحمن وجب قطع يده وقطع اصبعه وقالوا انما توقفنا في تفسير الاية وتاويلها
لامرين احدهما المنع الوارد في قوله تعالى فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ
وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا فنحن نحترز من الزيغ و
الثاني ان التاويل امر مظنون بالاتفاق والقول في صفات باري تعالى
بالظن غير جايز فربما اولنا الاية على غير مراد الباري تعالى فوقعنا في الزيغ
بل نقول كما قال الراسخون في العلم كل من عند ربنا امنا بظاهره وصدقنا
بباطنه ووكلنا علمه الى الله تعالى ولسنا مكلفين بمعرفة ذلك اذ ليس ذلك
من شرايط الايمان واركانه واحتاط بعضهم اكثر احتياطا حتى لم يفسر اليد
بالقدرة ولا الوجه ولا الاستواء ولا ما ورد من جنس ذلك بل اذا احتاج
في ذكرها الى عبارة عنها بما ورد لفظا بلفظ فهذا هو طريق السلامة
وليس هو من التشبيه في شيء غير ان جماعة من الشيعة الغالية وجماعة
من اصحاب الحديث الحشوية صرحوا بالتشبيه الهشامين من الشيعة ومثل
مضر وكهمش واحمد المجسم وغيرهم من اهل الشيعة قالوا معبودهم صورة
ذات اعضاء وابعاض اما روحانية واما جسمانية ويجوز عليه الانتقال
والنزول والصعود والاستقرار والتمكن انى بقدر الحاجة وما قال البيهقي

پس کہا اونہون نے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جنکے باب مین کتاب سنت وارد ہے بدون تاویل کے بعد اسکے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ حق تعالی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے اور یہ کہ جو کچھہ وہم مین گزرتا ہے پس حق تعالی کے پید اکرنے اور ٹہرانے سے ہے اور تشبیہ سے یہان تک بچتے تھے کہ اونکا قول ہے کہ جسنے اپنے ہاتھہ کو ہلایا (خلقت بیدی) کی قراءت کے وقت یا اپنی انگلی سے اشارہ کیا وقت کرنے اس حدیث کے (مومن کا دل رحمن کے دو انگلیون مین ہے) تو اوسکے ہاتھہ و انگشت کا قطع کرنا واجب ہے اور کہا اونہون نے کہ متشابہ کی تفسیر و تاویل سے ہمنے دو وجہ سے توقف کیا ایک تو مبالغت کے سبب سے جو وارد ہے حق تعالی کے اس قول مین (پس لیکن جن لوگون کے دلون مین کجی ہے تو وہ قرآن کے متشابہ کے درپے ہو جاتے ہین طلب فتنہ و طلب تاویل کیواسطے حالانکہ اوسکی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین اور جو لوگ کہ علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین کہ ہم اسپر ایمان لائے یہہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے) پس ہم بھی سے بچتے ہین دوسرے اسوجہ سے کہ تاویل ایک ظنی امر ہے سب کے اتفاق سے اور کلام کرنا صفات باری تعالی مین گمان سے ناجائز ہے پس بسا اوقات ہماری تاویل خلاف مراد حق ہو جائیگی پس ہم کجی مین جا پڑینگے بلکہ ہم کہتے ہین جیسا کہ راسخین فی العلم کا قول ہے کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے ہم ایمان لائے اسکے ظاہر پر اور تصدیق کی ہمنے اسکے باطن کی اور اسکا علم ہمنے خدا کو سونپا اور ہمکو اسکی معرفت کے لئے تکلیف شرعی نہین دی گئی اسلئے کہ متشابہ کی معرفت ایمان کے شرائط و ارکان مین سے نہین ہے اور اونمین سے بعض نے اس وجہ احتیاط کی کہ یدو وجہہ و استوا وغیرہ اس جنس کے الفاظ کا ترجمہ فارسی مین نکیا بلکہ اگر کسی موقع مین الفاظ مذکورہ کے بیان کی حاجت ہوتی تو لفظ بلفظ جسطرح کہ وارد ہوے ہین اونکو بیان کر دیتے پس یہی سلامتی کا راستہ ہے اور اسمین تشبیہ کا نام تک نہین مگر ایک جماعت شیعہ غالیہ نے اور ایک جماعت محدثین حشویہ نے تشبیہ کی تصریح کی ہے جیسے کہ شامین شیعہ اور مضر کوہش و احمد بحیمی وغیرہ اہل تشیع کا قول ہے کہ ہمارا معبود صورت ہے کہ جسکے اعضا و بعاض ہین یا روحانی یا جسمانی اور اوسکی شان مین انتقال و نزول و صعود و استقرار و تمکن جائز ہے انتہی بقدر حاجت اما جو کہ بیہقی نے

فى كتب الاعتقاد واصحاب الحديث فيما ورد به الكتاب والسنة من امثال
هذا ولم يتكلم احد من الصحابة والتابعين فى تاويله على قسمين منهم من قبله
وامر به وحمله على وجه يصح استعماله فى اللغة ولا يناقض التوحيد ومنهم
من قبله وامن به ولم يأوله ووكل علمه الى الله سبحانه وتعالى ونفى الكيفية
والتشبيه عنه وقد ذكرنا هاتين الطريقتين فى كتاب الاسماء والصفات انتهى
وما قال المفتى العلامة فى التنبيه (اعلم انما ورد فى الكتاب والسنة من صفات
الله تعالى اذا كان ظاهر المعنى لا اشكال فيه كالعليم والقدير والمريد والسميع
والبصير والمتكلم اعتقدنا كما وردت بانتفاء دلالتها على ما هى عليه وان كانت
فى اصل المعنى مخالفة بين الخالق والمخلوق فان علمنا متلا عرض حادث قاصر
مستفاد من الغير وعلمه تعالى قديم كامل ذاتى الى ان قال فهذه الصفات على
ظواهرها من المعانى المخصوصة عند اهل اللسان وان كان مشكل المعنى يوهم
ظاهره الحدوث كقوله تعالى الرحمن على العرش استوى واصنع الفلك
باعيننا ويا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى وجاء ربك وكل من
عليها فان ويبقى وجه ربك وفى الحديث فى دعائه صلى الله عليه وسلم وارزقنى
لذة النظر الى وجهك وينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا وغير ذلك ففيه
ثلاثة مذاهب احدها ان يومن بها كما جاءت ويفوض المراد منها الى الله تعالى
ولا يفسرها مع تنزيهه على حقيقتها وهذا مذهب السلف واهل الحديث والثانى
ان يتاولها على ما يليق بجلاله تعالى على حسب مواقعها بشرط ان يكون من اهل بان
يكون عارفا بلسان العرب وقواعد الاصول والفروع ذا رياضة فى العلوم وهذا مذهب
اكثر الخلف من المتكلمين والمحدثين وبعض السلف وكتب التفاسير وغريب

کتاب الاعتقاد مین کہا ہے (اور محدثین اون صفات مین کہ جنکے باب مین کتاب وسنت اس قسم کی وارد ہین اور صحابہ وتابعین مین سے کسی نے اونکی تاویل مین کلام نہین کیا ہے دو قسم کے ہین ایک اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشابہ کو قبول کر لیا اور اوسپر ایمان لے آئے اور اوسکی تاویل ایسی وجہ پر کر دی کہ جسکا استعمال لغت عرب مین صحیح ہے اور توحید کے مخالف نہین ہے اور دوسری قسم اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشابہ کو قبول کر لیا اور اوسپر ایمان لاے اور اوسکی تاویل کو چھوڑ دیا اور اوسکی تاویل کا علم حق تعالی کی طرف سونپ دیا اور کیفیت وتشبیہ کی خدا سے نفی کر دی اور رہنے ان دونون طریقون کو کتاب اسماء وصفات مین ذکر کیا ہے انتہی اور جو کہ علامہ مفتی محمد سعید نے تبیین مین لکھا ہے (جانتو کہ جسقدر صفات الہیہ کتاب وسنت مین وارد ہے جسکا اونکے معنی ظاہر ہون کہ اونمین کچھہ اشکال نہین ہوتا ہے جیسے کہ علیم قدیر مرید سمیع بصیر متکلم اپنے ہمارا اعتقاد ہے جسطرح سے کہ الفاظ وارد ہوا ہے ساتھہ باقی رکھنے اونکے دلالت کے اوسکے حال پر اگرچہ اصل معنی مین وہ صفات خالق ومخلوق مین مخالفت رکھتے ہین اسلئے کہ مثلاً ہمارا علم عرض ہے کہ حادث ہے قاصر ہے غیر سے حاصل ہے اور حق تعالی کا علم قدیم ہے کامل ہے ذاتی ہے) یہانتک کہ کہا (پس یہ صفات مذکورہ اپنے ظاہری معانی مخصوصہ پر محمول ہین جنکو اہل لسان جانتے ہین اور اگر اونکے معنی مین اشکال ہو کہ جس سے بظاہر حدوث کا وہم ہو جیسے کہ قول حق تعالی کا (رحمن عرش پر مستوی ہوا) اور (بنا کشتی کو ہمارے آنکھون کے سامنے) اور اسے (ابلیس تجھکو کس چیز نے روکا اوسکو سجدہ کرنے سے کہ جسکو مین نے اپنے دونون ہاتھہ سے پیدا کیا ہے اور آیا ہے تیرا اور ہر شی کہ زمین پر ہے فانی ہے اور باقی رہیگا وجہ تیرے رب کا اور حدیث مین نبی صلعم کی دعا مین ہے (اور روزی کر مجکو اپنے چہرے کیطرف دیکھنے کی لذت) اور (قرب ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا کیطرف) وغیرہ پس ان صفات مین تین مذہب ہین ایک یہہ کہ اپنے ایمان لایا جاے جسطرح سے کہ یہ وارد ہوئی ہین اور اننے جو کچھہ مراد ہے اوسکا علم خدا کو سونپا جاے اور انکی تفسیر نکیجاے جو پاک سمجھنے کے حق تعالی کو انکے حقیقی معنی سے اور یہہ مذہب سلف محدثین کا ہے اور دوسرا یہہ کہ انکی تاویل کیجاے ایسے معنی مین کہ جلال الٰہی کے لایق ہین باعتبار اونکے مواقع کے بشرطیکہ تاویل کرنیوالا اوسکا اہل ہو باین طور کہ لسان عرب کو پہچانتا ہو اور اصول وفروع کے قواعد کا ماہر ہو علم مین مرتاض ہو اور یہہ مذہب اکثر متکلمین و محدثین خلف اور بعض سلف کا ہے اور تفسیر کی کتابین اور احادیث غریبہ

الاحاديث مملوة من التاويل والثالث ان يجرى على ظاهرها ولا ياول شيئ
منها وهو مذهب المشبهة انتهى وما قال الشيخ فى الفتوحات فى صفحه (٢٥٢) من
الجلد الاول (وليعلم ان الآيات المتشابهات انما نزلت ابتلاء من الله لعباده ثم
بالغ سبحانه فى نصيحة عباده فى ذلك ونهاهم ان يتبعوا المتشابه بالحكم وان لا يحكموا
عليه بشيئ فان تاويله لا يعلمه الا الله واما الراسخون فى العلم ان علموا فبإعلام
الله لا بفكرهم واجتهادهم فان الامر اعظم ان تستقل العقول بادراكه من غير
اخبار الهى فالتسليم اولى والحمد لله رب العالمين انتهى فعلم من هذه النقول ان
اجراء المتشابهات على ظواهر معانيها ليس من مذهب اهل السنة والجماعة بل
هو من مذهب المشبهة الحشوية وان التاويل امر مظنون بالاجماع والاحوط تركه
الى التسليم وان ترجمتها بلسان اخر غير العربية خلاف الاحتياط لمكان مخافة الوقوع
فى الزيغ فما فعله المصنف من ترجمتها فى الهندية ومن اجرائها على الظواهر ومن اثبات
علم التاويل للعلماء بالاستقلال كما يستفاد من تعليله بان الراسخين فى العلم لو لم
يكن لهم حظ فى علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل
على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه فى العلم بما لا
سبيل لاحد من الخلق الى معرفته انتهى كله مخالف لمذهب اهل الحق واهل المعرفة
والجواب عن تعليله الاول ان التسوية بين العلماء لو لم يعلموا التاويل بالقطع وبين الجهال ممنوع
لان الجهال ليس لهم سبيل الى ان يقولوا كل من عند ربنا الا باتباع العلماء ولا لهم حظ من علم التاويل
بخلاف العلماء الراسخين فان لهم ان يعلموه باعلام الله تعالى وان كان على وجه الظن دون
القطع واليقين وعن الثانى ان تنزيل المتشابهات ليس للاتباع بها والعمل عليها حتى يبعد الخطاب
بها بدون علمها بل انما هو ابتلاء من الله سبحانه لعباده بان يومنوا بها كما وردت

تاویل سے ۔ الامال ہین اور تیسرا یہہ کہ جاری کیجائین اپنے ظاہری معنی پر اور اصلا اونکی تاویل نکیجاے اور یہہ مذہب مشبہہ کا ہے انتہی
اور جو کہ شیخ اکبر نے فتوحات کے صفحہ ۱۵۲ جلد اول مین کہا ہے (اور جاننا چاہئیے کہ آیات متشابہات کا نزول بندونکی ابتلا کیواسطے ہوا ہے
پھر حق تعالی نے مبالغہ کیا ہے اسباب مین بندونکی نصیحت مین اور اونکو منع کیا ہے متشابہہ کی پیروی سے ساتھہ حکم کرنے کے اور
یہہ کہ نہ حکم کرین متشابہ پر کسی شے سے اسلئے کہ اوسکی تاویل بجز خدا کے کسیکو معلوم نہین ہے اور راسخین فی العلم کو اگر معلوم ہے
تو خدا کی تعلیم سے معلوم ہے اونکے فکر و اجتہاد سے نہین اسلئے کہ یہہ معاملہ عظیم تر ہے اس سے کہ عقول اوسکے ادراک مین بغیر اخبار الہی کے
مستقل ہون پس خدا ہی کو سونپنا بہتر ہے اور سب تعریف پروردگار عالم کو ہے انتہی پس ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ متشابہات
جاری کرنا اونکے ظاہری معنی پر اہل سنت والجماعت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ مشبہہ حشویہ کا مذہب ہے اور یہہ کہ تاویل امر
ملتی ہے باجماع امت اور زیادہ احتیاط اوسکو خدا کیطرف سونپنے مین ہے اور یہہ کہ متشابہات کا غیر عربی زبان مین ترجمہ کرنا
احتیاط کے خلاف ہے بسبب خوف واقع ہونے کے کجی مین پس یہہ جو مصنف نے متشابہات کا ترجمہ ہندی زبان مین کیا ہے
اور اونکو ظاہری معنی پر جاری کیا ہے اور اونکی تاویل کا علم علما کے لئے بالاستقلال ثابت کیا ہے جیسا کہ مصنف کی تعلیل سے
معلوم ہوتا ہے بایں طور کہ راسخین فی العلم کو اگر متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ کہین ہم ایمان لائے اسپر یہہ سب
ہمارے رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچھہ فضیلت نہوگی اور حالانکہ حق تعالی نے تمام مخلوق کو علم متشابہ
مین برابر نہین رکھا ہے انتہی اور نووی کے قول سے کہ یہی زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ بعید ہے یہہ کہ خدا اپنے بندون سے اوس
چیز کا خطاب فرماوے کہ جسکی معرفت کیطرف کسی مخلوق کو رستہ نہ ملے انتہی یہہ تمام مذہب اہل حق واہل معرفت کے خلاف ہے
اور جواب مصنف کی پہلی تعلیل کا یہہ ہوگا کہ مساوات علما و جہلا من اگر علما قطعی طور پر تاویل کو نہ جانین غیر مسلم ہے اسلئے کہ جاہلون کو بجز پیروی
علما کے اسکا بھی رستہ نہین ہے کہ وہ کہین کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے اور نہ اونکا علم تاویل مین کچھہ حصہ ہے
بخلاف علماے راسخین کے اسلئے کہ اونکو ممکن ہے کہ تاویل کو خدا کی تعلیم سے معلوم کرلین اگرچہ یہہ علم اونکا ظنی ہوگا قطعی یقینی
اور دوسری تعلیل کا جواب یہہ ہے کہ متشابہات کا نازل کرنا عمل و اتباع کے لئے نہین ہے حتی کہ بدون اونکے
علم کے اونکے ساتھہ خطاب کرنا بعید ہو بلکہ وہ خدا کے طرف سے بندون کی
آزمایش کے لئے ہے بایں طور کہ وہ متشابہات پر ایمان لائین جس طرح کہ اونکا ورود ہوا ہے

بدون النظر والخوض فى معانيها ولذلك نهاهم عن اتباعها بالحكم عليها وكل
علمها الى ذاته تعالى فبطل دعوته الاول بحوله تعالى وقوته واما الدعوى الثانى
والثالث فسيأتى بطلانهما فى بحث الكتب الالهية فلينتظروا واما الرابع والخامس
فقد مر بطلانهما فى المقدمة فليراجع اليها قال ولابن ابى شيبة فالدارمى
عن عباس العمى قال بلغنى ان داؤد النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دعائه
سبحانك اللهم انت ربى تعاليت فوق عرشك ولابن ابى شيبة عن ابى عبد الله
الجدلى قال ما رفع داؤد رأسه الى السماء حتى تمت له عن سلمان بن عامر الشعبانى
قال ما رأيتم سليمان وما اوتى فى ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله
تخشعا لله وله عن ابى الصديق الناجى ان سليمان بن داؤد خرج بالناس
ليستسقى فر على نملة مستقبلة على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهى تقول
اللهم انا خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان
تهلكنا فقال سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان
فى الثقات فى طبقة تبع اتباع التابعين فى ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلى
عن ابى الصديق الناجى نحوه وروى الدارقطنى فى سننه عن ابى هريرة
سمعت رسول الله صلعم يقول خرج نبى من الانبياء بالناس يستسقى فاذا هو بنملة
رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة
(قلت) وقد رأيت انا الحقير وكان قد اصاب الناس قحط ولم يمطروا و
هلكت الدواب اذا جاموشة عوجت راسها ونظرت الى السما وصاحت
والقت بدموع الى الارض فاذ السماء قد غيمت وكثر السحاب وتواتر المطر
والحمد لله رب الكبرياء على الالاء والنعماء وعن على بن ربيعة قال رأيت

اور اونکے معانی مین کچھ خوض و فکر نہ کرین اور اسیوجہ سے اونکو منع فرمایا ہے متشابہات کی پیروی کرنے سے ساتھ حکم کرنے کے اونپر اور اونکا علم اپنے ذات پر سونپا ہے پس مصنف کا پہلا دعوی باطل ہوگیا خدا کی حول و قوت سے اور لیکن دوسرا اور تیسرا دعوی پس اون دونونکا بطلان کتب الٰہیہ کی بحث مین آئیگا پس چاہیئے کہ انتظار کیا جاے اور لیکن چوتھا اور پانچوان دعوی پس اون دونون کا بطلان مقدمہ مین گزر چکا ہے پس مقدمہ کیطرف رجوع کیا جاے (کہا مصنف نے) اور ابن ابی شیبہ نے بہزداری نے عباس عمی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ داؤد نبی صلعم اپنی دعا مین کہتے تھے پاک ہے تو اے خدا تو ہی میرا رب ہے بلند ہوگیا تو اپنے عرش کے اوپر اور ابن ابی شیبہ نے ابو عبداللہ جدلی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ داؤد نے اپنا سر مرتے دم تک آسمان کیطرف نہین اوٹھایا اور اوسنے سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے تمکو معلوم ہے سلیمان اور اونکی حکومت کا حال حالانکہ اونہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اونکی روح کو قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے اور اوسنے ابو الصدیق ناجی سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام بارش کی دعا کیواسطے لوگونکی ساتھہ باہر نکلے پس ایک چونٹی کے پاس گزرے کہ چت لیٹے تھے اپنے چاردن پیرونکو آسمان کیطرف اوٹھاے ہوے اور کہہ رہے تھے اے خدا مین تیری مخلوق مین سے ایک شخص ہون تمکو تیری روزی سے بے پروائی نہین ہے پس یا تو تمکو پانی دے یا تمکو ہلاک کر دے پس کہا سلیمان نے لوگون سے کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمکو بارش عطا کی گئی تمہارے غیر کی دعا سے اور اسکے مثل روایت کی ابن حبان نے ثقات کے طبقہ تبع تابعین مین عبدالرحیم بن موسی ابلی کے احوال مین ابو الصدیق ناجی سے اور روایت کی دارقطنی نے اپنے سنن مین ابو ہریرہؓ سے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم کو کہ فرماتے تھے کہ پہلے نبیون مین سے ایک نبی لوگون کے ساتھہ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے پس اونکا گزر ایک چیونٹی پر ہوا کہ جو اپنے پیرون کو آسمان کیطرف اوٹھاے ہوے تھے پس نبی نے کہا کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمہارا مدعا حاصل ہوگیا اس چیونٹی کی بدولت دمین کہتا ہون کہ مجہ حقیر نے بہی ایک مجرا دیکہا ہے لوگ قحط مین مبتلا ہو گئے تھے اور بارش نہوتی تہی اور چوپاے ہلاک ہو رہے تھے کہ ایک بہینس نے اپنے سر کو ٹیڑہا کر کے آسمان کیطرف دیکہا اور شور کیا اور چند آنسو زمین پر گرا سے پس اوسی دم آسمان پر ابر چہا گیا اور بادلون کی کثرت ہوئی اور خوب پانی برسا اور سب تعریف خدا کے لئے ہے کہ صاحب بزرگی کا ہے اوسکی بخششون اور نعمتون پر اور علی بن ربیعہ سے مروی ہے۔

عليا الى بدابة فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال
الحمد لله سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم حمد الله
ثلاثا وكبر ثلاثا وقال سبحان الله ثلاثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت
نفسي فاغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مم ضحكت
يا امير المومنين قال كنت ردف رسول الله صلعم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت
مم ضحكت يا رسول الله قال يعجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم
عبدي انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله
الا انت سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال
عبدي عرف ان له ربا يغفر ويعاقب اخرجه الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد
بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابن منيع وعبد بن حميد وابو داود والترمذي
وقال حسن صحيح والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن
شاهين في السنة وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة
ورواه ابو بكر بن ابي داود فالاجري في كتاب الشريعة مختصرا وفيه كنت ردف
علي بن ابي طالب في جبانة الكوفة (الحديث) وعند ابن ابي شيبة وابن منيع
وصحح عن علي بن ربيعة قال حملني علي خلفه ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه
الى السماء فقال اللهم اغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي
فضحك فقلت يا امير المومنين استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال
حملني رسول الله صلعم ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه الى السماء فقال اللهم اغفر لي
ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي فضحك فقلت يا رسول الله
استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال ضحك ربي يعجب لعبده

کہا اونہون نے کہ مین نے علیؑ کو دیکہا کہ ایک سواری کے جانور سے پاس آے پہر جبکہ اپنا پیر رکاب مین رکہا فرمایا بسم اللہ پہر جبکہ اوسکے
اوپر سیدہے ہوگئے تو فرمایا الحمد للہ پاک ہے وہ ذات کہ جسنے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اسکے نزدیک نہوسکتے تھے اور ہم اپنے رب ہی کیطرف
واپس ہونیوالے ہین پہر تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور تین بار اللہ اکبر کہا اور تین بار سبحان اللہ کہا پہر کہا پاک ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے
مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہون کو بخشدے بیشک گناہون کا بخشنیوالا تو ہی ہے پہر ہنسے تو مین نے کہا کہ کس وجہ سے آپ
ہنسے اے امیر المومنین کہا کہ مین حضرت رسول خدا صلعم کے پیچہے سوار تہا پس کیا اونہون نے جیسا کہ مین نے کیا ہے پہر ہنسے تو مین نے کہا
کس وجہ سے ہنسے تم اے رسول خدا کے فرمایا کہ تعجب کرتا ہے رب اپنے بندے سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ اے رب مجکو بخشدے اور فرماتا
ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہوگیا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور ایک حدیث مین اسطرح پر ہے کہ بیشک خدا بندہ
کیطرف ہنستا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے پاک ہے تو بیشک مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجکو بخشدے اسلئے
کہ گناہون کو تیرے سوا کوئی نہین بخشتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے بندے نے پہچان لیا ہے کہ اوسکا ایک رب ہے کہ جو بخشتا ہے اور عذاب کرتا ہے اسکو
روایت کیا طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و ابن منیع و عبد بن حمید و ابو داؤد و ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور نسائی و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن خزیمہ و ابن شاہین نے سنہ مین اور ابن مردویہ و حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ہے اور
بیہقی و ضیا نے مختارہ مین اور اسکو روایت کیا ابو بکر بن ابو داؤد نے پہر آجری نے کتاب الشریعہ مین احتقار کے ساتہہ اور اوسمین اس
طرح پر ہے کہ تہا مین پیچہے سوار ہونے والا علی بن ابی طالب کے کوفے کے میدان مین تا آخر حدیث اور ابن ابی شیبہ و ابن
منیع کی روایت مین کہ جسکو صحیح کیا گیا ہے علی بن ربیعہ کی روایت سے اس طرح پر ہے کہ کہا راوی نے کہ مجکو سوار کر لیا اپنے پیچہے پہر
تشریف لے چلے میدان کی طرف پہر اوٹہایا سر کو آسمان کیطرف اور کہا اے خدا میرے گناہون کو بخشدے بیشک گناہون کو کوئی
نہین بخشتا ہے بجز تیرے پہر میری طرف متوجہ ہوکر ہنسے پس مین نے کہا کہ اے امیر المومنین آپکا معافی چاہنا اپنے رب سے اور میری طرف متوجہ
ہوکر ہنسنا فرمایا کہ مجکو سوار کیا رسول خدا صلعم نے پہر تشریف لے چلے میدان کیطرف پہر اپنے سر کو آسمان کیطرف اوٹہا کر کہا اے خدا
میرے گناہون کو بخشدے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے پہر میری طرف متوجہ
ہوکر ہنسے تو مین نے کہا کہ اے رسول خدا کے معافی طلب کرنا آپ کا اپنے رب سے اور میری
طرف متوجہ ہوکر ہنسنا فرمایا کہ ہنسا مین جس طرح کہ میرا رب ہنسا بہ سبب تعجب کرنے کے اپنے بندے سے

انه يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيره واخرج احمد عن ابن عباس ان رسول الله
صلعم ردفه على دابة فلما استوى عليها كبر ثلاثا وسبح ثلاثا وهلل الله وحده
ثم ضحك ثم قال ما من امرء مسلم يركب دابة فيصنع كما صنعت الا اقبل الله يضحك
اليه كما ضحكت اليك ولابي يعلى عن الفرات بن سليمان قال قال علي الا يقوم احدكم
فيصلي اربع ركعات قبل العصر ويقول فيهن ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ثم نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد وبسطت
يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك اكرم الجاه وعطيتك
افضل العطية واهناها تطاع ربنا فتشكر وتعصى ربنا فتغفر وتجيب المضطر
وتكشف الضر وتشفي السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يجزى بآلائك
احد ولا يبلغ مدائحك قول قائل ولخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم
بن ضمرة ان عليا كان يدعو ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه
ولابي داؤد والنسائي وابن جرير وابن ابي الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات
وابن السني في عمل اليوم والليلة عن ابي اسحاق عن الحارث وابي ميسرة عن
علي قال كان النبي صلعم يقول عند مضجعه اللهم اعوذ بوجهك الكريم بكلماتك
التامة من شر ما انت آخذ بناصيته (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب
كثيرة شهيرة عن اهل بيت النبوة والاصحاب (والحق الصواب) وفصل الخطاب
في الباب المعلوم باحاديث المعصوم من الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الآن
كما كان لا يشتمله زمان ولا يحتمله المكان فانه هو منشئ الزمان ومبدى المكان
وانه تعالى كان ولم يكن شيئ غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق
نور حبيبه محمد صلى الله عليه وآله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء

اس امر مین کہ وہ جانتا ہے کہ خدا کے سوا کوی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلعم نے اونکو اپنے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر جب برابر ہو گئے اوسپر تکبیر کہی تین بار اور سبحان اللہ کہا تین بار اور لا الہ الا اللہ
کہا ایک مرتبہ پھر نے اور فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنی سواری کے جانور پر سوار ہو اور کرے جس طرح کہ مین نے کیا خدا سے تعالی اوسکے
طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے جس طرح کہ مین تیری طرف متوجہ ہو کر ہنسا اور ابو یعلی نے فرات بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ فرمایا
علیؑ نے کیا نہین کھڑا ہوتا ہے ایک تم مین کا کہ پڑھے چار کلمتین عمر سے پہلے اور کہے اونمین جو کہ رسول خدا صلعم کہتے تھے کہ وکامل ہے فور تیرا پس
راہ دکھائی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور علیم ہے حلم تیرا پس معاف کیا تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور کشادہ ہے
ہاتھ تیرا پس عطا کی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اے ہمارے رب تیرا وجہ سب وجوہ سے زیادہ بزرگ ہے اور تیرا مرتبہ سب مرتبون
سے اکرم ہے اور تیری عطا کل عطاؤن سے افضل و زیادہ خوشگوار ہے تیری فرمان برداری کیجاتی ہے اے رب ہمارے تو تو شکر گزار ہوتا ہے
اور تیری نافرمانی کیجاتی ہے اے پروردگار ہمارے پس تو بخشدیتا ہے اور تو مدد کرتا ہے بیقرار کی اور دور کرتا ہے سختی کو اور شفا دیتا ہے
بیمار کو اور بخشتا ہے گناہ کو اور قبول کرتا ہے توبہ کو اور تیری بخششون کا بدلا کوی نہین دیسکتا ہے اور نہین پہونچتا ہے تیری مدح کو قول کسی
قائل کا اور خشیش بن امرم نے استقامت مین عاصم بن منمرہ سے روایت کی ہے کہ علیؑ دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب تیری ذات
بزرگ تر ہے سب ذاتون سے اور تیری جاہ بہتر ہے سب جاہون سے اور ابو داؤد و نسائی و ابن جریر و ابن ابو الدنیا و بیہقی کی روایت ہے اسماء
و صفات مین اور ابن سنی کی عمل الیوم واللیلہ مین ابو اسحق سے اونہون نے روایت کی حارث و ابو میسرہ سے اونہون نے علیؑ سے کہا اونہون نے
کہ نبی صلعم اپنے بیٹھنے کے وقت کہتے تھے اے خدا مین پناہ لیتا ہون تیری بزرگ ذات اور تیرے کامل کلمات کی شر سے اوس چیز کے
کہ جسکے موی پیشانی کو تو پکڑے ہوے ہے آخر حدیث تک اور احادیث صحیحہ اسباب مین بہت ہین کہ مشہور ہین اہل بیت
نبوت و اصحاب سے و اور حق صواب و فصل خطاب اسباب مین جو معلوم ہے نبی معصوم کی حدیثون سے یہ ہے کہ حق تعالی اپنے
ذات کے اعتبار سے اب بھی ویسا ہی ہے کہ جیسا کہ پہلے تھا نہ اوسکو زمانہ شامل ہے نہ اوسکو کوی مکان حامل ہے اسلئے
کہ وہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہے اور مکان کا ایجاد کرنے والا اور وہ تھا اور کوی شے اسکے
سوا نہ تھی جیسا کہ بخاری کے حدیث آغاز آفرینش کے اندر مذکور ہے پھر اپنے حبیب
محمد صلعم کا نور پیدا کیا پھر پانی کو پیدا کیا پھر اپنا عرش پانی کے اوپر پیدا کیا پھر

ثم خلق القلم يكتب بامره مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات
والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ
ابراهيم الكردي المدني في رسالة الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعري في كتبه ان الله
تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له الاطلاق في التجلي في
اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيء فصح الاستواء على العرش على ظاهره
بمقتضى التجلي في مظهر يقتضي ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام
من غير منافات للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول
كل ليلة الى السماء الدنيا في الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر النقل بذلك وكذا
سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور السموات والارض انتهى اقول بحول الله تعالى
وقوته قد تمسك المصنف في هذا القول بعدة اخبار يستدل بها على اثبات الجهة
لله تعالى وحكم في اخره ناقلا عن الامم لابراهيم الكردي بان الاستواء على العرش
على ظاهر معناه صحيح بمقتضى التجلي في مظهر يقتضي ذلك وكذا ان يكون له تعالى جهة
الفوق على ظاهر معناها صحيح لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه وكذا
النزول الى السماء الدنيا وسائر المتشابهات على ظاهر معانيها صحيح ونحن نجيب اولا
عن تمسكاته ثم نبين فساد هذا الحكم بعده انشاء الله تعالى اما تمسكه بدعاء داود
عليه السلام سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك فغير صحيح لان المراد بالفوقية
في هذا الدعاء ما يليق بحضرة الاله لا ما هو الظاهر لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما تمسكه بحديث سليمان بن عامر الشعباني قال ارأيتم سليمان وما اوتي
في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله تخشعا لله فايضا غير مفيد له
لان عدم الرأس الى السماء تخشعا لا يدل على كونه تعالى في الجهة الفائقة كما ان وضع الجبهة

پہر قلم کو پیدا کیا کہ سکے خدا کے حکم سے مخلوق کی مقدارون کو پہر پچاس ہزار برس کے بعد پیدا کیا آسمانون و زمین کو چہہ روز مین
پہر مستوی ہوا عرش پر ایسا مستوی ہونا کہ اوسکے جلال کے لایق ہے کہا شیخ ابراہیم کردی مدنی نے اپنے رسالہ اُمم مین کلام شیخ
اشعری کو جو اونکی کتابون مین مذکور ہے مخص کرکے کہ وحق تعالی اپنے ذات کے اعتبار سے نہ مکان رکہتا ہے اور نہ جہت
بسبب اپنے غنای ذاتی کے ولیکن اوسکے لئے اطلاق ہے جلوہ کرنے مین جس مظہر مین اوس نے چاہا باوجود باقی رہنے
تنزیہ کے (لیس کمثلہ شیء) کے سبب سے پس ثابت ہوگیا سید ہا ہوجانا خدا کا عرش کے اوپر ظاہری معنی کے لحاظ سے بسبب
مقتضاے تجلی کے ایسے مظہر مین کہ استوار کے ظاہری معنی کا چاہتا ہے اور ثابت ہوگیا کہ خدا کے لئے جہت فوق ہے بسبب بلند
عرش کے بلند تر جسمون کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور جبکہ ثابت ہوگیا استوا ظاہری معنی کے لحاظ سے باوجود باقی رہنے تنزیہ
کے ثابت ہوگیا اوترا تا ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اخیر تہای حصہ مین طلوع فجر تک جیسا کہ اسکے باب مین نقل حد تواتر کو پہونچگی
ہے اور اسیطرح تمام متشابہات اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ آسمانون و زمین کا نور ہے انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی عمل و قوت کہ
مصنف نے اس قول مین چند اخبار کو دستاویز بنایا ہے کہ جنسے اثبات جہت پر دلیل لایا ہے اور اسکے آخر مین ابراہیم کردی کی امم
سے نقل کرکے حکم لگایا ہے کہ عرش پر مستوی ہونا اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے صحیح ہے مقتضاے تجلی کے وجہ سے ایسے مظہر مین کہ
اسکو مقتضی ہے اور اسیطرح جہت فوق کا حق تعالی کے لئے ثابت ہونا صحیح ہے ظاہری معنے پر بہ سبب ہونے عرش کے بلند تر
اجسام کا بدون منافی ہونے تنزیہ کے اور اسیطرح نزول آسمان کیطرف اور کل متشابہات ظاہر معانی کے اعتبار سے صحیح ہین انتہی اور ہم اول مصنف
کے دلائل کا جواب دیتے ہین اوسکے بعد اس حکم مساویان کرینگے اگر خدا نے چاہا لیکن دلیل لانا مصنف کا اُوُدُ کی اس دعا سے کہ پاک ہے
تو اے خدا تو ہی سراسر ہے بلند ہے تو اپنے عرش کے اوپر پس تا درست ہے اس لئے کہ فوقیت سے مراد اس
دعا مین ایسی صفت ہے جو بارگاہ خداوندی کے لایق ہے نہ کہ ظاہری معنی اس لئے کہ وہ اجسام کی صفت ہے اور حق تعالی
صفات اجسام سے پاک ہے اور دلیل لانا اوسکا سلیمان بن عامر شعبانی کی اس حدیث سے کیا تمکو معلوم ہے
سلیمان اور اوسکی حکومت کا حال پس اُنہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اوکی
روح کو قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے) پس یہ بہی غیر مفید ہے اس لئے کہ سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھانا
عاجزی کے واسطے اس امر کی دلیل نہین ہے کہ خدا ے تعالی جہت فوقانی مین ہے جیسا کہ چپٹا سے کو

على الارض في السجود تعبد اذ استقبال القبلة في الصلوة لايدل على كونه تعالى في
الارض او جانب القبلة واما تمسكه بقصة رفع النملة قوائمها الى السماء للاستسقاء
فغير مجدٍ له لان المسنون في الدعاء هو رفع الايدى الى السماء للاشارة الى عظمة الله
تنزيلا لها منزلة البعد المكان تجوزا والا فيلزم كونه تعالى مشارا اليه محدودا
في جهة الاشارة دون غيرها وهو يستلزم الحدوث كما مر مفصلا في شرح
قول الامام جعفر الصادق منقولا عن التنبيه وهكذا الجواب عن تمسكه بقصة الجامو شة
واما الحاديث الضحك والتعجب والوجه والجاه فالتي فيها ذكر رفع الراس الى السماء
فمرجوابها غير مرة من انه للاشارة الى عظمة الله تجوزا فلا فضل لاثبات الجهة الفائقة
له تعالى الحقيقة والتي ليس فيها ذكره فان اتى بها لاثبات الجهة فهو باطل وان اتى
بها لاثبات الضحك والتعجب والوجه والجاه له تعالى فنسلم ولكن هذه الصفات
في حقه تعالى من المتشابهات فيؤمن بها كما يؤمن بسائر المتشابهات مع القطع بان عليها
كما هي موكول الى الله ولا يحتمل على ظواهرها لكونها من صفات الاجسام والله
منزه عن ذالك واما حكمه المذكور فهو جمع بين مذهب المتكلمين ومذهب الحشوية
ومستلزم لاجتماع النقيضين اما الاول فلان المتكلمين ذهبوا الى تنزيه الله تعالى
عن ظواهر المتشابهات لكونها من صفات الحدوث الا ان بعضهم اولها الى مايليق
به تعالى وبعضهم سكت عن التاويل ووكل علمه الى الله والحشوية حملوها على
ظواهرها كما قال الحنفي العلامة في صدر التنبيه وبعد فقد ظهرت في هذه الايام فرقة
من الجهال الحشوية الضلال تثبت الجهة لله تعالى مستدلين بظواهر ايات الاستواء
وغيرها واحاديث النزول وانه سبحانه في السماء وفوق العرش ونقول انها بالمعنى
الظاهر الحقيقي وانها محكمة تصغر ومتشابهة كيفية وله تعالى اليد والاصابع والوجه

کو زمین پر رکھنا سجدہ مین عبادت کے لیے یا قبلہ کیطرف مونہہ کرنا نماز مین دلیل نہین ہے اسکے کہ خدا زمین مین ہے یا جہت قبلہ
مین ہے اور دلیل لانا مصنف کا چیونٹی کے آسمان کیطرف اپنے پاؤن اوٹھانے سے دعاے بارش کے لیے پس غیر مفید
ہے اس لئے کہ وہ مین آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھانا جو مسنون ہے وہ بطور اشارہ کرنے کے ہے عظمت الہی کیطرف
اوسکو مجازاً بعد مکانی کے قائم مقام قرار دیکر ورنہ لازم آئے خدا کا مشار الیہ و محدود ہونا جہت اشارہ مین اوسکے غیر مین
اور یہ امر مستلزم ہے حدوث کا جیسا کہ بالتفصیل گزرا امام جعفر صادق کے قول کی شرح مین تنبیہ سے نقل کرکے اور یہی جواب ہے
مصنف کے دلیل لانے کا بہنس کے قصہ سے اور لیکن حدیثین ضحک و تعجب و وجہ و جاہ کی پس جنمین کہ آسمان کیطرف سر
اوٹھانے کا ذکر ہے اونکا جواب تو چند بار گزر چکا ہے کہ سب کا اوٹھانا اشارہ کیواسطے ہے عظمت الہی کی طرف مجازاً پس اونمین
صلاحیت نہین ہے خدا کے لیے جہت فوق کے ثابت کرنیکی حقیقتاً اور جنمین سر اوٹھانے کا ذکر نہین ہے پس اگر اونکو اثبات جہت
کے لیے لایا ہے تو یہ باطل ہے اور اگر ضحک و تعجب و وجہ و جاہ خدا کے لیے ثابت کرنے کو لایا ہے تو مسلم ہے ولیکن یہ صفات
خدا ے تعالی کے حق مین متشابہات مین سے ہین پس ایمان لایا جائیگا جسطرح کہ اور متشابہات پر لایا جاتا ہے ساتھ یقین کے اس
امر مین کہ انکا واقعی علم خدا ہی کو ہے اور ظاہری معنی پر انکو حمل نکیا جائیگا اسلئے کہ انکے ظاہری معنی صفات اجسام سے ہین اور اللہ تعالے
صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن مصنف کا حکم مذکور پس وہ جمع کر دیتا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہ کو اور مستلزم ہے
اجماع فقیہین کو لیکن امر اول پس اس وجہ سے ہے کہ متکلمین کا مذہب خدا کو پاک جاننا ہے متشابہات کے ظاہری
معنی سے بسبب اونکے صفات کے حدوث ہونیکے مگر بعض متکلمین نے اونکی تاویل کی ہے ایسے معنے
مین کہ جو حق تعالی کے لائق ہین اور بعض نے تاویل سے سکوت کیا ہے اور علم تاویل کو خدا کو سونپ دیا ہے
اور مشبہ نے اونکو حمل کیا ہے اونکے ظاہری معنی پر جیسا کہ مفتی علامہ نے تنبیہ کے شروع مین کہا ہے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے
پس تحقیق ان دونون مین ظاہر ہوئی ہے ایک جماعت جہال مشبہ یہ ضلالتکی کہ ثابت کرتی ہے جہت کو حق تعالی
کے لیے دلیل لاکر ظاہری معانی سے آیات استواء وغیرہ کے اور احادیث نزول سے اور یہ کہ حق سبحانہ آسمان مین ہے
اور عرش کے اوپر ہے اور کہتے ہین کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر ہی معانے مین مستقل ہین اور محکم ہین
باعتبار معنی کے اور متشابہ ہین باعتبار کیفیت کے اور حق تعالی کے ہاتھ اور انگلیان اور چہرہ اور

والصورة والساق بالمعنى الظاهر الحقيقي متسترة بالبلكفة وزعموا ان معتقدهم فيها هو
معتقد السلف من الصحابة والتابعين وعليها مذهب كافة المحدثين ونسبوا
المأولين للصفات وهم جمهور الخلف من المحدثين والمتكلمين من اهل السنة الى البدعة
والضلالة والالحاد والجهمية الضالة الى ان قال وصنفوا الفواتي ابطال ما عليه
اجماع العلماء الاعلام في اصول الدينية قاردت ان اشرح اعتقاد اهل السنة في
تنزيههم الله تعالى عن الجهة وما قالوا في صفات الله تعالى مع بيان فساد مذهب الحشوية
ليتفهم ان اجراء الصفات المتشابهة على معانيها الحقيقة هو مذهب الحشوية وتاويلها
الى ما يليق به تعالى مذهب اهل السنة والجماعة فالحكم باجرائها على معانيها الحقيقة
مع بقاء التنزيه عنها كما فعله المصنف خلط وتلفيق بين المذهبين واما الثاني
فلان اجراء الصفات على معانيها الحقيقية يقتضي ارادة تلك المعاني وتنزيه الحق
سبحانه عنها يقتضي عدم ارادتها ولما حكم المصنف بما يلزم اجتماع النقيضين وهو
باطل وما يستلزم الباطل فهو ايضا باطل كما برهن عليه في فن الميزان فثبت
ان ما حكم به المصنف باطل وهو المطلوب ثم نقول ان ما حكم به المصنف من اجرائها
على حقائقها مخالف لما نطق به القرآن لانه كلامه تعالى وما يعلم تاويله الا الله بدل
على ان المتشابه تاويلا قطعا الا انه في علم الله تعالى والتاويل هو صرف اللفظ عن ظاهر معناه
كما سياتي مفصلا واجراء اللفظ على ظاهر معناه مخالف للتاويل فكلام الله تعالى يرشدنا الى
ان المتشابه من القرآن مصروف عن الظاهر والمصنف يقول انه جار على الظاهر غير مصروف
عنه فعلم انه يحكم خلاف ما انزل وقد قال الله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك
هم الفاسقون ثم نقول بحول الله تعالى وقوته ان ما بنى عليه المصنف هذا الحكم وهو ما نقله
من الامام من ان الله تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له

ہاد شکل اور پنڈلی ہے ظاہری معنی کے لحاظ سے حقیقتاً پر اونکی کیفیت غیر معلوم ہے اور کہتے ہین کہ یہی اعتقاد سلف کا ہے
صحابہ و تابعین مین سے اور یہی مذہب ہے جمہور محدثین کا اور متشابہات کے تاویل کرنے والون کو کہ وہ جمہور خلف ہین محدثین اور
متکلمین اہل سنت مین سے منسوب کیا ہے بدعت و گمراہی والحاد و جہمیہ ضالہ کے طرف یہان تک کہ کہا اور کتابین تصنیف
و تالیف کی ہین مذہب حق کے ابطال مین کہ جسپر عقائد کے علماے اعلام کا اجماع منعقد ہے پس مین نے چاہا کہ اعتقاد اہل سنت
کو جو جہت وغیرہ اقوال حشویہ سے خدا کو پاک جاننے کے باب مین ہے بیان کردون اور اسکے ساتھ مذہب حشویہ کا کہ وہ
بھی بیان کردون انتہی پس معلوم ہوا کہ جاری کرنا متشابہات کو اونکے حقیقی معانی پر حشویہ کا مذہب ہے اور اونکو پھیر دینا ایسے معانی
کیطرف جو حق تعالی کے لایق ہین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے پس حکم کرنا اونکے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر
ساتھ باقی رکھنے تنزیہ حق تعالی کے اون سے جیسا کہ مصنف نے کیا ہے خلط کردینا اور ملا دینا ہے دونون مذہبون کو اور
لیکن امر ثانی اس وجہ سے ہے کہ صفات متشابہات کو جاری کرنا اونکے حقیقی معانی چاہتا ہے اون معانی نے ارادہ کرنے کو اور
حق تعالی کو پاک جاننا اون سے چاہتا ہے اونکے عدم ارادہ کو اور جبکہ مصنف نے دونون کو حکم کیا ہے تو نقیضون کا جمع ہونا لازم آگیا
اور وہ باطل ہے اور جس سے باطل لازم آے وہ بھی باطل ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر فن منطق مین برہان سے ثابت کیا گیا ہے
پس ثابت ہوگیا کہ مصنف نے جس چیز کا حکم کیا ہے باطل ہے اور یہی مطلوب تھا پھر ہم کہتے ہین کہ مصنف نے جو حکم
کیا ہے متشابہات کے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر مخالف ہے نص قران کے اسلئے کہ کلام حق تعالی کا (اور نہین جانتا
اوسکی تاویل کو مگر خدا) دلالت کرتا ہے اسپر کہ متشابہ کے لئے قطعاً تاویل ہے مگر اوسکا علم خدا ہی کو ہے اور تاویل لفظ
کو پھیر دینا ہے اوسکے ظاہری معنی سے جیسا کہ آگے بالتفصیل آے گا اور لفظ کو جاری کرنا اوسکے ظاہری معنی پر مخالف ہے
تاویل کے پس خدا کا کلام ہمکو ہدایت کررہا ہے کہ قران کا متشابہ پھیرا ہوا ہے ظاہر سے اور مصنف کہتا ہے کہ وہ جاری ہے ظاہر
پر نہین پھیرا گیا ہے ظاہر سے پس معلوم ہوا کہ مصنف حکم کرتا ہے خلاف ما انزل اللہ کے اور تحقیق حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو
شخص حکم کرے موافق ما انزل اللہ کے پس وہ لوگ فاسق ہین پھر ہم کہتے ہین حق تعالی کی حول و قوت سے کہ جس پر
مصنف نے اس حکم کو بنا کیا ہے اور وہ وہ عبارت ہے کہ جسکو مصنف نے امم سے نقل کیا ہے
حق تعالی کے لئے باعتبار ذات کے نہ جہت ہے نہ مکان ہے بسبب اوسکی غنائی ذاتی کے لیکن اوسکو جایز ہے

الاطلاق فى التجلى فى اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه انتهى ايضا لا يخلوا عن
الفساد لان مفاده ان الله تعالى يجوز ان يتجلى على العرش فى مظهر ذى صورة واعضاء
واجزاء وابعاض ترفع الايدى اليه للدعاء ويشار اليه بالاصابع للاشهاد و
بالقوائم للاستسقاء وسائر الصفات المتشابهات تحمل عليه حقيقة لان له يدا
ورجلا وساقا وعينا واذنا وانفا واستقرارا على العرش قاعدا ونزولا وهبوطا و
ايابا وذهابا فى اوقات خاصة وكل ذلك محمول عليه حقيقة ولا يلزم منه خلاف
التنزيه لان الله تعالى من حيث ذاته غنى عن تلك الصفات وانما هى صفات مظهر
مخصوص له تعالى كاين فى السماء فى الجهة السامية مستقرا قاعدا على العرش واضع رجليه
على الكرسى وعلى صورة ذلك المظهر خلق الله تعالى ادم ابا البشر عليه وله الوجه
الكريم الذى يبقى وما سواه من الاعضاء والصفات له ومن المخلوقات لا تبقى وهذا
المظهر الاعظم الله تعالى باين من المخلوقات سوى العرش العظيم فانه مجلسه و
مقعده والبينونة منه يفضى الى السآمة ومناف للاستراحة وايضا خلاف
للوضع لان العرش انما وضع للجلوس والاستقرار عليه فلو لم يجلس ولم يستقر عليه
يلزم كون خلق العرش عبثا وهو لا يفعل العبث كما اخبر به فى كلامه تعالى
افحسبتم انما خلقناكم عبثا الى غير ذلك مما يتفرع عليه من المزعومات الباطلة
والخرافات الواهية للجسمة الحشوية وان هذا الا التجسم والتكييف والتحديد
التى تفضى الى الزندقة والالحاد نعوذ بالله (قال) وله فى كتبه فى هذا كلام
كثير فى غاية من التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها فهو عز وعلا
بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على العرش يدبر الامر فكل
يوم هو فى شان يخلق ويرزق ويعطى ويمنع ويضع ويرفع ويعز ويذل ويهدى

مطلق ہونا جلوہ کرنے مین جس مظہر مین چاہے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے انتہی نیز فساد سے خالی نہین ہے اس لئے کہ اسکے یہ معنے ہین کہ حق تعالیٰ کے لئے جائز ہے کہ عرش پر جلوہ فرما ہو سے ایسے مظہر مین کہ جسکے صورت و اعضا و اجزا و ابعاض ہون اوسی مظہر کیطرف دعا کے لئے ہاتھ اوٹھاے جائین اور انگلیون سے اشارہ کیا جاے گواہ کرنے کیواسطے اور پیرون سے اشارہ کیا جاے بارش طلب کرنے کے واسطے اور تمام متشابہات حقیقتاً اوسپر حمل کیجاین اس لئے کہ اوسکے لئے ہاتھ پیر پنڈلی آنکھ کان ناک اور عرش پر سیدھا ہو بیٹھنا اور اوترنا اور گرنا اور آنا جانا خاص خاص وقتون مین ثابت ہے اور یہ سب اوسپر محمول ہے حقیقتاً اور اس سے خلاف تنزیہ لازم نہین آتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے ان صفات سے غنی ہے اور یہ صفات دراصل اوسکے مظہر خاص کے ہین جو موجود ہے آسمان مین جہت علو مین قایم ہے بیٹھا ہے عرش پر اپنے دونون قدم کرسی پر رکھے ہوے اور اوسی مظہر کی صورت پر حق تعالیٰ نے آدم ابوالبشر کو پیدا کیا اور اوسی مظہر کا چہرہ ہے بزرگ جو باقی رہیگا اور اوسکے سوا دوسرے اعضا اور صفات اوسکی اور مخلوقات کی فنا ہو جاوینگے اور یہ بڑا مظہر حق تعالیٰ کا مخلوقات سے جدا ہے سوا عرش عظیم کے اس لئے کہ عرش اوسکے بیٹھنے کی جگہ ہے اوس سے جدا ہونا مقتضی ہے تھکنے کے طرف اور منافی ہے استراحت کے اور نیز خلاف وضع ہے اس لئے کہ عرش جلوس و استقرار ہی کے لئے بنایا گیا ہے پس اگر اوسپر نہ بیٹھے اور نہ قرار لے تو لازم آے کہ عرش کا پیدا کرنا عبث ہو جاے اور حق تعالیٰ فعل عبث نہین کرتا ہے جیسا کہ اوس نے اپنے کلام مین خبر دی ہے کہ (کیا تمنے گمان کیا ہے کہ ہمنے تمکو بیفائدہ پیدا کیا ہے) اسکے سوا اور جو کچھ اس تقریر پر متفرع ہوتا ہے از قسم دعاوی باطلہ و خرافات واہیہ فرقہ مجسمہ مشبہ کے اور اسیکو تجسیم و تکییف و تحدید کہتے ہین کہ جو مفضی ہے زندقہ و الحاد کیطرف نعوذ باللہ منہ (کہا مصنف نے) اور اوسکی کتابون مین اسباب مین بہت کچھ تقریر ہے نہایت تحقیق کے ساتھ پس اوسپر اطلاع چاہے تو اوسپر لازم ہے کہ اون کتب کیطرف رجوع ہو پس حق تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اوسطرح پر ہے کہ جیسا اوس نے کہا ہے بااعتبار اپنے رسم ظاہر کے پر سیدھا ہو بیٹھا عرش پر تدبیر کرتا ہے امر مخلوق کی پس ہرون وہ نئی شان مین ہی پیدا کرتا ہے روزی دیتا ہے عطا کرتا ہے منع کرتا ہے پست کرتا ہے بلند کرتا ہے ذلیل کرتا ہے عزت دیتا ہے ہدایت کرتا ہے

ويضل ويعل ويشفي ويبتلي وينجي ويجبر ويقيت ويحيي ويميت ويفعل ما يشاء
ويحكم ما يريد ويدبر الامر كل امر ولابي الشيخ وابن بطة عن يونس بن يزيد عن
الزهري عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى في التوراة انا الله فوق
عبادي وعرشي فوق خلقي وانا على عرشي ادبر امر عبادي ولا يخفى على شيء في السماء
ولا في الارض قال الذهبي اسناده صحيح ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه يرفع
الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عسى ان يبعثك ربك مقاما
محمودا) انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش وسيبين مبسوطا
في الشفاعة ومنه تجلي الله تعالى لحبيبه عليه السلام ليلة الاسراء والضحك وبسط
اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلي التحول لاهل الموقف في صور تختلف
وتنكر وتعرف والرؤية في الجنة كما صحت الاخبار وهو تعالى من شان الاحاطة بما
خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وقال في سورة الواقعة
فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا
تبصرون وايما تولوا فثم وجه الله وذلك لغناه واطلاقه ووسعه ومنه تجليه
تعالى لحبيبه المصطفى في قوله عليه السلام ونفست فصلوا حتى استثقلت فاذا انا
بربي تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرايته وضع كفه بين كتفي فوجدت بردا انامله
بين ثديي فتجلى لي كل شيء وعرفته الحديث اخرجه الترمذي وصححه محمد بن نصر
في كتب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد الرزاق واحمد وابن
حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني في السنة وابن مردويه
عن جابر بن سمرة ولابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة والشيرازي في الالقاب
وابن مردويه عن انس وابن نصر الطبراني وابن مردويه عن ابي امامة الباهلي

گمراہ کرتا ہے بیمار کرتا ہے شفا دیتا ہے بلا مین ڈالتا ہے نجات دیتا ہے بھوکا رکھتا ہے غذا دیتا ہے زندہ کرتا ہے
موت دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اور ابو الشیخ
و ابن لطبہ نے یونس بن یزید سے اونہون نے زہری سے اونہون نے ابن المسیب سے اونہون نے کعب احبار سے روایت
کی ہے کہ کہا کعب احبار نے کہ فرمایا حق تعالی نے تورات مین کہ مین ہی خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش
میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش پر ہون تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کام کی اور مجھ پر کوئی شے چھپی نہین ہے
آسمان مین نہ زمین مین کہا وہب نے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اسی شان کیوجہ سے نزول و عروج ہے اور اسی کیوجہ سے
دعا مین آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھائے جاتے ہین اور تحقیق وارد ہوا حق تعالی کے اس قول کی تفسیر مین و قریب ہے کہ تجکو
نہ ارا آپ مقام محمود مین پہنچیگا یہ کہ حق تعالی نبی صلعم کو اپنے ساتھہ عرش پر بٹہلائیگا اور عنقریب اسکا بیان بسط کے ساتھہ
شفاعت کے ذکر مین آئیگا اور اسی شان سے ہے حق تعالی کا جلوہ فرمانا اپنے حبیب علیہ السلام کے لئے شب معراج مین اور منسا اور
ہاتھون کو دینے کے لئے پہیلانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور قدم کو آگ مین رکہنا اور تجلی متغیر ہونیکی اہل موقف کے لئے مختلف و
اجنبی و معلوم شکلون مین اور دیدار الہی جنت مین جیسا کہ صحیح حدیثون مین وارد ہوا ہے اور حق تعالی مخلوق کو گہیرنیکی شان سے اوسطرح پر ہے
کہ جیسا اوسنے باعتبار اپنے اسم الباطن کے فرمایا ہے اور ہم اوسکے قریب تر ہین شہ رگ سے اور فرمایا سورہ واقعہ مین پس کیون نہین جبکہ
پہونچتی ہے جان گلے مین اور تم اوسوقت دیکہتے ہو اور ہم اوسکے قریب زیادہ ہین تمسے لیکن تمکو نظر نہین آتا ہے اور جسطرف تم متوجہ ہو پہر وہین ہین چہرہ خدا کا اور یہ شان بسبب اوسکے غنا و اطلاق و وسعت کے ہے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی اپنے حبیب مصطفی
کے لئے حضرت صلعم کے اس قول مین کہ اور نماز مین مجھکو اونگہ آگئی یہانتک کہ مین بہاری ہو گیا پس یکایک مین نے تبارک و تعالی کو دیکہا
خوبتر صورت مین فرمایا کہ پس دیکہا مین نے اوسکو کہ اوسنے اپنی ہتیلی میرے دونون مونڈہونکے درمیان رکہی پس مین نے اوسکی
پوروون کی ٹہنڈک اپنے دونون پستان کے اندر پائی پہر ہر شے میرے واسطے ظاہر ہو گئی اور مین نے اوسکو پہچان لیا آخر حدیث تک اسکو ترمذی
کیا ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ مین اور طبرانی و حاکم و ابن مردویہ نے معاذ سے اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید و ترمذی نے
اور اسکو حسن کہا ہے ترمذی نے اور ابن منذر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے سنت مین اور شیرازی نے القاب
مین اور ابن مردویہ نے انس سے اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردویہ نے ابو امامہ باہلی سے اور

وابن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عايس الحضرمي وثوبان وصنه تجليه عز وعلا
لبعض ائمة اهل بيته وكبراء امته في قلوبهم او في صنائعهم وقد ورد بسند صحيح
رجاله كلهم ثقات اثبات عند احمد وعبد بن حميد والترمذي وابن المنذر والشيخ
في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن الحسن عن ابي هريرة رفعه والذي نفس محمد بيده لو
انكم دليتم احدكم بحبل الى الارض السفلى لهبط على الله ثم قرأ هو الاول والآخر و
الظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم) وقد صح سماع الحسن من ابي هريرة بالمدينة و
لاسحق بن راهويه والبزار في مسنديهما وابي الشيخ في العظمة وابن مردويه و
البيهقي عن ابي ذر رفعه ما بين السماء والارض مسيرة خمسمائة عام الى قوله ولو خرقتم
لصاحبكم ثم دليتموه لوجده الله ثم ولابن مردويه عن العباس بن عبد المطلب
رفعه نحوه والى الشانين بحسب الاسمين الاشارة بقرائة الآية فتنبه وتفقه وقد
ارشد الله تعالى الى معرفة الشانين معا بقوله في سورة الحديد (ثم استوى على
العرش يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو
معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير) وقوله في سورة الانعام (وهو الله في
السموات وفي الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون) قال الشيخ الاكبر
في الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات المكية قال الله تعالى ليس كمثله
شيء فوصف نفسه بما لا ينبغي ان يكون ذلك الوصف الا له تعالى وهو قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم فهو تعالى معنا اينما كنا في حال نزوله الى السماء الدنيا في الثلث
الباقي من الليل في حال كونه استوى على العرش في حال كونه في العماء في كونه في الارض
وفي السماء في حال كونه اقرب الى الانسان من حبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن
ان يوصف بها الا هو فما قدر الله عبدا من مكان الا مكان ليراه بل ليريه من اياته التي غابت

اور ابن نصر و طبرانی نے عبد الرحمن بن عائش حضرمی و ثوبان سے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی بعض ائمہ اہلبیت و کبرا امت کے لیے
اونکے دلون مین یا اونکے خواب مین اور تحقیق وارد ہوا ہے سند صحیح سے کہ جسکی کل راوی ثقہ و معتبر ہین نزدیک احمد و عبد بن حمید و ترمذی و
ابن منذر و ابو الشیخ کے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی کے حسن سے اونہون نے روایت کی ابو ہریرہ سے مرفوعاً قسم ہے
اوس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ اگر تم لٹکاتے کسی ایک کو اپنے مین سے رسی مین باندھ کر نیچے کی زمین تک تو وہ خدا پر جاگرتا
پھر یہہ آیت حضرت نے پڑہی وہی اول و آخر ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے) اور بتحقیق صحیح ہے سماع حسن کا ابو ہریرہ سے مدینہ مین
اور اسحق بن راہویہ و بزار نے روایت کی ہے اپنے مسند مین اور ابو الشیخ نے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے ابو ذر سے مرفوعاً کہ
درمیان آسمان و زمین کے پانسو برس کا راستہ ہے اس قول تک کہ اگر تم اپنے ساتھی کے واسطے گڑہا کھودتے پہر اوسکو گراتے البتہ پاتا
وہ خدا کو وہان اور اسکے مثل ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے عباس بن عبد المطلب سے اور انہین دو شانون کیطرف باعتبار دو اسمونکے
اشارہ ہے حضرت کے تلاوت فرمانے سے آیت مذکورہ ہو الاول و الآخر تا آخر کو پس آگاہ ہو اور سمجھے اور تحقیق ارشاد فرمایا ہے حق تعالی نے
معاً دونون شانون کی معرفت کو اپنے قول سے سورہ حدید مین (پہر سید ہا ہو گیا عرش پر جانتا ہے جو کچھ کہ سماتا ہے زمین مین
اور جو کچھ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اوسمین عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو اور خدا تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے) اور اپنے قول سے سورہ انعام مین (اور وہی خدا ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہارے چھپے اور کہلے کو اور جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو) شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۶۷ مین کہا ہے کہ فرمایا خدا سے تعالے نے کہ نہین
ہے اوسکے مانند کوئی شے پس اپنے نفس کو ایسے امر سے موصوف کیا کہ اوسکے غیر کے لیے ممکن نہین ہے اور وہ قول حق تعالے
کا ہے (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو) پس حق تعالی ہمارے ساتھ ہے جہان ہم ہون آسمان دنیا کیطرف نزول
فرمانے کے حال مین رات کے ثلث اخیر مین عرش پر مستوی ہونے کے حال مین عماء مین ہونے کے حال مین آسمان مین
اور زمین مین ہونے کے حال مین انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے حال مین اور یہہ تمام
ایسے صفات ہین کہ بجز خدا کے اور کسیکا ان کے ساتھ موصوف ہونا محال ہے پس خدا نے
کسی بندے کو ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف اس لئے منتقل نہین فرمایا کہ اوسکو دیکھے بلکہ اسلئے کہ اوسکو
دکھاوے اپنی بعض نشانیان جو اوس بندہ سے چھپی تہین فرمایا حق تعالی نے پاک ہے وہ کہ راتون رات لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مین

عنه قال الله تعالى سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد
الاقصى الذي باركنا حوله لنريه من ايتنا الى اخر ما ذكر ولابن عساكر عن علي
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعجزوا عن الدعاء فان الله تعالى انزل
علي ادعوني استجب لكم فقال رجل يا رسول الله ربنا يسمع الدعاء امر كيف ذلك
فانزل الله واذا سألك عبادي عني فاني قريب الاية اي فضلا ان يقال يسمع الدعاء
امر كيف مع كونه استوى على العرش ولابن مردويه عن انس قال سأل اعرابي رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم اين ربنا قال في السماء على عرشه ثم تلا الرحمن على العرش
استوى وانزل الله واذا سألك عبادي عني فاني قريب الاية اي له الشانان
جميعا ولابن جرير والبغوي في معجمه وابن ابي حاتم وابي الشيخ وابن مردويه عن
الصلت بن حكيم بن معاوية بن حيدة القشيري عن ابيه عن جده قال جاء رجل
الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد
فنناديه فسكت النبي صلى الله عليه واله وسلم فانزل الله واذا سألك عبادي
عني فاني قريب الاية والحديث ولسفيان بن عيينة في تفسيره وعبد الله بن احمد
في زوائد الزهد عن سفيان عن ابي قال قال المسلمون يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام
بعيد فنناديه فانزل الله تعالى واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الاية ولابن المنذر
عن ابن جريج قال قال المسلمون اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه فنزلت فليستجيبوا لي
ليطيعوني ولا استجابة هي الطاعة والبوصيري ليعلموا اني قريب اجيب دعوة الداعي
اذا دعاني ولعبد الرزاق وابن جرير عن الحسن قال اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اين ربنا
فانزل الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الاية ولعبد بن حميد وابن المنذر
عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل قال لما نزلت هذه الاية (ادعوني استجب لكم قالوا

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیطرف کہ جسکے اطراف مین ہمنے برکت اوتاری ہے تاکہ ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان دکہائین آخر تک
اور ابن عساکر نے روایت کی ہے علی سے کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مت عاجز ہو تم دعا کرنے سے اسلئے
کہ حق تعالیٰ نے مجہہ پر نازل فرمایا ہے کہ تم دعا کرو مین تمہاری دعا کو قبول کرونگا پس ایک مرد نے کہا کہ اے رسول خدا
ہمارا رب دعا کو سنتا ہے یا اسکی کیا صورت ہے پس خدا نے نازل فرمایا (اور جب تم سے میرے بندے میرا حال پوچہین پس
مین اونکے قریب ہون آخر آیت تک یعنی جہ جائیکہ یہ کہا جاسے کہ دعا کو سنتا ہے یا کیونکر ہے یا اینکہ وہ عرش پر مستوی ہے اور ابن
مردویہ نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلعم سے پوچہا کہ ہمارا رب کہان ہے فرمایا کہ آسمان مین اپنے
عرش پر ہے پہر تلاوت کیا کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور خدا نے نازل فرمایا کہ جب تجھے میرے بندے مجھکو پوچہین پس بیشک مین
اونکے قریب ہون آخر آیت تک یعنی خدا کی دونون شانین ہین اور ابن جریر و بغوی نے معجم مین اور ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ نے
روایت کی سلمت بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اونکے دادا سے کہ کہا اونہون
نے کہ ایک مرد آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا نزدیک ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کہین یا دور ہے
کہ ہم اوسکو پکارین پس نبی صلعم نے سکوت کیا پہر خدا نے نازل کیا کہ جب تجھے میرے بندے مجھکو پوچہین پس بیشک مین نزدیک ہون
تا آخر آیت و آخر حدیث اور سفیان بن عیینہ نے اپنے تفسیر مین اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد مین سفیان سے اونہون نے ابی
روایت کی ہے کہ کہا مسلمانون نے یا رسول اللہ کیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے کہ اوسکو پکارین پس حق تعالیٰ
نے نازل فرمایا کہ اور جبکہ تجھسے میرے بندے مجھکو پوچہین پس بیشک مین نزدیک ہون تا آخر آیت اور ابن منذر نے ابن جریج
سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ مسلمانون نے پوچہا کہ آیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے
کہ اوسکو پکار کر کہین پس یہ آیت نازل ہوئی (پس چاہیے کہ مجھسے استجابت کرین یعنی چاہیے کہ میری اطاعت کرین لفظ استجابت
طاعت کا نام ہے اور چاہیے کہ مجھپر ایمان لاوین یعنی چاہیے کہ یقین لاوین اسپر کہ مین نزدیک ہون جواب دیتا ہون پکارنے والے کی
پکار کا جبکہ مجھکو پکارتا ہے اور عبد الرزاق و ابن جریر نے حسن سے روایت کی ہے کہ کہا اصحاب نبی صلعم نے کہ کہا رب کہان ہے پس
خدا نے نازل فرمایا کہ اور جب تجھسے میرے بندے مجھکو پوچہین پس بیشک مین قریب ہون تا آخر آیت اور سعید بن منصور نے عبد اللہ
بن عبید تابعی اہل المدینہ سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ جب آیت (ادعونی استجب لکم) نازل ہوئی

كيف بان نلقاه حتى ندعوه فانزل الله (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ) الآية قالوا
صدق ربنا وهو بكل مكان ولابن ابي شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابي داود والترمذي
والنسائي وابن ماجة وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابي موسى الاشعري
قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزاة فجعلنا لا نصعد شرفا ولا نهبط واديا
الا رفعنا اصواتنا بالتكبير فدنا منا فقال يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم
ولا غائبا انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولابن
ابي شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي بالدعاء
فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللبخاري ومسلم والنسائي والترمذي وابن
ماجة عن ابي هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
(الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان فوكيع وعبد الرزاق وابن
ابي شيبة في مصنفهما واحمد في الزهد وابي نعيم والبيهقي في الشعب بسند صحيح عن كعب
قال قال موسى اي ربي قريب انت فانا جيك ام بعيد فانا ديك قال يا موسى انا جليس من
ذكرني ونحوه لابي الشيخ في الثواب عن عبد الله بن عمير والدينوري في المجالسة عن عبيدة
والديلمي عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح الملك الاعظم احد حملة العرش العظيم
سبحانك اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم لذات الله تعالى التقييد بمكان
معين فقد قال ابو يعلى في مسنده نا عمرو الناقد نا اسحق بن منصور نا اسرائيل عن معاوية
بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن
لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه الارض السابعة والعرش على منكبيه وهو
سبحانك اين كنت واين تكون وسنده صحيح على شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج
له البخاري مقرونا بغيره وابو داود في القدر والنسائي وابن ماجه وحدث عنه شعبة

اصحاب نے کہا کیا ہم اوسکو دیکھتے ہین کہا اوسکو پکارین پس حق تعالی نے نازل فرمایا اور جب کہ تجھسے میرے بندے مجھکو
پوچھین تو نزدیک مین قریب ہون پس کہا لوگون نے سچ کہا ہمارے رب نے اور وہ ہر جگہ ہے اور ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری
و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین ابو موسی اشعری سے روایت کی ہے کہا انہون
نے کہ تھے ہم ہمراہ نبی صلعم کے ایک لڑائی مین پس جب ہم چڑھتے بلند ٹیلے پر یا اتر تے وادی کو ہم تو خوب زور سے تکبیر کہتے تھے
پس حضرت نے ہمارے قریب آکر فرمایا کہ اے لوگو توقف کرو اسلئے کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو بلکہ
تم پکارتے ہو سننے دیکھنے کو بیشک جسکو تم پکارتے ہو وہ قریب تر ہے تم مین سے ہر ایک کے اوسکی سواری کی گردن سے اور
ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی تھی کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی مین نے برابر مین سعید بن مسیب کے پس مین آواز بلند
کی دعا کے لئے پس جھڑکا اونہون نے مجھکو اور کہا کہ تو نے گمان کیا ہے کہ خدا تجھسے قریب نہین ہے اور بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی
و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے گمان کرنے کے نزدیک ہون
اور مین اوسکے ساتھ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے آخر حدیث تک اور اسکو احمد نے انس سے یون روایت کیا ہے کہ جب وہ مجھکو پکارتا ہے
اور سفیان بھروکیع و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ کی روایت ہے اون دونون کے مصنف مین اور احمد کی روایت ہے کتاب الزہد مین
اور ابو نعیم و بیہقی کی شعب الایمان مین بسند صحیح کعب سے کہ کہا اونہون نے کہ کہا موسی نے کہ اے میرے رب کیا تو قریب ہے کہ مین تجھسے
آہستہ کلام کرون یا دور ہے کہ تجھکو آواز سے پکارون فرمایا کہ اے موسی مین جلیس ہون اوسکا کہ جو مجھکو یاد کرتا ہے اور اسکے مثل ابو الشیخ نے ثوبان
سے عبد اللہ بن عمیر سے اور دیلمی نے ثوبان سے عبیدہ سے اور دیلمی نے ثوبان سے مرفوعاً کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے اور ابو نعیم
نے تسمیع ایک بزرگ فرشتہ کی جو عرش اعظم کے حاملین سے ہے دیا ہے تو کہان تھا تو اور کہان ہوگا تا کہ وہم و گمان نکیا جاوے حق تعالی کی
ذات کے لئے مقید ہونا مکان معین مین پس تحقیق کہا ابو یعلی نے اپنے مسند مین کہ بیان کیا ہمسے عمر نافذ نے کہ بیان کیا ہمسے اسحق بن منصور نے کہ بیان کیا ہمسے
معاویہ بن صالح کی روایت سے اونہون نے روایت کی سعید مقبری سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جب اذان دیا گیا ہے
کہ مین حال بیان کرون ایک فرشتہ کا کہ اوسکے دونون پیر گذر گئے ہین ساتوین زمین تک اور عرش اوسکے کندھے پر ہے اور وہ کہتا ہے پاک ہے تو کہان تھا
تو اور یکین ہوگا اور اسکی سند صحیح ہے اور سنہ کی شرط پر بجز معاویہ کے پس اوس سے بخاری نے روایت کی اور اسکے غیر کی روایت کو طاکر ابو
داؤد نے قدر مین اور نسائی و ابن ماجہ نے اور حدیث مان کی ہے اوس سے شعبہ نے

ولا يحدث الا عن ثقة تفرد وجماعة وقال ابو حاتم لا باس به ووثقه احمد والنسائي وابن
حبان فقيل ابيذ بعة وحده الشيخ واه ولعله لمثل هذا الحديث عليل غير حجة فحديثه
وحده حجة وقد عزاه السيوطي في الدر المنثور لابي يعلى وابن مردويه بسند صحيح معان
له شواهد هو بها متعاضد فللطبراني في الكبير وابي نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعا
ان الله عز وجل ملكا لو قيل له التقم السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه
سبحانك حيث كنت وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة
العرش رجلاه في الارض السابعة السفلى وقرنه العرش ومنكبه اذنه وعاتقه حفقان
سبعمائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفترق عن ابن عمر
نحوه وفيه ابو معشر المدني ولكنه متعاضد بالشواهد وفيه ما بين عاتقه الى شحمة اذنه
سبعمائة سنة وسبحانك حيث ما كنت فلينظر ولييمعن وليتدبر في معاني سبحانك اين كنت
واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت مطابقة الايات المتلوات ونحوها
وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء والصفات عن انس رفعا ان احدكم
اذا قام في صلوته فانه يناجي ربه وان ربه بينه وبين القبلة فلا يبزقن احدكم قبل
قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن عقبة فابن جريج فللبخاري ومسلم
والحاكم فالبيهقي عن ابن عمر رفعا اذا كان احدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان
الله قبل وجهه اذا صلى ولابن ماجة عن ابي وائل شقيق بن سلمة عن حذيفة انه
راى شيث بن ربعي يبزق بين يديه فقال يا شيث لا تبزق بين يديك فان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينهى عن ذلك وقال ان الرجل اذا قام يصلي
اقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب او يحدث حدث سوء ولابن خزيمة في التوحيد
عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شيث بن ربعي فصلى فبصق بين يديه فقال

اور شعبہ اوسکی حدیث کو بیان کرتے ہین جو اونکے نزدیک معتبر ہے اور ایک جماعت نے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسمین کچھ خرابی نہین ہے
اور احمد و نسائی و ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا ہے لیکن ابو زرعہ کا یہہ کہنا کہ وہ بڑا واہی ہے اور شاید کہ یہہ قول ایسی ہی حدیث کے بابت ہوگا
علیحدہ ہے عجب نہین ہے اسلئے کہ تنہا اوسکی حدیث عجب ہے اور حالانکہ اس حدیث کو سیوطی و منشور مین ابو یعلی و ابن مردویہ کیطرف
بسند صحیح منسوب کیا ہے باوجودیکہ اسکے اور شواہد ہین کہ جسکی وجہ سے یہہ حدیث قوت رکھتی ہے پس طبرانی نے کبیر مین و ابو نعیم نے حلیہ
مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تحقیق حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے کہ اگر اوسکو کہا جاوے کہ ساتون آسمانون اور ساتون زمینون
کو ایک لقمہ سے نگل لے تو البتہ کر گزریگا اوسکی تسبیح سبحانک حیثیت کنت ہے اور طبرانی کی روایت اوسط مین انسؓ سے ہے کہ مجکو
اذن دیا گیا ہے کہ حال بیان کرون ایک فرشتہ کا حاملین عرش مین کہ اوسکے دونون پیر نیچے کے ساتوین زمین مین ہین اوسکے
ایک جانب پر عرش ہے اور اوسکی کانکی لو اور کندھے مین سات سو برس کی مسافت ہے وہ فرشتہ کہتا ہے پاک ہے تو جہان
کہین ہے تو اور خطیب نے متفق و مفترق مین ابن عمر سے اسکے مثل روایت کی ہے اور اوسکی سند مین ابو معشر مدنی ہے ولیکن وہ قوت
رکھتی ہے شواہد سے اور اوسمین ہے کہ اوسکے کندھے سے اوسکے کان کی لو تک سات سو برس ہین اور سبحانک حیث ما کنت پس نظر
کرنی چاہیئے اور غور کیا جاوے اور تدبر کیجاوے معانی مین ان لفظون کے (سبحانک این کنت واین تکون سبحانک حیثما کنت
وسبحانک حیثیت کنت) آیات و احادیث سے تطبیق دیکر اور بخاری و مسلم و نسائی و بیہقی نے اسناد و صفات مین انسؓ سے مرفوعاً
روایت کی ہے کہ تحقیق ایک تمہارا جبکہ کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز مین پس تحقیق وہ مخفیہ بات کرتا ہے اپنے رب سے اور اوسکا رب اوسکے
اور قبلہ کے درمیان ہے پس نہ تھوکے کوئی تم مین کا اپنے قبلہ کیجانب اور لیکن اپنے بائین جانب یا قدم کے نیچے اور موسیٰ بن عقبہ
نے بہر ابن جریج نے بہر بخاری و مسلم و حاکم نے بہر بیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جبکہ ایک تمہارا نماز پڑھے تو اپنے مونہہ کے
سامنے نہ تھوکے اسلئے کہ خدا اوسکے مونہہ کی جانب ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے اور ابن ماجہ نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے
حذیفہ سے روایت کی ہے کہ دیکھا اونہون نے شیث بن ربعی کو کہ تھوکا اپنے سامنے پس کہا کہ اسے شیث نہ تھوک اپنے سامنے اسلئے
کہ رسول صلعم منع کرتے تھے اس سے اور کہا کہ مرد جب کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے تو خدا متوجہ ہوجاتا ہے اوسپر اپنے وجہ سے یہانتک کہ نماز سے
فارغ ہو یا کوئی برا فعل کرے) اور ابن خزیمہ نے توحید مین شقیق سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم
حذیفہ کے پاس تھے پس شیث بن ربعی نے کھڑے ہوکر نماز شروع کی اور اپنے سامنے تھوکا پس حذیفہ نے اوس سے کہا

له حذيفة يا شيت لا تبصق بين يديك ولا عن يمينك وعن يمينك كاتب الحسنات ولكن
عن يسارك او من ورائك فان العبد اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم قام الى الصلوة اقبل
الله عليه بوجه فيناجيه فلا ينصرف عنه حتى ينصرف او يحدث حدث سوء ومعنى
الاحاديث ان الله تعالى اقبل وجه العبد بينه وبين القبلة اذا صلى باقبال رحماني لا
لا يفنيه بل يبقيه ويحييه ويرعيه ويحميه لكونه يناجيه فهو يقبل عليه بوجهه فيناجيه
فلا يبزقن قبل وجهه المخصوص منه تعالى بلا عظم شرف في هذا الوقت الخاص وان كان
تعالى باطنا كما يليق بالحضرة في كل جهة ومكان سبحانه ما اعظم شانه واحسانه كنور
الشمس على تنزيهه بلا تشبيه ولله المثل الاعلى وقد قال الله تعالى الله نور السموات
والارض الاية وورد نور اني اراه ومن اسمائه الحسنى النور وقد ورد ايضا اقرب ما
يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء رواه احمد ومسلم وابو داؤد والنسائي
وابو يعلى عن ابي هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف الليل الاخر فان
استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن اخرجه الترمذي والنسائي
والحاكم عن عمرو بن عبسة ولابن مردويه ولبيهقي في الشعب عن عبادة بن الصامت
رفعا ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان وللطبراني في الكبير
والاوسط عنه رفعا ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيثما كنت وهذا الذي
ذكرنا مجة وسلم يمسجة غلط فانه اعمال الدلائل الطرفين واشغال بمسائل
الشرفين والخير كله في الاعمال والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد
النصين في الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل للظاهر
كما هو ظاهر لا تقبل وليس احدهما في هذا باولى من الاخر فتدبر وتبصر وفقك
الى الجمع بين النصين على الخصوص عائده قال ابن القيم تامل الخطاب القران تجد

کہ اسے مشیت نہ ہو تو کہ اپنے سامنے اور اپنے دہنے جانب تیرے دہنے جانب نیکی لکھنے والے فرشتے ہین اور لیکن ہو تو بائین
جانب یا اپنے پیچھے اسلئے کہ بندہ نے جب وضو کیا عمدہ طور سے پھر نماز کو کھڑا ہوا اوسکے سامنے کردیتا ہے خدا اپنے وجہ کو پھر اوس سے
مناجات کرتا ہے پھرتا نہین پھرتا ہے وہان سے یہان تک کہ بندہ نماز سے فارغ ہو جاے یا برا فعل کر بیٹھے اور معنے ان احادیث کے
یہ ہین کہ حق تعالی سامنے کرتا ہے بندے کے چہرے کو اپنے اور قبلہ کے درمیان جبکہ بندہ نماز پڑہتا ہے رحمانی توجہ سے نہین فنا اوسکو بلکہ اوسکو
باقی رکہتا ہے اور نجات دیتا ہے اور اوسکی نگہداشت وحمایت کرتا ہے اسوجہ سے کہ بندہ اوس سے مناجات کر رہا ہے پس خدا اوس پر
متوجہ ہوتا ہے اپنے چہرے سے پھر اوس سے سرگوشی کرتا ہے پس ہرگز نہ ہو کہ اوسکے چہرہ کیطرف جو کہ خصوصیت رکہتا ہے حق تعالی سے
بہت بڑی شرافت کے ساتہ اس وقت خاص مین اگرچہ باطن کے اعتبار سے حق تعالی جیسا کہ اوسکے درگاہ کے لائق ہے ہر جہت اور ہر مکان
مین سے پاک ہے وہ بہت بڑی ہے شان اوسکے اور احسان اوسکا مثل نور شمس کے ہے باوجود اوسکی تنزیہ کے بدون تشبیہ کے اور
خدا نمائی کے لئے ہے بلند تر مثل اور تحقیق فرمایا ہے حق تعالی نے کہ خدا نور ہے آسمانون اور زمین کا آخر آیت تک اور وارد ہوا ہے کہ خدا ایک
عظیم الشان نور ہے کہان دیکہون مین اوسکو اور اوسکے اسماے حسنی مین سے لفظ نور ہے اور نیز وارد ہوا ہے کہ قریب ترحالت بندہ کی اپنے
رب سے بندہ کے سجدہ کرنے کے وقت ہے پس زیادہ کرو دعا کو روایت کیا اسکو احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو یعلی نے ابو ہریرہ
سے اور وارد ہوا ہے کہ زیادہ قریب ہونا بندہ کا اپنے رب سے اخیر شب کے اندر ہے پس اگر تجھسے ہو سکتا ہے کہ تو ہو جاے اون
لوگون مین سے جو خدا کو یاد کرتے ہین اوسوقت مین پس ہو جا روایت کیا اسکو ترمذی و نسائی و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے اور ابن مردویہ
نے شعب مین عبادہ بن صامت سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ افضل ایمان مرد کا یہ ہے کہ وہ یقین کر لیوے کہ خدا اوسکے ساتہ ہے جہانکہ
وہ موجود ہو اور طبرانی نے معجم کبیر و اوسط مین عبادہ بن صامت سے مرفوعاً اسطرح روایت کیا ہے کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تجکو یقین ہو اسکا کہ خدا تیرے
ساتہ ہے جہان کہین تو ہووے اور یہ تحقیق کہ ہمنے ذکر کی ہے متوسط طریقہ سے کہ جس سے غلط محبت کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ طریقہ مین طرفین کی
دلیلون کو عمل مین لاتا ہے اور دونون شرف کے مسائل مین متوغل کرتا ہے اور ہمکو ان سہلائی عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑنے
اور غافل بنانے مین اور پسیزا دونون قسم کی نصوص مین سے کسی ایک کو دونون طرف مین سے کسیکے طرف بلا دلیل نادرست ہے کہ جسپر اعتماد کرنا چاہیے
اسلئے کہ تاویل مین علیل و بیکار بنانا ہے ظاہر معنے کو کہ جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل مین لانا اور تاویل کرنے مین ایک نص کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے پس مین بر
اور بینا ہو جاو فائدہ کہ خاص کر جمع کرنے نصوص کے طرف لوٹنے والا ہے کہا ابن قسم نے کہ لوجخطاب قران مین تاویل کر کہا سے گا تو

ملكا له الملك كله وله الحمد كله ازمة الامور كلها بيده ومصدرها منه وموردها
اليه مستويا على العرش لا يخفى عليه خافية من اقطار مملكته عالما بما في نفوس عبيده
مطلعا على اسرارهم وعلانيتهم صنفهم ابتدبير المملكة يسمع ويرى ويعطى ويمنع
ويثيب ويعاقب ويكرم ويهين يخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدر ويقضي ويدبر
الامور نازلة من عنده دقيقها وجليلها وصاعدة اليه لا تحرك ذرة الا باذنه و
لا تسقط من ورقة الا بعلمه فتأمل تجده يثني على نفسه ويمجد نفسه ويحمد نفسه
ويحب عباده ويدلهم على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم ما فيه
هلاكهم ويتعرف اليهم باسمائه وصفاته ويتحبب اليهم بنعمه والائه يذكرهم بنعمه
عليهم ويامرهم بما يستوجبون به تمامها ويحذرهم من نقمه ويذكرهم بما اعد لهم من
الكرامة ان اطاعوه وبما اعد لهم من العقوبة ان عصوه ويخبرهم بصنعه في اوليائه
واعدائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء ويثني على اوليائه بصالح اعمالهم ولحسن
اوصافهم وبذم اعدائه بسيئ اعمالهم وقبيح صفاتهم ويضرب الامثال وينوع
الادلة والبراهين ويجيب عن شبه اعدائه احسن الاجوبة ويصدق الصادق
ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويذكر
اوصافها وحسنها ونعيمها ويحذر من دار البوار ويذكر عذابها وقبحها والامها
ويذكر عباده فقرهم اليه وشدة حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه
طرفة عين ويذكر غناه عنهم وعن جميع الموجودات وانه الغني بنفسه عن كل ما سواه
وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخير فما فوقها الا بفضله
ورحمته ولا ذرة من الشر فما فوقها الا بعدله وحكمته وتشهد من خطابه عتابه لاحبابه
الطف عتاب وانه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافر زلاتهم ومقيمهم اعذارهم ومصلح

ایک بادشاہ کو کہ تمام حکومت اوسکے لئے ہے اور تمام تعریف اوسکے واسطے ہے تمام امور کی باگین اوسکے ہاتھ مین ہین اور سب کا صدر راہ سی ہے
ہے اور سب کا درد و اوسکے طرف ہے بیٹھا ہوا ہے عرش کے اوپر نہین مخفی اوسپر کوئی دقیقہ اوسکے ولایت کے طرف سے جاننے والا ہے
اپنے بندون کے نفوس مین جو کچھ خیالات ہین خبردار ہے اونکے چھپے اور کھلے سے اکیلا ہے اپنی سلطنت کی تدبیر مین سنتا ہے اور
دیکھتا ہے عطا کرتا ہے اور روکتا ہے ثواب دیتا ہے اور عذاب کرتا ہے عزت کرتا ہے اور خوار کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور
روزی دیتا ہے مارتا ہے اور جلاتا ہے اندازہ مقرر کرتا ہے اور حکم کرتا ہے اور تدبیر کرتا ہے جملہ امور کی اوتہ نے والا ہے اوسکے طرف
سے چھوٹا امر اور بڑا امر اور اوسکے طرف چڑھنے والا ہے کوئی ذرہ نہین ہلتا ہے بے اوسکے اذن کے اور کوئی پتہ نہین گرتا ہے
بے اوسکے علم کے پس تامل کر تو کیسا پاتا ہے تو اوسکو تعریف کرتا ہے اپنے نفس کی اور بڑای بیان کرتا ہے اوصفت بیان کرتا ہے
اپنے نفس کی اور اپنے بندون کی نصیحت کرتا ہے اور اونکی رہنمائی کرتا ہے اوس طریق پر کہ جسمین سعادت و نجات ہے اور اوسمین اونکو رغبت
دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اونکو اوس کام سے کہ جسمین اونکی ہلاکت ہے اور معلوم کراتا ہے اونکو اپنے اسما و صفات اور محبت کرتا ہے
اوسنے اپنی نعمتون و بخششون کے ذریعہ سے یاد دلاتا ہے اونکو اپنی نعمتین جو اونکو دی ہین اور حکم کرتا ہے اونکو اون اعمال کا کہ جنکے وہ
ہمہ تن لایق ہے اور ڈراتا ہے اونکو اپنے سختی سے اور یاد دلاتا ہے اونکو جو کچھ اونکے لئے از قسم کرامت مہیا کر رکھا ہے بشرط فرمان برداری کے
اور جو کچھ اونکے لئے مہیا کر رکھا ہے از قسم عذاب بشرط نافرمانی کے اور خبر دیتا ہے اونکو اپنے فعل کے دوستون اور دشمنون کے باب مین اور
یہ کیونکر ہوگا انجام انکا اور اونکا اور تعریف کرتا ہے اپنی دوستونکی اونکے نیک کامون اور خوبتر اوصاف کے ساتھہ اور برائی بیان کرتا ہے
اپنے دشمنون کی اونکے برے اعمال اور قبیح صفات کے ساتھہ اور نظیرین بیان کرتا ہے اوقسم قسم کی ادلہ و براہین لاتا ہے اور اپنے دشمنونکے شبہون
کے عمدہ و خوبتر جوابات دیتا ہے اور سچا قرار دیتا ہے سچے کو اور جھٹلاتا ہے جھوٹے کو اور حق بات کہتا ہے اور راہ حق کی ہدایت کرتا ہے اور سلامتی کے گھر کی طرف
بلاتا ہے اور اوسکے اوصاف و خوبی و نعمتونکو ذکر کرتا ہے اور ڈراتا ہے ہلاکت کے گھر سے اور اوسکے عذاب برائی و تکالیف کو ذکر کرتا ہے اور اپنے بندون سے ذکر کرتا ہے
اونکی محتاجی اور شدت حاجت کو طرف اپنے ہر وجہ سے اور بیپرواہ اونکو اوس سے بے پروائی نہین ہوسکتی ہے ایک لمحہ اور اون اور تمام موجودات سے اپنی بے پروائی ذکر
کرتا ہے اور یہ کہ وہی بذات خود غنی ہے اپنے کل ماسوا سے اور جو کچھ اوسکے سوا ہے اوسکا محتاج ہے اور یہ کہ کوئی شخص بنا بگاڑ نہ برابر نیکی کو مگر اوسکے فضل
و رحمت سے اور نہ ذرہ بھر برای یا زیادہ کو مگر اوسکے انصاف و حکمت سے اور تو دیکھیگا اوسکے عتاب سے اوسکا عتاب دوستونکے حق مین نرمی امیز اور وہ باوجود اوسکے در
گزر کرنیوالا ہے اونکے لغزشون سے بخشدینے والا ہے اونکے خطاؤنکو قایم رکھنے والا ہے اونکے عذرونکو درست کرنے والا ہے۔

فسادهم والدافع عنهم والمحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم من
كل كرب والموفي لهم بوعده وانه وليهم الذي لا ولي لهم سواه فهو مولاهم الحق و
ينصرهم على عدوهم فنعم المولى ونعم النصير واذا اشتهدت القلوب من القرآن ملكا
عظيما جوادا رحيما جميلا هذا شانه فكيف لا تحبه وتنافس في القرب منه وتتفق
انفاسها في التودد اليه ويكون احب اليها من كل ما سواه ورضاه اثر عندها من
رضا كل من سواه وكيف لا تلهج بذكره ويصير حبه والشوق اليه والانس به غذاها
وقوتها ودواءها بحيث ان فقدت تلك فسدت وهلكت ولن تنتفع بحياتها انتهى
نقله السيوطي في الاتقان بعنوان فائدة (قلت) جملة ما ابدى مقالة عالية ضافية
وقد بقي لها باقية متلافيه هي انه سبحانه ما بينه وعينه كما انطق قرآنه (نَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون وأينما تولوا
فثم وجه الله وهو معكم اينما كنتم واذا سألك عبادي عني فاني قريب مع ما مضى
من سبب نزوله وقوله تعالى جوابا لكليمه موسى عليه السلام انا جليس من ذكرني
وكما انطق به رسوله وترجمانه والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم احدكم بحبل
الى الارض السفلى لهبط على الله وكقوله نصا من الله باخص صلواته وطوله عن
تسبيح احد حملة العرش سبحانك اين كنت واين تكون وقوله ازالذي تدعون اقرب
الى احدكم من عنق راحلته وقوله وان ربه بينه وبين القبلة وان العبد اذا قام
الى الصلوة اقبل الله عليه بوجهه فينا جيه وغير ذلك الماضي وما يوافيه فاذا وجدت
النفوس من القرآن والحديث شمائل كاملة كبيرا كريما جليلا جميلا شانه واحسانه
هكذا فلا بد تودده وتشتاق وتتقرب اليه وتتحبب لديه وتعتمد وتتوكل في جميع امورها
عليه بالوجه الحثيث وتعين في كل امر من الدنيا والدين والعقبى بين كل طيب وخبيث فهذا انتهى

اونکے فساد کو دفع کرنیوالا ہے اونکے دشمن کو اور اونکا حامی و مددگار اور اونکے مصالح مین کفیل کار ہے اور اونکو نجات دینے والا ہے اور ہر بھلی
سے اور اونکے باب مین پورا کرنیوالا ہے اپنے وعدے کو اور اونکا ایسا مربی ہے کہ اوسکے سوا اور کوئی مربی اونکا نہین ہے پس ہی اونکا سچا
دوست ہے اور اونکی مدد کرتا ہے اونکے دشمنون پر پس وہ کیا خوب دوست ہے اور کیا خوب مددگار ہے اور جبکہ قلوب کے قران سے ایک بڑا بادشاہ
سخی رحیم جمیل معلوم ہوگا کہ جسکی یہہ شان ہے پھر کیونکر اوسکو دوست نہ رکھینگے اور اوسکے قرب مین کیون نہ راغب ہونگے اور اوسکی دوستی حاصل کرنے
مین اپنی عمر کیون نہ گزار دینگے اور اونکو تمام ماسوا سے زیادہ محبوب کیون نہوگا اور اوسکی خوشنودی زیادہ پسندیدہ ہوجائیگی اونکو اوسکے تمام ماسوا کے
خوشنودی سے اور کیون نہ شیفتہ ہونگے اوسکی یاد مین اور اوسکی محبت اور اوسکا شوق اور انس اونکی غذا و قوت دوا ہوجائیگا اسطرح پر کہ اگر یہہ اوصاف
نہون تو قلوب فاسد و ہلاک ہوجائین اور اپنی حیات سے ہرگز نفع نہ پائین انتہی اسکو سیوطی نے اتقان مین نقل کیا ہے فائدہ کے عنوان سے دین کہتا ہون
یہہ جو کچھہ ابن قیم نے بیان کیا ہے ایک کلام صاف و بلند ہے پر کچھہ اوسمین تلافی کے قابل رہگیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حق سبحانہ باوجود اس مضمون کے کہ
جسکو ابن قیم نے بیان کیا اور متعین کیا ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے قران نے اوسکو ظاہر فرمایا ہے (کہ ہم بندے کے قریب زیادہ ہین اوسکی شہ رگ سے اور ہم زیادہ
نزدیک ہین جان سے بہ نسبت تمہارے ولیکن تم نہین دیکھتے ہو اور جہان رخ کرو تم پس اوہین ہے ذات اللہ کی اور وہ تمہارے ساتھہ ہے جہان تم ہو اور جبکہ
پوچھین تجھسے میرے بندے مجھکو پس مین نزدیک ہون ساتھہ اسکے سبب نزول کے جو مذکور ہوچکا اور قول حق تعالی کا جواب مین اپنے کلیم موسی علیہ السلام کے مین
جلدی آون اوسکا کہ جو مجھکو یاد کرے اور ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے رسول اور اوسکے برہان نے بیان فرمایا ہے اور قسم ہے اوسکی کہ محمد کی جان اوسکے
ہاتھہ مین ہے کہ اگر تم گرا دے اپنے مین سے کسیکو رسی مین باندھہ کر نیچے کی زمین تک تو البتہ گرتا وہ خدا کے اوپر اور جیسا کہ ایک حامل عرش فرشتے
کی تسبیح کو حضرت صلعم نے نقل فرمایا ہے کہ تو پاک ہے کہان رہا ہے تو اور کہان رہیگا اور جیسا کہ قول حضرت کا ہے جسکو تم پکارتے ہو تمسے ایکنکے قریب تر
اوسکی سواری کی گردن سے اور قول حضرت کا (اور بیشک اوسکا رب اوسکے اور قبلہ کے بیچ مین ہے اور تحقیق کہ بندہ کہڑا
ہوتا ہے نماز پڑہنے کو سامنے کر دیتا ہے خدا اوسکے اپنی ذات کو پھر اوس سے مناجات کرتا ہے اور اسکے سوا جو مذکور ہوچکا
اوس قسم سے کہ اس مضمون کی تکمیل کرتا ہے پس جب کہ پائینگے رو مین قران و حدیث سے ایک بادشاہ مالک
صاحب حکومت بڑا بزرگ مہربان صاحب جلال و جمال کہ جسکی صفت اور احسان ایسا ہے پس لاجرم اوسکو
دوست رکھینگے اور مشتاق ہونگے اور اوسکا تقرب چاہینگے اور اوس سے رابطہ محبت پیدا کرینگے اور تمام امور مین اوسی پر
اعتماد و بھروسا کرینگے عمدہ طور سے اور تمیز کرینگے ہر کام مین دنیا و دین و آخرت کے درمیان ہر اچھے اور ہر برے مین اوسکو انتہی

اقول ومن الله التوفيق ان المصنف قد تشبث فى هذا القول بعدة ايات واحاديث
فى بيان الصفات والمتشابهات ثم رتب عليها قول ابن القيم الذى هو الوهابية ومن ائمته
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بضمنه التى استنبطها من عند نفسه من الايات و
الاحاديث المسهودة فى هذا القول ردما للتطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التى تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذى ذكرنا محجة وسط لم يمسه حجة
غلط فانه اعمال لدلائل الطرفين واشغال بمسائل الشرفين والخير كله فى الاعمال
والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين فى الطرفين من غير
دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لا يقبل
وليس احدهما فى هذا باولى من الاخر فتدبر وتبصر انتهى ومقصوده من هذا الحكم
رد على ارباب التنزيه المحضة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة ومحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتلفيق والجمع بينهما بحيث لا يالى
شيئ من دلائل الطرفين عن ظاهره وبينه بان التشبيه من حيث التجلى باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التعلى باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وبهذا يرتفع الخلاف من البين والفريس البصير والناقد
الخبير لا يغتر بهذه الفرية ويعرف الحق بلا مريه بان الله تعالى من حيث ذاته و
وصفاته مقدس عن ما يختلج فى الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد بالجهات
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا قد نهانا عن الخوض فى المتشابهات وارشدنا
الى ازلها تاويلا من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما ورد وتوكيل
العلم بها كما مضى على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها مخالف للتنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعى الاعمال يسمى التاويل

مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول مین چند آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان مین پھر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشوا انھین سے
ہے فائدہ کے عنوان سے پھر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ مبکو بذات خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جو مذکور ہین اس
قول مین بلا حولہ مینونت و ادلۃ قرب و معیت مین کہ جنمین تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اور حکم کیا باین طور کہ
یہ طریقہ جو ہمنے ذکر کیا ہے متوسط راستہ ہے کہ جس سے مغالطہ کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ اسمین عمل مین لانا ہے طریق کے
دلائل کو اور مشغول کرتا ہے دونون شرف کے مسائل مین اور بھلائی ہمہ تن عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چھوڑنے
اور غافل بنانے مین اور دونون طرف کی نصوص مین سے کسی ایک مین تاویل بلا دلیل کرنا نادرست ہے کہ جسپر اعتماد نچا ہے اسلئے
اسلئے کہ تاویل مین خراب و بیکار کر دینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل مین لانا اور اسباب مین ایک دوسرے سے اولی نہین
ہے پس تدبیر کر اور منبا ہو انتہی اور مقصود مصنف کا اس حکم سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہین اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہین اور محاکمہ کرنا ہے ان دونون مذہبون مین جمع و تلفیق کرکے اسطرح پر کہ دونون طرف کے
دلائل سے کسی مین ظاہر معنے سے تاویل نہ کیجاے اور تطبیق مذکور کو اس طرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تعلی اسم الباطن کے اور جب کہ دو حیثیتین مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلون مین نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹھہ جاتی ہے اور صاحب فراست بصارت پر
پرکھنے والا ہوشیار اس فریب سے دھوکہا نہین کہاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے باین طور کہ حق تعالی
اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خاطر و اوہام مین کھٹکتے ہین اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات مین محدود ہونے اور جملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتھہی اوسنے ہمکو متشابہات مین
خوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے کے ایک تاویل ہے تاویلات مین سے اور سلامتی
کا طریقہ اون پر ایمان لاتا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر عمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہین اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل مین لانے کا مدعی ہے اور تاویل کو

بالاهمال والاغفال الا انه لابد له ايضا من التاويل كما سنبينه فيما سياتي من موضع
شتى بالتفصيل والان نرجع الى تفضيح ما في هذا القول من الاباطيل ولا حول ولا قوة
الا بالله وهو حسبنا ونعم الوكيل قوله وله في كتبه في هذا كلام كثير في غاية من
التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها اقول وبالله التوفيق اراد
بقوله وله الشيخ ابراهيم الكردي وبقوله في هذا اي باب حمل المتشابهات على ظواهرها
وقدم الجواب صناعا نقله المصنف من قول الكردي وما فرع عليه من التعريفات
الواهيات بانه باطل لكونه مستلزما للزندقة والالحاد ولهذا رد عليه المفتي
العلامة في التنبيه بقوله وقد يقال في تاويل قول الامام الاشعري ان الله من
حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لعناه الذاتي ولكن له الاطلاق في التجلي في
اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيء فصح الاستواء على العرش على
ظاهره بمقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام من غير
منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول كل
ليلة الى السماء الدنيا في الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر بذلك النقل وكذا
سائر المتشابهات فقد برفيه قال الشيخ محي الدين بن العربي رحمه الله في باب الاسرا من
الفتوحات اعلم ان المراد من استواء الحق تعالى على العرش او نزوله الى سماء الدنيا كل ليلة
انما هو كناية عن اعلامه بعبده باذنه في ضاجاته ومسامرته بالدعا والسوال في
حوائجه والاستغفار عن ذنوبه فان استوائه تعالى ونزوله صفة من صفات ذاته
وصفاته قديمة والعرش والسماء محدثان باجماع فلم يزل موصوفا بالاستواء و
النزول قبل خلق العرش والسماء فما كنت يتعلقه من صفة الاستواء والنزول قبل
خلق العرش والسماء فهو الذي ينبغي تعلقه بعد خلقهما واطال في ذلك ثم قال وكما

اہمال و اغفال کہتا ہے مگر تاویل سے مصنف کی بھی چھٹکارہ نہین ہے جیسا کہ ہم بیان کرینگے آیندہ مختلف مقامات مین تفصیل
کے ساتھہ اور اب ہم رجوع ہوتے ہین مصنف کے اس قول کی اباطیل کو فضیحت کرنے کے طرف اور حول و قوت خدای
کیطرف سے ہے اور وہی ہمکو بس اور کیا خوب کارگزار ہے (قول مصنف کا ولہ فی کبتہ فی ہذا کلام کثیر فی غایۃ من التحقیق فمن یرام
ان یطلع علیہا فعلیہ ان یرجع الیہا مین کہتا ہون اوخدای کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اپنے قول ولہ سے شیخ ابراہیم
کردی کو ارادہ کیا ہے اور اپنے قول فی ہذا سے مراد لیا ہے باب عمل کرنے متشابہات کو اونکے ظواہر پر اور ہمارے طرف سے جواب
قول کردی کا کہ جسکو مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسپر چند باطل تفریعین بیان کی ہین گزر چکا ہے باین طور کہ وہ قول باطل ہے بسبب
اوسکے مستلزم ہونے کے زندقہ والحاد کو اور اسیوجہ سے اس قول کو رد کیا ہے مفتی علامہ نے تبیہ مین اپنے اس قول سے
اور کبھی کہا جاتا ہے قول امام اشعری کی تاویل مین کہ حق تعالی کے لئے بجہتیت اوسکے ذات کے نہ مکان سے اور نہ جہت بسبب اوسکے
غنای ذاتی کے ولیکن اوسکے واسطے جائز ہے مطلق ہونا تجلی مین جس مظہر مین وہ چاہے ساتھہ باقی رہے تنزیہ کے لیس کمثلہ
شئی کی دلیل سے پس صحیح ہوگیا مستوی ہونا عرش پر اپنے ظاہری معنی پر باعتبار مقتضی تجلی کے ایسے مظہر مین کہ چاہتا ہے اوسظاہری
معنی کو اور صحیح ہوگیا کہ حق تعالی کے لئے فوق ہو بسبب ہونے عرش کے بلند تر اجسام کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور
جبکہ ثابت ہوگیا استوا باعتبار ظاہری معنی کے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے ثابت ہوگیا نازل ہونا ہر رات مین اسمان
دنیا کے طرف رات کے ثلث اخیر مین طلوع فجر تک جیسا کہ یہ امر منقل متواتر ثابت ہے اور اسیطرح سب
متشابہات ہین پس سوچ تو اسکو کہا شیخ محی الدین بن العربی نے فتوحات کے باب الاسرار مین جان تو کہ مراد حق تعالی کے
عرش پر مستوی ہونے یا ہر رات آسمان دنیا کیطرف نزول فرمانے سے کنایہ ہے اپنے کو اپنا اذن جنا سے اوسکے مناجات
و ہمکلامی مین بذریعہ دعا و سوال کے اپنی حاجتون مین اور اپنے گناہون سے استغفار کرنے مین اسلئے کہ حق تعالی کا
مستوی ہونا اور نزول ایک صفت ہے اوس کے صفات ذات سے اور اوسکی صفات قدیم ہین اور عرش
و آسمان باجماع امت نو پیدا ہین پس وہ ہمیشہ سے استوا و نزول کی ساتھہ موصوف ہے عرش و اسمان کے پیدا کرنے سے ہی پہلے
سے پھر تو کیا گمان رکھتا ہے حق تعالی کی صفت استوا و نزول کے تعلق کے ساتھہ عرش و اسمان کے مخلوق ہونے سے پہلے پس
وہی تعلق ہے کہ جسکو سمجھنا چاہیے اون دونون کے پیدا کرنے کے بعد۔ اسکو طوالت سے بیان کیا بعد فرمایا اور جسطرح کہ اونکو اپنے ہمکلامی کا اذن

اذن لهم في مسامرته كذلك هو تعالى يسامرهم بقوله تعالى هل من سائل اه
فهو تعالى يقول لهم ويقولون له كانهم في مجلس واحد ولله المثل الاعلى انتهى قال
العلامة الحلبي في رد ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابا الحسن علي بن اسمعيل
الاشعري وانه يقول الرحمن على العرش استوى والاستقرار بين يدي الله تعالى
في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا الذي نقله عن شيخنا هو نحلتنا وعقيدتنا
لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصد الايهام ان الشيخ يقول بالجهة فان كان كذلك
فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه قال كان ولا مكان فخلق العرش
والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه وكلامه
وكلام اصحابه رحمهم الله يصعب حصره في ابطالها انتهى فعلم من هذا ان كلام
الشيخ الكردي معزو عن الحق وجعله كلامه هذا تلخيص كلام الشيخ الاشعري
الذي هو شيخ اهل السنة في العقائد ناش من سوء الفهم وقلة التدبر فافهم ولا
تكن من الغافلين واما تمسكه بقوله تعالى في التوراة انا الله فوق عبادي وعرشي
فوق خلقي وانا على عرشي اه فليس بمرضي لان المراد بالفوقية في هذا وفي نظائره
هو ما يليق به تعالى لا ما هو الظاهر منه لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما قوله ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه يرفع الايدي
في الدعا الى السماء ثم تمسكه بتفسير الاية المذكورة بانه يجلسه صلى الله عليه وسلم
معه على العرش وحديث المعراج ليلة الاسرى والضحك وبسط اليدين بالعطا
ووضع القدم في النار والتحول لاهل الموقف في صور تختلف وتنكر وتعرف والرؤية
في الجنة كما ورد في صحاح الاخبار فليس بمقبول لان كل هذه من المتشابهات
وقدمنا كلما غير مرة بان لها تاويلا لا يعلمها يقينا الا الله والحمل على ظواهرها ينافي التاويل

اون دیا ہے اسیطرح حق تعالی اون سے ہمکلام ہوتا ہے اپنے قول اہل من سائل آہ سے پس حق تعالی اونسے بات کرتا ہے اور وے حق تعالی سے بات کرتے ہین گویا کہ ایک ہی مجلس مین ہین اور حق تعالی کا حال بلند تر ہے انتہی علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پھر اسکے بعد ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کو ذکر کیا اور یہ کہ وہ کہتے ہین کہ حق تعالی عرش پر مستوی ہوا اور ہم حق تعالی کے سامنے بات کرنے مین پیش قدمی نہین کرتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بلا کیفیت کے اور اس قول کو جو ابن تیمیہ نے ہمارے شیخ سے نقل کیا ہے یہہ تو بعینہ ہمارا دعوی اور ہمارا عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کی غرض اسکے نقل کرنے سے میری نظر مین یہی ہے کہ وہ وہم دلانا چاہتا ہے اس امر کا کہ شیخ بھی جہتہ کے قائل ہین پس اگر یہی غرض ہے تو بیشک ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بہتان مین اور شیخ کا کلام تو اس بارہ مین یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ خدا موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر پیدا کیا عرش و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا مکان کا اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بھی ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تھا اور شیخ اور اونکے اصحاب کا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جسکا ضبط کرنا دشوار ہے انتہی پس اس سے معلوم ہو گیا کہ شیخ کردی کا کلام حق سے ہٹا ہوا ہے اور اوسکا اپنے اس کلام کو شیخ اشعری کے کلام کی تلخیص قرار دینا جو کہ اہل سنت کا شیخ ہے عقائد مین ناشی ہے سوء فہم و قلت تدبر سے پس تو بھولے اور غافلون مین داخل مت ہو اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کلام الہی سے جو توارت مین ہے کہ مین خدا ہون اپنے بندونکے اوپر اور میرا عرش میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون آخر تک پس ناپسندیدہ ہے اسلئے کہ فوقیت سے مراد اس قول مین اور اسکے نظائر مین وہ فوقیت ہے کہ جو شان حق کے لایق ہے نہ کہ وہ جو ظاہر معنے کے اعتبار سے ہے کیونکہ وہ اجسام کی صفات مین داخل ہے اور حق تعالی اصفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن قول مصنف کا کہ اسی شان کے قبیل سے ہے نزول اور عروج اور اسی شان کے وجہ سے دعا مین ہاتھون کو اسمان کیطرف اوٹھایا جاتا ہے پھر دلیل لانا مصنف کا آیت مذکورہ کی تفسیر سے باین طور کہ حق تعالی حضرت مسلم کو عرش پر اپنے ساتھہ بٹھلا سگا اور حدیث معراج سے شب معراج مین اوسکے اوعطا کے لئے ہاتھہ بڑہانے اور آتش جہنم مین قدم رکھنے اور اہل موقف کے لئے کلح طرح کی صورتون مین کہ بعض اون سے اجنبی ہونگے کہ بعض پہچانے جاوینگے متغیر ہونے اور جنت مین دیدار الہی ہونے سے جیسا کہ صحیح اخبار مین وارد ہوا ہے پس غیر مقبول ہے اسلئے کہ یہہ تمام صفات مذکورہ متشابہات سے ہین اور اونکا چند بار ذکر گذر چکا ہے کہ اونکے لئے تاویلین ہین کہ جنکو تعیینی طور پر خدا ہی جانتا ہے اور اونکو اونکے ظاہری معانی پر محمول کرنے سے تاویل کی نفی لازم آتی ہے ۔ اور

وهو مما لفظ التنزيل ومن حكم على خلاف التنزيل فهو من الفسقين ومسلك اهل
الرسوخ في العلم الايمان بها كما وردت مع القطع معرفة عن ظواهرها وما هو المراد منها
لا يعلمه الا الله واما اهل الزيغ فيتبعونها ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويلها وقد رد عليهم الحق
سبحانه بقوله وما يعلم تاويله الا الله ويجمعونها من مواضعها المتفرقة في الايات والاحاديث
في موضع واحد للايهام والابرام والتلبيس على الافهام كما قال الامام حجة الاسلام في الجام
العوام (ان هذه الكلمات اى الكلمات المذكورة في الصفات المتشابهة ما جمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم دفعة واحدة وربما جمعها المشبهة وقد بينا ان لجمعها من التاثير
في الايهام والتلبيس على الافهام ما ليس لاحادها المتفرقة وانما هي كلمات لم يجمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم في جميع عمره في اوقات متباعدة واذا اقتصر منها على ما في القران
والاخبار المتواترة رجعت الى كلمات يسيرة معدودة وان اضيفت اليها الاخبار
الصحيحة فهي ايضا قليلة وانما كثرت بالروايات الشاذة الضعيفة التي لا يجوز
التعويل عليها ثم ما تواتر منها ان صح نقلها عن العدول في احاد كلمات وما ذكر
صلى الله عليه وسلم كلمة منها الا مع قرائن واشارات تزول معها ايهام التشبيه
وقد ادركها الحاضرون في المشاهدون فاذا نقل الالفاظ السابقة تبقى لبس
الله تعالى عن قبول هذه الظواهر ومن سبقت معرفة بذلك كانت تلك
المعرفة له ذخيرة راسخة في نفسه مقاومة لكل ما يسمع فيمحق منه الايهام
امحاقا لا شك فيه انتهى هكذا في التنبيه وهذا الكلام للامام حجة الاسلام في
غاية الاحكام وفي غاية الاهتمام لتقريب المرام من تقرير عقائد الاسلام الى
افهام الخواص والعوام حيث يتيسر منه للزكي الافهام والمغني الالجام فلله دره
وبره وعليه اجره وذخره ولما استدل المصنف على دعاويه الباطلة في هذا الكتاب

ور یہہ امر قرآن کے خلاف ہے اور جو محض قرآن کے خلاف حکم کرے فاسقونمین داخل ہے اور علماے راسخین کا مسلک متشابہات پر ایمان لانا ہے جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے ساتھ یقین کے اسپر کہ وہ اپنے ظاہری معانی سے پہیری ہوی ہین اور جو کچھہ اونکی مراد ہے اوسکو خدا ہی جانتا ہے اور جو لوگ کہ کجرو ہین متشابہات کے درپے ہوتے ہین فتنہ کی خواہش اور اونکی تاویل کے تجسس کیواسطے حالانکہ اونپر حق سبحانہ نے اپنے اس قول سے کہ (اوسکی تاویل خدا ہی جانتا ہے) اعتراض کردیا ہے اور متشابہات کو اونکے مختلف مقامات سے جو کہ آیات و احادیث مین ہین لیکر یہہ لوگ ایک مقام مین جمع کردیتے ہین وہم مین ڈالنے اور اپنا مقصد پختہ کرنے اور مخلوق کے افہام پر پردہ ڈالنے کے غرض سے جیسا کہ امام حجتہ الاسلام نے الجام العوام مین فرمایا ہے کہ (یہہ کلمات یعنی جو کہ صفات متشابہات کے باب مین مذکور ہین انکو رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ جمع نہین کیا ہے اور مشبہہ فرقہ نے انکو جمع کردیا ہے اور ہم بیان کرچکے ہین کہ انکے جمع کرنے مین وہم ڈالنے اور افہام کے اوپر پردہ ڈالنے کے حق مین اسقدر تاثیر ہے کہ جو انکے علحدہ علحدہ ہونے مین نہین ہے یہہ تو چند کلمات ہین کہ جنکو رسول خدا صلعم نے اپنی تمام عمر مین دور دراز مدتون مین جدا جدا بیان فرمایا ہے اور جیکہ قرآن و احادیث متواترہ ہی کے متشابہات پر بس کیا جاے تو یہہ رجوع ہوجائیگی چند قلیل کلمات کیطرف اور اگر احادیث صحیحہ کو بھی ملا لیا جاے تب بھی تھوڑے سے کلمات ہونگے انکی کثرت ہوتی ہی شاذ و ضعیف روایات کے وجہ سے کہ جنپر اعتماد کرنا نہ چاہئے ہے پہر جسقدر متشابہات کہ متواتر ہین اگر اونکا نقل کرنا ثقہ لوگون سے ثابت ہے تو وہ گنتی کے کلمات ہین اور انمین سے کسی کلمہ کو رسول خدا صلعم نے بدون ایسے قرائن و اشارات کے نہین ذکر فرمایا ہے کہ جنسے تشبیہ کا وہم زایل ہوجاتا ہے اور اون قرائن و اشارات کو حاضرین و مشاہدین نے معلوم کرلیا تھا پہر جب وہ الفاظ اون قرائن سے علحدہ ہوکر نقل کئے گئے تو ابہام تشبیہ کا پیدا ہوگیا اور بہت بڑا فرینہ ابہام تشبیہ کے زایل ہونے کا پہلی معرفت ہے خدا ے تعالی کے مقدس ہونے کے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور جسکو یہہ معرفت پہلی حاصل ہوگئی تو اوسکے لئے یہہ معرفت ایک ذخیرہ راسخہ ہوجائیگی کہ جو ہر ایک متشابہ کے علم سے مقارن ہوگی پس اس سے ابہام تشبیہ بالکل نیست نابود ہوجائیگا انتہی اسیطرح مذکور ہے یہہ کلام تمیہ مین اور امام حجتہ الاسلام کا یہہ کلام نہایت پختگی اور کمال استحکام پر مشتمل ہے عقلاء اسلام کو تمام عوام کے ذہن نشین کرنے کے باب مین اسلئے ذکر اس سے تیز طبع کو سمجھانا اور غبی کند و کمنا آسان ہوجاتا ہے پس خدا ہی کیواسطے ہے اسکی خوبی اور بہلائی اور اوسپر ہے اسکا اجر اور ثواب اور جیکہ مصنف نے اپنے جھوٹے دعوون پہر اس کتاب مین۔

بما تمسك به ابن تيمية والذهبي وغيره من اتباع الحشوية في هذا الباب وقد اثر الاطناب
واختار الاعجاب للعوام يوفور علمه والاعراب فلا بد من ان نذكر ههنا نبذا مما في التنبيه
من الاجوبة الانيقة لادلة الحشوية قال الفقيه العلامة في صفحة ٢٥٢ من التنبيه وهذا اوان
ان نذكر اخبار المستدلين مع ما ذكره المحدثون في شرحها ونبدأ بما استدل به ابن تيمية قال
في الاحاديث الصحاح والحسان مالا يحصى مثل قصة معراج رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى ربه قال الحلبي في رده ثم استدل من السنة بحديث المعراج ولم يرد في حديث
المعراج ان الله فوق السماء او فوق العرش حقيقة ولا كلمة واحدة من ذلك وهو لم
يسر بحديث المعراج ولا بين الدلالة منه حتى نجيب عنه فان بين وجه الاستدلال
عرفناه كيف الجواب قلت روى البخاري في قصة ليلة اسري به عن انس بن مالك
ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه
فيما اوحى خمسين صلوة على امتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى
فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الي خمسين صلوة كل يوم وليلة قال
ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبرئيل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبرئيل اي نعم ان شئت
فعلا به الى الجبار فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا الحديث قال ابن الجوزي في
تفسيره وروى ابو سلمة عن ابن عباس ثم دنا قال دنا ربه فتدلى وهذا اختيار
مقاتل قال دنا الرب من محمد صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به فكان منه
قاب قوسين او ادنى وقد كشفت هذا الوجه في المغني وبينت انه ليس
كما يخطر بالبال من قرب الاجسام وقطع المسافة لان ذلك يختص بالاجسام والله
منزه عن ذلك قال القسطلاني في المواهب اللدنية وقرن سبحانه وتعالى

استدلال کیا ہے اون دلائل سے کہ جنسے ابن تیمہ و ذہبی وغیرہ نے کہ جو حشویہ کے پیرو ہین تمسک کیا ہے متشابہات کے
باب مین اور طوالت کلام کو پسند کیا اور اپنے وفور علم و مدرت نگاری کے وجہ سے عوام کو تعجب مین ڈالنا اختیار کیا پس ہمکو
ضرور ہوا کہ ہم اس مقام مین کسیقدر عمدہ جوابات حشویہ کے دلائل کے تنبیہ سے نقل کردین کہا مفتی علامہ نے تنبیہ کے صفحہ ۵۲ مین اور یہ
وقت ہے حشویہ کی حدیثونکے ذکر کا مع اون تقریرون کے کہ جنکو محدثین نے اونکی شرح مین بیان کیا ہے اور پہلے ہم
اون دلائل کو لکھتے ہین کہ جنسے ابن تیمیہ دلیل لایا ہے اور اونسے کہا ہے کہ صحیح و حسن حدیثون مین بشمار دلیلین ہین جس طرح کہ
رسول خدا صلعم کی معراج کا قصہ علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر دلیل لایا حدیث معراج مین ہرگز وارد نہین ہوا
ہے کہ حق تعالی حقیقتہ آسمان مین یا عرش کے اوپر ہے اور نہ ایک کلمہ اس سے اور ابن تیمیہ نے نہ تو حدیث معراج کو نقل کیا
اور نہ اوسکی دلالت کو بیان کیا تاکہ ہم اوسکا جواب دیتے پس اگر وجہ دلالت وہ بیان کرے تو اوسکا جواب جس طور پر کہ چاہے
ہم اوسکو بتادین مین کہتا ہون کہ بخاری نے شب معراج کے قصہ مین انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے (اور قریب
ہوے آپ جبار رب العزت کے پس زیادہ قریب ہوگئے یہان تک کہ آپ اوس سے دو کمان کے گوشونکا ملتقی بنگئے
یا اس سے بھی قریب تر پس آپکے طرف خدا نے وحی کی بمجملہ وحی کے یہہ کہ ہر روز و شب مین پچاس نمازین آپ کی امت پر فرض
ہین پہر آپ اس عالم کے طرف اترے تو موسیٰ کے پاس پہونچے پس آپ کو موسیٰ نے روک کر پوچھا کہ اے محمد تمنے تمہارے
رب نے کیا معاہدہ کیا آپنے فرمایا کہ مجھسے ہر شب و روز مین پچاس نمازین ٹھہرائی ہین موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت کو اسقدر طاقت نہین ہے
تم لوٹ جاؤ تاکہ تمہارا رب تمسے اور تمہاری امت سے اسمین تخفیف کردیوے پس نبی صلعم جبرئیل کیطرف متوجہ ہوے گویا اون سے اسبارہ
مین مشورہ لیتے تھے پس جبرئیل نے اونکو مشورہ دیا کہ ہان اگر آپ کی خواہش ہے پہر جبرئیل آپ کو جبار کیطرف لے چڑھے پہر آپنے
کہا اور آپ اپنے اپنے مقام عروج مین آگئے تھے اے میرے پروردگار ہمپر تخفیف کردے تاکہ آخر حدیث ابن جوری نے اسکی شرح مین کہا ہے
اور روایت کی ابوسلمہ نے ابن عباس سے کہ پہر قریب ہوا کہا کہ قریب ہوا پروردگار آپ کا پہر جھک پڑا اور اسکو مقاتل نے اختیار کیا ہے کہا
مقاتل نے کہ نزدیک ہوا پروردگار محمد صلعم سے شب معراج مین پس ہوگیا ملتقی دو کمان کا یا زیادہ قریب اس سے اور مین نے اس وجہ کو واضح
کردیا ہے معنی مین اور بیان کردیا ہے کہ یہہ امر ایسا نہین ہے کہ جیسا دلیل مین گزرتا ہے یعنے قریب ہونا اجسام کا اور طے کرنا مسافت کو اسلئے کہ یہہ تو
اجسام ہی سے خصوصیت رکھتا ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ بلا یا حق تعالی نے

التسبيح بهذا الاسراء لينفي عن قلبه ما اوهم ومن يحكم عليه خياله من اهل التشبيه والتجسيم ما يتخيله في حق الحق سبحانه من الجهة والحد والمكان ولذا قال لنريه من اياتنا يعني ما راى في تلك الليلة من عجائب الايات كانه سبحانه وتعالى يقول ما اسريت به الا لرويه الايات لا الى فاني لا احد في مكان ونسبة الامكنة الى نسبة واحدة فكيف اسرى به وانا عنده وانا معه اينما كان انتهى ثم احتج الذهبي من الحديث بان هذا الحديث دال على انه سبحانه وتعالى فوق السموات وفوق جميع المخلوقات ولولا ذلك لكان معراج النبي صلى الله عليه وسلم الى فوق السماء السابعة الى سدرة المنتهى ودنو الجبار منه وتدليه سبحانه وتعالى بلا كيف حتى كان من النبي صلى الله عليه وسلم قاب قوسين او ادنى وانه راه تلك الليلة وانجيل علا به حق تاتي به الى الله تعالى وهذه المقتضيات كلها التي افادتنا انه فوق السماء باطلة لا تفيد شيئا على زعم من قال انه في كل مكان بذاته الدين يلزم من دعواهم انه في الكنف والبطون والارحام وغير ذلك مما طبع الله بني ادم على خلافه بل انما فطرهم على انه فوق العرش فوق السماء السابعة فارسل رسله بتقرير ذلك ولم يرسلهم بانه ليس على العرش ولا بانه داخل العالم ولا خارجه قلت هذا الكلام مخالف مذهب اهل السنة والجماعة يدل على حشوية مذهب القائل والاستدلال بالمقتضى باز الطور في حقه فان استقر مكانه فسوف ترانى فلما تجلى ربه للجبل جعله دكاء و ناديناه من جانب الطور الايمن وقربناه نجيا فلما اتاها نودي من شاطئ الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يموسى اني انا الله رب العالمين ولا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين غير مقبول عند الخصم

تسبیح کو اس قصہ معراج کے شروع مین تاکہ نفی کردیوے صاحب وہم سے اور اون لوگون سے کہ جنپر اونکا خیال حکمران ہے یعنی شبہ مجسمہ سے جو کچھ کہ وے حق سبحانہ کے حق مین از قسم حد و جہت و مکان خیال باندہتے ہین اور اسی لئے فرمایا تاکہ دکھاوین ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان یعنی جو کچھ عجائبات کہ اوس شب مین حضرت نے دیکھی ہین گویا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معراج اسلئے کرائی ہے کہ وہ بعض میری نشانیان دیکھیلے نہ کہ اپنے دکھانے کو اسلئے کہ مین کسی مکان مین محدود نہین ہوتا ہون اور کل مکانون کے نسبت مجھسے برابر ہے پھر کیون مین اوسکو معراج کراتا جبکہ مین اوسکے نزدیک اور اوسکے ساتھہ ہون جہان وہ رہے انتہی پھر ذہبی نے حدیث معراج سے حجت پکڑی ہاین طور کہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حق تعالی آسمانون کے اوپر ہے اور تمام مخلوق سے اوپر ہے اور اگر ایسا نہوتا تو البتہ نبی صلعم کی معراج ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی تک اور نزدیک ہونا جبار کا آپسے اور جھک پڑنا حق سبحانہ کا بدون کیفیت کے یہان تک کہ ہوگیا وہ بہ نسبت نبی صلعم کے ملتقی دو کمان کا یا اس سے بھی زیادہ قریب اور یہہ کہ حضرت نے اوس شب مین خدا کو نہ دیکھا اور یہہ کہ جبرئیل آپ کو اوپر لے گئے یہانتک کہ خدا تک پہونچا دیا اور یہہ تمام دلائل کہ جنہون نے ہمکو اس امر کا افادہ کیا ہے کہ حق تعالی آسمان کے اوپر ہے باطل ہوجاتی کہ جنکا کچھہ بھی حاصل نہوتا مطابق گمان اون لوگون کے کہ جنکا قول ہے کہ حق تعالی اپنی ذات سے ہر جگہہ ہے جبکے اس دعوی سے لازم آتا ہے کہ حق تعالی ہسلیون مین اور پیٹون مین اور بچہ دانون مین ہے اور اسکے علاوہ وہ امور لازم آتے کہ جنکے خلاف پر حق تعالی نے فطرت انسان کو پیدا کیا ہے بلکہ اوس نے بنی آدم کو اسی خیال پر پیدا کیا ہے کہ وہ عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پھر اسی امر کے بیان کرنے کو اوس نے اپنے رسولون کو بھیجا اور اونکو یہہ پیغام دیکر نہین بھیجا کہ خدا عرش پر نہین ہے اور نہ یہہ کہ وہ عالم کے اندر ہے اور عالم سے باہر نہین ہے مین کہتا ہون کہ یہہ کلام مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اپنے قائل کے حشوی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دلیل لانا مقتضی ہے بمقابلہ ان ظواہر آیات کے کہ وارد ہین حق تعالی کی شان مین دلپس اگر ٹھہر گیا پہاڑ اپنی جگہ پر تو قریب ہے کہ مجکو دیکھہ سکے گا پھر جبکہ جلوہ نما ہوا پروردگار پہاڑ کے لئے کردیا اوسکو ریزہ ریزہ ۔ اور پکارا ہمنے اوسکو طور کے دہنے جانب سے اور مقرب بنالیا ہمنے اوسکو اپنا ہمراز کرکے ۔ پھر جبکہ آیا وہ آگ کے پاس پکارا گیا اوسکو وادی کے دہنے جانب سے متبرک جگہہ مین درخت کے اندر سے کہ اے موسی مین ہی تو خدا ہون پروردگار سارے جہان کا ۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے بیشک مین ظلم کرنیوالون مین تھا خصم کے نزدیک غیر سلم ہے

فانه يزعم هذه الظواهر صريحة بانه في الارض وفي قعر البحر فلو قيل انه فوق
السماء بالمقتضى لكانت هذه الظواهر الصريحة التي افادتنا انه في الشجر وفوق الجبل
وفي قعر البحر باطلة وانه لا تفيد شيئا على زعم من قال انه فوق العرش بذاته
مع انه المقتضى لا النصوص عليه وح مايدفع عنه الخصم فهو جوابنا ونحن لا نزعم
انه في كل مكان بذاته فان الله منزه عن المكان بل نقول كما قال الله تعالى
وهو معكم ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وهو معنا واقرب الينا لا نعلم
كيفية المعية والاقربية وايضا لا يلزم من الدنو والتولي في جانب الفوق
ان يكون مستقره ومقامه تعالى ذلك فانه الله تعالى كلم موسى من تحت
الشجرة ونادى يونس بن متى في بطن الحوت في قعر البحر لا اله الا انت سبحانك
وارتقى نبينا صلى الله عليه وسلم حتى انتهى الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام
وناجاه ربه بما ناجاه وهو ليس باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر فالله
سبحانه وتعالى قريب من عباده يسمع دعاءهم ولا يخفى عليه حالهم كيف
ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على
الصخرة الصماء في الليل الظلماء تحت الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح
حملة العرش فوق السماوات السبع العلى واما ما ذكر ان الرسل ارسلوا للتقريب
انه فوق العرش فوق السماء السابعة فكلام غير مستند فان الرسل لم يدعوا
ان الله مستقر جهة الفوق بل دعوا هم التوحيد كما هو ثابت في رواية البخاري
ثم رؤيته صلى الله عليه وسلم بعينه راسه ليلة الاسراء كان بغير احاطة فان الله
تعالى لا يحاط به قال العارف الشيخ عبد الوهاب الشعراني في القواعد
الكشفية فان قال قائل فاذا كان العلو والسفل في حق الحق جل وعلا واحدا

اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ یہہ ظواہر آیات بصراحت دلالت کر رہی ہین کہ حق تعالی زمین مین ہے اور دریا کے تہ مین ہے
پس اگر کہا جاے بزلیہ مقتضی کے کہ وہ آسمان پر ہے تو البتہ یہہ ظواہر صریحہ کہ جنہون نے ہمکو افادہ کیا ہے کہ وہ
درخت مین ہے اور پہاڑ کے اوپر ہے اور دریا کی تہ مین ہے باطل ہوجائینگی اور کچھہ مفید نہونگی مطابق گمان اون لوگون
کے کہ جنکا قول ہے کہ خدا عرش پر ہے اپنی ذات سے باانکہ یہہ مقتضی ہے نہ کہ منصوص علیہ اور اسوقت جو جواب خصم
کو دیا جائے گا وہی ہمارا جواب ہوگا اور ہمارا یہہ قول نہین ہے کہ حق تعالی اپنی ذات سے ہر مکان مین ہے اسلئے کہ وہ
مکان مین ہونے سے پاک ہے بلکہ ہمارا قول مطابق قول حق تعالی کے کہ وہ تمہارے ساتھہ ہے اور ہم اوسکے قریب
ترہین شہ رگ سے) یہہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھہ ہے اور ہمارے قریب تر ہے پر ہمکو معیت اور اقربیت کی کیفیت معلوم
نہین ہے اور نہ نزدیک ہونے اور چھک پڑنے سے جانب فوق مین یہہ لازم نہین آتا ہے کہ خدا کا قرارگاہ اور مقام جانب
فوق ہے اسلئے کہ حق تعالی نے موسیٰ سے درخت کے نیچے کلام کیا اور یونس بن متی نے مچھلی کے پیٹ مین کہ دریا کی تہ مین
تھے پکار کر کہا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے اور ہمارے نبی صلعم چڑھ گئے یہان تک کہ پہونچگئے اوس مقام مین کہ جہان
قلمون کی آواز سنائی دیتی ہے اور اون سے اونکے رب نے سرگوشی کی جو کچھہ سرگوشی کی اور آپ اوس
مقام مین خدا کے قریب تر تھے یونس بن متی سے جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ مین دریا کی ظلمت مین تھے پس
حق تعالے اپنے بندون کے قریب ہے اون کی دعا کو سنتا ہے اور اونکا حال جس طرح پر بدل گیا ہو اوسپر
پوشیدہ نہین ہے بدون دوری مسافت کے اوسمین اور بندون مین پس سنتا اور دیکھتا ہے کالی چیونٹی
کی آہستہ چال کو ٹھوس پتھر پر اندھیری رات مین بیچ کی زمین کے نیچے پس جیسا کہ سنتا اور دیکھتا ہے حاملین
عرش کی تسبیح کو سات آسمان بلند کے اوپر اور لیکن یہہ جو ذکر کیا ہے کہ رسول اسلئے بھیجے گئے ہین کہ بیان کردیوین کہ
اللہ تعالے عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پس کلام بے دلیل ہے اسلئے کہ رسولون نے یہہ دعوی نہین کیا ہے
کہ حق تعالی جہت فوق مین قرار پکڑے ہوے ہے بلکہ اونکا دعوی توحید الہی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے ثابت
ہے پھر دیکھنا حضرت صلعم کا اپنی آنکھون سے شب معراج مین بدون احاطہ کے تھا اسلئے کہ حق تعالی کا احاطہ نہین ہوسکتا ہے
عارف کامل شیخ عبدالوہاب شعرانی نے قواعد کشفیہ مین فرمایا ہے پس اگر کوی کہنے والا کہے کہ پس جبکہ بلندی اور پستی حق جل وعلا کے حق مین یکسان ہے

اى فائدة للاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السلموت وما فوقها
فانه يوذن ان للعلو خصوصية على السفل والجواب ان ما اجمع عليه المحققون
بالله عز وجل ان الاسراء لم يكن ليزداد رسول الله صلى الله عليه وسلم علما بربه
عز وجل بل عين ما علمه من صفات ربه عز وجل في السماء هو عين ما كان يعلمه
في الارض وكذلك قال تعالى لنريه من ايتنا فاخبر ان الاسراء انما كان لرؤية
الايات اى العلامات فلم يتغير صورة اعتقاده في ربه عما كان يعرفه منه تعالى
في دار الدنيا وغاية الامر انه عرف بذلك الاسراء اختلاف المواطن وان الله تعالى
له حضرة خاصة يخاطب بها من شاء من عباده وحضرة لا يخاطب منها احدا
منهم فان قلت فهل كانت رؤية صلى الله عليه وسلم لربه عز وجل منزهة عن
الاين والكيف والجهة فالجواب نعم قد اجمع على ذلك جميع العلماء بالله عز وجل انتهى
وقد تاول العلماء المحققون في الدنو والتدلي وليس هذا موضع بسطه والله اعلم
ونزول الملئكة من عندهم وصعودهم اليه قال الجلبي الشافعي في سيرته ابن
واستدل بنزول الملئكة من عند الله تعالى والجواب عن ذلك ان نزول الملئكة
من السماء انما كان لان السماء مقرهم والعندية لا تدل على ان الله في السماء لانه
يقال في الرسل الادميين انهم من عند الله وان لم يكونوا نزلوا من السماء على
ان العندية قد يراد بها الشرف والرتبة قال الله تعالى وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ
مَآبٍ ويستعمل في غير ذلك كما قال صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه عز وجل
انا عند ظن عبدي بي قلت لم يسق حديث نزول الملئكة وصعودها اليه حتى
نجيب عنه نعم قد روى الشيخان عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم ان لله ملئكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر

پس رسول خدا صلعم کو شب معراج مین آسمانون سے اوپر لیجانے مین کیا فائدہ تھا اسلئے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلندی کو خدا سے خصوصیت ہے بہ نسبت پستی کے اور جواب اس شبہہ کا یہہ ہے کہ ارباب تحقیق کے عقیدے مین معراج رسول خدا کو اسلئے نہوئی تھی کہ اونکو اپنے پروردگار کا علم زیادہ ہوجاے بلکہ جو صفات ربانی اونکو آسمان مین معلوم ہوے وہی صفات یعنیہا اونکو زمین مین معلوم تھے اور چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہے تاکہ دکھادین ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان پس اس کلام مین خداوند کریم نے خبر دی ہے کہ معراج مین جانا بعض نشانیان دیکھنے کیواسطے تھا پس حضرت کے اعتقاد کی حالت اپنے رب کے باب مین متغیر نہین ہوئی اوس کیفیت سے کہ آپ حق تعالی کو دنیا مین پہچانتے تھے اور غایۃ الامر یہہ ہے کہ آپ نے اوس معراج سے مختلف مقامات کو پہچان لیا اور یہہ کہ حق تعالی کے لئے ایک خاص بارگاہ ایسی ہے کہ وہان کسی سے کلام نہین کرتا ہے پس اگر تو کہے کہ پھر کیا حضرت صلعم کا دیکھنا اپنے پروردگار عزوجل کو مکان اور کیفیت اور جہت سے پاک تھا پس جواب یہہ ہے کہ ہان اسی پر تمام علما سے ربانی کا اجماع ہے انتہی اور علی محمد تین نے نزدیک ہونے اور جھک پڑنے کی تاویل بیان کی ہے یہان اوسکے بسط و تفصیل کا موقع نہین ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے (اور فرشتون کے اوترنے سے اپنے رب کے پاس سے اور اونکے چڑھنے سے اوسکے طرف کہا علامہ حلبی شافعی نے ابن تیمیہ کے رد مین اور دلیل لایا فرشتون کے اوترنے سے خدا کے پاس سے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ فرشتونکا اوترنا آسمان سے اسوجہ سے تھا کہ آسمان اوسکا قرارگاہ ہے اور نزدیک ہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ حق تعالے آسمان مین ہے اسلئے کہ آدمیون مین سے رسولون کے باب مین کہا جاتا ہے کہ وے خدا کے پاس سے آئے ہین اگرچہ وہ آسمان سے نہین اوترے ہین اسکے علاوہ کبھی نزدیکی سے بزرگی و مرتبہ مراد لیجاتی ہے فرمایا حق تعالے نے اور ہمارے نزدیک اوسکے لئے تقرب ہے اور اچھا مقام بازگشت اور اسکے غیر مین بھی اسکا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے اپنے رب کے طرف سے کہ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے گمان سے جو مجھسے رکھتا ہے مین کہتا ہون کہ ابن تیمیہ نے نزول و صعود ملائکہ کی حدیث کو بیان نہین کیا ہے کہ ہم اوسکا جواب دین ہان شیخین نے سہل بن ابی صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ خدا کے بہت سے فرشتے ہین سیر کرنیوالے فضیلت والے کہ تلاش کرتے ہین ذکر اللہ کی مجلسون کو آخر حدیث تک

الحديث وفيه فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم
من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عباد لك في الارض يسبحونك ويكبرونك
الحديث لفظ مسلم وفي رواية البخاري فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا
قال فيسئلهم ربهم الحديث وليس فيهما النزول من عندهم ولا ذكر صعودها
الى الرب والصعود الى يضا يدل ان انتهاءهم الى مقرهم لا على ان الله عز وجل
في السماء فلو قلتم هذا فهو خلاف لقول المدعى ان الله فوق العرش وحسبه سواله تعالى
عنهم هل كان من فوق العرش او في السماء على الثاني يلزم انتقاله من مقره وهو
مستحيل وعلى الاول فلا دلالة في الحديث وقوله ان الملئكة يتعاقبون بالليل
والنهار فيعرج الذين باتوا فيكم الى ربهم فيسئلهم وهو اعلم بهم قال الجلبي
في رده وذكر عروج الملئكة قد سبق ربما شد فقار ظهره وقوى متنه
بلفظ الى ربهم فان الى لانتهاء الغاية وانها في قطع المسافة واذا
سكت عن هذا المرتكلم بكلام العرب فان المسافة لا تفهم العرب منها الا ما ينتقل
فيه الاجسام وهو يقول انهم لا يقولون بذلك وقد قال الخليل صلى الله عليه وسلم
اني ذاهب الى ربي وليس المراد بذلك الا انتهاء الذي عناه المدعى بالاتفاق
ولم يجترأ على ذلك في كتاب الله ولا يجاب عنه في خبر الواحد انتهى قلت هذا
الحديث رواه البخاري ومسلم عن ابي هريرة رض مرفوعا قال الحافظ الصفلاني
في شرح هذا الحديث تمسك بظواهر احاديث الباب من زعم ان الحق سبحانه
وتعالى في جهة العلو وقد ذكرت معنى العلو في حقه جل وعلا في الباب الذي
قبله انتهى وهذا اشارة الى ما قدم نقله عن الكرماني لما كانت جهة العلو اشرف
من غيرها فاضافتها اليه اشارة الى علو الذات والصفات انتهى هكذا الجواب فيه

اور اسی حدیث مین ہے کہ جب ذکر اللہ کرنیوالے اپنے مجالس سے متفرق ہوجاتے ہین تو ملائکہ عروج کرتے ہین اور چڑھجاتے ہین آسمان کیطرف کہا کہ پھر خدا اون سے پوچھتا ہے اور وہ دانا تر ہے کہ تم کہان سے آئے ہو پس ملائکہ عرض کرتے ہین کہ ہم تیرے چند بندون کے پاس سے کہ زمین مین رہتے ہین آئے ہین وہ تیری تسبیح و تکبیر کا ورد کر رہے تھے آخر حدیث تک یہ لفظ مسلم کے ہین اور بخاری کی روایت مین ہے پس وہ ملائکہ اون ذاکرین کو اپنی بازوؤن سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہین کہا کہ پھر اون سے اونکا پروردگار پوچھتا ہے آخر حدیث تک اور ان دونون حدیثون مین نہ پروردگار کے پاس سے اوترنے کا ذکر ہے اور نہ اوسکی طرف چڑھنے کا اور آسمان کیطرف چڑھنا ہے دلالت کرتا ہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ اونکی انتہا اپنے قرارگاہ تک ہے نہ اسپر کہ خدا عزوجل آسمان مین ہے پس اگر تمہارا یہہ قول ہے تو یہہ قول مخالف ہے مدعی کے اس قول سے کہ خدا عرش پر ہے اور اسوقت پوچھنا پروردگار کا ملائکہ سے آیا عرش کے اوپر سے ہے یا آسمان مین سے ہے دوسری صورت مین لازم آتا ہے ہٹجانا پروردگار کا اپنے قرارگاہ سے اور یہہ محال ہے اور پہلی صورت پر حدیث مذکور دلالت نہین کرتی ہے اور قول اوسکا کہ ملائکہ آگے پیچھے آمد و رفت کرتے ہین رات دن مین پس جو ملائکہ رات مین تمہارے پاس رہے تھے اپنے پروردگار کیطرف عروج کرتے ہین پس اون سے خدا دریافت کرتا ہے اور وہ اونکے حال کو خوب جانتا ہے علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہے اور ذکر عروج ملائکہ کا گزر چکا ہے بسا اوقات ابن تیمیہ نے اپنے لڑکے فقر و نکو باندھا ہے اور اپنی پشت کو قوی کیا ہے الی بہم کے لفظ سے اور اسوجہ سے کہ الی واسطے انتہای مسافت کے ہے اور انتہای مسافت قطع مسافت سے ہوتی ہے اور جبکہ سکوت کرے اس قول سے نہ کلام کرے گا عرب کی زبان مین اسلئے کہ عرب لفظ الی سے مسافت کو اوسی چیز مین سمجھتے ہین کہ جسمین اجسام منتقل ہوتے ہین اور وہ کہتا ہے کہ عرب اسکے قائل نہین ہین حالانکہ خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنی رب کیطرف جانے والا ہون اور قول مین انتہا سے مراد بالاتفاق وہ انتہا نہین ہے کہ جسکو اس مدعی نے قصد کیا ہے پھر کتاب اللہ مین اسکے لینے پر کیون جرأت کرتا ہے اور جرأت رد کے ذریعہ سے کتاب اللہ کا جواب نہین ہوسکتا ہے انتہی مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اسطرح پر روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے کہ دلیل پکڑی ہے اس قسم کی احادیث کے ظاہری معانی سے اون لوگون نے کہ جو قائل ہین کہ حق تعالے جہت علو مین ہے اور مین ذکر کر چکا ہون علو کے معنے خدا کے حق مین اس سے پہلے باب مین انتہی اور یہہ کلام اشارہ ہے اوس قول کیطرف کہ جسکو کرمانی سے سابق مین عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ بہت علو جیسکہ اشرف ہے اور جہات سے پس اللہ کی نسبت کرنا حق تعالے کیطرف اشارہ ہے علو ذات و صفات الٰہی کیطرف انتہی اسیطرح چہر تنبیہ مین جلبات مذکور ہین

عن ما استدل به ابن تيمية من الآيات والاحاديث في هذا الباب فردًا فردًا
وما استدل به غيره من الحشوية شخصا شخصًا من شاء التفصيل فليرجع اليه
واما ما تشبث به المصنف في بيان التجلي بحسب اسم الباطن فكله مناقض لقوله فصح
الاستواء على العرش على ظاهره وكذا سائر المتشابهات لان المتشابهات منها
ما يدل بظاهره على كونه تعالى بائنا من خلقه اقصى بينونة ومنها ما يدل
على كونه تعالى قريبا من عباده غاية القرب والمعية فكيف يصح الحكم بكون
سائر المتشابهات محمولة على ظواهرها لكونه مستلزما لاجتماع النقيضين فعلم ان هذا
الحكم لا يخلو عن السفاهة وضع ذلك يدعي ان هذا الحكم في الباب فصل الخطاب للعلوم
بالاحاديث المعصوم من الكتب والناظر البصير والعريف النحرير اذا طالع كتابه هذا
يعرف ان ما ادعى به فيه من احياء علوم اهل البيت وبيان عقائدهم بمقتضيا سننهم واتارهم
باطل لانه ملاء هذا الكتاب بعقائده الفاسدة التي يبطلها كلام اجلة
اهل البيت وائمتهم امارائته قول الامام جعفر الصادق المنقول عن
الفقيرية كيف ينفي كونه تعالى على شيئ عرشا او فرشا وكيف يبطل كونه
تعالى في شيئ جهته كان او سماء وقول علي في خطباته التي نقلها المصنف
كيف ينزهه تعالى عن كونه في الجهات او في الارضيين او في السموات
وكيف ينص على كونه غنيا مقدسا عن الزمان والمكان وسائر
صفات الحوادث والاكوان ومع هذا يدعي غير مرة انهم رضي الله تعالى
عنهم كانوا من مثبتة الجهة ويحملون الصفات المتشابهات على ظواهرها ويدعي
ان هذا مذهب كبراء اهل البيت والائمة الاربعة من اهل السنة والجماعة
ايضا كانوا على هذه العقيدة وهذا بين اقوال الائمة الاربعة على التفصيل

اون آیات و احادیث کے کہ جن سے اس باب مین ابن تیمیہ نے استدلال کیا ہے ایک
ایک کرکے اور اون آیات و احادیث سے کہ جن سے ابن تیمیہ کے غیر نے جسمہ مین سے
استدلال کیا ہے ہر ہر شخص جسکو تفصیل مطلوب ہو تو چاہیئے کہ تنبیہ کے طرف رجوع ہو اور لیکن
دلائل کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اسم الباطن کے تجلی کے بیان مین ہر ایک اونمین سے
مناقض ہے مصنف کے اس قول سے کہ پس صحیح ہوگیا استوا علی العرش اپنے ظاہری معنی کے بناپر
اور اسیطرح صحیح ہوگی اور شابہات) وجہ اس تناقض کی یہ ہے بعض متشابہات ظاہر معنی کے اعتبار سے
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق سے دور ہے نہایت درجہ کا دور ہونا اور بعض
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق کے قریب ہے انتہا درجہ قرب و معیت کے
ساتھ پھر کیونکر صحیح ہوگا یہہ حکم مصنف کا کہ کل متشابہات محمول ہین اپنے ظاہری معنی پر اسلیئے کہ یہہ
حکم مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو پس معلوم ہوگیا کہ مصنف کا یہہ حکم سفاہت سے خالی نہین ہے
اور باوجود اسکے دعوی کرتا ہے کہ یہہ حکم اس باب مین فصل خطاب ہے جو معلوم ہے احادیث معصوم سے اور ناظر
بصیر دعارف تحریر جب مصنف کی اسکا مطالعہ کریگا معلوم کریگا کہ مصنف نے جو اس کتاب مین علوم اہلبیت کو زندہ کرنے
اور اونکے سنن و احادیث کے مطابق بیان کرنیکا دعوی کیا ہے باطل ہے اسلیئے کہ اس کتاب کو ایسے فاسد عقائد سے بھر دیا
کہ جنکو اہل بیت کے اکابر و ائمہ کا کلام باطل کرتا ہے کیا نہین دیکھا تو نے امام جعفر صادق کا قول جو رسالہ قشیریہ سے نقل کیا گیا ہے
کسطرح نفی کر رہا ہے خدا نے تعالی کے کسی شے پر ہونیکی دوشے عرش ہو یا فرش ہو اور کسطرح باطل کرتا ہے حق تعالی کے کسی شے
مین ہونیکو جہت ہو یا آسمان اور قول علیؑ کو اونکے خطبو نمین کہ جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسطرح خدا کی پاکی بیان کر رہا ہے اوسکے
موجود ہونے سے جہات مین یا زمینو نمین یا آسمانو نمین اور کسطرح تصریح کرتا ہے خدا کے غنی و مقدس ہونیکی زمان و مکان سے اور تمام صفات
حوادث اکون سے اور باوجود اسکے مصنف بار بار دعوی کرتا ہے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم جہت کو ثابت کرنیوالے تھے اور صفات
متشابہات کو اونکے ظاہری معنی پر حمل کرتے تھے اور دعوی کرتا ہے کہ یہہ مذہب ہے اکابر اہلبیت کا اور اہلسنت کے چاروں امام اسی عقیدہ پر تھے اور
اسیوجہ سے چاروں اماموں کے اقوال کو اس مدعا کے اثبات مین مصنف نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے ۔

فی اثبات المرام وقال ولما فشی فی المتاخرین من المتکلمین والفقهاء التاویل
والتعطیل فی الاعتلاء والاستواء استحسنا ان یحکی ما روی اوراء المتقدمون
من المتکلمین والفقهاء الذین شاع بهم الاقتداء وذاع منهم الاهتداء
موافقا لما علیه اهل بیت النبوة الکبراء وان طال المقال دفعا للمراء والتوفیق
من حضرة العظمة والکبریاء قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متکلمی صغار
التبعة المتبعة ابوحنیفة النعمان فی باب الایمان من کتاب مسند الآثار
روایة محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانیده باظهر اسانیده رواه عن
محمد ابوسلیمان الجوزجانی وابوحفص الکبیر البخاری واسمعیل الرازی
قال ثنا عطاء بن ابی رباح عن عبد الله بن رواحة انه سمی شاة من غنمه
لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واوصی لها جاریة له کانت فی الغنم
فکان یتعاهدها وینظر الیها کلما اتی الغنم حتی سمنت وصلحت فجاء یوما
ففقدها من الغنم فسألها عنها فقالت ضاعت فلطم وجهها فلما سری
ذلک عنه اتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فاخبره بالقصة فقال لم
املک نفسی ان لطمتها قال فاعظم ذلک النبی صلی الله علیه وآله وسلم
وقال لعلها مومنة قال یا رسول الله انها سوداء قال ائت بها فلما جاء
بها قال لها النبی صلی الله علیه وآله وسلم این الله قالت فی السماء قال من
انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هی
مومنة قال فقال عبد الله بن رواحة فهی حرة یا رسول الله الحدیث الی
ان قال بعد الکلام فی سنده وتائیده بشواهده فقوله صلی الله علیه
وآله وسلم بعد سؤالها وجوابها انها مومنة حکم منه بانه من لم یقل مثله

اور کہا داور جبکہ متکلمین اور فقہائے متاخرین مین تاویل اور تعطیل پھیل گئی ہے اعتلا و استوا کے
باب مین تو ہمنے بہتر سمجھا ہے کہ بیان کیا جائے جو کچھ روایت کیا گیا ہے یا رائے قایم کی ہے متقدمین
فقہا و متکلمین نے کہ جنکی پیروی شایع ہے اور اون سے راہ پانا مخلوق کا ذایع ہے موافق اعتقاد کبریائے
اہل بیت نبوت کے اگرچہ کلام دراز ہو جائے جدال کو دور کرنے کے واسطے اور توفیق بارگاہ عظمت
و کبریا رسے ہے کہا فقہائے اربعہ کے اعظم اور صغار تبع تابعین متکلمین کے اقدم ابوحنیفہ نعمان نے
کتاب مسند آثار کے باب الایمان مین کہ جسکو اون سے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے اور یہہ
مسند امام اعظم کے مشہور تر مسانید مین سے ہے ظاہر تر اسانید سے روایت کیا اوسکو
امام محمد سے ابوسلیمان جوزجانی و ابوحفص کبیر بخاری و اسمٰعیل رازی نے کہا کہ بیان کیا کہ ہم سے عطا بن ابی
رماح نے عبداللہ بن رواحہ سے کہ اونہون نے اپنے گلہ مین سے ایک بکری کو رسول خدا صلعم کے لئے مقرر
کیا تھا اور اپنی لونڈی کو کہ گلہ کی حفاظت کرتی تھی اوس بکری کے باب مین وصیت کر دی تھی پس وہ لونڈی اوس
بکری کے غور و پرداخت و نگرانی کرتی تھی جبکہ گلہ آتا تھا یہان تک کہ وہ بکری فربہ اور تیار ہو گئی پس ایک روز
حضرت عبداللہ آسے اور گلہ مین اوس بکری کو نپایا پس لونڈی سے بکری کا حال دریافت کیا تو لونڈی نے کہا کہ
وہ بکری تو گم ہو گئی اسپر اونہون نے لونڈی کے مونہہ پر ایک تہپڑ مارا پھر جبکہ وہ عتاب اون سے فرو ہو گیا تو نبی صلعم کے
پاس آکر اس قصہ کی خبر دی اور کہا کہ مین نے بے اختیار ہو کر لونڈی کے تہپڑ مار دیا کہا کہ پس یہہ امر نبی صلعم پر شاق گزرا اور
فرمایا کہ شاید وہ لونڈی مومنہ ہے کہا اونہون نے کہ یا رسول اللہ وہ تو حبشیہ ہے کہ پس حضرت نے فرمایا اوسکو یہان لاؤ پھر جبکہ
لونڈی کو لائے تو حضرت صلعم نے لونڈی سے فرمایا کہ خدا کہان ہے لونڈی نے کہا کہ آسمان مین ہے حضرت نے
فرمایا کہ مین کون ہون لونڈی نے کہا کہ آپ خدا کے رسول ہین پس رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہہ لونڈی ایماندار ہے
کہا راوی نے کہ پھر عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ تب تو یہہ آزاد ہے یا رسول اللہ آخر حدیث تک یہان تک کہ
مصنف نے اس حدیث کی سند مین کلام کر کے اور اسکے شواہد سے اسکو قوی کر کے کہا پس نبی صلعم کا لونڈی کے
سوال و جواب کے بعد یہہ فرمانا کہ یہہ ایمان والی ہے ایک حکم آپکا باین طور کہ جو ایسا دیکھے مومن

ليس بمؤمن انتهى اقول ومن الله التوفيق ان هذا الحديث مما تمسك الذهبي
وقال وفيه جواز السوال باين الله وجواز الاخبار بانه في السماء والجواب انه
مصروف عن ظاهره كما هو شان سائر المتشابهات ولهذا قال الامام ابن فورك
في تاويل هذا الخبر ان الكلام في ذلك من وجهين احدهما في تاويل قوله صلى الله
عليه وسلم اين الله مع استحالة كونه في المكان والثاني قوله انها مومنة من
غير ظهور عمل منها ثم قال في التوجيه لهذا الحديث ان معنى قوله صلى الله عليه وسلم
اين الله استعلام لمنزلته وقدره عندها وفي قلبها وقولها في السماء على طريق
الاشارة اليها تنبيها على محله في قلبها ومعرفتها به على قول القائل اذا اراد ان
يخبر عن رفعة وعلو منزلة فلان في السماء اي هو رفيع الشان عظيم المقدار واذا كان كذلك
اي يخبر ان يحمل على غيره مما يقتضي الحد والتشبيه والتمكين في المكان والتكييف انتهى ملخصا مما في التنبيه
وقال الامام النووي في شرح مسلم هذا الحديث من احاديث الصفات وفيها مذهبان تقدم ذكرهما ثم قال بهذا
اي تاويله بما يليق به قال كان المراد امتحانها هل هي موحد تقر بان الخالق المدبر الفعال هو الله
وحده وهو الذي اذا دعاه الداعي يستقبل السماء كما اذا صلى المصلي استقبل الكعبة
وليس ذلك لانه منحصر في السماء كما انه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لان
السماء قبلة الداعين كما ان الكعبة قبلة المصلين ام هي من عبدة الاوثان التي بين ايديهم
فلما قالت في السماء علم انها موحدة وليست عابدة الاوثان انتهى قال القاضي عياض
لا خلاف بين المسلمين قاطبة فقيههم ومحدثهم ومتكلمهم ونظارهم ومقلدهم ان الظواهر
الواردة بذكر الله تعالى في السماء كقوله تعالى ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض
ونحوه ليست على ظاهرها بل متاولة عند جمعهم انتهى ملخصا مما في التنبيه وبهذا
القول بطل ما قاله المصنف في صفة قوله المذكور وما فشى في المتاخرين من المتكلمين

مومن نہیں ہے انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو ذہبی نے وسنا بخیلا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے این اللہ کہنے کا جواز اور رجایز ہونا اسکے خبر دینے کا کہ خدا آسمان میں ہے اور جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث پہیری ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ جیسا کہ کل متشابہات کا حال ہے اور اسی وجہ سے امام الحرمین غور کرنے اس حدیث کی تاویل کے باب میں کہا ہے کہ کلام اس حدیث میں دو طور پر ہے ایک یونی سلم کے تاویل کرنے میں اپنے قول این اللہ کے باوجود محال ہونے خدا کے مکان میں ہونے کے دوسرے حضرت کے اس قول میں کہ یہہ مومنہ ہے بدلیل ظاہر ہونے کسی عمل کے اوس عورت سے پھر اس حدیث کی توجیہہ میں کہا کہ حضرت صلعم کے قول این اللہ کے معنے دریافت کرنا ہے خدا کی قدرت و منزلت کو اوس عورت کے نزدیک اور اوسکے دل میں اور اوسکا یہہ کہنا کہ آسمان میں ہے بطور اشارہ کے آسمان کیطرف واقع ہے تنبیہ کرنے کو خدا کی منزلت پر اوسکے دلمیں اور اوس عورت کے پہچاننے پر خدا کو جیسا کہ جب کسیکی بلندی مرتبت و علو منزلت بیان کرنا منظور ہو تو یہاں کہنیوالا کہتا ہے کہ فلاں شخص آسمان میں ہے یعنی وہ رفیع الشان و عالی قدر ہے اور جبکہ ایسا ہوا تو جایز نہیں ہے کہ اس معنی کے غیر پر جاریہ کا قول حمل کیا جاسے کہ جس سے حد و تشبیہ اور مکان میں ہونا اور کیفیت سے موصوف کرنا لازم آئے تمام ہوا خلاصہ اس قول کا جو کہ تنبیہ میں منقول ہے اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ یہہ حدیث صفات متشابہات کی احادیث میں سے ہے اور اونمیں دو مذہب ہیں کہ جنکا ذکر گزر چکا ہے پھر کہا کہ جو لوگ قایل ہیں اسکی تاویل کے ایسے معنی میں کہ جو شان الہی کے لایق ہیں اونکا قول ہے کہ حضرت کو اوس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ کیا وہ موحد ہے اقرار کرتی ہے اس امر کا کہ پیدا کرنیوالا تہ بر کرنیوالا سب کام کرنیوالا صرف خدا ہے آگیا ہے اور اوسی کیطرف دعا کرنیوالا آسمان کے جانب متوجہ کرلیتا ہے کہ جیسا کہ جب نمازی نماز پڑہتا ہے تو کعبہ کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اُس توجہ سے یہہ غرض نہیں ہوتی ہے کہ خدا آسمان کے اندر گھرا ہوا ہے جسطرح کہ وہ جہت کعبہ میں بھی گھرا ہوا نہیں ہے بلکہ یہہ توجہ اسلیے ہوتی ہے کہ آسمان دعا کرنیوالے کا قبلہ ہے جسطرح کہ کعبہ نمازیوں کا قبلہ ہے یا یہہ لونڈی بت پرستوں میں سے ہے کہ جنکو وہ سامنے رکھے رہتے ہیں پس جبکہ لونڈی نے کہا کہ خدا آسمان میں ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحد ہے اور بتوں کی پوجنے والی نہیں ہے انتہی علامہ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ نہیں کلام ہے تمام مسلمانوں اور اونمیں فقیہہ و محدث اہل کلام و اہل مناظرہ و متصوف سب داخل ہیں اس امر میں کہ ظواہر آیات و احادیث جو وارد ہیں عدم کے آسمان میں ہونے کی نہیں وہ اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں ہیں بلکہ کل مسلمانوں کے نزدیک غیر ظاہر کیطرف مایول ہیں تمام ہوا یہہ قول قاضی کے اوس کلام سے جو تنبیہ میں مذکور ہے اور یہہ قول سے باطل ہو گیا جو کہ مصنف نے اپنے قول مذکور کے شروع میں کہا ہے کہ (اور جسکو تم خود فہمیدہ

والفقهاء التاويل لا يريدون بذلك انه دأب المتاخرين واما القدماء فانهم حملوا المتشابه
على ظاهره وتركوا التاويل فيه قال البيضاوي في توجيهه حديث الجارية لم يرد به السوال
عن مكانه فانه منزه عنه والترسول على من ان يسئل ذلك بل اراد ان يتبين انها
مشركة ام موحدة اي ان قال فلما قالت في السماء وفي رواية اشارت الى السماء فهم
منها انها موحدة تريد بذلك نفي الالهية الارضية التي هي الاصنام لا اثبات السماء
مكانا له تعالى عما يقوله الظالمون علوا كبيرا ولانه كان مامورا بان يكلم الناس
على قدر عقولهم ويهديهم الى الحق على حسب فهمهم ووجدها تعتقد ان المستحق
للعبودية المدبر للامر من السماء الى الارض لا الالهة التي يعبدها المشركون فتبين منها
بذلك ولم يكلفها اعتقاد ما هو صرف التوحيد وحقيقة التنزيه انتهى وقال الامام
الشعراني في اليواقيت والجواهر فان قيل فما الحكمة في سوال رسول الله صلعم
الجارية التي شكوا في اسلامها واراد عتقها بالايمانية حين قالها اين الله
فاشارت الى السماء فقال صلعم مومنة ورب الكعبة مع انه صلعم يعلم قطعا استحالة الاينية
على الباري جل وعلا فالجواب كما قاله الشيخ في الباب الخامس والتمانين انه صلعم
ما سال الجارية بالاينية الا تنزلا لعقلها والشريعة قد نزلت على حسب ما وقع عليه
التواطي في السنة العالم قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم
ثم ان التواطي قد يكون على صورة ما هي الحقايق عليه في نفسها وقد لا يكون والشارع
صلى الله عليه وسلم تابع لهم في ذلك تنزيلا لعقولهم عنه احكامه انتهى ثم قال المفتي
العلامة بعد ذكر هذه النقول في التنبيه قلت كثيرا ما يستدل الجسمة بنحو هذه
الاحاديث على اثبات الجهة ولا يمكن اجراؤها على ظاهرها باتفاق المسلمين لان
كونه في السماء يقتضي ان يكون السماء حاملا له فيكون السماء محيطا له تعالى من جميع

فقہا و متکلمین مین تاویل شایع ہوئی ہے تا آخر اور مراد اس محل سے یہہ لی ہے کہ تاویل کرنا پچھلون کی عادت ہے اور لیکن پہلے پس اونکا طریقہ متشابہ کو عمل کرنا ہے اوسکے ظاہری معنی پر اور اوسمین تاویل نہ کرنا بیضاوی نے حدیث جاریہ کی توجیہ مین کہا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین خدا کے مکان کو پوچھنے کا ارادہ نہین کیا ہے اسلئے کہ حق تعالی مکان سے پاک ہے اور رسول مکان کا سوال کرنے سے برتر ہی بلکہ یہہ ارادہ کیا ہے کہ معلوم ہوجاے کہ وہ عورت ہے یا مشرک یہان تک کہ کہا پس جبکہ عورت نے کہا کہ آسمان مین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے اشارہ کیا آسمان کیطرف تو اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ موحد ہے اپنے قول یا اشارہ سے ارادہ کرتی ہے نفی معبودین زمین کی کہ وہ بت ہین نہ یہہ کہ آسمان خدا کا مکان ہے برتر ہے خدا ظالمون کے قول سے بہت برتر ہوتا اور اسوجہ سے کہ حضرت کو حکم تھا کہ لوگون سے کلام کرین بقدر اونکے عقلون کے اور اونکے ہدایت کرین حق کیجانب موافق اونکے فہم کے اور اوس عورت کو حضرت نے پالیا کہ وہ معتقد ہے کہ بندگی کا حقدار ایسا معبود کہ جو امر مخلوق تدبیر کرتا ہے آسمان سے لیکر زمین تک نہ کہ وہ معبودین کہ جنکو مشرک پوجتے ہین پس اوس عورت سے حضرت نے اسپر قناعت کرلی اور اوسکو تکلیف ندی صرف توحید اور حقیقت تنزیہہ کے اعتقاد کی انتہی اور امام شعرانی نے مواقیت والجواہر مین کہا ہے پس اگر کہا جاے پھر کیا حکمت ہے رسول خدا صلعم کے پوچھنے مین مکانکو اوس عورت سے کہ جسکے مسلمان ہونے مین لوگون کو شک تھا اور اونہون نے اوسکو آزاد کرنا چاہا تھا جبکہ حضرت نے اوس عورت سے فرمایا کہ خدا کہان ہی پس عورت نے آسمان کیطرف اشارہ کیا پس حضرت نے فرمایا کہ یہہ مومنہ ہے قسم رب کعبہ کی پس بیشک حضرت صلعم قطعا جانتے تھے کہ حق جل وعلا کا مکان مین ہونا محال ہی پس جواب اسکا وہی ہی کہ شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۶۶ مین ذکر کیا ہے کہ حضرت صلعم نے لونڈی سے مکان کا سوال محض اوسکے عقل کے اعتبار سے کیا تھا اور شریعت کا ورود اسکے نہج پر ہوا ہے کہ جو لوگون کے زبانون پر شایع ہی حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہمنے جتقدر رسول بھیجے ہین اونکے اقوام کی زبان پر بھیجے ہین تاکہ اونپر امر حق کا اظہار کرین پھر لوگونکا اتفاق کبھی تحقیق نفس الامر کے مطابق پڑتا ہے اور کبھی نہین ہوتا ہے اور شارع صلعم اسباب مین اونکے تابع ہین احکام شرع بیان کرینگے بقدر اونکے عقلونکے انتہی پھر علامہ نے کہا تنبیہہ مین ان نقلونکو نہ کرنے کے بعد کہ مین کہتا ہون کہ بسا اوقات مجسمہ دلیل لاتے ہین اثبات جہت کے لئے اس قسم کی حدیثون سے حالانکہ باتفاق کل مسلمانون کے ان حدیثونکو اونکے ظاہر معنی پر جاری کرنا ناممکن ہی اسلئے کہ خدا کا آسمان مین ہونا چاہتا ہے کہ آسمان اوسکا ظرف ہوجاے پس اس تقدیر پر آسمان مخلوق سے عام

الجوانب فيكون تعالى اصغر من العرش بكثير بلا شك فيكون الله تعالى
شيئا حقيرا بالنسبة الى العرش وذلك باتفاق المسلمين مستحيل
فيجب صرفه عن الظاهر الى التاويل او يفوض معناه كما هو مذهب
السلف انتهى اقول المراد بالتاويل التاويل التفصيلي والا فالتفويض
مع التنزيه عن الظاهر ايضا لا يخلو عن التاويل الاجمالي وايضا
التاويل واجب الاذعان بحكم محكم الكتاب فلا بد منه وما حكم به
المصنف على الحديث المذكور بانه من لم يقل مثله ليس بمومن فمردود
عليه للقطع بان من اقر بكلمة التوحيد والرسالة فهو مومن مع
انه ما قال مثل قول الجارية وانما حكم المصنف بهذا الحكم لانه
اشرب في قلبه مذهب المشبهة وقد شغفه حبا وحب الشئ
يعمي ويصم فلذلك يتخبط خبط العشواء ولا يتميز السواد من البياض
والله بحق الحق وهو يهدي السبيل قال ومن ههنا ما روى شيخ
الاسلام عبد الله الانصاري في كتابه الفاروق باسناده
عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع
البلخي صاحب الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عمن يقول لا اعرف
ربي في السماء او في الارض فقال قد كفر لان الله تعالى يقول
الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سمٰوٰت فقلت انه
يقول اقول على العرش استوى ولكن لا ادري العرش في السماء ام في الارض فقال
اذا انكر انه في السماء فقد كفر وفي رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء
او في الارض فقد كفر لان الله تعالى على العرش استوى عرشه فوق سبع سمٰوٰت قلت فان

جوانب سے حق تعالیٰ کو گھیر لیگا پس بے شک حق تعالے عرش سے بہت چھوٹا ہو جاے گا اور عرش کی
نسبت ایک چھوٹی سی چیز ہو جاے گا اور یہ امر تمام مسلمانون کے اتفاق سے محال ہے پس واجب ہے
کہ اسکو ظاہر معنی سے پھیر دیا جاے تاویل کر کے اور تاویل کا علم حق تعالیٰ کو سونپا جاے جیسا کہ پہلون کا مذہب ہے
انتہی میں کہتا ہون تاویل سے مراد اس قول مین تاویل تفصیلی ہے ورنہ پس سونپ دینا علم تاویل کو ساتھ اعتقاد تنزیہ کے
ظاہر معنی سے نیز تاویل اجمالی سے خالی نہین ہے اور نیز تاویل پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے محکم کتاب کے حکم سے
پس تاویل بغیر چارہ نہین ہے اور جو کچھ مصنف نے حدیث مذکور پر حکم لگایا ہے کہ جو شخص مثل
قول جاریہ کے نہ کہے مومن نہین ہے) پس یہ حکم مصنف ہی پر عاید ہے بوجہ یقینی ہونے
اس امر کے کہ جو شخص اقرار کرے توحید اور رسالت کا پس وہ مومن ہے حالانکہ اوسنے
مثل قول اوس لونڈی کے نہین کہا ہے اور یہ حکم مصنف نے اسیوجہ سے کہا ہے کہ اوسکے
دل مین مشتبہ کا مذہب پلا دیا گیا ہے اور اس مذہب کی محبت نے اوسکو شیفتہ بنا دیا ہے
اور دستور ہے کہ محبت کسی شے کی تجھکو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے پس اسی سبب سے
مصنف چھچھوندر کے طرح بھٹکتا ہے اور سیاہ و سپید مین تمیز نہین رکھتا ہے اور خدا
ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی راہ حق کے طرف رہنمائے فرماتا ہے کہا مصنف
نے اور اسی جگہ سے ہے جو کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری نے اپنی کتاب
الفاروق مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے ابو بکر بن نصیر بن یحیی سے
اوہنون نے حکم بن عبد اللہ ابو مطیع بلخی سے جو کہ فقہ اکبر حنفی کا مصنف ہے کہ کہا
ابو مطیع نے کہ پوچھا مین نے ابو حنیفہ سے اوس شخص کا حکم جو کہتا ہے کہ مین
نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا ابو حنیفہ
نے کہ وہ شخص کافر ہو گیا اس لئے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ رحمن عرش پر
مستوی ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پھر مین نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ

قال انه علی العرش ولکنه یقول لا ادری العرش فی السماء ام فی الارض قال
هو کافر لانه انکر ان تکون فی السماء ومن انکر ان یکون فی السماء فقد کفر لان الله
فی اعلی علیین وهو یدعی من یصلی الا من اسفل استغفر وقال فی هامش الروایة الاولی
قال الحاکم فی معرفة انواع علوم الحدیث سمعت محمد بن صالح بن هانی یقول
سمعت ابا بکر محمد بن اسحٰق یقول من لم یقر ان الله تعالی علی العرش قد استوی فوق
سمٰوته فهو کافر بربه یستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقی علی بعض
المزابل حیث لا یتاذی المسلمون ولا المعاهدون بنتن ریحه وریح جیفة و
کان ماله فیئا لا یرثه احد من المسلمین اذ المسلم لا یرث الکافر کما قال صلی الله
علیه وآله وسلم ۱۲ منه انتهٰی وقال فی ترجمة الرحمٰن علی العرش استوی فی هامش
صفحہ ۱۳۵ سطر ۲ رحمٰن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ۱۲ اقول ومن الله التوفیق استدل بحدیث
الجاریة المروی عن الامام ابی حنیفة رح اولا علی کونه تعالی فی الجهة العالیة ثم فرع
علیه بان الامام الاعظم قائل بکونه تعالی فی الجهة بظاهر هذا الحدیث ولذا احکم
بکفر من انکره کما یفهم من هذین القولین له وهذا کله باطل اما حدیث الجاریة
فقد مر انه ماول عن الظاهر باجماع اهل السنة خلافا للحشویة فنسبة القول
بظاهر الحدیث الی الامام الاعظم من اعظم مفتریاته واما القولان الذان
نقلهما عن الامام وفرعهما علی حدیث الجاریة فخالهما ایضا لا یخلو عن
اغواء العوام باخفاء المرام بیانه ان ابا مطیع البلخی رجل وضاع
عند اهل الحدیث کما صرح به غیر واحد فروایته عن الامام
لا یخلو عن خدشة وعلی التسلیم فسبب الکفر انما هو کون قول القائل
موهما بان للحق مکانا ومن توهم ان للحق مکانا فهو مشبه لا ما فهمه

مین بھی کہتا ہون کہ عرش پر مستوی ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا کہ جب اوسنے انکار کیا اوسکے آسمان مین ہونیکا تو بس کافر ہوگیا اور ایک روایت مین اوسکے غیر کی وارد ہے کہ جسنے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین تو کافر ہوگیا اسلئے کہ اللہ تعالی عرش پر بیٹھا ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے مینے کہا پس اگر وہ کہی کہ وہ عرش پر ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین کہا کہ وہ کافر ہے اسلئے کہ اوسنے انکار کیا آسمانون مین ہونے سے اور جو انکار کرے آسمان مین ہونے سے کافر ہے اسلئے کہ اللہ تعالی بلند ترین مقامات مین ہے اور وہ پکارا جاتا ہے اوپر سے نہ نیچے سے انتہی اور پہلی روایت کے حاشیہ مین کہا ہے کہ کہا حاکم نے معرفت انواع علوم حدیث مین کہ سنا مین نے محمد بن صالح بن ہانی سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ابو بکر محمد بن اسحق سے کہ کہتے تھے جو اقرار نہ کرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے اپنے آسمانون کے اوپر تو اپنے رب سے منکر ہے اوس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے فبہا ورنہ اوسکی گردن مار دیجاے اور بعض گھوڑے پر پھیک دیا جائے تاکہ مسلمانون اور ذمی کافرونکو ایذا نہو اوسکی مرد ار خبازہ کی بدتو ہے اور اوسکا ترکہ مال غنیمت ہوگا اور کوی مسلمان اوسکا وارث نہوگا اسلئے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا ہے جیسا کہ حضرت صلعم کا فرمان ہے انتہی اور مصنف نے (الرحمن علی العرش استوی) کا ترجمہ صفحہ (۱۲۵) کے حاشیہ مین اسطرح کیا ہے (کہ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے) مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف اول دلیل لایا ہے تونڈی کی حدیث سے جو مردی ہے امام ابو حنیفہ سے خدا کے موجود ہونے پر جہت علو مین پھر اوسپر متفرع کیا یہ کہ امام اعظم قائل تھے خدا کے جہت مین ہونے کے اس حدیث ظاہر معنی کی بنا پر اور اسپر جہت کے منکر جہت کے کفر کا اور انہون نے حکم دیا ہے جیسا کہ اونکے دونون قول نقل کیے سے سمجھا جاتا ہے اور یہ تمام باطل ہے لیکن حدیث جاریہ پس سابق مین گزر چکا ہے کہ یہ حدیث ظاہر معنی سے پھیری ہوئی ہے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق بخلاف حشویہ کے پس ظاہر معنی حدیث جاریہ کے مطابق قائل ہونے کی نسبت امام اعظم کیطرف کرنا مصنف کی بہت بڑی افترا ہے اور لیکن جو دو قول کہ اونکو مصنف نے امام صاحب کیطرف سے نقل کیا ہی اور حدیث جاریہ پر اونکو متفرع کیا ہے پس ان کا حال بھی خالی نہین ہے عوام کو بہکانے سے مقصود کو چھپا کر اسکا جیان یہ ہے کہ ابو مطیع بلخی محدثین کے نزدیک منخفض ہے جو حدیثین بنایا کرتا تھا جیسا کہ متعدد اشخاص نے اسکی تصریح کی ہے پس اوسکی روایت امام اعظم کیطرف سے خدشہ سے خالی نہین ہے اور اگر اس روایت کو مان بھی لیا جائے پس سبب کفر کا بھی ہے قائل کے قول سے وہم پیدا ہوتا ہے اس بات کا کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جس نے وہم کیا کہ خدا کے لئے مکان ہے پس اہل تشبیہ سے ہے اور سبب کفر کا جبکہ وہ نہین ہے کہ جسکے

المصنف وبنى عليه مابنى والدليل على ما قلنا ما نص عليه المقتى العلامة
فى التنبيه (قال على القارى فى الجواب عن الرواية المذكورة انه
ذكر الشيخ الامام ابن عبد السلام فى كتاب حل الرموز انه قال الامام
ابو حنيفة رحمه الله من قال لا اعرف الله تعالى فى السماء هو لم فى
الارض فقد كفر لان هذا القول يوهم ان للحق مكانا ومن توهم
ان للحق مكانا فهو مشبه انتهى ثم قال ولا شك ان ابن عبد السلام
من اجل العلماء واوثقهم فيجب الاعتماد على قوله لا ما ذكره الشارح
مع ان ابا مطيع رجل وضاع عند اهل الحديث كما صرح به
غير واحد والحاصل ان الشارح (اى شارح عقيدة الطحاوى)
يقول بعلو المكان مع نفى التشبيه وتبع فيه طائفة من اهل البدعة
وقد تقدم عن ابى حنيفة انه يومن بالصفات المتشابهات و
يعرض عن تاويلها ويكل الله تعالى عن ظواهرها ويكل علمها
الى عالمها كما هو طريقة السلف وكثير من الخلف ومذهبهم
اسلم واحكم انتهى قول القارى قلت معنى انه فى السماء
على حد السمع وقد نقل عن الامام ابى حنيفة فى الفقه الاكبر
هذا اى غير المتداول لا يوصف الله تعالى بصفات المخلوقين
البتة وهو يغضب ويرضى غضبه عقوبة ورضاه ثوابه
ونصفه كما وصف نفسه احد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفوا احد حى قادر سميع بصير عليم يد الله فوق ايديهم
ليست كايدى خلقه ليست بجارحة وهو خالق الايدى وجهه ليس

مصنف نے سمجھا ہے اور مبنی کیا اوسپر جو کچھ کہ مبنی کیا اور ہمارے قول کی دلیل وہ کلام ہے کہ علامہ
مفتی نے تنبیہ مین بطراحت بیان کیا ہے کہ کہا ملا علے قاوری نے روایت مذکورہ کے جواب
مین کہ ذکر کیا ہے شیخ امام ابن عبدالسلام نے کتاب حل الرموز مین کہ کہا امام ابوحنیفہؒ نے
کہ جس نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ حق تعالی آسمان مین ہے یا زمین مین ہے پس وہ
کافر ہوگیا اس لئے کہ یہ قول وہم دلاتا ہے کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جسنے وہم کیا کہ خدا
کے لئے مکان ہے تو وہ تشبیہ والا ہے انتہی پھر کہا اور اسمین شک نہین کہ ابن عبدالسلام بہت
بڑے معتبر علمامین سے ہے پس اوسکے قول پر بھروسا کرنا واجب ہے نہ شارح کے
روایت مذکورہ پر باآن کہ ابومطیع ایک مرد حدیثین گھڑنے والا ہے محدثین کے نزدیک
جیسا کہ بہت سے لوگون نے اسکی تصریح کی ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ شارح عقیدہ طحاوی کا
قائل ہے جہت علو کا نفی تشبیہ کے ساتھہ اور اس عقیدہ مین اوسکے تابع ہوگئے ایک جماعت
بدعتیون کی اور تحقیق گزر چکا ہے امام ابوحنیفہؒ سے کہ وہ ایمان لاتے ہین متشابہات پر اور اونکی
تاویل بیان کرنے سے سکوت کرتے ہین اور حق تعالی کو اوسکے ظاہری معانی سے
منزہ جانتے ہین اور اونکا علم عالم الغیب کے حوالہ کرتے ہین جیسا کہ سلف اور اکثر خلف
کا طریقہ ہے اور اونکا مذہب سالم تر و محکم تر ہے تمام ہوا قول ملا علی قاوری کا مین
کہتا ہون کہ معنے اس قول کے کہ خدا آسمان مین ہے حدیث پر ہے اور امام
ابوحنیفہ سے منقول ہے فقہ اکبر غیر مشہور مین کہ حق تعالے موصوف نہین ہے
مخلوق کے صفات سے بتعین اور وہ غصہ ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے غصہ
اوسکا عذاب ہے اور رضا اوسکی ثواب ہے اور ہم اوسکا وصف بیان کرتے ہین
جیسا کہ خود اوس نے اپنا وصف بیان کیا ہے کہ وہ ایک ہی بے نیاز ہے نہ
اوسنے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اوسکا کوئی ہمسر ہے زندہ ہے قدرت والا ہے سنتا

كوجوه خلقه وهو خالق الوجوه ونفسه ليس كانفس خلقه وهو خالق
النفوس ليس كمثله شئ وهو السميع البصير ارايت لو قيل لابن الله
تعالى فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق الخلق ويقال له كان الله
ولم يكن اين ولا خلق ولا شئ وهو خالق كل شئ انتهى وهو صريح في نفي
المكان عنه تعالى والتنزيه عن ظواهرها فلو قيل ههنا على الظاهر
المعنى لكان مخالفا له انتهى كلام المفتي العلامة في التنبيه فقد علم
من هذه النقول بطلان قيلة المصنف بالنسبة الى الامام الاعظم
حق بطلانها واما ما نقله عن محمد بن اسحق بن خزيمة في الهامش من
رواية قتل منكر الجهة والقائه على مزبلة فخاله انه حكم مخالف
لاهل السنة والجماعة وخلاف للاجماع الامة يجب ان يستتاب
قائله وناقله مريد الاشاعته بين المسلمين والا فالتقية والضرب واحراق
ما كتب فيه هذا الحكم سارقا من كتاب شيخه ابن تيمية سائرا مذهب
صاحب هذا الحكم واسم ناقله واسم ما نقله منه ملحقا بكلام الامام الاعظم
بحيث يعلم منه كانه من كلام الامام او من احكام مقلديه فالى الله
المشتكى وهو الموئل والملتجى والشاهد لما قلنا ما نصه المفتي العلامة في التنبيه
زاد على ابن تيمية وهو هذا وقال محمد بن اسحق بن خزيمة امام الائمة من لم
يقل ان الله تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه وجب ان يستتاب فان تاب
والا ضربت عنقه ثم القي على مزبلة لئلا يتاذى بريحه اهل القبلة ولا اهل الذمة قال
ابن تيمية ذكر عنه الحاكم باسناده صحيح قال العلامة الحلبي في رده الجواب عن مثل هذا اقول قد
على ابن خزيمة قد علم الخاص والعام كلامه في العقائد والكتب التي صنفها في التنبيه وسماه بالتوحيد ورد الائمة عليه

دیکھتا ہے دانائی امور ہے خدا کا ہاتھ بندون کے ہاتھون پر ہے پر بندون کے ہاتھون کی طرح نہین ہے جارحہ نہین ہے اور وہ پیدا کرنیوالا ہے ہاتھون کا اوس کا وجہ نہین ہے نہین ہے لوگون کے چہرون کی طرح اور وہ خالق ہے چہرون کا اور نفس اوس کا نہین ہے مثل نفوس مخلوق کے اور وہ خالق نفسون کا ہے نہین ہے اوس کے مثل کوئی چیز اور وہی سنتا دیکھتا ہے تم جانتے ہو کہ اگر کہا جاے کہان ہے خدا ے تعالیٰ پھر کہا کہ اوس سے کہا جائے گا کہ خدا موجود تہا مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اور اوس سے کہا جائیگا کہ خدا تہا اور نہ مکان تہا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی شئے تہی اور وہ پیدا کرنے والا ہے ہر شئے کا انتہی - اور یہہ کلام کہلا ہوا ہے نفی مکان مین اور ظاہر متشابہات سے حق تعالیٰ کے تنزیہ مین پس اگر یہان ظاہر معنے کے موافق کہا جاے تو یہہ کلام مختلف ہو جائے گا فقہ اکبر کی عبارت سے تمام ہوا کلام مفتی علامہ کا تنبیہ مین پس ان عبارات منقولہ سے مصنف کے اس کلام کا بخوبی باطل ہونا ظاہر ہوگیا ہے جو نسبت امام اعظمؒ کے اوس نے نقل کیا ہے اور لیکن جو کہ مصنف نے حاشیہ مین محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے مسئلہ منکر جہت کے مارڈالنے اور اوس کی لاش گہوڑے پر پہنکنے کا نقل کیا ہے پس اوس کی کیفیت یہہ ہے کہ یہہ ایک حکم ہے مخالف اہل سنت کے اور بر خلاف اجماع اُمت کے واجب ہے کہ اس کے قائل اور ناقل سے (جو کہ ارادہ رکہتا ہے اس کی اشاعت کا مسلمانون مین) توبہ کرائی جاے اگر توبہ نہ کرے تو لازم ہے اخراج بلد اور پیٹنا اور اوس رسالہ کو جلانا کہ جس مین یہہ مسئلہ لکہدیا ہے آپنے شیخ ابن تیمیہ سے چوراکر اور اوس کے قایل و ناقل کا مذہب و نام چہپاکر اور امام اعظمؒ کے کلام سے ملاکر اس طرح پر کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مسئلہ امام صاحب کے کلام سے ہے یا اون کے مقلدون کے احکام سے ہے پس خدا ہی کی طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی ہمارا مرجع و ملجی ہے اور شاہد ہمارے اس قول کا وہ کلام ہے کہ جس کی تصریح فرمائی ہے مفتی علامہ نے تنبیہ مین ابن تیمیہ پر رد کرنے کو اور وہ یہہ ہے (اور کہا محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے جو کہ امامون کا امام ہے) کہ جس نے نہ کہا اللہ تعالیٰ اپنے آسمانون سے اوپر اپنے عرش پر ہے مخلوق سے جدا ہے تو واجب ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاے پس اگر توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اوس کی گردن ماردیجاے اور کسی کوڑی پر پہنکدیا جاے تاکہ اوسکی بدبو سے اہل قبلہ و اہل ذمہ کو اذیت نہو کہا ابن تیمیہ نے نقل کیا اُس سے حاکم نے اسناد صحیح کے ساتہہ کہا علامہ حلبی اسکے رد مین کہ جواب اس طرح کے اقوال کا پہلے گذر چکا ہے اس کے علاوہ ابن خزیمہ کا کلام عقائد مین اور اوس کی کتاب جس کو اوس نے تنبیہ کے باب مین تصنیف کیا ہے اور اوس کا نام توحید رکہا ہے عام و خاص کو معلوم ہے اور ائمہ اہل سنت کا رد اوس پر بیحد اور شمار سے زاید ہے ---

وقولهم فيه ما قاله هو في غيره معروف انتهى فقد علم من هذا ان قائل هذا الحكم
ليس من اهل السنت بل هو من الحشوية الضالة المضلة اعاذنا الله من شرورهم
والحق في هذا الباب ما نقله عن الامام ابي حنيفة بعد هذا القول حيث قال وقال ابو
حنيفة في الوصية المشهورة عند الحنيفة ثم نقر بان الله تعالى على العرش استوى من غير ان
يكون له حاجة اليه واستقر اعليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا
لما قدر على ايجاد العلم وتدبيره كالمخلوق ولو صار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل
خلق العرش اين كان الله تعالى فهو منزه عن ذلك وتعالى علوا كبيرا نقله الشيخ علي
القاري في شرح الفقه الاكبر انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان قول الامام ثم
نقر بان الله تعالى على العرش استوى موافق لما عليه التنزيل وهو الايمان بما ورد
في الشرع من المتشابهات ثم قوله من غير ان يكون له حاجة اليه واستقر اعليه
الى آخره نص على التاويل عن الظاهر لانه يستلزم التشبيه والله تعالى مقدس عنه
فقيه تائيد لمذهب اهل السنته ورد على المعتزلة حيث انكروا الصفات وعلى
الحشوية حيث حملوا المتشابهات على ظواهرها فوقعوا في التشبيهات وانما نقله
المصنف ههنا مع انه مناقض لما نقله عن الامام فيما قبله جمعا بين مذهب
الحشوية وبين مذهب اهل السنته وتوفيقا بين القولين الذين نقلهما عن الامام
وتطبيقا بين ادلة التشبيه وادلة التنزيه بان التشبيه حق ثابت على ما اقتضاه
اسم الظاهر من حيث تجليه في المظاهر والتنزيه حق ثابت على ما
اقتضاه اسم الباطن من حيث استتاره في البواطن وهذا كيد عظيم
وشيد فخيم يعرفه الماهرون ويعلم المومنون بان الحق الحقيق عنه
بمعزل وان الحق من الباطل وقد بيناه سابقا بانه مستلزم لاجتماع
النقيضين وجامع بين المتنافيين لانقسام المتشابه الى القسمين ولا يجدي

اور قول ائمہ کا اوس کی نسبت جیسا کہ اوس کا قول ہے اپنے مخالف کی نسبت مشہور ہے انتہیٰ پس اس سے معلوم ہوا کہ قائل اس حکم کا سنّی نہین ہے بلکہ وہ مجسمہ مین سے ہے جو خود بھی گمراہ ہین اور دوسرون کو گمراہ کرتے ہین ہم کو خدا اپنی پناہ مین رکھے حشویہ کے شرور سے اور حق اس باب مین وہ قول ہے کہ جس کو مصنف نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے بعد قول مذکور کے جیسا کہ کہا ہے (اور کہا ابو حنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے نزدیک احنفیہ کے پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی یا اوسپر قرار پکڑنے والا ہو اور وہی نگہبان ہے عرش کا پس اگر وہ حاجت مند ہوتا تو البتہ قادر نہ ہوتا عالم کو موجود کرنے پر اور اوس کی تدبیر پر مانند مخلوق کے اور اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور ٹھہرنے کا تو عرش پیدا کرنے سے پہلے کہان رہتا حق تعالیٰ پس وہ اس سے منزہ ہے اور بلند تر ہے بہت بلند ہونا نقل کیا اس کو شیخ علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین انتہیٰ۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ قول امام اعظمؒ کا (پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا) موافق ہے مضمون قرآن کے اور وہ ایمان لانا ہے متشابہات پر جو شرع مین وارد ہین پھر قول امام کا (بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی اور اوس کا قرار ہو اوسپر آخر تک تصریح ہے ظاہر سے ماؤل ہونے کی اس لئے کہ ظاہر معنی سے تشبیہ لازم آتی ہے اور حق تعالیٰ اس سے پاک ہے پس اس قول مین تائید ہے اہل سنّت کے مذہب کی اور رد ہے معتزلہ پر اس لئے کہ وہ صفات کے منکر ہین اور رد ہے حشویہ پر اس لئے کہ انہون نے متشابہات کو ظاہر معنی پر حمل کیا ہے پس وہ تشبیہ مین مبتلا ہو گئے اور بالکل یہ قول مخالف ہے پہلے قول سے کہ جس کو مصنف نے سابق مین نقل کیا ہے پھر یہی مصنف نے اس قول کو یہان نقل کیا ہے اس غرض سے کہ حشویہ و اہل سنّت کے مذہب مین جمع ہو جاے اور تفرقہ مٹ جاے اور امام اعظمؒ کے دونون قول مین تطبیق ہو جاے اور تشبیہ و تنزیہ کی دلیلون مین مطابقت پیدا ہو جاے بایں طور تشبیہ حق اور ثابت باعتبار مقتضاے اسم الظاہر کے مظاہر مین اپنا جلوہ کرنیکی وجہ سے اور تنزیہ حق و ثابت ہے باعتبار مقتضاے اسم الباطن کے بطون مین اوس کے مخفی ہونے کی وجہ سے اور یہ ایک کید عظیم و شید فخیم ہے کہ جسکو ماہر پہچانتے ہین اور اہل ایمان جانتے ہین کہ حق ثابت اوس سے کوسون دور ہے اور باطل کو حق سے بہت فاصلہ ہے اور ہم سابق مین بیان کر چکے ہین کہ مصنف کی یہ رائے مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو اور جامع ہے دو متنافی کی بجہت متقسم ہونے متشابہ کے دو قسمون کی طرف اور مصنف کو نفع نہین دیتا ہے۔ دستاویز بنانا

التشبث بتغاير الجهتين لان دعوى كون سايرالمتشابهات محمولة على ظواهرها
حقيقة يرفع تغاير الجهتين من البين فتدبر (قال) وقال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انا ابو بكر بن الحارث الفقيه قال انا ابو محمد بن حبان اى
ابو شيخ الحافظ انا احمد بن جعفر بن نصر ثنا يحيى بن يعلى قال سمعت
نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن ابى مريم ابا عصمة اى المشهور
بالجامع لجمعه العلوم يقول كنا عند ابى حنيفة اول ما ظهر اذا جاءته
امراة من تهمذ كان تجالس جهما قد دخلت الكوفة فاظنني اقل ما دارت
عليها عشرة آلاف من الناس تدعوالى رايها فقيل لها ان ههنا
رجلا قد نظر في المعقول يقال له ابو حنيفة فاتته فقالت انت الذى
تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين الهك الذى تعبد
فسكت عنها ثم مكثت عنها سبعة ايام لا يجيبها ثم خرج الينا وقد وضع
كتابا ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل وهو معكم
اينما كنتم قال هو كما تكتب الى الرجل انى معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء
في حديث الجارية السوداء وقول ابى حنيفة الجهة السامية العالية فيشمل
العرش والسماء الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستو على العرش بشانه انتهى اقول بتوفيق
الله تعالى وعونه ان استدلال المصنف بهذه القصة باطل لوجهين الاول ان
هذه القصة عن الامام لا تصح لان راويها وهو ابو عصمة نوح بن ابى مريم
وضاع كذاب قد صرح اهل الحديث بوضعه وكذبه وايضا اقر هو بنفسه
انه كذب على الامام حسبة كما نقلناه في المقدمة والثاني على التسليم انه قال
البيهقي لقد اصاب ابو حنيفة فيما نفى عن الله عز وجل من الكون في
الارض وفيما ذكر من تاويل الآية وتبع مطلق السمع في قوله

دو حیثیتون کے تغایر کو اس لئے کہ دعوے ہونے تمام متشابہات کا محمول اپنے ظاہر پر حقیقۃ تغایر حیثیتین کو دور کر دیتا ہے
درمیان سے پس تو سوچ لے کہا مصنف نے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات مین کہ ہم کو خبر دی ابوبکر بن حارث
فقیہ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنے ابو الشیخ حافظ نے کہ خبر دی ہم کو احمد بن جعفر بن نصر نے کہ بیان کیا ہم سے
یحیٰی بن یعلی نے کہا سنا مین نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تہے کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم ابو عصمہ سے جو کہ مشہور
ہین جامع کے نام سے بہ سبب جمع کرنے علوم کے وہ کہتے تہے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تہے اون کے زمانۂ شہرت کے
آغاز مین کہ ترمذ سے ایک عورت اون کے پاس آئی جو کہ جہم کی صحبت یافتہ تہی پس کوفہ مین داخل ہوئی پس مین گمان کرتا
ہون کہ کم از کم دس ہزار لوگون کو وہ اپنی رائے کیطرف دعوت کرتی تہی پھر اوس سے کہا گیا کہ یہان ایک معقولی مرد ہے
جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہین پس وہ عورت اون کے پاس آئی اور کہا کہ تو ہی لوگون کو مسئلے سکھاتا ہے اور تو نے اپنے
دین کو چھوڑ دیا ہے اور کہان ہے تیرا معبود کہ جس کو تو پوجتا ہے پس ابو حنیفہؒ ساکت ہو گئے اور سات دن تک جواب
دینے مین توقف کیا پھر ہمارے پاس آئے اور ایک کتاب تصنیف کی کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی آسمان مین ہے
زمین مین نہین ہے پھر ایک شخص نے اون سے کہا کہ تم نے دیکھا ہے قول حق تعالی کا کہ (وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو) کہا کہ اس کو ایسا سمجھو کہ جس طرح تم کسی کو لکھو کہ مین تیرے ساتھ ہون حالانکہ تم اوس سے دور ہو اور سمار کے
معنی جاریہ سودار کی حدیث اور ابو حنیفہ کے قول مین جہت علو کے ہین پس شامل ہے عرش و آسمان دنیا کو اس لئے
کہ حق تعالی نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف حالانکہ وہ اپنی شان سے عرش پر مستوی ہے انتہی مین کہتا ہون خدا
کی توفیق و مدد سے کہ مصنف کا دلیل لانا اس قصہ سے باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہ قصہ امام کی طرف سے
صحیح نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی اور وہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے وضاع حدیث و کذاب ہے کہ جسکی
وضع و حدیث و کذب پر محدثین نے تصریح کردی ہے اور نیز اوس نے خود بھی اس امر کا اقرار کیا ہے کہ مین نے
امام ابو حنیفہ پر بغرض ثواب جھوٹ بولا ہے جیسا کہ ہم نے مقدمہ مین اس کو نقل کیا ہے اور
دوم بر تقدیر تسلیم صحت یہہ کہ بیہقی نے کہا ہے کہ بیشک ابو حنیفہؒ نے حق بیان کیا ہے اس امر
مین کہ نفی کی حق تعالے کے زمین مین ہونے کی اور آیت کی تاویل مین پیروی کی مطلق نقل کی اپنے اس قولین

ان الله عز وجل في السماء ومراده من ذلك والله اعلم ان صحت الحكاية عنه
ما ذكرنا في معنى قوله اءمنتم من في السماء وقد روى عنه ابو عصمة انه ذكر
مذهب اهل السنة وذكر في جملة ذلك ان لا يتكلم في الله بشئ وهو نظير
ما رويناه عن سفيان بن عيينة ما وصف الله به نفسه فتفسيره قرائته ليس
لاحد ان يفسره الا الله تبارك وتعالى او رسله صلوات الله عليهم انتهى قال
المفتي العلامة بعد نقله في التنبيه قلت في قول البيهقي وتبع مطلق السمع
اشارة الى ان الامام تبع ما ورد في الخبر من الصفة غير متجاوز عنه بان
يثبت لله جهة ويحمله على السماء في قوله ما ذكرنا في معنى قوله اءمنتم
اشارة الى ما نقل عنه في معناه على معنى نفي الحد عنه وانه ليس ما يحويه
طبق او يحيط به قطر ثم برواية ابي عصمة عنه في ذكر مذهب
اهل السنة وتنظير رواية سفيان ايضاح في انه لا يجوز تفسيره وتاويله اي
بالقطع وقوله ان صحت الحكاية عنه اشارة الى عدم صحة هذه الحكاية
عن الامام فان فيها ابا عصمة وقد صرح اهل الحديث بكذبه ووضعه
وحينئذ فاستدلال المخالف بهذه الرواية باطل بوجهين الاول انه لا تصح
هذه الحكاية عن الامام والثاني على تقدير التسليم فهو من الصفات توقف السلف في
معناه وفوض الى الله ورسوله فلا يجوز تفسيره والله اعلم انتهى كلام المفتي العلامة فعلم
من هذا ان قول المصنف المعنى بالسماء في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة رحمه الله
العالية السامية آه مخالف لمذهب اهل الحق ومذهب امام الاعظم وتوجيه
للحديث وقول الامام بما لا يرضى به المحققون وموافق للحشوية الذين
هم الضالون المضلون والله تعالى يحق الحق ويهدي السبيل الى الصدق (قال)

کہ حق تعالیٰ آسمان مین ہے اور مراد امام کی اس قول سے واللہ اعلم اگر یہہ قصہ اون کی طرف سے صحیح ہے وہ ہے کہ
جس کو ہم نے ذکر کیا ہے تفسیر مین حق تعالیٰ کے قول (اءمنتم من فی السماء) کی اور تحقیق روایت کی امام سے ابو عصمۃ
نے یہہ کہ ذکر کیا اونہون نے مذہب اہل سنت کا اور منجملہ اوس کے یہ ذکر کیا کہ خدا کے باب مین کچھ کلام نہ کیا جاوے
اور یہ قول نظیر ہے اوس کی کہ جو ہم کو سفیان بن عیینہ سے روایت پہونچی ہے کہ جن الفاظ سے حق تعالیٰ نے اپنے کو موصوف
کیا ہے اون کی تفسیر یہی ہے کہ وہ بنفسہا پڑہے دئے جاوین کسی کو حق نہین ہے کہ اون کی تفسیر بیان کرے سوائے
خدا تعالیٰ اور اوس کے رسولون کے رحمتین نازل ہون خدا کی اون سبہون پر انتہی۔ مفتی علامہ نے اس کو تنبیہ مین
نقل کرنے کے بعد کہا ہے (مین کہتا ہون کہ بیہقی کے اس قول مین کہ مطلق نقل کی پیروی کی ہے اشارہ اسطرف
کہ امام نے پیروی کی اوس صفت کی جو خبر مین وارد ہوئی ہے اور نہین تجاوز کیا اوس سے باین طور کہ ثابت کرے
اوس کے لئے جہت کو اور اوس کو محدود کر دیتے آسمان پر اور اوس کے اس قول مین کہ جس کو ہم نے اءمنتم من فی السماء
کے معنے مین بیان کیا ہے اشارہ ہے اوس امر کی طرف کہ جو بیہقی سے منقول ہے اس کے معنے مین حق تعالےٰ
سے حد کی نفی اور یہہ کہ اوس کو نہ کوئی طبق حاوی ہے اور نہ کوئی قطر اوس کو گھیرے ہوئے ہے پھر ابو عصمہ کی روایت
مین امام سے مذہب اہل سنت کے ذکر کرنے مین اور سفیان کی روایت سے نظیر بیان کرنے مین اعلان اس
امر کا کہ اوس کی تفسیر و تاویل یعنے قطعی طور پر جایز نہین ہے اور اوس کا یہہ قول کہ اگر یہہ قصہ صحیح ہووے
امام سے اشارہ ہے امام سے اس قصہ کے صحیح نہ ہونے کی طرف اس لئے کہ اس قصہ کی سند مین
ابو عصمہ ہے اور محدثین نے اوسکے وضع حدیث اور جہوٹا ہونیکی تصریح کی ہے اور اوس وقت مخالف کا دلیل لانا اس روایت سے
باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہہ قصہ امام کی طرف سے صحیح نہین ہے اور دوم بر تقدیر تسلیم پس یہہ صفات متشابہات
مین سے ہین کہ جن کے معنی مین سلف نے توقف کیا ہے اور خدا اور رسول کی طرف اوس کو سونپ دیا ہے پس اوسکی
تفسیر ناجایز ہے واللہ اعلم انتہی۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف کا یہ قول کہ معنی سماء کے جاریہ سودا کی حدیث اور قول ابو حنیفہؒ
مین جہت عالیہ سامیہ سے تا آخر مخالف ہی مذہب اہل حق و مذہب امام اعظم سے اور حدیث جاریہ و قول امام اعظمؒ کی ایسی وجہ بیان کرنا جسے
کہ جس سے محققین راضی نہین ہین اور موافق ہی حشویہ کے جو کہ خود گمراہ ہین اور دوسرے کو گمراہ کرنیوالے ہین اور حق تعالیٰ ہی امر حق کو ثابت کرتا ہی اور سچائی کیطرف رہنمائی

وقال اسحٰق بن ابراهيم قال ابوحنيفة اتانا من المشرق رايان خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال محمد بن سماعة عن ابي يوسف عن ابي حنيفة افرط جهم في النفي حتى قال ان لله ليس بشيء وافرط مقاتل في اثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال الحسين بن اشكاب عن ابي يوسف بخراسان صنفان ما على الارض اشر منهم المقاتلية والجهمية اثبتها الحفاظ المزي والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتذهيب والتهذيب التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابي يوسف صاحب ابي حنيفة مشهورة في استتابة بشر المريسي لما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات واظهر قول جهم رواها ابن حاتم وغيره واسند اللالكائي في كتاب السنة وغيره عن محمد بن الحسن قال اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن والاحاديث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في صفة الرب عز وجل من غير تشبيه ولا وصف ولا تفسير فمن فسر اليوم شيئا منها وقال بقولهم فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله عليه واله وسلم واصحابه وفارق الجماعة لانه وصف الرب بصفة لا شيء اقول وبالله الثقة ان هذه النقول كالفصوص على خواتم العقول في ان جهما افرط في النفي حيث انكر الظاهر والباطن كليهما ومقاتلا افرط في الاثبات حيث سلم الظاهر والباطن كليهما وهما باطلان مخالفان للتنزيل والاحاديث واجماع الامة فان الاول يفضي الى التعطيل والثاني يفضي الى التشبيه وكلاهما من الاباطيل وما عليه اجماع اهل الحق من الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين والفقهاء والمحدثين والصوفية والمتكلمين هو التاويل عن الظاهر لئلا يلزم التشبيه لان الله تعالى ليس كمثله شيء والتسليم للباطن لئلا يلزم التعطيل مع ترك التفسير على القطع والترجمة بلغة اخر لئلا يوهم ارادة الظاهر مع احتمال الوقوع في الزيغ فمن زعم المنصف

(کہا مصنف نے) اور کہا اسحٰق ابن ابراہیم نے کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ہمارے پاس مشرق سے دو خبیث رائے آئے ہین
ایک جہم معطل دوسرا مقاتل مشبہ اور کہا محمد بن سماعہ نے ابو یوسف کی روایت سے اونہون نے روایت کی ابو حنیفہ سے
کہ زیادتی کی جہم نے نفی صفات مین یہانتک کہ اوسکا قول ہے کہ خدا شئے نہین ہے اور زیادتی کی مقاتل نے صفات کے
ثابت کرنیمین یہانتک کہ بنا دیا حقتعالی کو مثل اوسکی مخلوق کے اور روایت کی حسین بن اشکاب نے ابو یوسف سے کہ خراسانیین
دو قسمین ہین کہ روئے زمین مین سے نزدیک نہین ہین ایک مقاتل کی جماعت اور دوسری جہم کی جماعت ثابت کیا اس روایت کو
حفظ خطرمی و ذہبی و عقلانی نے تہذیب و تذہیب و تہذیب التہذیب مین اور کہا ذہبی وغیرہ نے کہ قصہ ابو یوسف ابو حنیفہ کا مشہور ہے
اونکے توبہ طلب کرنیکے باب مین بشر مریسی سے جبکہ اوس نے انکار کیا خدا کے عرش پر ہونے سے اور انکار کیا صفات الٰہی سے
اور ظاہر کیا قول جہم کا روایت کیا اس قصہ کو ابن ابی حاتم وغیرہ اور بسند روایت بیان کی لالکائی نے کتاب السنہ وغیرہ مین
محمد بن حسن سے کہ کہا اونہون نے کہ تمام فقہا مشرق سے لیکر مغرب تک متفق ہین قرآن اور اون حدیثون پر ایمان
لانے مین کہ جنکو ثقہ لوگون نے رسول خدا صلعم سے نقل کیا ہے حقتعالی کی صفت مین بدون تشبیہ کے اور بدون
بیان کرنیکے اور بغیر تفسیر کے پس جس نے بیان کیا آجکے دن کسی صفت کو اونمین سے اور جہم کے قول کا قائل ہوا
پس بیشک وہ خارج ہو گیا اوس عقیدہ سے کہ جس پر تھے نبی صلعم اور اون کے اصحاب اور جدا ہو گیا جماعت اہلسنت سے
اس لئے کہ اوس نے بیان کیا صفت رب کو لاشئی کی صفت سے مین کہتا ہون اور خدا ہی پر بھروسا ہے کہ یہ باتین
مثل نگینون کے ہین عقلون کی انگوٹھیون پر اسباب مین کہ جہم نے زیادتی کی ہے اثبات مین اسلئے کہ مان لیا ظاہر و باطن
دونون کو اور یہ دونون مذہب باطل ہین مخالف ہین قرآن و حدیث و اجماع امت کے صفحہ ۱۵۲ اسلئے کہ پہلے مذہب سے تعطیل لازم
آتی ہے اور دوسرے سے تشبیہ اور یہ دونون امور باطلہ مین سے ہین اور جسپر کہ اجماع ہے محققین صحابہ و تابعین و ائمہ و مجتہدین و فقہا و
محدثین و موحدین و متکلمین کا وہ پھیرنا ہے متشابہات کو ظاہر معنی سے تاکہ تشبیہ لازم نہ آئے اسلئے کہ حقتعالی کے مثل کوئی شئی نہین ہے اور باطل
ہے باطل معنی کو تاکہ تعطیل لازم نہ آئے ساتھہ ترک کر دینے کے تفسیر کو یقینی طور پر اور ترجمہ کرنے کو دوسری زبان مین
تاکہ وہم نہ ولائے ارادہ کرنے ظاہر معنی کا مع احتمال واقع ہونے کے کجی مین پس یہ جو مصنف نے
کہا ہے۔

من ان مذهب اهل الحق حمل المتشابه على ظاهره وفرع عليه كونهم قائلين بالجهة وكونه تعالى قاعدا على العرش باطل ومانقله من الاقاويل فهو عن تائيد مزعومه عاطل (قال) قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابوري من اعيان اهل الاثر بخراسان واحد مشيخه البيهقي في جزئه في اصول الدين الى ان قال سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن ابي حنيفة قلنا لهؤلاء ارأيتم قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفا صفا) قالوا اما الملئكة فيجيئون صفا صفا واما الرب تعالى فان لا ندري ما عنى بذلك ولا ندري كيف جيئته فقلنا لهم انا لم نكلفكم ان تعلموا كيف جيئته ولكنا نكلفكم ان تومنوا بجيئه ارأيتم من انكر ان الملك لا يجيئ صفا صفا قالوا كافر مكذب قلنا فكذلك من انكر ان الله لا يجيئ فهو كافر مكذب وعلى هذا كله فما عن بعضهم في ابي حنيفة وابن الحسن انهما جهميان ففي غاية البطلان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم انتهى اقول وعجوله وقوله تعالى اصول ان هذه الروايات كما تدل على انهما ليسا بجهميان كذلك تدل على انهما ليسا بحشويان فما عن المصنف وشيخه ابن تيمية انهما حشويان ففي نهاية البهتان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم (قال) ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية وغيره بطرق صحيحة عن عبد الله بن المبارك انه قيل له كيف نعرف ربنا قال بانه تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول الجهمية انه ههنا في الارض انتهى اقول وبالله التوفيق هذا القول كما ينفي مذهب الجهمية كذلك ينفي مذهب الحشوية الذي يتصدى المصنف لاثباته لان كونه تعالى فوق سمواته على عرشه مطابق للتنزيل وكونه بائنا من خلقه المراد به التنزيه عن صفات المخلوق والرد على ما زعمه الجهمية تكونه

کہ الحق کا مذہب متشابہ کو حمل کرنا ہی اوسکے ظاہر معنی پر اور اس پر تفریع کی اس امر کی کہ وہ قائل ہین جہت کی اور خدا کو عرش پر بیٹھا
رہنے کی باطل ہی اور جسقدر اقوال مصنف نے نقل کئے وہ سب مصنف کی قول کی تائید سے بیکار ہین (کہا مصنف نے) کہا حافظ ابو عثمان اسمعیل
بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے (کہ جو خراسانکے اجلہ محدثین سے ہین اور بیہقی کے اساتذہ مین سے ہین اپنی کتاب عقائد مین یہانتک
کہ کہا سنا ہمنے محمد بن حسن شیبانی سے کہ وہ کہتے تھے کہ کہا حماد بن ابو حنیفہ نے کہ کہا ہمنے اون لوگونسے کیا ذکیا ہی تمنے قول خدای عزوجل کا (اور ایا
تیرا رب اور فرشتے صف صف) کہا اونہون نے لیکن فرشتے پس وہ آئینگے صف صف اور لیکن حقتعالی پس ہمکو معلوم نہین ہے کہ
اس نے کیا قصد کیا ہی اس سے اور ہمکو معلوم نہین ہی کہ خدا کا آنا کیونکر ہی پھر ہمنے اونسے کہا کہ ہمنے یہ تکلیف نہین دی کہ تم اسکا علم حاصل کرو
کہ خدا کا آنا کیونکر ہے اور لیکن ہمنے تمکو اسکی تکلیف دی ہے کہ تم ایمان لاؤ خدا کے آنے پر کیا تمکو معلوم ہے کہ جو انکار کرے
اور کہے کہ فرشتے نہین آئینگے صف صف کہا اونہون نے کہ وہ شخص کافر ہے جھٹلانیوالا ہی کہا ہمنے پس اسیطرح جو
انکار کرے کہ خدا نہین آئیگا پس وہ کافر ہے جھٹلانیوالا ہے اور اسیطرح حال ہے تمام متشابہات کا اور یہ جو بعض
لوگون سے منقول ہے امام ابو حنیفہ و ابن حسن کے باب مین کہ وہ دونون جہمی ہین پس نہایت درجہ کا باطل ہی اور نہین بچنا
گناہ سے اور نہ قوت بندگی پر مگر خدای علی وعظیم کی توفیق سے انتہی مین کہتا ہون اور خدا کی حول وقوت کی اعتماد پر حملہ کرتا ہون کہ یہ دونون
جسطرح سے اون دونون کے جہمی نہونیکے دلیل ہین اسیطرح دلیل ہین اس امر کی کہ وہ دونون حشوی نہین ہین باقی رہگئی پس یہ جو
مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیہ کیطرف سے منقول ہی کہ وہ دونون حشوی ہین نہایت درجہ کا بہتان ہے اور نہین ہے حول اور قوۃ
مگر خدای علی وعظیم کی توفیق سے (کہا مصنف نے) اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے رد مین اور اونکے غیر نے طرق صحیحہ کیساتھ
عبد اللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ اونسے پوچھا گیا کہ ہم اپنے پروردگار کو کسطرح پہچانین کہا اسطرح سے کہ پروردگار
اپنے آسمانون سے اوپر اپنے عرش پر اپنے مخلوق سے جدا ہے اور ہم جہمیہ کے طرح نہین کہتے ہین کہ خدا یہان زمین مین ہے انتہی
مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی سے ہے کہ یہ قول جسطرح جہمیہ کے مذہب کی نفی کر رہا ہی اسیطرح حشویہ کے
مذہب کی نفی کرتا ہے جس کے ثابت کرنے کے درپے مصنف ہو رہا ہے اس لئے کہ حقتعالی کا
آسمانون سے اوپر عرش پر ہونا مطابق قرآن کے ہے اور اوس کا مخلوق سے جدا ہونا اس سے
مراد اوس کی پاکی بیان کرنا ہے صفات مخلوق سے اور رد کرنا ہے جہمیہ کے اس اعتقاد کا کہ حقتعالی

ههنا في الارض وليس المراد به كونه تعالى مفارقا عن الخلق بالمسافة البعيدة في
الجهة العالية مماسا للعرش او محاذيا له وهكذا حال كلما نقله من اقاويل
الرد على الجهمية فانه عليه لا له فاتيانه في معرض الاستدلال لا يخلو عن التلبيس
والتدليس قال وله ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد
حفظت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال لا تحفظ انهم يزعمون ان الهك
الذي في السماء ليس بشيء انتهى اقول هذا القول ايضا موافق للتنزيل وليس
بمفيد لمذهب الحشوية فاتيانه ههنا غير مفيد للمصنف (قال) قال الصابوني
قال ابو عبد الله بن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث
قال سمعت الفضيل بن عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا ادري من برب
يزول عن مكانه فقل انت انا ادري من برب يفعل ما يشاء انتهى اقول
هذا القول في غاية المتانة ونهاية الرزانة تقطع مادة المنازعة كقوله تعالى
لكم دينكم ولي دين فالاستدلال به على اثبات الجهة لا يخلو عن السفاهة والبلاهة
(قال) وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله بن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية ايضا
وكانه عن فضيل اخذه صاحبه اسحق بن راهويه فقال رواه علي بن ابي صالح
قيله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى ابن ابي حاتم
ثنا علي بن الحسن بن زيد السلمي ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد
بن الحسن حبس رجلا في التجهم فتاب فحبي به الى هشام ليمتحنه فقال له
اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه فقال اشهد ان الله على
عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الحبس فانه لم يتب
انتهى اقول هذا القول ايضا يقلع مذهب الجهمية في كونه تعالى في الارض متصلا بالمكان

یہان زمین مین ہے اور اس قول سے یہ مراد نہین ہے کہ حقتعالی مخلوق سے دور دراز مسافت پر بلندی مین عرش سے ملا ہوا یا عرش کے محاذی ہے اور یہی حال اون تمام اقوال کا جنکو مصنف نے جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہی اسلئے کہ وہ اقوال مصنف کو مفر ہین مفید نہین ہین پس اونکو مقام استدلال مین نقل کرنا فریب دہی اور مکاری سے خالی نہین ہی (کہا مصنف نے) اور اوسی نے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے ابن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مین خوفناک ہو گیا ہون لوگون مین بہت رد و قدح کرتا ہون جہمیہ پر کہا تو مت خوف کر کیونکہ جہمیہ کا قول ہی کہ تیرا معبود جو آسمان مین ہی وہ کوئی شی نہین ہی انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی قرآن کے مطابق ہی اور حشویہ کو مفید نہین ہی پس اسکو یہان لانا مصنف کی حقمین فائدہ بخش نہین ہی (کہا مصنف نے) کہ ابو عبد اللہ بن ابو حفص بخاری نے بھی اپنی کتاب مین کہا ہی ابراہیم بن اشعث نے ذکر کیا کہ سنا مین نے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوے کہ جب تجھسے جہمی کہے کہ مین اسپر رب پر ایمان نہین لاتا ہون کہ جو اپنی جگہ سے ٹل جاے تو تو اسکا جواب اسطرح پر دے کہ مین ایمان لاتا ہون اسپر رب پر کہ جو جاہے کرے انتہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ قول غایت متانت اور نہایت سنجیدگی مین ہی مادہ نزاع کو قطع کرنیکو لئے شامل قول حقتعالی کے تمھارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہی پس اس قول سے اثبات جہت پر دلیل لانا سفاہت و حماقت سے خالی نہین ہی کہا مصنف نے اور فضیل کے اس قول کو ابو عبد اللہ بن اسمعیل بخاری نے بھی جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہی اور شاید اس قول کو فضیل سے اونکے شاگرد اسحق بن راہویہ نے لیا ہی پھر ابن ابی صالح کے اوپر رد کرنے کو کہا ہی قبل بخاری کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اسماء و الصفات مین صحیح سند کیساتھہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن حسن بن زید سلمی نے کہ ہشام بن عبد اللہ رازی محمد بن حسن کے تلامذہ نے ایک شخص کو جہمی ہونیکی علت مین گرفتار کیا پس اوسنے توبہ کی تو ہشام کے پاس امتحان کیلئے لایا گیا پس اونہون نے اوس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدا عزوجل اپنے عرش پر اپنے مخلوق سے جدا ہے پس اوس مرد نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا عرش پر ہے اور لیکن مین نہین جانتا ہون کہ خلق سے جدا ہونا کیا شے ہے پس اونہون نے کہا کہ اسکو پھر قید خانہ مین لیجاؤ اس لئے کہ ابھی تائب نہین ہوا ہی انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی بہت سے مذہب کو ارکیٹر رہا ہے خدا کے زمین مین مکان سے متصل ہونیکے باب مین

ولا يقيد للحشوية اصلا لان كونه تعالى على العرش موافق للتنزيل
والبيونة على الخلق رد على ما ذهب اليه الجهمية من كونه منفصلا بالمكان
ولا يلزم من قطع الاتصال الانفصال الذى يكون ببعد المسافة حتى يثبت
به مذهب الحشوية لان الاتصال والانفصال كلهما من صفات الاجسام
والله تعالى منزه عنها ولهذا حكم بعدم التوبة والرد الى المحبس (قال) وقال
عمر النسفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوى فى بيان عقيدة
اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد بن الحسن
ومن لم يتوق النفى والتشبيه زل ولم يصب التنزيه الى ان قال والعرش
والكرسى حق كما بين فى كتابه وهو مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل
شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما
ذكرنا من الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم انتهى
اقول وبه تعالى استعين فى هذا القول تصريح بان من لم يتوق النفى اى
مذهب المعتزلة والتشبيه اى مذهب الحشوية زل قدمه عن جادة السوية
ولم يصب التنزيه فالايمان بالعرش والكرسى وكونه تعالى فوقهما وسائر
المتشابهات كما بين فى كتابه واجب وبهذا يحصل التوقى عن الاعتزال
وكذلك الايمان بكونه تعالى مستغنيا عن الاستقرار على العرش وما دونه
من الفرش واجب وبهذا يتيسر التوقى عن التجسيم ويكون المؤمن بهذين
الامرين على الصراط المستقيم وهذا هو ما اجمع عليه اهل الحق فما فرع
عليه المصنف بقوله (هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما
ذكرنا من الجمع بين الامرين) فباطل كل البطلان لان ما ذكره من الجمع بين الامرين

اور حشویہ کیلئے اصلا مفید نہین ہے اس لئے کہ خدا کا عرش پر ہونا قرآن کے مطابق ہے اور خلق سے جدا ہونے مین رد
مذہب جہمیہ کا کہ حقتعالی مکان سے متصل ہے اور اتصال کی نفی سے وہ انفصال لازم نہین آتا ہے جو بعد مسافت
سے ہوتا ہے حتی کہ اس سے حشویہ کا مذہب ثابت ہو جائے اس لئے کہ اتصال و انفصال دونون صفات اجسام
سے ہین اور حقتعالی صفات اجسام سے منزہ ہے اسیوجہ سے اوسکے ثابت ہونے اور قید خانہ مین واپس لیجانیکا
حکم کیا (کہا مصنف نے) اور کہا عمدۂ حنفیہ حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی نے عقیدۂ اہلسنت مطابق مذہب
فقہائی ملت ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد بن حسن کے بیان مین اور جو کہ نہ بچا نفی و تشبیہ سے لغزش کر گیا اور اوس نے
تنزیہہ کو نہ پایا یہانتک کہ کہا اور عرش و کرسی حق ہے جیسا کہ کتاب الٰہی مین مذکور ہے اور خدا بے پرواہی عرش سے
اور ماسوائے عرش سے گھیرے ہوے ہے ہر شئے کو اور اوپر ہے اوس کے (مین کہتا ہون) کہ یہ قول جیسا کہ پوشیدہ
نہین ہے اہل بصیرت و تدبیر پر ناظر و ظاہر ہے اوس باب مین کہ جسکو ہمنے ذکر کیا ہے یعنے جمع کرنا دونون امر کا
پس تو سمجھ لے اور وہم نہ کر اور خدا اوانا ترہے انتہی صفحہ ۵۵ مین کہتا ہون اور حقتعالی سے مدد لیتا ہون کہ اس
قول مین تصریح ہے باینطور کہ جو شخص نہ بچا نفی سے یعنے مذہب معتزلہ سے اور تشبیہ سے یعنے مذہب حشویہ سے
اوس کا قدم پھسلگیا راہ استقامت سے اور نہ پہونچا وہ تنزیہہ تک پس ایمان لانا عرش و کرسی پر اور خدا کے
اونکے اوپر ہونے پر اور تمام متشابہات پر جیسا کہ کتاب الٰہی مین مذکور ہے ضروری امر ہے اور اس قدر
مذہب معتزلہ سے بچا دیتا ہے اور اسی طرح ایمان لانا خدا کے لیے پر واہونے پر عرش وغیرہ پر قرار
پکڑنے ضروری ہے اور اس طور سے حاصل ہو جاتا ہے بچا دینا مجسمہ کے مذہب سے اور ان دونون
امر کے وجہ سے مومن صراط مستقیم پر ہو جاتا ہے اور اسی پر اہلحق کا اجماع ہے پس اسپر مصنف نے
جو تفریع کی ہے اپنے اس قول سے (ھذا کما لا یخفی علی المتبصر المتامل یعنی
ناظر ظاھر فما ذکرنا من الجمع بین الامرین) پس سراسر باطل ہے۔
اس لئے کہ جمع کرنا دونون امر کا کہ جس کو مصنف نے ذکر کیا ہے۔ اجماع القیدین ہے

وهو الحمل على الظواهر للصفات كما ذهب اليه الحشوية والتنزيه للذات
استغنائها كما هو مذهب المسلمين عنها خلطوا تلفيق بين المذهبين ومستلزم
لاجتماع النقيضين فعلى المتبصر المتدبر ان يتدبر فيما قلنا كل التدبر قال ولابي
الشيخ الاصبهاني والبيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل
فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استوائه فاطرق مالك
راسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول
والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة وما اراك الا مبتدعا
ثم امر به ليخرج انتهى الى ان قال بعد بيان طرق القول المذكور
فاخرج الخلال واللالكائي بسند كله ائمة من طريق سفيان بن عيينة
والبيهقي في الاسماء والصفات من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم
قال سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش
كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة
وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق وكان ربيعة بلغه عن ذلك عن ام
المومنين ام سلمة فاخرج ابن مندة وابن مردويه واللالكائي باسانيد صحيحة عن
محمد بن اشرس الكوفي وابي كنانة الكوفي ثنا ابو المغيرة النضر بن اسمعيل الخفي ثنا
قرة بن خالد عن الحسن عن امه عن ام سلمة زوج النبي صلعم انها قالت
الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والاقرار به ايمان والجحود به كفر
ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية عن ابيه عن شريح بن النعمان
عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه قال سمعت مالك بن انس
يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا ثابت عن مالك انتهى

اور وہ عمل کرنا ہے صفات خدا کا اونکے ظاہری معانی پر جیسا کہ حشویہ کا مذہب ہے اور پاک سمجھنا اون سے
ذات خدا کو بسبب مستغنی ہونے ذات کے اون سے جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے ملا دینا ہے اور تلفیق سے دونون
مذہبون مین اور مستلزم ہے اجماع نقیضین کو پس اہل بصیرت و تدبیر پر واجب ہے کہ ہمارے اس قول مین پوری طرح سے
تدبیر کرے کہا مصنف نے اور ابو الشیخ اصبہانی اور بیہقی نے یحیی بن یحیی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مالک
ابن انس کے پاس تھے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش مستوی ہوا کیونکر ہے اوسکا مستوی ہونا
پس مالک نے اپنا سر جھکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پھر کہا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور ایمان
اسپر واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے اور میرے نزدیک تو بدعتی ہے پھر اوسکو حکم دیا کہ چلا جاے انتہی یہانتک
کہا مصنف نے بعد بیان کرنے طرق اس قول کے پس روایت کی خلال اور لالکائی نے ایسی سند کیساتھہ کہ اوسکے کل
رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ کی طریق سے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین عبد اللہ بن صالح بن مسلم کے طریق سے
کہ کہا اونہون نے کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچھا گیا حقتعالی کے قول استوی علی العرش کو کہ کیونکر مستوی ہوا کہا کہ استوا
غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کے طرف سے بھیجنا ہے اور رسول پر پہونچانا ہے
اور ہمپر تصدیق کرنا ہے اور شاید کہ ربیعہ کو ایسا ہی پہونچا ہے ام المومنین ام سلمہ سے پس روایت کی
ابن مندہ و ابن مردویہ و لالکائی نے صحیح سندون کے ساتھہ محمد بن اشرس کوفی و ابو کنانہ کوفی سے کہ
بیان کیا ہمسے ابو منیرہ نضر بن اسمعیل حنفی نے کہ بیان کیا ہمسے قرہ بن خالد نے بروایت حسن اونہون نے
روایت کی اپنی والدہ ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے کہ فرمایا اونہون نے استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر
معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا انکار کرنا کفر ہے اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے
رد مین اپنے باپ سے اونہون نے شریح بن نعمان سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع صائغ سے
جو امام مالک کے صحبت یافتہ اور اون کے خاص لوگون مین سے ہین کہا اونہون نے کہ سنا مینے
امام مالک بن انس سے کہ وہ کہتے تھے کہ حقتعالی آسمان مین ہے اور اوس کا علم ہر جگہ
مین ہے کہا ذہبی نے کہ یہہ روایت ثابت ہے امام مالک سے انہی ۔

اقول ومن الله التوفيق لما فرغ المصنف عن الاستدلال باقوال
الامام الاعظم رضي الله عنه واصحابه شرع في الاستدلال باقوال الامام مالك رضي الله عنه
واحبابه وجمع كلما تمسك به منها في هذا القول وهذا ايضا
اقتفاء منه بشيخه ابن تيمية فعلينا ان ننقل كلام ابن تيمية وكلام
العلامة الحلبي في رد عليه من التنبيه كي يتضح الاحوال وتنكشف
حقيقة المقال فقال العلام المفتي محمد سعيد رحمه الله في التنبيه
في صفحة ٣٣ روى الخلال باسناد كلهم ائمة عن سفيان بن عيينة قال
سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى الرحمن على العرش استوى
كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله
الرسالة وعلى الرسول البلاغ المبين وعلينا التصديق قال ابن تيمية
وهذا الكلام روى عن مالك ابن انس تلميذ ربيعة من غير وجه منها
ما رواه ابو الشيخ الاصبهاني وابو بكر البيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند
مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى
كيف الاستواء فاطرق مالك برأسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء
غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب موافق لقول العلماء
امروها كما جاءت بلا كيف فانهم نفوا علم الكيفية ولم ينفوا حقيقة الصفة
ولو كان القوم قد امنوا باللفظ المجرد من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله
تعالى لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ولما قالوا امروها
كما جاءت بلا كيف فان الاستواء حينئذ لا يكون معلوما بل مجهولا
بمنزلة حروف المعجم وايضا فانه لا يحتاج الى نفي علم الكيفية اذ الفهم

ہین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے گہ ہرگاہ مصنف فارغ ہوا امام اعظم اور اونکے اصحاب کے اقوال سے
دلیل لانیسے شروع کیا دلیل لانے مین امام مالک اور اونکے احباب کے اقوال سے اور اونکے جسقدر اقوال سے
متمسک کیا ہے اسکو اس قول مین جمع کر دیا اور یہ بہی مصنف نے پیروی کی ہے اپنے شیخ ابن تیمیہ کی پس ہمکو لازم ہے
کہ ہم ابن تیمیہ کا کلام اور علامہ حلبی کا کلام اوس کے رد مین تنبیہ سے نقل کر دیوین تاکہ احوال واضح ہو جائے
اور اس کلام کی حقیقت کہلجائے علامہ مفتی محمد سعید رحمہ اللہ نے تنبیہ کے صفحہ ۳۳۹ مین کہا ہے کہ روایت کی
خلال نے ایسی سند کے ساتہہ کہ کل رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ سے کہا کہ ربیعہ بن عبدالرحمن سے پوچہا گیا
حقتعالی کے قول الرحمن علی العرش استوی کو کہ استوا کیونکر ہے کہا اونہون نے کہ استوا غیر مجہول ہے
اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کے طرف سے بہیجنا ہے اور رسول پر صاف صاف پہونچانا ہے اور ہمپر
تصدیق کرنا ہے کہا ابن تیمیہ نے اور یہ کلام روایت کیا گیا ہے مالک بن انس سے کہ شاگرد ہین ربیعہ کے
بچند وجود منجملہ اونکے وہ ہے کہ اسکو روایت کیا ابو الشیخ اصبہانی و ابو بکر بیہقی نے یحیی بن یحیی سے کہا کہ
ہم مالک بن انس کے پاس تہے پس ایک مرد نے آکر کہا کہ اے ابو عبداللہ رحمن عرش پر مستوی ہوا کیونکر ہے استوا
پس مالک نے اپنے سر کو جہکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پہر کہا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور اسپر
ایمان لانا واجب ہے یہ قول موافق ہے باقی ائمہ کے قول کے کہ جاری کرو صفات متشابہات کو جسطرح پر کہ نازل ہوئی
ہین بدون کیفیت کے پس اونہون نے علم کیفیت کی نفی کی ہے اور حقیقت صفت کی نفی نہین کی ہے اور اگر
یہ لوگ ایمان لائے ہوتے مجرد لفظ پر بدون سمجہنے اوسکے معنی کے اوسطور پر کہ خدا کے لائق ہین تو امام مالک نہ کہتے
کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور نہ ائمہ دین یہ کہتے کہ صفات کو جاری کرو جسطور پر کہ آئی
ہین بدون کیفیت کے اس لئے استوا اس حالت مین معلوم نہین ہوتی بلکہ مجہول رہتی بمنزلہ حروف
معجم کے اور نیز اس کو حاجت نہین ہے علم کیفیت کے نفی کرنیکی جبکہ لفظ سے کوئی معنی ہی نہ سمجہے جائین۔

من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا ثبتت الصفات انتهى
قال العلامة الحلبى فى رده وروى قول الربيعة ومالك الاستواء غير مجهول
فليت شعرى من قال انه مجهول بل انت زعمت انه لمعنى علمته واردت
ان تعزوه الى الامامين ونحن لا نسمع لك بذلك ثم نقل عن مالك انه
قال للسائل الايمان به واجب والسوال عنه بدعة وما اراك الا
مبتدعا فامر به فاخرج فيقال له ليت شعرى من امتثل منا قول مالك هل
امتثلناه نحن حيث امرنا بالامساك والجمنا العوام عن الخوض فى ذلك
او امتثله هو حيث جعله وارسنة يلقيه ويلفقه ويلقنه ويكتبه ويدرسه و
يامر العوام بالخوض فيه وهل انكر على المستفتى فى هذه المسئلة بعينها واخرجه
كما فعل مالك رضى الله فيها بعينها وعند ذلك يعلم ان ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
انتهى اقول معنى قول ام سلمة ام المومنين رض وقول الامام مالك رح الاستواء غير
مجهول اى بالمعنى اللغوى لكنه يستلزم التكييف والتحديد وهو غير معقول فى حقه
تعالى لانه غنى عنه لكن الاقرار بان الاستواء صفة من صفاته تعالى لا يعلم
ماذا اراد بها واجب الاذعان لورود التنزيل به والجحود باصل الاستواء كما فعله
الجهمية كفر لانه يفضى الى انكار صفة من صفاته تعالى وعلى هذا بطل ما قاله
ابن تميمة من ان القوم لو امنوا بمجرد اللفظ من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى
لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول انتهى لان القوم لو امنوا به بعد ان
فهموا معناه الذى يليق به تعالى لما قال الامام مالك والكيف غير معقول لان الكيف
بعد تعيين المعنى المراد والعلم به لا يبقى مجهولا فلا بعد من المتشابهات وايضا بطل
قال له من انه لا يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى

اور نفی علم کیفیت کی حاجت تو جب ہے کہ جب صفات ثابت ہون انتہی علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہوا روایت کیا ابن تیمیہ نے
قول ربیعہ و مالک کا کہ استوا غیر مجہول ہے پس کاش مجھکو معلوم ہوتا کسنے کہا ہے کہ وہ مجہول ہے بلکہ تو نے اعتقاد کر لیا ہے کہ
اوس معنی کیلئے ہے کہ جس کو تو نے معین کر لیا ہے اور تیرا ارادہ ہے کہ وہ دونون امامون کیطرف اوسکو منسوب کر دے اور اوسکو
تجھے نہین ملتے ہین پھر نقل کیا امام مالک سے کہ کہا اونہون نے سائل کو اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے
اور مجھکو تو بدعتی معلوم ہوتا ہے پس اوسکو حکم دیا گیا پس نکالا گیا پس ابن تیمیہ سے کہا جاتا ہے کہ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کس
نے امام مالک کے قول پر عمل کیا ہے ایا ہمنے اوس پر عمل کیا ہے اس لئے کہ ہمنے حکم دیا ہے کف لسان کا اور عوام
لگام پہنا دیا ہے اوسمین خوض کرنے سے یا ابن تیمیہ نے عمل کیا ہے اسلئے کہ اوس نے اسکو بدعت کا گمراہ قرار دیا ہے
کہ جسکا القا و تلقین و تحریر و تدریس کرتا ہے اور عوام کو حکم دیتا ہے اسمین خوض کرنے کا اور کیا ابن تیمیہ نے اس مسئلہ کے پوچھنے
والے کو ناپسند کیا ہے اور اوسکو نکالدیا ہے جسطرح کہ مالک نے حاصل اس مسئلہ مین کیا تھا اور اسوقت معلوم ہوجائیگا کہ جو کچھ
ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے اوسپر حجت ہے نہ کہ اوسکے لئے انتہی میں کہتا ہون کہ معنی قول ام سلمہ
ام المومنین کے اور قول امام مالک کے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہین کہ معنی لغوی غیر مجہول ہے لیکن وہ مستلزم ہے تکیف اور
تجدید کو اور خدا کے حقین غیر معقول ہے اسلئے کہ حقتعالی اوس سے غنی ہے لیکن اقرار اس امر کا کہ استوا ایک صفت ہے صفات خدا مین
پر ہمکو معلوم نہین کہ خدا نے اوس سے کیا ارادہ کیا ہے واجب الاعتقاد ہے بہ سبب ورود قرآن کے اسپر اور انکار اصل استوا کا
جیسا کہ کیا ہے جہمیہ نے کفر ہے اس لئے کہ اس سے خدا کی صفات مین سے ایک صفت کا انکار لازم آتا ہے
اور اسی سے باطل ہوگیا جو کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ ائمہ دین اگرچہ لفظ پر ایمان لانے بدون سمجھنے اسکے معنی
جو خدا کے لائق ہین تو امام مالک یہ نہ کہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے انتہی اسلئے کہ ائمہ دین
اگر اسپر ایمان لانے بعد لیے معنی سمجھنے کے جو شایان خدا کے لائق ہین تو امام مالک یون نفرماتے کہ کیفیت
غیر معقول ہے اس لئے کہ بعد معین کر لینے معنی مراد کے اور اوس کو جان لینے کہ کیفیت مجہول نہین رہتی ہے
پھر اوس کا متشابہات مین شمار نکیا جاتا اور نیز باطل ہوگیا جو کہ اوس نے کہا ہے کہ نفی علم کیفیت
کی حاجت نہین رہتی ہے مگر لفظ سے کچھ معنی نہ سمجھے جاتے تو بھی حاجت ہے

علم الكيفية اذ لثبت الصفات انتفى لان المراد بالكيفية تعيين المعنى المراد وثبوت اصل الصفة
المراد بالاستواء لا يستلزم القول بالمعنى اللغوي حتى يقال ان المراد بقول مالك الاستواء غير
مجهول عن الاستواء محمول على ظاهره واما كيفية ذلك المعنى فغير معقول فكما لا يحتاج الى نفي
علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى كذلك لا يحتاج اليه اذا علم ان المراد باللفظ معناه اللغوي
فلزم علينا والزم علينا مع انا لم نقل بانه لا يفهم من المتشابه معنى حتى يرد علينا قوله لا يحتاج
الى نفي علم الكيفية حينئذ فصدق ما قاله العلامة الحلبي في رده ان ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
ولله الحمد ولما فرغ عن الاستدلال بقول الامام مالك شرع في الاستدلال بما قاله الامام الشافعي و
اتباعا فقال (وروى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الاسلام ابو الحسن علي الهكاري وغيرهما
في جمعهم عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي انا عليها ورأيت اهل الحديث عليها الذين
رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الاقرار بشهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وذكر
اشياء ثم قال وان الله فوق عرشه على سمائه يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل الى سماء الدنيا كيف
يشاء وذكر سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن عثمان البدوي قال هذه وصية محمد بن
ادريس الشافعي اوصى ان يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وذكر الوصية الى ان قال فيها والقرآن
كلام الله غير مخلوق وان الله تعالى يرى في الآخرة عيانا ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وانه تعالى
وذكر سائر الوصية انتهى اقول وبعد تعالى لاستبين ان هاتين الروايتين عن الامام الشافعي مما احتج به الحشوية
نقلها المنفي العلامة في التنبيه ثم قال لا يخفى ان هاتين الروايتين غير ثابتين لم ينقلهما اصحابه عنه في كتبهم ولم
يذكرهما البيهقي وغيره في اعتقاد الشافعي قال المزني سمعت الشافعي عن مسئلة في الكلام فقال اسئلني عن شيء
اذا اخطأت فيه قلت اخطأت ولا تسئلني عن شيء اذا اخطأت فيه قلت كفرت ذكره الحافظ ابن حجر في مناقب
الامام في باب اعتقاده بسنده اليه ومن ثم قال الذهبي بعد ذكر الروايتين المذكورتين بل رواه ابن ابي حاتم
عنه وقال فيه نثبت هذه الصفات وننفي عنها التشبيه كما نفى عن نفسه فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير

جبکہ صفتا کا ثبوت ہوجاتا ہی اسلئے کہ مراد کیفیت سے معین کرنا ہی معنی مراد کا اور ثابت ہونا اصل صفت کا جو کہ استوا سو ظاہر ہی نہین جسلزم ہی معنی لغوی کے قائل
ہونیکے حتی کہ کہا ہی کہ مراد امام مالک کے اس قول سے کہ استوا غیر مجہول ہی یہ ہی کہ استوا محمول ہی اپنے ظاہر معنی پر لیکن کیفیت اوس معنی کی غیر معقول ہی پس جسطرح
نفی علم کیفیت کی حاجت نہین ہوتی ہی جبکہ لفظ سے کوئی معنی نہ سمجھ جائین اوسکی حاجت نہین ہوتی ہی جبکہ معلوم ہوجائے کہ مراد لفظ سے اوسکے معنی لغوی ہین
پس لازم آگیا ابن تیمیہ پر وہ اعتراض کہ اوس نے لازم کیا تھا ہمپر یا انکہ ہمنے نہین کہا ہی کہ متشابہ سے کوئی معنی نہین سمجھتے حتی کہ ہمپر اوسکا یہ قول (الیعتاج
الی نفی علم الکیفیۃ حینئذ) وارد ہو پس صادق آگیا جو کہ علامہ حلبی اوسکے رد مین کہا ہی کہ جو کچھ ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے
حجت ہی اوسپر نہ کہ اوسکے واسطے اور خدا ہی کیلئے سب تعریفین ثابت ہین اور جبکہ فارغ ہوا مصنف امام مالک کے قول سے دلیل لانیسے شروع
کیا دلیل لانا امام شافعی اور اونکے اتباع کے اقوال سے اور کہا اور روایت کیا حافظ عبدالغنی مقدسی و شیخ الاسلام ابو نعیم اصبہانی بخاری
وغیرہ نے اپنی مجمع مین عقیدہ امام شافعی کا کہا امام شافعی نے کلام اوس طریقہ مین کہ جسپر مین ہون اور مین نے محدثین کو اوسپر دیکھا ہے جن سے کہ
مجھکو لقا حاصل ہے جیسے کہ سفیان و مالک وغیرہ اقرار کرنا ہے اس امر کی گواہی کا بجز خدا کے کوئی معبود نہین ہی اور محمد خدا کے رسول ہین
اور ذکر کیا چند امور کا پھر فرمایا اور اقرار اس امر کا کہ خدا اپنے عرش پر ہے اپنے آسمان کے اوپر ترتیب ہی اپنی مخلوق سے جسطرح پر کہ چاہتا ہی
نزول فرمانا ہی آسمان دنیا کیطرف جسطرح پر کہ چاہتا ہی اور ذکر کیا تمام عقاد کو اور روایت کی مقدسی اور بخاری نے حسن بن شقیق سے کہا کہ
کہ یہ وصیت ہی محمد بن ادریس شافعی کی وصیت کی کہ گواہی دیتا ہی اس امر کی کہ نہین ہی کوئی معبود بجز خدا کے وہ یکتا ہی کوئی اوسکا شریک نہین ہے
اور ذکر کیا وصیت کو یہانتک کہ کہا اوسمین اور قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہی اور یہ کہ حقتعالی کا آخرت مین دیدار ہوگا آنکھون سے دیکھینگے اوسکیطرف
ایمان والے اور سنینگے اوسکے کلام کو اور یہ کہ حقتعالی عرش پر ہی اور ذکر کیا تمام وصیت کو انتہی مین کہتا ہون اور حقتعالی ہی سیدھا بتلانیوالا ہے
دونون روایتین امام شافعی سے مجلہ اون دلائل کے ہین کہ جن سے حشویہ نے حجت پکڑی ہی نقل کیا اونکو بعض علما سے متقدمین مین سے کہا کہ نہین پوشیدہ ہے کہ
دونون روایتین ثابت نہین ہین انکو امام شافعی کے اصحاب نے اپنی کتابون مین نقل نہین کیا اور ترا انکو بیہقی وغیرہ نے امام شافعی کو اعتقادین کرکیا ہی کہا
مزنی نے کہ پوچھا مینے امام شافعی سے ایک مسئلہ علم کلام کا پس کہا اونہون نے کہ سوال کر مجھسے ایسی شی کا کہ سب مین اوسمین خطا کرنیوالا تو کہ تو کہ خدا کی تو نے
اور مت سوال کر مجھسے ایسی شی کا کہ جب مین خطا کرون اوسمین تو کہے کہ کافر ہوگیا تو ذکر کیا اسکو حافظ ابن عساکر نے امام شافعی کو مناقب مین اوسکے اعتقاد کے
باب مین اپنی سند کے ساتھ اون تک اور نہین سے ذہبی نے کہا ہے ان دونون روایتون کے ذکر کرنیکے بعد جو کہ روایت کیا ابن ابی حاتم نے اون سے اور کہا ہی اوسنے کہ
ہم ثابت کرتے ہین ان اضافات کو اور نہین کرتے ہم اون سے تشبیہ کو جسطرح کہ خدا نے اپنی ذات سے نفی کی ہی اور فرمایا ہی کہ اوسکا مانند کوئی شی نہین ہی اور وہی ہے سمیع

حنبل رد على من خرج الاسلام في عقيدة التاسعي وغيره باسناد كلهم ثقات انتهى وهذا القول يدل
على ان اعتقاد السلف نقول نثبت هذه الصفات رد للجهمية وقولنا ننفي عنها التشبيه رد على
المشبهة وقد ذكر ابن ابي زمنين في كتاب السنة في خطبته انه لا يبلغ الواصفون كنه عظمته وانه يجب
على كل احد ان يعتقد ان الله تعالى ليس كمثله شيء قال الامام الرازي وهذا الكلام يدل على انه كان يعتقد ان الله تعالى ليس بجسم
ولا يحيط به البلغ الواصفون كنه عظمته وهذا القدر وانه كان كلاما قليلا الا انه كاف في الغرض
لان قوله تعالى ليس كمثله شيء كاف في هذا الغرض انتهى قول وايضا يكفي في الجواب عما اورده المصنف
ما ذكره الحافظ عبد الرحمن بن ابي حاتم فالقاضي الشهيد ابو الحسين محمد بن القاضي
ابي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ ابو موسى المدني فالحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاده
الذي رواه عن يونس بن عبد الاعلى المصري قال سمعت ابا عبد الله محمد بن ادريس الشافعي يقول وقد سئل عن
صفات الله عز وجل وما ينبغي ان يؤمن به فقال لله تبارك وتعالى اسماء وصفات جاء بها كتابه واخبر بها
نبيه صلعم امته لا يسع احدا من خلق الله قامت عليه الحجة الا الايمان بها اذ القرآن نزل به وصح عند
من سمع النبي صلعم فيما روى عنه العدل فان خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه فهو بالله
كافر فاما قبل ثبوت الحجة عليه من جهة الخبر فمعذور بالجهل لان علم ذلك لا يدرك
بالعقل ولا بالروية ولا بالفكر الى ان قال بعد ذكر المتشابهات
الواردة ونحن نثبت هذه الصفات وننفي التشبيه كما نفى ذلك
عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير انتهى
اقول بتوفيقه تعالى دعوته هذا كله حجة على المصنف وليس بمفيد له
لان قول الامام (ونحن نثبت هذه الصفات) رد لمذهب الجهمية حيث
انكروا بها وقوله (وننفي التشبيه) رد لمذهب الحشوية حيث حملوها على ظواهرها حتى لزم منه التشبيه
والاستدلال به على ما ادعاه المصنف ليس بصحيح والله الموفق للصواب والمسير للصفح والفتح للابواب وعنده ام الكتاب

کہا امام رازی نے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ امام شافعی معتقد تھے کہ خدا جسم ہے اور نہ جہت مین ہے ورنہ البتہ پہونچ جاتے وصف بیان کرنیوالے اوس کی عظمت کی کہنہ کو اور اسقدر۔ اگرچہ تھوڑا سا کلام ہے مگر یہ کافی ہے غرض کے لئے جسطرح کہ قول حق تعالے کا لیس کمثلہ شئ۔ کافی ہے اس غرض کیلئے انتہے مین کہتا ہون اور نیز کافی جواب ہے مین اوس قول کے کہ جسکو مصنف نے اس کے بعد نقل کیا ہے اور کہا ہے (اور روایت کیا حافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم نے پھر قاضی شہید ابوالحسین محمد بن قاضی ابو یعلی محمد بن فراء حنبلی نے طبقات حنابلہ مین اور حافظ ابوموسے مدنی نے پھر حافظ عبدالغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی من یونس بن عبدالاعلی مصری سے کہا اونہون نے کہ سنا مینے ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی سے کہ وہ اور اون سے پوچھا گیا تھا اوا صفات خدا عزوجل کا اور دیگر ایمانیات کا یا کہ حق تبارک وتعالی کے لئے اسماء وصفات ہین کہ جنکی خبر کتاب الہی مین ہے اور نبی صلعم نے اپنی امت سے اونکو بیان کیا ہے نہین وہ ہر شخص کو خدا کی مخلوق مین سے کہ جسپر قائم ہوگئی ہے حجت کہ اوپر ایمان لائے قرآن اوس کی ساتھ اترا ہے اور اوس کے نزدیک ثابت ہوگیا نبی صلعم کے قول سے اوس روایت مین کہ جسکو ثقہ نے بیان کیا ہے پس وہ خلاف کرے اوسکا بعد ثابت ہونے حجت کے اوسپر پس وہ شخص کافر ہے خدا سے لیکن ثبوت حجت سے پہلے خبر کی جہت سے پس وہ معذور ہے نہ جاننے کے سبب سے اس لئے کہ اسکا علم نہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور نہ سوچنے اور فکر کرنے سے یہانتک کہ کہا بعد ذکر چند متشابہات کے کہ اور ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور نفی کرتے ہین تشبیہ کی جیسا کہ تشبیہ کی نفی بیان کی ہے مقتعا نے اپنے نفس سے پس فرمایا کہ اوس کے مانند کوئی شے نہین ہے اور وہی سمیع وبصیر ہے انتہے مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ یہ تمام حجت ہے مصنف اور اوسکو مفید نہین ہے واسطے کہ امام کا یہ قول (ونحن نثبت ہذہ الصفات) رد ہے مذہب جہمیہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کا انکار کیا ہے اور قول امام کا ونتقی التشبیہ رد ہے مذہب حشویہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کو اون کے ظاہری معانی پر حمل کیا ہے یہانتک کہ اوس سے تشبیہ لازم آگئی ہے پس اس قول سے دلیل لانا مصنف کا اپنے دعوی پر صحیح نہین ہے اور خدا ہی توفیق دینے

قال وروى السلفي فالذهبي عن علي بن عبد الله الحلواني قصة
حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المزني يسئلونه ويستعلونه منه
فكتب اليهم الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير
العليم الخبير المنيع الرفيع عالٍ على العرش بائن من خلقه وروى اللا
لكائي عن المروزي قال قلت لابي عبد الله احمد بن حنبل
ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو
رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلا حد ولا صفة
وروى الخلال عن يوسف بن موسى القطان قيل لابي عبد الله
احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة على عرشه بائن من خلقه
وعلمه وقدرته لكل مكان قال نعم وروى القاضي ابو الحسين
محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة في ترجمة ابي العباس
احمد بن جعفر الفارسي الاصطخري بسنده عنه قال قال ابو
عبد الله احمد بن محمد بن حنبل هذه مذاهب اهل العلم
واصحاب الاثر واهل السنة المتمسكين بعروتها المعروفين بها
المقتدى بهم فيها من لدن النبي صلى الله عليه واله وسلم
الى يومنا هذا اذا درکت من ادرکت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم
عليها فمن خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب
قائلها فهو مخالف مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة
وسبيل الحق ثم ساقها بطولها وفيها وخلق سبع سموات بعضها
فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق بعض وبين الارض العليا

والسماء الدنیا خمسمائة عام وبین کل سماء الی سماء مسیرة خمسمائة عام والماء فوق السماء العلیا السابعة وعرش الرحمن عز وجل فوق الماء والله عز وجل علی العرش والکرسی موضع قدمیه وهو یعلم ما فی السموات والارضین السبع وما بینهما وما تحت الثری وما فی قعر البحار الی قوله ویعلم کل شی لا یخفی علیه من ذلک شئ وهو علی العرش۔ (کہا مصنف نے) اور روایت کی سلفی نے پھر ذہبی علی بن عبد اللہ حلوانی سے ایک حکایت کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ اونھون نے اور اونکے یارون نے مزنی کو خط لکھا اوس مین اونھون نے حق تعالی کی صفات کو پوچھا تھا پس مزنی نے اونکو جواب لکھا کہ حق تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے دانا و خبردار ہے روکنے والا ہے بلند اور اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور روایت کی لالکائی نے مروزی سے کہ کہا اونھون نے کہ مینے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا کہ حق تعالی کے قول (وهو معکم ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم) کے معنی مین کہا کہ اوسکا علم سبکو گھیرے ہوی ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے بدون حد کے اور بدون صفت کے اور روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ اللہ ساتوین آسمان سے اوپر اپنی عرش پر مخلوق سے جدا ہے اور اوسکا علم وقدرت ہر جگہ ہے کہا کہ ہان اور روایت کی قاضی ابو الحسین محمد بن فراء حنبلی نے طبقات حنابلہ مین ابو العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے احوال مین ساتھ اپنی سند کے اون سے کہا کہ کہا ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل نے کہ یہی مذاہب ہین اہل علم و اہل اثر و اصحاب سنت کے جو کہ پکڑنیوالے ہین سنت کی رگونکو اور سنت کی ساتھ مشہور ہین اور سنت کے بات مین پیشوا ہین بنی صلعم کے زمانہ سے اجتک مینے انہین عقائد پر پایا ہے جسکو پایا ہے علمای حرمین و شام وغیرہ کو پس جو ان مذاہب مین کچھ بھی خلاف کیا یا طعن کیا اونکو قائل پر عیب لگے گا پس مخالف جو بدعتی ہے اہلسنت کی جماعت سے خارج ہے راہ سنت و طریق حق سے ہٹا ہوا ہے پھر اون مذاہب کے بیان کیا الحالت کے ساتھ اور اونمین تھا کہ (اور پیدا کیا سات آسمانونکو بعض اوپر بعضکے اور سات زمینونکو بعض اوپر بعض کے اور درمیان اوپر کی زمین و آسمان دنیا کے پانسو برس کی مسافت ہے اور درمیان ہر آسمان کے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی مسافت ہے اور ساتوین آسمان بلند کے اوپر پانی ہے اور خدائے عزوجل کا عرش)

فوق السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى آخرها
هنا واقواله فيه كثيرة جدا انتهى اقول وبعونه وقوته تعالى اصول لما فرغ المصنف
عن الاستدلال بقول الامام الشافعي شرع في الاستدلال بقول الامام احمد بن حنبل في هذا
القول فلنبين في جوابه اعتقاد الامام احمد في هذا الباب برواية الثقات من اهل
السنة والكتاب نقلا من التنبيه قال المفتي العلامة في صحيفة من التنبيه
قال الامام احمد بن حنبل رضي الله عنه لا يوصف الله تعالى الا بما وصف به
نفسه او وصفه به رسوله لا يتجاوز القرآن والحديث الخ وقد قدمنا هذا القول
في المقدمة بتمامه نقلا عن ابن تيمية وهو جوامع الكلم ساق فيه ادلة
المتكلمين وهو حجة على الحشوية قال ابرهيم بن ابان الموصلي سمعت ابا عبد الله
وجاءه رجل فقال اني سمعت ابا ثور يقول ان الله خلق ادم على صورة
نفسه فاطرق طويلا ثم ضرب بيده على وجهه ثم قال هذا كلام سوء هذا كلام
جهم لا تقربوه رواه ابن ابي يعلى وقال عبد الله سالت ابي عن قوم يقولون لما
كلم الله موسى لم يتكلم بصوت فقال ابي تكلم تبارك وتعالى بصوت
وهذه الاحاديث نرويها كما جائت ذكره ابن ابي يعلى قلت وهذه الاقوال تدل
صريحا ان اعتقاده اعتقاد السلف من التوقف والتفويض في ايات
الصفات واحاديثها قال محمد بن محمد السعدي الحنبلي في كتابه
في مناقب الامام احمد في بيان اعتقاده كان يذهب الى مذهب
السلف مع القول بالتنزيه ونفي التشبيه وربما اول في بعض المواضع
قال حنبل بن عم الامام احمد سمعت عمي يقول احتجوا على يوم المناظرة
فقالوا يجيء يوم القيمة سورة البقرة وتجيء سورة تبارك قال فقلت لم انما هو الثواب قال الله

پانی کے اوپر ہے اور خدائی عزوجل عرش پر ہے اور کرسی پر اوسکی دونو پیر ہین اور وہ جانتا ہی جو کچھہ کہ آسمانو نمین اور ساتون زمینون مین ہے اور جو کچھہ اون دونونکے درمیان ہی اور جو کچھہ خاک نمناک کے نیچے ہی اور جو کچھہ دریا کے قعر مین ہے یہانتک کہا اور جانتا ہی ہر شی کو پوشیدہ نہین اوسپر اس تمام سی کچھہ اور وہ عرش پر ہی ساتوین آسمان سی اوپر اور اوسکی کرسی نار و نور و ظلمت کے پردے ہین اور وہ چیزین ہین کہ جنکو وہی زیادہ جانتا ہی اس عالم کو آخر تک اور امام احمد کے اقوال اس باب مین یقیناً بہت ہین انتہی مین کہتا ہون اور حقتعالی کی مدد و قوت سی حملہ کرتا ہون کہ ہرگاہ مصنف فارغ امام شافعی کے قول سی استدلال کرنے سی شروع کیا دلیل لایا امام احمد بن حنبل کے قول سی اپنے اس قول مین پس چاہیے کہ اسکے جواب مین ہم اعتقاد امام احمد کا جو اسباب مین ہے ثقات اہل سنت کی روایت سی بیان کرین تنبیہ سی نقل کرکے کہا مفتی علامہ نے تنبیہ کے صفحہ (۱۰۰) مین کہ کہا امام احمد بن حنبل نے کہ نہ وصف کیا جائے حقتعالی کا مگر اوس صفت کیساتھ کہ جس سے خود اوسنے اپنی ذات کو یا اوسکے رسول نے اوسکو موصوف کیا ہی ہم نہین آگے بڑھتے ہین قرآن و حدیث سی آخر تک اور اس قول کو ہم پہلے مقدمہ مین بھی بیان کر آئے ہین پوری طور پر ابن تیمیہ سے نقل کرکے اور یہ جوامع کلمات کو شامل ہی بیان کیا ہے اس قول مین متکلمین کی دلیلونکو اور یہ قول محبستہ ہی اور چنوبہ کے کہا ابراہیم بن ابان موصلی نے کہ سنا مینے ابو عبداللہ سے اور آیا اونکے پاس ایک مرد اور کہا کہ مینے سنا ہی اباثور سے کہ وہ کہتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی ذات کی شکل پر پس اونہون نے دیر تک سر جھکائے رکھا پھر اپنا ہاتھ اپنے مونہہ پر مارا اور کہا کہ یہہ کلام بدی کا ہے یہ کلام جہم کا ہے اوسکے نزدیک نہ جاؤ تم روایت کیا اسکو ابن ابی یعلی نے اور کہا عبداللہ نے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ سے اون لوگونکا حال جو کہتے ہین کہ جب کلام کیا خدا نے موسی سے تو آواز کیساتھ نہین کلام کیا پس کہا میرے باپ نے کہ کلام کیا حق تبارک و تعالی نے آواز کیساتھ اور ان حدیثون کو ہم روایت کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ انکا ورود ہوا ہی اوسکو ذکر کیا ابن ابو یعلی نے مین کہتا ہون اور یہ اقوال صریحاً دلالت کرتے ہین اسپر کہ امام احمد کا اعتقاد مطابق اعتقاد سلف کے ہے آیات و احادیث صفات مین تفکر نا اور سونپنا اونکا علم خدا کو کہا محمد بن محمد سعدی حنبلی نے اپنی کتاب مین مناقب امام احمد مین انکے اعتقاد کو بیان کیا ہے جاننا چاہیے کہ مذہب سلف کیطرف منتہا قائل ہونے تفویض کے ہے نہی کرنے تنبیہ کے اور بعض مواضع مین تاویل بھی کرتے ہین جیسا کہ ابو الفرج ابن الجوزی نے کہا ہے کہ سنا مینے ابو بکر بن عبدالباقی سے کہا سنا مینے ابو الحسین بن الفراء سے کہا سنا مینے ابو بکر بن حامد سے کہا سنا مینے ابو عبداللہ بن حامد سے کہا سنا مینے ابو بکر عبدالعزیز سے کہا سنا مینے ابو بکر خلال سے کہا سنا مینے ابو بکر مروزی سے کہا سنا مینے ابو عبداللہ سے کہ اوسسے پوچھا گیا اوسکے قول کے معنی کہ قیامت کے دن آویگی سورہ تبارک کہ پس مینے جواب دیا کہ اوس سے مراد ثواب ہے کہا حقتعالی نے

جل ذكره وجاء ربك والملك صفا صفا وانما تاتى قدرته القران
المثال ومواعظ وامر ونهى وكذا وكذا انتهى قال المحقق الشيخ بن حجر المكى
الهيتمى فى فتاوه عقيدة امام السنة احمد بن حنبل رضى الله عنه وارضاه
وجعل جنان المعارف متقلبه ومثواه وفى الفردوس ماواه وافاض عليه
من سوابغ امتنانه وبوأه الفردوس الاعلى من جنانه موافقة لعقيدة
اهل السنة والجماعة من المبالغة التامة فى تنزيه الله تعالى عما يقول الظالمون
والجاهدون علوا كبيرا من الجهة والجسمية وغيرها من سائر سمات النقص
بل ومن كل وصف ليس فيه كمال مطلق وما اشتهر من جهلة المنسوبين
الى هذا الامام الحبر المجتهد الاعظم من انه قائل بشئ من الجهة او نحوها فكذب
وبهتان وافتراء عليه فلعن الله من نسب ذلك اليه ورماه بشئ من هذه
المثالب التى براءه الله منها وقد بين الحافظ الحجة القدوة الامام ابو الفرج بن
الجوزى من ائمة مذهبه المبرئين من هذه الوصمة القبيحة الشنيعة ان كل ما نسب اليه
من ذلك كذب عليه وافتراء وبهتان وان نصوصه صريحة فى بطلان ذلك
وتنزيه الله تعالى عنه فاعلم ذلك فانه مهم وقال واياك وان تصغى الى
ما كتب ابن تيميه وتلميذه ابن قيم الجوزى وغيرهما ممن اتخذ الهه هواه
واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة
فمن يهديه من بعد الله وكيف وقد تجاوزوا هؤلاء الملحدون الحدود و
تعدوا الرسوم وحرفوا اشباح الشريعة والحقيقة وظنوا بذلك انهم على
هدى من ربهم وليس كذلك بل هم على اسوء الضلال واقبح الخصال
وابلغ المقت والخسران وانى الكذب والبهتان فخذل الله سعيهم

اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف بصف اور آئیگی قدرت اوسکی قران عبارت ہی امثال و مواعظ و امر و نہی
وغیرہ وغیرہ سے انہی کہا محقق شیخ ابن حجر مکی ہیتمی نے اپنے فتاوی مین کہ عقیدہ امام سنت احمد بن حنبل کا
راضی ہو خدا اون سے اور راضی کرے اونکو اور کرے معارف کی جنتونکو اونکا ٹھکانا اور سرگاہ اور کرے فردوس مین
اونکا مقام اور جاری کرے اونپر اپنے کامل احسانات کو اور رہیا کرے اونکو لیوا اپنی جنتو نمین سے فردوس اعلی کو موافق
ہی اہلسنت وجماعت کے عقیدہ سے یعنے پورا مبالغہ کرنا حقتعالی کی پاکی بیان کرنیمین اون چیزون سے کہ
جنکے ظالم و منکر قائل ہین جہت و جسمیت وغیرہ تمام علامات نقصان سے بلکہ ہر ایسی صفت سے کہ جسمین
کمال مطلق نہین ہے اور جو کہ مشہور ہو گیا ہے اس امام دانشمند بڑے مجتہد کے بعض جاہل مقلدین سے
کہ امام احمد قائل ہین کسی شئے کے جہت وغیرہ سے پس کذب و بہتان و افترا ہے اونپر پس لعنت کرے
خدا اوسپر کہ جس نے اسکو امام احمد کیطرف منسوب کیا اور ان قبائح کے بعض سے اون کو نشانہ بنایا کہ
جسے خدا نے اون کو بری کیا ہے اور تحقیق بیان کیا ہے حافظ حجت پیشوا امام ابو الفرج بن
جوزی نے جو امام ہے مذہب امام احمد کے اون ائمہ مین سے کہ بری ہے اس گندہ ناپاک بدعقیدہ
سے (کہ جو کچھ منسوب ہے امام احمد کیطرف از قسم تشبیہ اونپر کذب و افترا و بہتان ہی اور اونکی تصریحات اسکے
بطلان ہین اور خدا کی تنزیہہ مین اس عقیدہ سے کھلی ہوئی ہین تو اوسکو معلوم کرے اس لئے کہ یہ ایک ضروری امر ہے
اور کہا (اور دور کہا) انکو الصفات کرنیسے اون اقوال کیطرف کہ جنکو لکھا ہی ابن تیمیہ اور اوسکے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ
نے اون لوگونمین سے کہ جنہون نے اپنا معبود بنا لیا ہے اپنی خواہش نفسانی کو اور باوجود علم کے خدا نے اونکو گمراہ کر دیا ہے
اور اونکے کانون پر اور دلون پر مہر کر دی ہے اور اونکی بینائی پر پردہ ڈال دیا ہے پھر اونکو کون ہدایت کر سکتا ہے
بعد خدا کے کیونکہ ان ملحدون نے حدود دین سے قدم بڑھا دیا ہے اور رسوم شرعیہ سے آگے بڑھ گئے
ہین اور شریعت و حقیقت کی صورتون کو بگاڑ دیا ہے اور اسپر اونکا گمان ہے کہ ہم ہدایت پر ہین اپنے
رب کیطرف سے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہہ لوگ بدتر گمراہی و قبیح ترعادات و انتہا کی ناخوشی
و خسارہ و ممنوع ترکذب و بہتان پر ہین پس رسوا کرے خدا اون کی کوشش کو۔

وطهرة الارض من امثالهم انتهى وقال السنوسى المالكى فى شرح عقائده
قد لطخت الحشوية بهذه المذهب الفاسد يعنى الجهة بعض ائمة اهل السنة
فربما نسبوه لاحمد بن حنبل رضى الله عنه اذ هم مقلدون له فى الفروع فاوهموا
انهم كما اتبعوه فى الفروع تبعوه فى العقائد وحاشاه ان تكون عقائده
رضى الله عنه مثل عقائدهم اذ امامة فى علم التوحيد على طريق اهل السنة
مجمع عليه ومناظرة لاهل البدع وامتحانه معهم فى ذات الله تعالى مشهور مستفيض
رضى الله عنه وجزاه عن نفسه وعن المسلمين افضل جزاء ولو قدر ان ذلك
وقع منه على سبيل الفرض والتسليم الجدلى كما يفيد رقوع المحال ولا
حول ولا قوة الا بالله لم يكن لهم عذر ولا حجة باتباعه اذ التقليد فى عقائد
الدين المجمع على صحتها لا يفيد عند كثير من المحققين فكيف بالتقليد فيما
قام البرهان القطعى وحصل الاجماع على فساده انتهى اقول وبعد تصريحات
هذه العلماء الفحول المحققين فى الفروع والاصول الجامعين للمعقول
والمنقول لا يبقى مجال الانكار للمنصف المتورع العادل وان جحد المعاند
اللدود المجادل فى ان الائمة الاربعة رضى الله تعالى عنهم وشيوخهم و
تلاميذهم والمحققين من مقلديهم وكذا سائر المحققين من الصحابة
والتابعين وائمة اهل البيت رضى الله تعالى عنهم اجمعين اجمعوا على
تنزيه الله تعالى عن ظواهر المتشابهات التى هى من صفات الاجسام
المادیات وفوضوا علم حقائقها الى الموصوف بها الذى هو خالق الكائنات
ومبدع الموجودات ورفيع الدرجات وعميم البركات وان اول بعضهم
بشئ منها فهو لنفس على القطع واليقين بل كان بالظن والتخمين ومن خالفهم

اور پاک کرے زمین کو اسی قسم کے لوگون سے انتہی اور کہا سنوسی مالکی نے پھر عقائد کی شرح مین کہ آلودہ کردیا ہے حشویہ نے جہت کے فاسد مذہب سے بعض ائمہ اہل سنت کو پس بسا اوقات اس عقیدہ کو منسوب کیا ہے انہون نے احمد بن حنبل کیطرف اسوجہ سے کہ یہ لوگ اونکے مقلد ہین فروع مین پس وہم کرلیا انہون نے کہ جسطرح ہم فروع مین اونکے پیرو ہین اسیطرح عقائد مین اونکو متبع ہین حالانکہ وہ بری ہین اس سے کہ اونکے عقائد ان لوگون کے سے ہون اسلئے کہ اونکا امام ہونا توحید مین اہل سنت کے طریقہ پر مجمع علیہ ہے اور اونکا مناظرہ کرنا بدعتیون سے اور انکے ساتھہ مین اونکا مشقت اوٹھانا ذات الہی کے بارہ مین مشہور و شایع ہے خدا اون سے راضی ہوا اور اونکو جزاے خیر دے اونکے نفس اور تمام مسلمانونکی طرف سے افضل جزا کا اور مان لیا جاے کہ یہ ریا اون سے واقع ہوا ہے جسطرح کہ منطق مین امر محال کا وقوع مان کر کلام کیا جاتا ہے اور نہین حول قوت مگر خدا کی توفیق سے تو ان لوگون کے لئے امام احمد کی اتباع اس باب مین کچھہ عذر حجت نہین ہے اس لئے کہ تقلید کرنا دین کے عقائد مین کہ جنکے صحت پر اجماع ہے بہت سے محققین کے نزدیک صحیح نہین ہے پس کیونکر مفید ہو تقلید اون عقاید مین کہ جنکے فساد پر برہان قطعی قایم ہے اور امت محمدیہ کا اجماع ہے انتہی مین کہتا ہون اور بعد تصریحات ان علماے محول کے کہ جو فروع و اصول مین پایہ تحقیق رکھتے ہین اور معقول و منقول کے جامع ہین منصف پرہیزگار عادل کو انکار کرنے کی مجال باقی نہین ہے اگرچہ انکار کرے معاند جھگڑالو جدال کرنے والا اس باب مین کہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور اونکے اساتذہ و شاگردان اور اونکے مقلدین کے اہل تحقیق اور اسیطرح کل محققین صحابہ و تابعین و ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا اجماع ہے حق تعالے کے پاک ہونے پر متشابہات کے ظاہری معانی سے جو کہ اجسام مادیہ کی صفات سے ہین اور اونکا حقیقی علم سبحون نے سونپ دیا ہے اونکے موصوف کو جو کہ پیدا کرنیوالا ہے جہان کا اور علت ہے موجودات کی اور بلند درجون والا اور عام برکتون والا ہے اور اگر بعض علمانے کسی متشابہ کی تاویل بھی کی ہے تو وہ قطعی و یقینی طور پر نہین ہے بلکہ ظن و تخمین سے تھے اور جو شخص کہ مخالف ہو۔

في ذلك مثقال ذرة كائنا من كان فليس على منهاجهم بل هو تابع لهواه
وتارك لسبيل المومنين وقد قال الله تعالى في اشاله ومن يبتغ غير سبيل
المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم فبئس مثوى الظالمين والحمد لله رب العالمين
قال والمجلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت لاسحق بن راهويه
في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال
حيث ما كنت فيه فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه
ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال واعلى
شيء من ذلك واثبته قوله تعالى الرحمن على العرش استوى وفي
البيهقي بسند صحيح عن الاوزاعي انه سئل عن قول اهل الشام قال كنا والتابعون
متوافرون نقول ان الله فوق عرشه ونومن بما وردت به السنة
من صفاته انتهى اقول هذا المنقول تعين وتوثل ما عليه المعول
ولا تفيد شيئا للظلوم والمجهول وانما تشبث بها التوهمة ان الجملة
(بائن من خلقه) يفيد لزعمه الفضول وحاشاها عن ذلك بل فيها رد
لقول المشبهة انه تعالى هنا متمكن ومتلبس بالمكان فقيل لهم انه
تعالى ليس كذلك بل هو بائن من خلقه اى ليس ممازج ولا مماس بشيء
من خلقه لان المماسة والممازجة من صفات الاجسام فتوهم الخصم انه تعالى
لما لم يكن مماسا فلا بد ان يكون مفارقا بالبعد والمسافة فيكون في الجهة العالية وهذا
غلط فاحش انما وقع بعونة وهمه وسوء فهمه لان المفارقة والبينونة بالبعد
والمسافة ايضا من صفات الاجسام فلا بد من نفيها ايضا فحقق الله تعالى
ما لا يليق القرار على ما عنه الفرار لان الكلام مع الجهمة انما كان لتنزيه الله

اہل سنت کا اسباب میں ذرہ برابر کوئی بھی کیون نہو پس وہ اونکے طریقہ پر نہین ہے بلکہ وہ پیرو ہے
اپنی خواہش کا اور نازک ہے راہ مومنین کا اور السیون کے باب مین حق تعالی نے فرمایا ہے
اور جو کوئی پیروی کرے غیر راہ مومنین کے غیر کی تو ہم اوسکو سپرد دینگے جسطرف کہ وہ پھرا ہے اور
داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور کیا برا ٹھکانا ہے ظالمون کا اور سب تعریفین خدا ہی کیواسطے
ہین کہ پروردگار ہے سارے جہان کا (کہا مصنف) اور خلال نے سنت مین حرب بن اسمعیل سے
جدا ہے کہ کہا اونہون نے کہ مین نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ کلام ربانی (ما یکون من نجوی
ثلثۃ الا ہو رابعہم) مین تمہارا کیا قول ہے کہا اونہون نے کہ تو جس جگہ ہو پس خدا تیرے زیادہ قریب
ہے نہ نزدیک ہے اور وہ جدا ہے اپنی مخلوق سے اور نقل کیا ابن مبارک سے کہ وہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے
جدا ہے پھر کہا اور اس سے بڑھکر اور زیادہ ثابت کرنیوالا قول عن تعالی کا (الرحمن علی العرش استوی) ہے اور بیہقی نے
بسند صحیح اوزاعی امام اہل شام سے نقل کیا ہے کہا اونہون نے کہ ہم اور بہت سے تابعین کہتے تھے کہ حق تعالی
اپنے عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جو سنت مین وارد ہوئی ہین انتہی مین کہتا ہون
کہ یہ عبارات معین و موید ہین مذہب مخول کی اور ظلوم و جہول کو اصلا مفید نہین ہین اور انکو مصنف نے اسیوجہ
سے دستاویز بنایا ہے کہ اوسکے وہم مین بائن من خلقہ کا جملہ اوسکے زعم فضول کے لئے مفید ہے حالانکہ
یہ جملہ اس سے بری ہے بلکہ اس جملہ مین رد ہے مشبہہ کے اس قول کا کہ اللہ تعالی یہان ہے
مکان مین ٹھہرا ہوا اور ملا ہوا ہے پس اون سے کہا گیا کہ وہ ایسا نہین ہے بلکہ اپنے مخلوق سے
جدا ہے یعنی کسی چیز سے متصل اور ملا ہوا نہین ہے اس لئے کہ متصل ہونا اور ملنا اجسام کی صفات سے ہے
پس اس مدعی نے وہم کر لیا کہ حق تعالے جب کہ متصل نہو پس لامحالہ جدا ہوگا بعد مسافت
کے ساتھ پس ہوگا جہت علو مین اور یہ فاحش غلطی ہے کہ جسمین ہونت وہم و سوء فہم کے سبب سے مبتلا ہوا ہے اسلئے
کہ علیحدہ ہونا اور جدا ہونا بعد و مسافت کے ساتھ بھی صفات اجسام سے ہے پس اسکے نفی بھی حق تعالی سے
ضروری ہے تاکہ جس سے بھاگے تھے اوسپر قرار لازم نہ آوے اسلئے کہ مجسمہ ہے ہمارا کلام خدا کے پاک ہونے مین تنہا

عن سمات الحدوث فلو اريد بما فهم المدعى منه لما حصل التنزيه
بل لزم الفرار من التشبيه الى التشبيه وهو ليس من شان العقلاء فضلا
عن الفضلاء والكملاء وهكذا حال سائر ما اورده في هذا الكتاب من الاقاويل
النباء للتدلس بالخيلاء والتلبيس بين الجهلاء اعاذنا الله منه قال
وقال الشيخ الامام ابو الحسن علي الاشعري في كتابه الابانة
عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل
ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل يدبر الامر من
السماء الى الارض ثم يعرج اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان
ابن لي صرحا لعلي ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الى اله موسى
واني لاظنه كاذبا كذب موسى عليه السلام في قوله ان الله عز وجل
فوق السموات وقال عز وجل امنتم من في السماء ان يخسف بكم
الارض فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموات
قال عز وجل امنتم من في السماء لانه مستو على العرش الذي فوق السموات
وكل ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموات وليس اذا قال امنتم من في السماء
يعني جميع السموات وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان
الله عز وجل ذكر السموات فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد
ان القمر يملاهن جميعا وانه فيهن جميعا وراينا المسلمين جميعا يرفعون
ايديهم اذا دعوا نحو السماء لان الله عز وجل مستو على العرش
الذي هو فوق السموات فلولا ان الله عز وجل على العرش لم يرفعوا

علامات حدوث سے پس اگر اس کلام سے ارادہ کیا جائے جو کہ اس مدعی نے سمجھا ہے تو تنزیہہ اُسکی حاصل نہوگی
بلکہ تشبیہ سے تشبیہ کے طرف بہاگنا لازم آئیگا اور یہ عقلا کی شان سے نہین ہے چہ جائیکہ فضلاء کاملین ایسا کہین اور یہی
حال ہے اون اقوال بزرگان دین کا کہ جنکو مصنف نے اس کتاب مین نقل کیا ہے اپنی بڑائی کے خیال سے یا نادانونکو
مغالطہ دہی کے وجہ سے خدا ہمکو اس سے پناہ دے (کہا مصنف نی اور کہا اشاعرہ کے شیخ ابو الحسن علی اشعری نے
اپنی کتاب ابانۃ عن اصول الدیانۃ کے باب ذکر استوای علی العرش مین اگر کہنے والا کہے کہ استوا مین تمہارا کیا قول ہے
اوس سے کہا جائیگا کہ ہم کہتے ہین کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے اور حقتعالی نے فرمایا ہے کہ وہ تدبیر
کرتا ہے کام کی آسمان سے لیکر زمین تک پھر اوسی کے طرف عروج کرتا ہے اور کہا فرعون کیطرف سے کہ اے
ہامان تو میرے لئے ایک بلند محل بنا دے شاید مین آسمان کے اسباب تک پہونچ جاؤن پھر موسی کے معبود کو
جہانتک کہ دیکھلون میرے گمان مین تو موسی کاذب ہے جھٹلایا اوس نے موسی علیہ السلام کو اوسکے
اس قول مین کہ حقتعالی آسمانون کے اوپر ہے اور فرمایا حقتعالی نے کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے جو
آسمان مین ہے اس امر مین کہ تمکو دھنسا دیوے زمین مین پس آسمانون کے اوپر عرش ہے پس جبکہ
عرش آسمانون کے اوپر ہوا فرمایا حقتعالی نے کہ کیا تم بے ڈر ہو گئے اوس سے کہ جو آسمان مین ہے
اس لئے کہ وہ مستوی ہے عرش پر جو کہ آسمان سے اوپر ہے اور جو کچھ اوپر ہے اوسکو سما کہتے ہین
پس عرش سب سے اوپر کا سما ہے اور جبکہ فرمایا اء منتم من فی السموت تو یہ مطلب نہین ہے کہ
کل آسمانون مین ہے بلکہ عرش کو ارادہ کیا ہے جو کہ اعلی سماوات کا ہے کیا نہین دیکھتا ہے تو کہ حقتعالی نے
سموات کا ذکر کیا پس فرمایا ہے کہ اور بنایا چاند کو اونمین روشنی اور اس سے یہ نہین مراد ہے کہ چاند
سب آسمانون کو بھر دیتا ہے اور یہ کہ وہ اُن سب مین ہے اور ہمنے تمام مسلمانون کو دیکھا ہے کہ وہ
اپنے ہاتھہ دعا کے وقت آسمان کے طرف اوٹھاتے ہین اس وجہ سے کہ حقتعالی عرش پر مستوی ہے
پس اگر خدا عزوجل عرش پر نہ ہوتا تو مسلمان اپنے ہاتھون کو عرش کے طرف نہ اوٹھاتے

ايديهم نحو العرش كما لا يخطونها اذا دعوا الى الارض الى آخر ما ذكر في تحقيق الامر والرد
على من انكر انتهى اقول ومن الله التوفيق وبيده ازمة التحقيق قد تمسك بظاهر هذا
الكلام كثير من الحشوية اللئام منهم ابن تيمية وتلميذه ابن قيم والحافظ الذهبي وغيرهم
الذي نحا نحوهم والمصنف ايضا لما كان منهم سلك مسلكهم في التشبيث بظاهر هذا
الكلام لاثبات الجهة والاستقرار والبينونة عن الخلق لله تعالى وغير ذلك من المرام
فعلينا بذكر الاقاويل للثقات العظام والائمة الكرام لتحقيق المقام وتوجيه الكلام
للامام الهمام الذي هو امام الكلام فنقول بتوفيق العلام ان المفتي العلامة نقل اولا اقوالا عديدة
من كتب الامام الاشعري من جملتها هذا القول في التبيه ثم قال (قلت) مقالات الشيخ الامام
ابي الحسن الاشعري ناصر السنة والشريعة في هذه الكتب على طريقة المشتغلين بالرواية
حيث ذكر الروايات الواردة بذكر الصفات والرد على المنكرين لها على مسلك
السلف بالتوقف عن معناه لا بالمعنى الحقيقي الذي هو مسلك المشبهة والحشوية و
يدل عليه ما نقل عنه من اول كتاب الابانة وغيره ان الله على عرشه كما قال الرحمن
على العرش استوى وان له يدين بلا كيف كما قال خلقت بيدي الخ وقال والمسلمون
يسلمون الروايات الصحيحة ولما جاء في الاثار التي جاء بها الثقات عدلا عن عدل
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقولون كيف ولا لم لان ذلك بدعة وقال قال
اهل السنة واصحاب الحديث ليس بجسم ولا يشبه الاشياء انه استوى على العرش كما
قال الرحمن على العرش استوى ولا يتقدم بين يدي الله في القول بل نقول استوى
بلا كيف وان له وجها كما قال ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام نقوله كما قال الا اشارة الى ان
نقول كما قال الله تعالى بلا تفسير وبلا تاويل وقد صح ولا تقدم بين يدي الله في القول
وصح ليس بجسم وكذا يدل عليه قول الاشعري في كتاب اللمع في اخبار الاسماء والصفات

جیسا کہ وہ کیوقت ہاتھ کو زمین کیطرف نہین گراتے آخر کلام تک کہ جسکو حقیقت حال کی تحقیق ہین اور منکر پر رد کرنے مین ذکر کیا ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے اور اوسکے ہاتھ مین زمام تحقیق ہے کہ اس کلام کے ظاہر سے تمسک پکڑا ہے اکثر حشویہ لیام نے اونمین سے ابن تیمیہ ہے اور اوسکا ابن قیم وحافظ ذہبی وغیرہ جو اونکے قدم بقدم ہین اور چونکہ مصنف بھی اونمین سے ہے لہذا اونکے مسلک پر چلا ہے اس کلام کے ظاہر سے دلیل لانیمین اثبات جہت واستقرار وہبوط وغیرہ مقاصد حشویہ کو باب مین پس سکو لازم ہوا ذکر کرنا بڑی بڑی معتمدین وائمہ کرام کے اقوال کو تحقیق مقام وتوجیہ کلام امام کیلئے جو کہ علم کلام کا امام ہے پس ہم کہتے خدا علام کی توفیق سے کہ مفتی علامہ نے پہلے چند اقوال امام اشعری کتب سے نقل کئے کہ اونمین سے یہ قول بھی ہے اوسکے بعد تنبیہ مین لکھا کہ وہ مین کہتا ہون کہ اقوال شیخ سنت امام ابوالحسن اشعری ناصر سنت وشریعت کے ان کتاب مین اہل روایت کے طرز پر ہین اس لئے کہ ذکر کیا روایات کو جو وارد ہین صفات کے ذکر مین جہت کے منکرین صفات کا رد کرنیکے واسطے سلف کے طریقہ پر ساتھ توقف کرنیکے مشابہ کے بیان معنی سے نہ ساتھ بیان کرنے معنی حقیقی کے جیسا کہ مشبہہ وحشویہ کا مسلک ہے اور اسپر دلالت کرتا ہے جو کہ اوسنے منقول ہے کہ اب ابانہ وغیرہ کہ شروع کی کہ خدا اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور اوسکے وید ہین بدون کیفیت کے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ مینے پیدا کیا اپنے دونون ید سے تا آخر اور کہا کہ مسلمان تسلیم کرتے ہین روایات صحیحہ کو اور جو کچھ کہ وارد ہوا آثار مین کہ جنکو روایت کیا ہے ثقہ لوگون نے ثقہ سے رسول خدا صلعم تک نہ کہتے ہین کیونکر اور نہ کہتے ہین کس لئے اسلئے کہ یہ سوال بدعت ہے اور کہا کہ کہا اہلسنت وحدیثین نے کہ خدا جسم نہین ہے اور نہ اشیاء مین سے مشابہ ہے وہ مستوی ہے عرش پر جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم خدا کے سامنے قول یا قدم نہین بڑہاتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور اوسکی وجہ ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے **ویبقی وجہ ربک ذوالجلال** تا آخر پس قول امام کا کما قال اشارہ ہے اس طرف کہ ہم کہتے ہین جسطرح کہ تعالی نے کہا ہے بغیر تفسیر وتاویل کے اور صاف کہدیا ہے کہ ہم قدم نہین بڑہاتے ہین خدا کے سامنے قولین اور صاف کہدیا ہے کہ وہ جسم نہین ہے اور اسیطرح اسپر دلالت کرتا ہے قول امام اشعری کا کتاب موجز کے باب اسماء وصفات کے آخر مین۔

ان قال قائل انكم تجيزون لو ان ورد الخبر بانه جسم ومتحرك كما ورد بان
له يدين ووجها وعينا فلم لم تجيبوا بان لو ورد ذلك على الوجه الذي يليق به لكما غير
منكر لا على معنى انه محل للحركة وانه مولف بل على معنى انه فعل الحركة وانه قائم بنفسه
مستغن عن غيره نقله ابن فورك في مجرد المقالات واما قول الابانة اخر باب الاستواء فلولا ان
الله على العرش اي استوى على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش فلو صح فالمراد به لولا ان الله
فعل فعلا لما تناجى العبد اليه بالدعاء والسوال والاستغفار عن ذنوبه لم يرفعوا اليديهم نحو
العرش لان ربنا ومقره تعالى ليس جهة العرش وذلك لانه نقل اليهقي عنه ان الله تعالى فعل
في العرش فعلا سماه استوى كما مر وقال الامام ابن فورك في مجرد مقالات الامام الاشعري فاما
ما يوصف به من ذلك من جهة الفعل كالاستواء والمجيء والنزول والاتيان فان الفاظها
لا تطلق الاسماء بمعانيها الا تثبت الا فعلا ويستفاد اسامي هذه الافعال باخباره عنها
بذلك فما جاء به الكتاب ورودت به الاخبار المتواترة اجرى امرها على ذلك وما ورد به
اخبار الاحاد فان التجويز معلق به على هذا الوجه دون القطع واليقين انتهى وقال الحافظ
ابن عساكر في تبيين كذب المفتري عن الشيخ ابي القاسم زهير بن نصر الواعظ عن القاضي المعالي
بن عبد الملك وذكر ابا الحسن الاشعري الى ان قال قالت المعتزلة النزول بعض الاية
ومما تعلقه والاستواء بمعنى الاستيلاء وقالت المشبهة والحشوية النزول نزول ذاته بحركة
او انتقال من مكان والاستواء جلوس على العرش وحلول فيه مسلك رضي الله عنه طريقة
بينهما فاثبت النزول صفة من صفاته والاستواء صفة من صفاته وفعل فعله في العرش سماه الاستواء
انتهى على انه لو حمل اخبار الكلام على ظاهرها لكان مناقضا اول باب الاستواء فانه قال
اوله ان قال قائل ما تقولون في الاستواء قل له نقول ان الله مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى يعني كما قال استوى بلا تفسير ولا تاويل

کہ اگر کہنے والا کہے کہ کیا تم جانتے ہو گے اگر وارد ہو خبر میں کہ خدا جسم ہے یا متحرک ہے یا کہ وارد ہیں ہے کہ اوسکے ہاتھ اور چہرہ اور آنکھیں ہے پس جواب دیا جائیگا کہ اگر وارد ہوگا تو یہ ایسی وجہ پر کہ اوسکو لائق ہے بالجملہ اسکا انکار کیا جاتا نہ اس معنی سے کہ وہ محل حرکت ہے اور وہ مرکب ہے بلکہ اس معنی سے کہ اوسنے کیا حرکت کی اور وہ قائم اپنی ذات سے ہے اور بے پروا ہے اپنے غیر سے اسکو نفی کیا ابن فورک نے مجرد مقالات میں اور لیکن ابا نہ کا قول ہے باب الاستوار کو آخر میں ذکر کیا اس اگر نہ ہوتا یہ کہ اللہ عرش پر ہے جیسے کہ عرش پر نہ تو اوہ اپنے آپ کو اپنے ہاتھ عرش کیطرف پس اگر یہ نقل صحیح ہے پس مراد اس سے یہ ہے کہ اگر خدا نہ کرتا نقل مناجات عبد کو اپنی سمت دعا و سوال و استغفار سے تو نہ اوٹھاتے اپنے ہاتھ کو عرش کیطرف اور یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کا مکان و قرار گاہ جہت عرش ہے اور یہ اسکے مشابہ ہے کہ کہا ہے کہ نقل کیا ابوبکر بن اسحاق سے کہ حقیقتاً عرش میں ایک نقل کیا جسکا نام استوی رکھا ہے چنانچہ گذرا ہے کہ امام ابن فورک نے مجرد مسالات امام اشعری میں اور کہا ہے اوصاف کو جسکی ساتھ پروردگار موصوف ہے جب نقل متواتر اور آحاد سے ہو پس اگر ہو اوصاف فعل کے پس اطلاق نہیں کیا جاتا ہے مگر مطابق ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر اوصاف ذات ہو تو ممنوع ہے عقل سے اور اسماء اور افعال کے حاصل ہوتے ہیں بسبب ضعف ادراک ضعفاء کے اور اوس سے جو کچھ کہ کتاب اللہ میں آیا ہے یا خبر متواتر سے اذکور روایت کیا ہے اوسکے حکم اوسکے مطابق عامل کریگا اور جسکو اخبار احاد سے روایت کیا ہے ہر پس اوسکی تجویز معلق ہے اوس وجہ پر مقتضی ہو یقینی طور پر انتہی اور کہا حافظ ابن عساکر نے بیتین کذب المفتری میں شیخ ابو القاسم عبدالرحمن بن احمد بن عثمان کا کلام تا شیخ ابو العلی بن عبدالملک کے طرف سے اور ذکر کیا ابو الحسن اشعری کو یہانتک کہ کہا معتزلہ نے کہا ہے کہ نزول اوسکی اور اوسکے فرشتوں کی بعض علامات سے ہے اور استوا یعنی استیلا ہے اور کہا مشبہہ و حشویہ نے کہ نزول اوسکی ذات کا انتقال ہے حرکت و زوال کے ساتھ مکان سے اور استوار بیٹھنا ہے عرش پر اور ادراک اوسمیں پس جواب اما م کا ایسا طریقہ کہ متوسط ہے اون دونوں میں اور کہا کہ نزول ایک صفت ہے اوسکی صفات سے اور استوا ایک صفت ہے اوسکی صفات سے اور ایک فعل اوسکا ہے جسکو اوس نے عرش میں کیا ہے اور اوسکا نام استوار رکھا جاتا ہے انتہی اسکے علاوہ اگر آخر کلام کو حمل کیا جائے اوسکے ظاہر معنی پر تو مخالف ہوگا اول یا سب الاستوار کے اسلئے کہ اوسکے اول میں امام نے کہا ہے کہ اگر کہنے والا کہے کہ تم کیا کہتے ہو استوار میں تو کہدے کہ ہم کہتے ہیں کہ خدا مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوس نے کہا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا ہے جیسے کہ کہا مستوی ہوا ہے ان تفسیر و بیان تاویل سے۔

وزعم اصل انه لم يقل في جواب السائل ساكن او مستقر على العرش بل قال
على العرش استوى وايضا قال استوى بلا كيف فلو قيل استوى بمعنى عدل او استقر
على ظاهر المعنى اللغوى فكان كيفا مع انه نفى الكيفية عنه وايضا هذه كتاب
المعتقدات المتداولة بين ايدينا مجمع عليها الان جماهير اهل الامصار الاسلامية
من جملة اصول عقيدة قد اتفقت الكلمة فيها ان الله منزه عن الجهة
والمكان انتهى قال في مختصر تاريخ اليافعي في ترجمة رحمه الله وكفاه منقبة
عن يكون في اصول الدين ينتسبون اليه من سائر المذاهب ثم قال
ان طريقة ومذهبه طريق اهل السنة والجماعة جمع بين المعقول والمنقول
وجانب مذهب الحشوية الواقفين مع ظواهر المنقول وان كان مستحيلا
في المعقول وتحكيم البدعة بالمعقول دون المنقول فتوسط رحمه الله تعالى
بين الطريقين المذمومين سالك للمنهج الاوسط المحمود انتهى وقال المقريزي
في الخطط والآثار حقيقة مذهب الاشعري رحمه الله انه سلك طريقا بين النفي الذي هو مذهب
الاعتزال وبين اثبات الذي هو مذهب اهل التجسيم فوائد قلت عنى به رحمه الله النفي
من حيث الظاهر خلافا للمجسمة والحشوية خذلهم الله تعالى والاثبات من حيث الحقيقة خلافا
للمعتزلة قاتلهم الله اني يؤفكون وناظر على قوله هذا واحتج لمذهبه فمال اليه جماعة وعولوا
على رايه منهم القاضي ابوبكر بن الطيب الباقلاني المالكي وابوبكر محمد بن الحسن بن فورك
والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن مهران الاسفرائني والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن علي بن يوسف
الشيرازي والشيخ ابو حامد محمد بن محمد الغزالي وابو الفتح محمد بن عبد الكريم بن احمد الشهرستاني
والامام فخر الدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي وغيرهم ممن يطول ذكرهم ونصروا مذهبه
وناظروا عليه وجادلوا فيه واستدلوا له في مصنفات لا تكاد تحصر انتهى قال العلامة الحلبي

الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ مسائل کے جواب مین یہ نہین کہا ہے کہ وہ ساکن ہے یا ٹھہرا ہوا ہے عرش پر بلکہ کہا ہے کہ عرش پر مستوی ہے اور یہ نہین کہا ہے کہ مستوی ہوا بلا کیف کے پس اگر جانا کہ استواء کے معنی تجاوز کیا یا ٹھہر گیا ہے ظاہر معانی لغوی کے اعتبار سے تو اور بھی کیف کا بیان ہو جائیگا حالانکہ امام نے اوپر ہی سے نفی کی ہے اور نیز یہ تمام کتابین عقاید کی جو مستعمل ہین ہمارے ملتبوعین کے نیز اسوقت بلاد اسلامیہ کے جمہور اہل اسلام کا عقیدہ آمد ہے منجملہ اصول عقیدہ امام ابوالحسن کے ہین اور انہین کلام منتہی ہے اسپر اور منتہی ہے جہت و مکان سے انتہی کہا مختصر تاریخ بانی مین امام اشعری کے احوال مین کہ کافی ہے باعتبار منقبت کے یہ کہ علوی سنت جو سراب ہین اصول دین مین امام کے طرف منسوب ہین بہ نسبت تمام مذاہب کے پھر کہا کہ بیشک امام اشعری کا طریقہ و مذاہب کہ املیسنت کا طریقہ ہے جمع کرنا ہے درمیان معقول منقول کے اور علیحدہ ہے مذہب حشویہ سے کہ جو ٹھہر گئے ہین منقول کے ظاہر معانی پر اگرچہ محال ہون معقول مین اور اونکی جو کس توقف کیا ہے بعد معرفی معقول پر بدون منقول کے پس متوسط ہین امام اشعری کے دونون مذموم طریق مین شاہراہ متوسط سدیدہ پر چلکر انتہی اور کہا مقریزی نے خطط و آثار مین کہ حقیقت مذہب امام اشعری کی یہ ہے کہ وہ ایسی مذاہب ہین متوسط ہے درمیان نفی کے کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور درمیان اثبات کے کہ مجسمہ کا مذہب ہے فائدہ مین کہتا ہون کہ امام اشعری فواہی ظاہر معنی سے انہی کی ہے جو خلف مجسمہ ائمہ حنبلیہ انکو خلاف کرکے اور اثبات حقیقت صفت کا مقصد کیا ہے برخلاف معتزلہ کے وہ بھی مذاہب کو کہ اونکے کہتے ہین اون کی اس قول پر امام اشعری نے مناظرہ کیا ہے اور اپنے مذہب کی بطور رغبت بیان کی ہے پس ایک بڑی جماعت اوسکی اطراف واقع ہو گئی اور انکی رائے پر اونہون نے اعتماد کر لیا اونہین سے قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی مالکی ہین اور ابوبکر محمد بن الحسین بن فورک اور شیخ ابواسحق ابراہیم بن محمد بن مہران اسفرائنی اور شیخ ابواسحق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی اور شیخ ابوحامد محمد بن احمد غزالی و ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن احمد شہرستانی و امام فخرالدین محمد بن عمر بن حسین رازی وغیرہ مین کہ جنکا ذکر دراز ہے اور مدد کی ان لوگون نے امام اشعری کے مذہب کی اور اوسپر مخالفین سے مناظرہ کیا اور اوسکے باب مین مجادلہ کیا اور اوسکی دلیلین لائے اپنے تصانیف مین کہ جنکا حصر و شمار ہے انتہی کہا علامہ حلبی نے

في رد ابن تيميه ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابي الحسن علي بن اسمعيل الاشعري وانه يقول الرحمن
على العرش استوى ولا تقدم بين يدي الله تعالى في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا
الذي نقله عن شيخنا هو غلطنا وعهدتنا لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصد الايهام ان الشيخ
يقول بالجهة فان كان كذلك فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه قال
كان ولا مكان فخلق العرش والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان
قبل خلقه وكلامه وكلام صحابته يصعب حصره في ابواب ثم اني لقيت في المدينة شخصا قال
المفتي العلامة فيه شخص قال الذهبي نقلا عن الحافظ ابي العباس الغمري قرأت في كتاب
ابي الحسن الاشعري الموسوم بالابانة لاجلة على اثبات الاستواء قال في جملة ذلك وهو
دعاء اهل الاسلام اذا هم رغبوا الى الله يقولون يا ساكن العرش ومن خلقهم لذلك الذي احتجب
بسبع سماوات انتهى قلت هذا القول في رد الجهمية وقد اثبت فيه صفة الاستواء في مقابلة
المنكرين كما يدل عليه عبارة ما قبله وقد اسقطها الذهبي كما قال الطوفي ورأيت من الجهمية
يتمون في نفي العرش وتعطيل الاستواء الى ابي الحسن الاشعري وهذا باول باطل ادعوه
وكذب تعاطوه فقد قرأت في كتابه الموسوم بالابانة عن اصول الديانة اولة من جملة ما
ذكره على اثبات الاستواء وقال في جملة ذلك الخ ذكر فالغرض منه مجرد اثبات صفة الاستواء
لا حقيقة معناه وقوله تعطيل الاستواء اشاره الى من يحيلهم بانا انكرنا وفيه تعطيل
فنسبته السكون في قولهم يا ساكن العرش اليه تعالى مجاز للتشريف كما قال تعالى ان طهر
بيتي لا يريد به المكان حقيقة والا يكون مناقضا لقول الملك الحامل العرش سبحانك اين
كنت واين تكون رواه ابو يعلى مرفوعا عن ابي هريرة كما تقدم الى ان قال وما ذكر
في قوله وجهه ويده لم يرد بذلك اصل معناها فاستدل الذهبي به مبطل لمذهبه كانه تدرس
يحذف العبارة الاخيرة للتعزير كما هو دابه والحشوية انتهى وقال القاضي ابو بكر محمد بن طيب الباقلاني

ابن تیمیہ کے رد میں ذکر کیا اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کو اور یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا وہم خدا کے سامنے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں قولہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مستوی ہوا بے کیفیت کے اور یہ جو نقل کیا ہے ہمارے شیخ سے ہمارا مسلک اور عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کا نقل کرنا شیخ کے کلام کو میرے خیال میں وہم دانستہ کے قصد سے ہے اس امر کا کہ شیخ جہت کا قائل ہے پس اگر ایسا ہے تو بیشک ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بیان میں اور کلام شیخ کا اس میں ہے کہ کہا اوسنے کہ خدا تھا اور مکان نہ تھا پھر پیدا کیا عرش کو کرسی کو اور نہیں محتاج ہوا طرف مکان کے اور وہ بعد پیدا کرنے مکان کے ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان پیدا کرنے سے پہلے تھا اور وہ شیخ اور اوسکے اور دوسرے کلام ابطال جہت میں اسقدر ہے کہ جسکا حصر کرنا دشوار ہے انتہی ایسطرح مذکور ہے تنبیہ میں پھر کہا مفتی علامہ نے تنبیہ میں (پھر کہا ذہبی نے) نقل کر کے حافظ ابو العباس طوفی سے کہ بیشک پڑھا ہے ابو الحسن اشعری کی کتاب میں کہ جسکا نام ابانہ ہے چند دلیلوں کو استوار کرنے اثبات میں کہا کہ منجملہ اوسکے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کی دعا سے ہے یہ کہ جب وہ راغب ہوتے ہیں خدا کیطرف تو کہتے ہیں کہ اے عرش کے رہنے والے اور وہ کہ جس نے اوسکو پیدا کیا ہے قسم اوس ذات کی کہ مخفی ہے ساتوں آسمانوں میں انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ قول جہمیہ کے رد میں ہے اور اسمیں ثابت کیا ہے صفت استواء کو منکرین کے مقابلہ میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اوپر کہ اسکے قبل کی عبارت جسکو ذہبی نے گرا دیا ہے چنانچہ طوفی نے کہا ہے کہ یہ جہمیہ کی جماعت کو دیکھا ہے کہ نفی عرش و تعطیل استواء میں ابو الحسن اشعری کیطرف انتساب کرتے ہیں اور یہ لچھ پہلا باطل نہیں ہے کہ جسکا انہوں نے دعوی کیا ہے اور پہلا جھوٹ نہیں ہے کہ جسکو انہوں نے استعمال کیا ہے اس لئے کہ یہ پڑھا ہے امام اشعری کی کتاب مسمی بابانہ میں چند دلیلوں کو منجملہ اونکے وہ ہے کہ جسکو اثبات استواء کیلئے اونہوں نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اوس تمام میں آخر تک اور اس وقت پس اوس سے غرض مجرد اثبات صفت استواء کا ہے نہ اوسکے حقیقی معنی کا اور قول اوسکا تعطیل الاستواء اشارہ ہے اونکے مذہب کیطرف اس لئے کہ جہمیہ نے اوسکا انکار کیا ہے اور اسمیں بیکار کر دیا ہے پس نسبت سکون کی اوسکی قول کی ہے کہ العرش میں حقتعالی کیطرف مجاز ہے واسطے اظہار عظمت عرش کے جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے یہ کہ پاک کرو تم دونوں میرے گھر کو) اس سے مراد حقیقۃً مکان نہیں ہے ورنہ مخالف ہو جائیگا فرشتے حامل عرش کے اس قول سے کہ (پاک ہے تو کہ ان تھا تو کہاں ہوگا تو روایت کیا اسکو ابو یعلی نے مرفوعا ابو ہریرہ سے کہ جیسا کہ گذرا ابھی تک کہا اوسوقت جو کچھ کہ ہے اوسکے قول وجہہ وید میں اس سے مراد حقیقی معنی نہیں ہے پس ذہبی کا اسکو نسبت کرنا باطل کرتا ہے مذاہب امام کو گو یا کہ ذہبی نے تدلیس کی ہے عبارت اخیرہ کو حذف کرنے کے خوف تعزیر سے جیسا کہ حشویہ کی عادت ہے انتہی۔ اور کہا قاضی ابو بکر محمد بن طیب باقلانی نے۔

المتكلم وهو افضل المتكلمين من المنتسبين الى الاشعري ليس فيهم مثله لا قبله ولا
بعده قال في كتاب الابانة تصنيفه فان قيل فما الدليل على ان الله وجها ويدا قيل
قوله ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما منعك ان تسجد لما
خلقت بيدي فاثبت لنفسه وجها ويدا فان قال فما انكرتم ان يكون وجهه ويده جارحة
اذ كنتم لا تعقلون وجها ويدا الا الجارحة قلنا لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم يفعل حيا عالما قادرا الاجسام ان نقضي عن وانتم بذلك على الله سبحانه وكما لا يجب في كل شئ كان
قائما بذاته ان يكون جوهرا لانا واياكم لا نجد قائما بنفسه في مشاهدنا الا كذلك وكذلك الجواب
لهم ان قالوا فيجب ان يكون علمه وكلامه وسمعه وبصره وسائر صفاته عرضا واعلموا ايها الوجود
فان قال فهم يقولون انه في كل مكان قيل له معاذ الله بل هو مستو على عرشه كما اخبر في كتابه
فقال الرحمن على العرش استوى وقال اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه وقال تعالى
أامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور قال ولو كان في كل مكان لكان في
بطون الاوزان وفمه والحشوش والمواضع التي تورث عن ذكرها وجب ان يتنزه بزيادة الامكنة
اذا خلق منها ما لم يكن وينقص بنقصانها اذ ابطل منها ما كان والصحيح ان يرغب اليه الى نحو الارض
والى خلف والى يمينه والى شماله وهذا قول اجمع المسلمون على خلافه وتخطيئه قال انتهى وقال في
كتاب التمهيد كلاما كثيرا لمن هذا قلت اثبت لله وجها ويدا وغيرهما من الصفات ونفى عنها تشبيهها
للمخلوق رد التجسيم وكذا نفى المكان عنه تعالى كلية فيلزم تنزيهه عن المكان فوق العرش
فلا يفيد للمستدل انتهى بقدر الحاجة ومن شاء التفصيل لمزيد التحقيق فليرجع الى التنبيه للمفتي العلامة
محمد سعيد غفرله الوحيد (قال) وقال شيخ الاسلام ابو عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي المحدث
الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدته الصوفية ونعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا
عند الاسحار بمعنى الصفة لا بمعنى الانتقال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بيد صفته وهكذا جميع الاخبار

متکلم نزادوہ افعال من متکلمین کے ہین جو منسوب ہین امام اشعری کی طرف کہ نہین ہے مثل اونکا متکلمین مین قبل اونکے اور نہ بعد اونکے کہا اونہون نے کتاب ابانہ مین جو اونکی تصنیف ہی (پس اگر کہا جاے کہ کیا دلیل ہی اسپر کہ حقتعالی کیلئے وجہ ویدہ ہے کہا جائیگا کہ دلیل اسپر قول حقتعالی کا (ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور قول اوسکا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ہے) ہر پس اوس نے ثابت کیا ہی اپنے نفس کیلئے وجہ اور ید کو پس اگر معترض کہے کہ پھر کیون انکار کیا تمنے اوس سے کہ اوسکا چہرہ اور ہاتھ جارحہ ہو جبکہ تم نہین جانتے ہو کسیوجہ وید کو سوا جارحہ کے ہم کہینگے کہ یہ کچھ ضروری نہین ہے جیسا کہ ضروری نہین ہی جبکہ سمجھا جاتا ہی کوئی زندہ عالم قادر سواجسم کے کہ ہم کہین ہم اور ہم جسمیت کا اللہ پاک اور جیسا کہ ضروری نہین ہے ہر اسی شے مین کہ اپنی ذات سے قائم ہو یہ کہ جو ہر ہو اسلئے کہ ہم اور تم نہین پاتے ہین کسی قائم بنفسہ کو اپنے مشاہدہ مین غیر جسم اور ایسا ہی جواب ہے اذکر دو اسطرح اگر کہین کہ واجب ہے کہ ہو وے اوسکا علم و حیوٰۃ و کلام و سمع و بصر اور باقی صفات اوسکے غرض ہون اور علت کے وہ لوگ وجود سے پس اگر کہو کہ کیا قائل ہین وہ خدا کے ہر جگہ ہونیکے کہا جائیگا اوسکو کہ معاذ اللہ بلکہ وہ مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوس نے خبر دی ہے اپنی کتاب مین پس کہا کہ رحمان عرش پر مستوی ہوا اور فرمایا کہ اوسکی طرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور وہ عمل صالح کو وہ اوٹھا لیتا ہے اور فرمایا حقتعالی نے کہ کیا بیخوف ہو گئے تم اوس سے کہ آسمان مین ہے کہ دھنسا دوے تمکو زمین مین پس ناگاہ وہ ہلنے لگے کہا اور اگر ہوتا ہر جگہ مین تو ہوتا انسان کے شکم مین اور اوسکو موتنا اور ہگنا تو نہین اور اون جگہون مین کہ جسکا ذکر کرنا مکروہ ہی اور واجب ہوتا کہ زیادہ ہو جاے مکانون کے زیادہ ہونیسے جبکہ پیدا کرے کسی مکان کو بعد اوس کے عدم کی اور کم ہو جاے اذکم ہونیسے جبکہ کوئی مکانون مین سے فنا ہو جاے اور صحیح ہوتا راغب ہونا طرف خدا کے زمین کیجانب اور ہاتھ پھیلانے اور دعا کرنے اور بائین اور اوسکے خلاف پر اجماع کیا ہے مسلمانون نے اور اسکے قائل کی خطا پر کہنے پر انتہی اور کہا کتاب تمہید مین اس سے زیادہ کلام مین کہتا ہون کہ ثابت کیا خدا اسکے لئے وجہ و ید اور دوسری صفات کو اور نفی کی اوسکی مشابہت کو مخلوق کی مجسمہ پر رد کرتے ہوے اسطے اور اسیطرح حقتعالی اسے بالکلیہ مکان کی نفی کی پس لازم آیا پاک ہونا اوسکا مکان سے جو عرش پر ہے پس یہ کلام دلیل لانیوالیکو غیر بعید ہی تمام ہوا بقدر حاجت اور جو شخص مزید تحقیق کیلئے تفصیل کا خواہان ہو تو چاہیکہ رجوع کرے مفتی علامہ محمد سعید غفرلہ الوحید کی تنبیہ کی طرف رجوع ہو (کہا مصنف نے) اور کہا شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن حنیف شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے عقیدہ صوفیہ مین (اور اعتقاد رکھے کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے) اور یہ کہ وہ نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کو طرف اسحار مین بمعنی صفت کے نہ بمعنی انتقال کے اور یہ کہ اوس نے آدم کو پیدا کیا نہ قدرت کے ہاتھ سے بلکہ ایسے ید سے کہ اوس کی صفت ہے اور اسی طرح جملہ اخبار۔

الصحيحة التي رويت في الصفات يعتقد ايمانا وتسليما الامقايسة ولا معقابسة هذا وقد افرد جمع من
حفاظ المحدثين وايقاظ المحققين تواليف لهذا فلا حاجة بنا الى الاطالة ههنا انتهى اقول والتوفيق من
عند الله الوهاب ان المصنف لما فرغ عن الاستدلال باقوال الائمة الاربعة ورأس المتكلمين وتسيمهم الامام
ابي الحسن الاشعري شرع في الاستدلال باقوال الصوفية في هذا القول واكتفى بقول محمد بن خفيف الشيرازي
منهم ردما للاختصار وخوفا من الاكثار وقد ابطلنا جملة تمسكاته وجملة استدلالاته باحسن وجوه الابطال
عليها وما تمسك به في هذا القول فهو ايضا غير مفيد له لان استوائه تعالى على العرش ونزوله الى السماء الدنيا
عند الاشعار بمعنى الصفة مما اعتقد به اهل السنة والجماعة واما بمعنى الامتثال كما هو الظاهر فهي الاجسام و
عليه اعتماد المجسمة والحشوية فهو باطل في حقه تعالى عندهم وهو معنى قوله لا بمعنى الامتثال فهذا القول
منا قض ومبطل المزعوم المصنف فضلا عن كونه والاعلى مرامه وهكذا قوله وانه خلق آدم لا بيديه
قد رتم بل بيد صفة انتهى عنى به رحمه الله ابطال التاويل على سبيل القطع واليقين كما هو مذهب المعتزلة
وابطال الحمل على الظاهر كما هو مذهب المجسمة والحشوية وهذا المجادل المظاهر واثبات الطريق المستوى
والصراط السوى المتوسط بين الطرفين والاحوط بين القولين اعني اثبات حقائق الصفات وانكار ارادة
ظواهرها من الآيات فعلم ان هذا الكلام مفيد لنا لا له فسقط ما رام به من اثبات المرام واحكام مذهب الحشوية
والاجرام ولا حول ولا قوة الا بالله المنعام ذي الجلال والاكرام (قال تنبيه) في فتح الباري
عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن بشر بك العامري
عن ابيه قال قيل لعلي ان ههنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم قد عاهم فقال لهم ويلكم
ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم اكل الطعام كما تاكلون
واشرب كما تشربون ان اطعت الله اثابني عن شاء وان عصيت خشيت ان يعذبني واتقوا الله
وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا عليه فجاء قنبر فقال قد والله جعلوا يقولون ذلك الكلام
فقال ادخلهم فقالوا كذلك فلما كان الثالث قال لان قلتم ذلك لاقتلنكم يا خبث قتلة فاتوا الاحلاك

صحیحہ پر کہ صفات کی باب مین مردی ہین اعتقاد رکھے ایمان وتسلیم کو طور پر نہ کہ ظن وتخمین سے اسکو یا درکھے اور حفاظ و محدثین من یعتمد فی نقلہ من المحققین از جہت تصانیف علیحدہ وجداگانہ اسبابین لکھی ہین پس ہمکو یہان ذکر سو سلسلہ سخن دراز کرنیکی حاجت نہین ہے انتہی مین کہتا ہون وہو الموفق للصواب ہمکو یہان سے ہر کہ مصنف جسکی بابت ہوا اقوال ائمہ اربعہ وراس رئیس متکلمین امام ابوالحسن اشعری کے استدلال سے شروع اقوال صوفیہ سے دلیل لائے ہین واحیاء العلوم وکفایت کی صوفیہ مین محمد بن منصف شیراز کی قول پر اختصار کی قصد سے اور طوالت کی خوف سے اور ہم باطل کرچکے ہین مصنف کی حملہ اسکا کیونکہ اور بڑے بڑے اسدلالا کو اس وجوہ سے کہ خبر زیادہ بیانی دشوار کی اور جس چیز کی اس لئے محبت پکڑی ہو وہ بھی مصنف کو غیر مفید ہو اسکو کہ حقتعالی کا مستوی ہونا عرش پر اور خبر لانکے اوقات مین اور اسکا نزول فرمانا آسمان دنیا کیطرف صفت کے معنی ہین ہے منجملہ اعتقادیات مسبت کے ہو اور لیکن بامثال کر معنی مین جیسا کہ اجسام مین ظاہر ہی اور سیر محمد حنوبہ کا ہر وسہ سے پس یہ حقتعالی کی حقین اوسکے نزدیک باطل ہو اور یہی معنی اوسکے قول الا بمعنی الانتقال کا پس یہ قول مخالف و مبطل ہی مصنف کو دعوے کو جہ جائیکہ دلالت کرے اوسکے مرام پر اور سطح ہے اوسکا قول یہ کہ اوس نے پیدا کیا آدم کو نہ قدرتکی ہاتھ سے بلکہ ایسے ید سے کہ اوسکو صفت ہے انتہی اس قول سے کہ شیراز نے قصد کیا ہی ابطال تاویل کرنیوالی وہی جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ابطال ظاہر معنی پر حمل کرنیکو جیسا کہ محمد حنوبہ اور اس مجادل مظاہر کا مذہب ہے اور اثبات راہ ہموار وطریق مستقیم کو جو متوسط ہی دونون طرفین اور افراط وتفریط درمیان دونون کے معنی ثابت کرنا صفات کی حقایق کو اور انکار کرنا اونکے ظاہر معانی کو امر اور ہوچکا آیات سے پس معلوم ہوگیا کہ یہ کلام ہمکو مفید ہی نہ کہ مصنف کو پس ساقط ہوگیا جو کہ مصنف نے اس قول سے انہی مقصود کا اثبات اور مذہب حنوبہ کا مضبوط کرنا اور قوی کرنا قصد کیا ہی اور ہمین ہی حمل وقوۃ مگر خدا کثیر الانعام صاحب جلال واکرام کی توفیق سے (کہا مصنف)

تنبیہ فتح الباری مین مروی ہی ابو طاہر محمد بن عبدالرحمن مخلص ذہبی صاحب کتاب العلم سے عبداللہ بن شریک عامری کے طریق سے اوسکا پکی روایت سے کہا اوسنون نے کہا گیا علی سے کہ یہان مسجد کے دروازے پر کچھ لوگ ہین کہ جنکا دعوی یہ ہے کہ تو اوسنکا رب ہے پس حضرت علی نے اونکو بلایا اور کہا کہ تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اوسنون نے کہا کہ تو ہمارا رب وخالق ورازق ہی پس کہا کہ تمہاری خرابی ہو مین تو تمہارے مثل ایک بندہ ہون کہ کہا نا کہا تا ہون جسطرح کہ تم کہا تے ہو اور پیتا ہون جیسا کہ تم پیتے ہو اگر مین اطاعت کرون تو مجکو ثواب دیگا اگر چاہیگا اور اگر نافرمانی کرون تو مجکو خوف ہی اوسکے عذاب کا پس ڈرو تم خدا سے اور توبہ کرو پس اوسنون نے انکار کیا پھر جبکہ دوسرا دن ہوا تو علی الصباح حضرت کے پاس آئے پس قنبر نے آکر کہا کہ وہ تو پھر ایسے ہی ہوگئے وہی کلام کہتے ہین پس کہا کہ بلاؤ انکو پس اوسنون نے اوسیطرح سے کہا پھر جبکہ تیسرا دن ہوا کہا کہ اگر تنے کہا ویسا ہی تو مین تمکو قتل کرونگا سب سے بدتر قتل کرنا پس انکار کیا اوسنون نے بجز اوس قول کے ۔

فقال يا قنبر ائتني بفعلة معهم مسر وردهم فخذ لهم اخذود ا بين باب المسجد والقصر
وقال احضروا فاعبد وفي الارض وجاء بالحطب فطرحه بالنار في الاخدود وقال
اني طارحكم فيها او ترجعوا فابوا ان يرجعوا فقذف بهم فيها حتى اذا احترقوا قال اني اذا رايت امرا
منكرا اوقدت ناري ودعوت قنبرا ولهذا سند حسن انتهى وقد حدث في
هذا الزمان احداث على اثارهم يهرعون فانا لله وانا اليه راجعون
يجب اشد الوجوب على اولى الامر وينحتم اوكد الحتم على اهل العلم والقدرة ان
يعتنوا ويجتهدوا باذالة هذا الامر وعظا دبيانا ويعزروهم غاية التعزير
حبسا وضربا وقتلا واعلانا والتوفيق من الله رب كل شئ فسبحان
الذي بيده ملكوت كل شئ وفي خطبة للمولى على المرتضى يوشك ان
لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القران الا رسمه وفيها مساجدكم
يومئذ عامرة وقلوبكم وابرانكم خربة من الهدى شر من تحت ظل
السماء ففقهائكم منهم تبدو الفتنة وفيهم تعود اخرجه البيهقي
في شعب الايمان واشار اليه البخاري في رد على الجهمية انتهى
اقول بحوله تعالى وقوته ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم لما فرغ المصنف
عن الاستدلال باقوال ائمة اهل البيت وفقهاء اهل السنة ومتكلميهم
والصوفية الصافية منهم ومحدثيهم على مذهبه الباطل ومسلكه العاطل
الذي هو مذهب ابن تيمية وتلميذيه الحافظ ابن قيم والحافظ الذهبي اللذين
من اجلة الحشوية وناصريهم في الاصول ومن مقلدي الحنبلية وتبعيهم
في الفروع وهكذا حال المصنف انه يدعي الحنفية في الفروع ويسلك مذهب
الحشوية في الاصول فهو ليس من الحنفية الخالصة ولا من الحشوية المخضة

پس کہا حضرت علیؑ نے کہ اے قنبر لے آ میرے پاس مزدوروں کو میں اونکے اوزار کے پس بنائی اونکے لئے ایک
خندق باب مسجد و محل کے درمیان اور کہا کہ کھودو پس گہرا کو زمین میں اور لایا لکڑیاں پس ڈالدیا اوسمیں آگ
میں خندق کے اندر اور کہا کہ میں اسمیں تمکو ڈالنے والا ہوں یا تم توبہ کرو پس اونہوں نے انکار کیا توبہ کرنے سے
پس اونکو خندق میں ڈالدیا یہانتک کہ جب جل چکے فرمایا کہ میں جب دیکھونگا کسی نا پسندیدہ کام کو جلاؤنگا اپنی آگ کو
اور بلاؤنگا قنبر کو اور یہ سند حسن ہے اور اس زمانہ میں کچھ نئے لوگ پیدا ہوگئے ہیں کہ اون سوختگان کے نقش قدم پر
دوڑتے ہیں پس انا للہ و انا الیہ راجعون حکام پر واجب ہے سخت تر واجب ہونا اور اسی طرح در و سا پر موکد ہے نہایت
موکد ہونا یہ کہ اہتمام و بندوبست کریں اس امر کے دور کرنے کا وعظ و بیان سے اور تعزیر دینے اون لوگوں کو حد درجہ کی
تعزیر گرفتار کرنے اور ضرب و قتل و تشہیر سے اور توفیق خدا کے طرف سے ہے کہ ہر شئے کا رب ہے پاک سی پاک ہے
وہ کہ اوسکے ہاتھ میں ہے جان ہر چیز کی اور مولی علی مرتضی کے ایک خطبہ میں ہے (قریب آتا ہے کہ نہ باقی رہیگا اسلام سے
مگر نام اوسکا اور قرآن سے مگر نشان اوسکا اور اوسی میں ہے کہ تمہاری مسجدیں اوس روز آباد ہونگی اور تمہارے دل اور بدن ویران
ہونگے ہدایت سے بدتر موجودین زیر سمار کے تمہارے مولوی ہونگے اونہیں سے فتنہ اوٹھیگا اور اونہیں میں لوٹیگا اس کو
روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں اور اشارہ کیا اس کیطرف بخاری نے جہمیہ کے رد میں انتہی میں کہتا ہوں خدا تعالے
کی حول و قوت سے اور حول و قوت نہیں ہے مگر خدای علی و عظیم کی توفیق سے جبکہ فارغ ہوا مصنف دلیل لانیسے ائمہ اہلبیت
و فقہا و اہلسنت اور اون کے متکلمین و صوفیہ و محدثین کے اقوال سے اپنے مذہب باطل و مسلک عاطل پر جو کہ مذہب ہے
ابن تیمیہ کا اور اوسکے شاگرد حافظ ابن قیم و حافظ ذہبی کا کہ بے اجلہ حشویہ سے ہیں اور اونکے بد و گار ہیں عقائد میں
اور حنبلیہ کے مقلدین و متبعین سے ہیں فروع میں اور ایسا ہی مصنف کا حال ہے کہ حنفی ہونے کا دعوی کرتا ہے
فروع میں اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقائد میں پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے

بل مذهبه مركب من المذهبين وملفق من طور المسلكين فالصحيح ان يقال له
الحشوي كما يقال للحنفي فروعا والمعتزلي اصولا حنفزلي
اشرع في الافتاء على من خالفه في عقائده من اثبات الجهة
والاستقرار والقعود على العرش وسائر المتشابهات لله تعالى
محمولة على ظواهرها مسند لا يقول لا يقول مسند لا يقول مسند نشر على
احدهما نقله من فتح الباري بعنوان التنبيه وفيه قصة اخواجه رضي الله
عنه للمرتدين وثانيهما نقله من شعب الايمان للبيهقي بعنوان الخطبة وفيه
بيان مناقب فقهاء وهذا الزمان وحكم من كان فيه من اهل الايمان
ومرام المصنف من نقل القولين ان اهل الاسلام في هذه الايام صاروا
مصداق هذين القولين لانكارهم ظواهر المتشابهات واحالتهم
على التعطيل والتاويلات فلذلك ارتدوا عن الدين
واعتزلوا عن مناهج الائمة والصحابة والتابعين فحكمهم
ان يحرقوا بالنار ويضربوا ويقتلوا وينفوا من الارض ويعذروا
بالاعلان والاشتهار لانهم ما بقي فيهم من الاسلام الا اسمه
ومن القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وقلوبهم
وابدانهم خربة من الهدى وهم اليوم شر من
تحت السماء فقهائهم بدأت منهم هذه الفتنة وعادت اليهم في
هذا الزمان لان عوامهم اتبعوا احكامهم في الدين والايمان
ولولاهم كذلك لما ضلت العوام عن اقوم المسالك فمست الحاجة
الى تجديد الدين ودعت الضرورة الى ان يبعث الله اليهم من يبين لهم الحق المبين

اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقاید مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے بلکہ اوسکا
مذہب مرکب ہے دونون مذہبون سے اور ملایا ہوا ہے دونون مسلک کے طور سے پس صحیح یہ ہے کہ
اوسکو حشوی کہا جائے جیسا کہ فروع مین حنفی اور اصول مین معتزلی کو حنفزلی کہا جاتا ہے شروع کیا مصنف نے
فتوی دینا اپنے مخالفین عقاید پر اس باب مین کہ حقتعالی کے لئے جہت عالیہ و قرار پکڑنا اور عرش پر بیٹھنا
اور تمام متشابہات اپنے ظاہر معانی پر محمول ہوکر ثابت ہین دلیل لاکر سیدنا علیؓ کے دو قول سے ایک وہ
کہ جسکو فتح الباری سے نقل کیا تنبیہ کے عنوان سے اور اوسمین حضرت علی کے مرتدین کو جلانیکا قصہ مذکور ہے
اور دوسرا وہ کہ جس کو بیہقی کی شعب الایمان سے نقل کیا ہے خطبہ کے عنوان سے اور اوس مین اس
زمانہ کے مولویون کے معائب کا بیان ہے اور کل مومنین اس زمانہ کا حکم مذکور ہے اور مصنف کا مقصود
ان دونون قول کے نقل کرنیسے یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان دونون قول کا مصداق ہوگئے ہین بسبب
اون کے انکار کرنے کے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور اون کے اصرار کرنیکے تعطیل و تاویلات پر
پس اسیوجہ سے دین سے مرتد ہوگئے اور مکیسو ہوگئے ائمہ و صحابہؓ تابعین کی راہون سے پس اونکا حکم
یہ ہے کہ آگ مین جلائے جائین اور مارے جائین اور قتل کئے جائین اور جلا وطن کئے جائین اور اونکو تعزیر
دیجائے اعلان و اشتہار کے ساتھہ اس لئے کہ اون مین اسلام کے نام کے سوا کچھہ باقی نہین رہا اور قرآن کا
رسم ہی رسم رہگیا ہے اون کے مسجدین آجکے دن آباد ہین اور اونکے دل و بدن ہدایت سے ویران ہین
اور یہی لوگ آجکے دن بدترین موجودین زیر سماء ہین انکے مولویون ہی سے یہ فتنہ شروع ہوا ہے اور
اون ہی کے طرف اس زمانہ مین لوٹ گیا ہے اسلئے کہ عام مسلمان دین دایمان ہین اون کے فتوؤن کے
تابع ہین اور اگر یہہ مولوی ایسے نہوتے تو عام مسلمان دین حق سے گمراہ نہوتے پس دین کی تجدید کے
طرف احتیاج پیدا ہوگئی ہے اور ضرورت داعی ہوگئی ہے کہ حقتعالی اون کے طرف بھیجے ایسا
شخص کہ بیان کردیوے اون کے واسطے کہلا ہوا امر حق۔

وان هو الا المصنف لانه فى مزعومه انه عالم قريش وسع علمه طباق الارض وقد
فعل فى هذا الزمان امر لم يفعله احد من بداء الاسلام الى الآن هذه خلاصة
ما رامه بهذ التاليف ونحن نقول انه ليس كذلك لانه فى كل هذه الدعاوى
مخالف لما هو مذهب الجمهور وهو القول المنصور كما ظهر من كتابنا هذا فيما مضى
وقد احدث فى الدين بدعة شنيعة لم يحدثها احد قبله من الائمة والمجتهدين
فانه خلط المذاهب كلها بعضها مع بعض ولم يات بها كما كانت منقولة من اهاليها
وافترى عليهم بنسبة مزعوماته الباطلة اليهم فان اهل السنة والشيعة
والصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين كلهم ينزهون الله تعالى عن
الجهة والاستقرار على العرش والمصنف يدعى ان الكتاب والسنة واقوال
الائمة والمجتهدين والعلماء الراسخين كلها مملوة من اثبات الجهة والاستقرار
على العرش لله تعالى عنه علوا كبيرا وفرع على هذا ان جميع اهل الايمان
فى هذه الاوان ارتد واعن قول الايمان فصار وا مستحقين للاحراق بالنار
نعوذ بالله هفوات الظالمين وخرافات المبتدعين وقد صرح اكابر الامة
بالكف عن تكفير اهل القبلة وان تكفير المسلم ليس من داب الصحابة واهل
بيت النبوة ولا من خصيصة اهل السنة والجماعة بل هو من خصائص الخوارج
وشنايع اهل البدعة اعاذنا الله من هذه الشنيعة كما قال العالم العلامة
والنحرير الفهامة الشيخ سليمان بن عبد الوهاب رحمة الله تعالى رحمة
واسعة فى الرد على اخيه محمد بن عبد الوهاب النجدى واتباعه ممن
كفر المسلمين وحكم بردتهم عاملهم الله يوم الجزاء بعدله لا بلطفه وفضله
اعلم ان الله سبحانه وتعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالهدى ودين الحق

اور وہ نہین ہے مگر مصنف اس لئے مصنف کے گمان مین یہ ہے کہ مین قریشی عالم ہون کہ جس کا علم تمام روئے زمین مین پہیلگیا ہے اور اس زمانہ مین وہ کام کیا ہے کہ جس کو آغاز اسلام سے اب تک کسی نے نہین کیا یہی مصنف کے مقصد کا خلاصہ ہے اس کتاب کی تصنیف سے اور ہم کہتے ہین کہ مصنف ایسا نہین ہے۔ اس لئے کہ وہ ان تمام دعوون مین مخالف ہے مذہب جمہور اور قول منصور کا جیسا کہ ہماری اس کتاب سے ظاہر ہوچکا ہے سابق کے بیان مین اور مصنف نے دین مین ایک ایسی بدعت شنیعہ کا احداث کیا ہے کہ مصنف سے پہلے کسی نے ائمہ و مجتہدین مین سے نہین کیا اس لئے کہ اس نے تمام مذاہب کو خلط ملط کردیا ہے اور جس طور پر کہ مذاہب مدون تہے ارباب مذاہب سے اون کو نقل کیا اور اون پر افترا پردازی کی ہے اپنے خیالات فاسدہ کو اونکی طرف نسبت کرنے سے کیونکہ اہل سنت و شیعہ و صحابہ و تابعین و ائمہ و مجتہدین سب کے سب حقتعالی کو جہت سے اور عرش پر بیٹہنے سے پاک جانتے ہین اور مصنف کا دعوی ہے کہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ و مجتہدین و علمائے راسخین تمام معمور ہین اثبات جہت و استقرار علی العرش سے حقتعالی کے لئے اور اوسپر یہ تصریح کی ہے کہ تمام مسلمان اس زمانہ مین ایمان کے قول سے پہر گئے ہین اور آگ مین جلنے کے مستحق ہوگئے ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین ظالمون کی بیہودہ باتون اور بدعتیون کی خرافات سے اور اکابر امت نے تصریح کی ہے اہل قبلہ کی تکفیر سے زبان روکنے پر اور اسپر کہ مسلمان کی تکفیر نہ صحابہ و اہل بیت کا طریقہ ہے اور نہ اہل سنت والجماعت کا خاصہ بلکہ یہہ امر خوارج کے خواص سے ہے اور اہل بدعت کے شنایع سے ہمکو خدا پناہ مین رکہے اس بری عادت سے۔ جیسا کہ عالم علامہ تحریر فہامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے کہا ہے اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد مین اور اوس کے اتباع کے رد مین جنہون نے مسلمانون کی تکفیر کی ہے اور اون کے مرتد ہونے کا حکم دیا ہے خدا اون سے یوم جزا مین اپنے عدل سے معاملہ کرے نہ اپنے لطف و فضل سے (جاننا) کہ حق سبحانہ و تعالی نے محمد صلعم کو بہیجا ہے ہدایت و دین حق کے ساتہہ۔

ليظهره على الدين كله وانزل عليه الكتاب تبيانا لكل شئ فانجز الله له
ما وعده واظهر دينه على جميع الاديان وجعل ذلك ثابتا الى آخر الدهر
حين انخرام انفس جميع المومنين وجعل امته خير الامم كما اخبر بذلك
بقوله كنتم خير امة اخرجت للناس وجعلهم شهداء على الناس و
اجتباهم كما قال تعالى هو اجتباكم وما جعل عليكم في الدين من حرج
وقال النبي صلى الله عليه وسلم انتم توفون سبعين امة انتم خيرها و
اكرمها عند الله ودلائل ما ذكرنا لا تحصى وقال صلى الله عليه وسلم
لا يزال امر هذه الامة مستقيما حتى تقوم الساعة رواه البخاري
وجعل اقتفاء اثر هذه الامة واجبا على كل احد بقول تعالى ومن
يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا
وجعل اجماعهم حجة قاطعة لا يجوز لاحد الخروج عنه ودلائل ما ذكرنا
معلومة عند كل من له نوع ممارسة في العلم انتهى ثم قال بعد ذلك
اعلم ان ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم ان الجاهل لا يستبد برائيه
بل يجب عليه ان يسئل اهل العلم كما قال تعالى فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون وقال صلى الله عليه وسلم هلا اذا لم يعلموا سئلوا فانما
دواء العي السوال وهذا الجماع قال في غاية السوال قال الامام ابو بكر ابن وهب جمعت
العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين والمذهب المستقيم
حتى يكون جامعا هذه الخصال وهي ان يكون حافظا للغات العرب واختلافها
ومعاني اشعارها واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالما
فقيها وحافظا للاعراب وانواعه والاختلاف عالما بكتاب الله حافظا له

تاکہ اون کے دین کو تمام دینون پر غالب کرے اور اون پر کتاب نازل فرمائی کہ جسمین ہر شے کا بیان ہے پس پورا کیا
حقتعالیٰ نے جو کچھ حضرت سے وعدہ کیا اور اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کر دیا اور اوس کو آخر زمانہ تک ثابت
کر دیا جب تک کہ تمام مسلمان گزر جائین اور حضرت کی امت کو بہتر امتون کا قرار دیا جیسا کہ اسکی خبر دی ہے اپنے قول
کنتم خیر امة اخرجت للناس مین اور اون کو دوسرے لوگون پر گواہ قرار دیا ہے اور برگزیدہ فرمایا ہے
جیسا کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اوس نے تمکو برگزیدہ کیا اور تم پر دین مین کچھ تنگی نہین رکھی اور نبی صلعم نے فرمایا ہے
کہ تم ستر امتون کی برابر ہو تم اون سے بہتر ہو اور بزرگ تر اون کے ہو خدا کے نزدیک اور ہمارے اس دعوی کی
دلیلین بے شمار ہین اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اس امت کا معاملہ برابر درست رہیگا قیامت کے قایم ہونے
تک اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس امت کے نقش قدم پر چلنا واجب کیا گیا ہے ہر شخص پر حقتعالیٰ
کے اس قول سے (اور جو پیروی کرے گا مومنین کی راہ کے غیر کی ہم اوس کو پھیر دینگے جدہر وہ پھرا ہے اور
اوس کو جہنم مین داخل کرینگے اور کیا برا ٹھکانا ہے وہ اور اون کے اجماع کو دلیل قطعی قرار دیا ہے کہ کسیکو
اوس سے خروج کرنا جایز نہین ہے اور ہمارے اس دعوے کی دلیلین معلوم ہین ہر ایسے شخص کو کہ جس کو
علم مین مہارت ہے انتہی"۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ جانتو جو کہ نبی صلعم نے بیان فرمایا ہے یہ امر ہے کہ
جاہل اپنی رائے مین خود مختار نہین ہے بلکہ اوس پر واجب ہے کہ عالمون کے فتوی پر عمل کرے جیسا کہ
حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم عالمون سے دریافت کر لو اگر تم کو معلوم نہ ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ
کیون نہین دریافت کر لیتے جبکہ نہین جانتے اس لئے کہ تھکے ہوے کا علاج پوچھ لینا ہے اور یہہ ایک
اجماعی مسئلہ ہے کہ جسکو سوال کے باب مین فرمایا ہے کہا امام ابوبکر ہردی نے کہ تمام علماء نے اجماع کیا ہے
اس پر کہ نہین جائز ہے کسیکو یہہ کہ دین و مذہب مستقیم مین امام ہو جاوے یہانتک کہ وہ ان
خصلتون کا جامع ہو جاوے اور وہ خصلتین یہہ ہین کہ حافظ ہو لغات عرب اور اون کے
اختلافات کا اور اشعار عرب کے معانی اور اون کے اقسام کا اور علماء دفقہا کے اختلاف کا
اور ہووے عالم فقیہہ اور حافظ اعراب اور اوسکے انواع و اختلاف کا عالم ہو کتاب اللہ کا حافظ ہو اوس کا

ولاختلاف قراءته اختلاف القراء فيها عالما بتفسيره ومحكمه ومتشابهه
وناسخه ومنسوخه وقصصه عالما باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم
ميزا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها ومراسيلها ومسانيدها و
مشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعا
دينا صائنا لنفسه صدوقا ثقة يبني مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة
رسوله صلى الله عليه وسلم فاذا جمع هذه الخصال فحينئذ يجوز ان يكون
اماما وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعا
لهذه الخصال او اخل بواحدة منها كان ناقصا ولم يجز ان يكون اماما
وان يقلده الناس قال (**قلت**) واذا ثبت ان هذه شرائط لصحة
الاجتهاد والامامة فقد علم ان كل من لم يكن كذلك فعليه ان يقتدي
بمن هو بهذه الخصال المذكورة (**وقال**) الناس في الدين على قسمين مقلد
ومجتهد والمجتهدون مختصون بالعلم وعلم الدين يتعلق بالكتاب والسنة
واللسان العربي الذي ورد به فمن كان فيهما يعلم الكتاب والسنة وحكم
الفاظهما ومعرفة الثابت من احكامهما والمنتقل من الثبوت بنسخ او غيره
والمتقدم والموخر صح اجتهاده وان يقلده من لم يبلغ درجته وفرض من
ليس بمجتهد ان يسأل ويقلد وهذا لا اختلاف فيه انتهى انظر قوله وهذا
لا اختلاف فيه وقال ابن القيم في اعلام الموقعين لا يجوز لاحد ان ياخذ
من الكتاب والسنة الا من يجتمع فيه شروط الاجتهاد ومن جميع العلوم
قال احمد بن المنادي سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف
حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف حديث قال لا قال

اور اوس کے اختلاف قرارت واختلاف قرار کا باب قرارت مین عالم ہو کتاب اللہ کی تفسیر ومحکم ومتشابہ و
ناسخ ومنسوخ اور اوسکے معنون کا جانتا ہوا حادیث رسول صلعم کو تمیز رکھتا ہوا حادیث کے صحیح وسقیم ومتصل
ومنقطع ومرسل ومسند ومشاہیر کی اور احادیث صحابہ کے موقوف ومسند کی پھر ہووے پرہیزگار
دین دار اپنے نفس کی حفاظت رکھنے والا بہت بڑا سچا معتبر کہ اپنے مذاہب اور اپنے دین کو بنا
کرے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم پر پس جبکہ ان خصلتون کا جامع ہو پس اوس وقت اوسکو
جائز ہے کہ امام بنجائے اور جائز ہے کہ اوسکی تقلید کیجائے اور اجتہاد کرے اپنے دین اور اپنے
فتوؤن مین اور جبکہ جامع ان خصائل کا نہو یا انمین سے ایک خصلت اوس مین کم ہو تو وہ ناقص
ہے اور اوسکو امام ہونا جائز ہے اور نہ لوگون کو اوس کی تقلید کرنا درست ہے کہا مین کہتا ہون
(اور جبکہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خصلتین اجتہاد و امامت کے صحیح ہونے کی شرطین ہین پس معلوم ہوگیا
کہ جو شخص ایسا نہو پس اوسپر واجب ہے کہ پیروی کرے ایسے شخص کی کہ جو خصال مذکورہ سے
موصوف ہے اور کہا کہ لوگ دین کے باب مین دو قسم کے ہین مقلد ومجتہد اور مجتہد خصوصیت رکھتے
ہین علم سے اور علم دین کو تعلق ہے کتاب وسنت وزبان عربی سے کہ جسمین کتاب وسنت کا ورود ہوا
ہے پس جو کہ سمجھدار ہے کہ جانتا ہے کتاب وسنت کو اور حکم اون دونون کے لفظون کا اور معرفت
اونکے احکام ثابت کی اور غیر ثابتہ کی بہ سبب نسخ وغیرہ کے اور پہلے اور پچھلے کی تو اوسکا اجتہاد کرنا درست ہے
اور یہہ کہ اوسکی تقلید کرے جو کہ اوسکے درجہ تک نہین پہونچا ہے اور غیر مجتہد کا فرض یہہ ہے کہ پوچھے
اور تقلید کرے اور اس امر مذکور مین کسیکا اختلاف نہین ہے انتہی) نظر کر اوسکے اس قول مین کہ اسمین
کسیکا اختلاف نہین ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ کسی کو جائز
نہین ہے کہ کتاب وسنت سے لیکر عمل کرے جب تک کہ اوس مین اجتہاد کی شرطین
نہ پائی جائین اور جملہ علوم نہ جانتا ہو احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل
سے پوچھا کہ جب کسیکو ایک لاکھہ حدیثین یاد ہون ایا وہ مجتہد ہو جاتا ہے۔ کہا کہ نہین

فثلاث مائة الف حديث قال لا قال فاربع مائة قال نعم قال ابو الحسين
فسالت جدى كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث
قال ابو اسحق لما جلست فى جامع المنصور للفتيا ذكرت هذه المسئلة
فقال لى رجل فانت تحفظ هذ المقدار حتى تفتى الناس قلت لا
انما افتى بقول من يحفظ هذ المقدار انتهى ولو ذهبنا نحكى الاجماع
لطال وفى هذ الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون
قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان اليوم ابتلى الناس بمن ينتسب
الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالى من خالفه و
اذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على
الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو
لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة
ومع هذ افراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون لامة
كلها تصيح بلسان واحد ومع هذ الا يرد لهم فى كلمة بل كلهم كفار او جهال اللهم
اهد الضال ورده الى الحق فنقول قال الله عز وجل ان الدين عند الله
الاسلام وقال تعالى ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وقال
تعالى فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم وفى الاية
الاخرى فاخوانكم فى الدين قال ابن عباس حرمت هذه الاية دماء اهل
القبلة وقال ايضا لا تكونوا كالخوارج تاولوا ايات القران فى اهل القبلة
وانما نزلت فى اهل الكتاب والمشركين فجهلوا علمها فسفكوا بها الدماء
واستهكوا الاموال وشهدوا على اهل السنة بالضلالة فعليكم بالعلم

کہا کہ دو لاکھہ حدیثین کہا کہ نہین کہا کہ تین لاکھہ حدیثین کہا کہ نہین کہا کہ چار لاکھہ کہا کہ ہان کہا ابو الحسین نے کہ مینے
اپنے دادا سے پوچھا کہ امام احمد کو کس قدر حدیثین یاد تہین کہا کہ چھہ لاکھہ حدیثین کہا ابو اسحٰق نے کہ جب مین
جامع منصور مین فتوی دینے کو بیٹھا تو مینے اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھے ایک شخص نے کہا کہ کیا تمکو اس قدر
حدیثین یاد ہین کہ تم لوگون کو فتوی دیتے ہو مینے کہا کہ نہین مین تو اون لوگون کے قول پر فتوی دیتا ہون
کہ جنکو اس قدر حدیثین یاد ہین انتہی اور اگر ہم اجماع کو بیان کرنے لگجائین تو کلام دراز ہو جائے گا اور
طالب ہدایت کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے اور مین نے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ یہ ایک
قاعدہ ہو جائے کہ جسکے طرف رجوع کیا جائے اون امور مین کہ جنکو ہم ذکر کرینگے اس لئے کہ اس زمانہ مین
لوگ مبتلا ہو گئے ہین ایسے شخص کے ہاتہون مین کہ جو کتاب و سنت کیطرف اپنے احکام کو منسوب کرتا ہی
اور اون دونون کے علوم سے مسئلے نکالتا ہے اور کچھہ خوف نہین رکہتا ہے اپنے مخالف کا اور جبکہ
اوس سے خواہش کیجائے کہ اپنا کلام علما کے سامنے پیش کرے تو نہین کرتا ہے بلکہ لوگون پر واجب کرتا ہی
اپنے قول و مدعا پر عمل کرنا اور جو کہ اوس کا خلاف کرے پس وہ شخص اوسکے نزدیک کافر ہے اوس کو
یاد رکہہ حالانکہ اوس مین مجتہدون کی خصلتون مین سے ایک خصلت بہی نہین ہے اور نجذاکہ ایک
خصلت کا دسوان حصہ بہی اوس مین نہین ہے - اور باوجود اسکے اوسنے بہت سے لوگونین اپنے کلام کو
رواج دیدیا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ساری امت کلمۂ طیبہ کو پکار رہی ہے ایک زبان ہو کر اور وہ شخص سبکو کافر یا جاہل سمجہتا
ہے اور نجذا تو گمراہ کو ہدایت دے اور امر حق کیطرف اوسکو پہیر دے پس ہم کہتے ہین کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ دین خدا کے
نزدیک اسلام ہے اور فرمایا کہ جو شخص پیروی کرے گا اسلام سے سوا دوسرے دین کی پس ہرگز مقبول نہوگی اور فرمایا
کہ پس اگر توبہ کرین اور قائم کرین نماز اور ادا کرین زکوۃ تو چہوڑ دو تم اونکا راستہ اور دوسری آیت مین ہے کہ پس وہ
لوگ تمہارے دینی بہائی ہین ابن عباس نے کہا ہے کہ اس آیت نے حرام کر دئے ہین اہل قبلہ کے خون اور نیز کہا ہے کہ تم
خارجیونکی کیطرح مت ہو جاؤ کہ آیات قرآنیہ کو اہل قبلہ کے اوپر ڈالتے لگے حالانکہ وہ نازل ہوئی ہین اہل کتاب و مشرکونکے باب مین پس خوارج نے اونکے
علم کو نہ جانا اور اونکی وجہ سے خونریزیان کرنے لگے اور مسلمانونکے مال لوٹ لئے اور اہل سنت پر گمراہی کا فتوے دیدیا

بما نزل فيه القرآن انتهى وكان ابن عمر يرى الخوارج شرار الخلق
قال انهم عمدوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها فى المسلمين رواه
البخارى عنه فحينئذ ذكر الله عز وجل ان الدين عند الله الاسلام
وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم فى حديث جبريل فى الصحيحين الاسلام
ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وفى حديث
ابن عمر الذى فى الصحيحين بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله
وان محمدا عبده ورسوله الحديث وفى حديث وفد عبد القيس امركم
بالايمان بالله وحده اتدرون ما الايمان بالله وحده شهادة ان لا
اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وهو فى الصحيحين وغير ذلك
من الاحاديث وصف الاسلام بالشهادتين وما معهما من الاركان وهذا
اجماع من الامة بل اجمعوا ان من نطق بالشهادتين اجريت عليه احكام الاسلام
لحديث امرت ان اقاتل الناس ولحديث الجارية اين الله قالت فى السماء
قال من انا قالت رسول الله قال اعتقها فانها مومنة وكل ذلك فى الصحيحين
ولحديث كفوا عن اهل لا اله الا الله وغير ذلك قال ابن القيم اجمع
المسلمون على ان الكافر اذا قال لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
دخل فى الاسلام انتهى ثم قال (**فصل**) اذا فهمتم ما تقدم فانكم
الان تكفرون من شهد ان لا اله الا الله وحده وان محمدا عبده
ورسوله واقام الصلوة واتى الزكوة وصام رمضان وحج البيت
مومنا بالله وملئكته وكتبه ورسله ملتزما لجميع شعائر الاسلام
وتجعلونهم كفارا وبلادهم بلاد حرب فنحن نساءلكم من امامكم فى

اور لازم پکڑو تم قرآن کے شان نزول کے علم کو انتہی اور ابن عمر خارجیون کو بدترین خلق جانتے تہے اونکا قول ہے کہ خارجیون نے واسطے جو آیتین کفار کے باب مین نازل ہوئی تہی اون کو مسلمانون پر چسپان کر دیا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عمر سے پس اسی لئے حقتعالی نے ذکر فرمایا ہے کہ دین خدا کے نزدیک اسلام ہے اور نبی صلعم نے حدیث جبرئیل مین کہ صحیحین مین مذکور ہے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور محمدؐ خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور ابن عمر کی حدیث مین جو کہ صحیحین مین مروی ہے مذکور ہے کہ اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ پر گواہی دینا کلمہ طیبہ کی آخر حدیث تک اور وفد عبدالقیس کی حدیث مین مذکور ہے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو صرف خدا پر ایمان لانے کا کیا جانتے ہو تم کیا چیز ہے صرف خدا پر ایمان لانا گواہی دینا اس امر کی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور یہ کہ محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور یہہ اور اسکے سوا صحیحین کی اور حدیثون مین اسلام کو بیان کیا گیا ہے دو نو گواہیون اور دوسرے ارکان کے ساتھہ اور یہ اس امت کا اجماعی مسئلہ ہے بلکہ علمائے امت نے اجماع کیا ہے کہ جس نے دونون شہادتون کا اقرار کر لیا اس پر اسلام کے احکام جاری کئے جائینگے بہ سبب اس حدیث کے (مجھکو حکم کیا گیا ہے کہ لوگون سے جہاد کرون تا آخر اور بہ سبب حدیث جاریہ کے (کہان ہے خدا کہا لونڈی نے کہ آسمان مین ہے کہا کہ مین کون ہون کہا لونڈی نے کہ خدا کا رسول فرمایا حضرت نے کہ اسکو آزاد کر دے اسلئے کہ یہ مومنہ ہے اور یہ سب صحیحین مین موجود ہے اور بہ سبب اس حدیث کے (باز رہو تم کلمہ گو لوگون سے) اور اسکے سوا دوسری حدیثین ہین ابن قیم نے کہا ہے کہ مسلمانون نے اجماع کیا ہے اسپر کہ کافر نے جبکہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا تو اسلام مین داخل ہو گیا انتہی پھر کہا (فصل) جبکہ تمنے سمجھہ لیا جو کچھہ کہ مذکور ہوا پس اب تم کافر کہتے ہو ایسے شخص کو جس نے گواہی دی کہ خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمدؐ اوس کا بندہ اور اوس کا رسول ہے اور قایم کیا نماز کو ادا کیا زکوۃ کو اور رمضان مین روزہ رکھا اور بیت اللہ کا حج کیا اس حال مین کہ وہ ایمان لایا ہر خدا پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور رسولون پر لازم پکڑے ہوے ہے تمام شعائر اسلام کو اور تم ایسے لوگون کو کافر بتاتے ہو اور اون کے شہرون کو دارالحرب کہتے ہو پس ہم تمسے پوچھتے ہین کہ اس باب مین تمہارا پیشوا کون ہے۔

ذلك وممن اخذتم هذا المذهب عنه فان قلتم كفرناهم لانهم مشركون
بالله لانه سبحانه قال ان الله لايغفر ان يشرك به الاية وما فى معناها
من الآيات وان اهل العلم قد عدوا فى المكفرات من اشرك بالله
قلنا الآيات حق وكلام اهل العلم حق ولكن اهل العلم قالوا فى تفسير اشرك
بالله اى ادعى ان لله شريكا كقول المشركين هؤلاء شركاءنا وقوله
تعالى ومانرى معكم شفعاءكم الذين زعمتم انهم فيكم شركاء واذا قيل لهم
لااله الاالله يستكبرون اجعل الالهة الها واحدا الى غير ذلك مما ذكره الله فى
كتابه ورسوله واهل العلم ولكن هذه التفاصيل التى تقصلون من عندكم
ان من فعل كذا فهو اشرك وتخرجونه من الاسلام من اين لكم هذا التفصيل
استنبطتم ذلك بمفاهيمكم فقد تقدم لكم من اجماع الامة انه لايجوز
لمثلكم الاستنباط لكم فى ذلك قدوة من اجماع او تقليد من يجوز تقليده
مع انه لايجوز للمقلد ان يكفر ان لم يجمع الامة على قول متبوعه فبينوا
لنا من اين اخذتم مذهبكم هذا ولكم علينا عهد الله وميثاقه ان بينتم
لنا حقا يجب المصير اليه لنتبع الحق انشاء الله تعالى انتهى وقال فيه
فى صفحة ٢٨ وفصل قال ابن القيم فى شرح المنازل اهل السلة متفقون على
ان الشخص الواحد يكون فيه ولاية لله وعداوة له من وجهين
مختلفين ويكون محبوبا لله ومبغوضا من وجهين بل يكون فيه ايمان
ونفاق وايمان وكفر ويكون الى احدهما اقرب من الاخر فيكون الى
اهله كما قال تعالى هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان وقال وما يؤمن
اكثرهم بالله الا وهم مشركون فاثبت لهم تبارك وتعالى الايمان مع

اور کس سے تمنے اس مذہب کو لیا ہے پس اگر تم کہو کہ ہم نے اس لئے اون کی تکفیر کی ہے کہ یہہ لوگ مشرک ہین اور حق سبحانہ کا قول ہے کہ حقتعالی شرک کو نہ بخشیگا آخر آیت تک اور اس کے ہم معنی اور بہی آیتین ہین اور علمار نے مشرک کو کفار مین شمار کیا ہے ہم کہینگے کہ آیتین حق ہے اور علمار کا کلام حق ہے اور لیکن علمار نے مشرک کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا کے سوا دوسرے شریک کا دعوے کرے جیسا کہ مشرکون نے بتون کو کہا تہا کہ یہہ لوگ ہمارے شریک ہین اور مثل قول حق تعالی کے اور ہم نہین دیکہتے تمہارے ساتہہ تمہارے شرکا کو کہ جنکو تمنے اعتقاد کیا تہا کہ وے تمہارے باب مین شریک ہین اور جبکہ اون سے کہا جاے کہ کوئی معبود نہین ہے بجز خدا کے تو تکبر کرتے ہین کیا بنا دیا چند معبودون کو ایک معبود اس کے غیر اور اقوال ہین کہ خدا نے اپنی کتاب مین اور اوسکے رسول اور علمار نے اونکو بیان کیا ہے اور لیکن یہہ تفصیل مسئلے کہ جنکو تمنے اپنے ذہنون مین ثابت کیا ہے کہ جو ایسا کرے مشرک ہے اور اوسکو تم اسلام سے خارج کر دیتے ہو یہہ مسئلے تمہارے تراشیدہ تمہکو کہان سے ملے ہین اسلئے کہ تمہارے لئے اجماع امت منقول ہو چکا ہے اس پر کہ تمہارے ایسے لوگون کو اجتہاد کرنا درست نہین ہے کیا تمہارے لئے اس باب مین کوئی اجماع یا تقلید اوس کی کہ جسکی تقلید درست ہے پیشوا ہے یا آنکہ مقلد کو جائز نہین ہے کہ اپنے پیشوا کے قول پر چلے اگر امت کا اوس قول کے خلاف پر اجماع ہو پس ہمکو بتا دو کہ تم نے اپنا یہہ مذہب کہان سے اخذ کیا ہے اور تمہارے لئے ہم اپنے اوپر خدا سے عہد و پیمان کرتے ہین کہ اگر ہمکو امر حق کہ جسکی اتباع واجب ہو جاتی ہے بتا دوگے تو انشاء اللہ تعالی ہم اوس امر حق کی اتباع کرینگے انتہی اور نیز اوسی کتاب کے صفحہ ۲۸ مین کہا ہے (فصل) ابن قیم نے شرح منازل مین کہا ہے کہ اہل سنت متفق ہین اسپر کہ ایک ہی شخص مین خدا کی محبت و عداوت و جہت مختلف سے ہو سکتی ہے اور وہ خدا کا محبوب اور مبغوض و دو جہہ سے ہو جاتا ہے بلکہ اسمین ایمان و نفاق اور ایمان و کفر جمع ہو سکتا ہے اور وہ ایک کے دوسرے سے زیادہ قریب ہوتا ہے پس اوس کے اہل سے قریب تر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ وے آجکے دن کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور فرمایا (اور نہین ایمان لاتے اکثر اونکے خدا پر مگر اس حال مین کہ وہ مشرک ہین پس حق تبارک و تعالی نے اونکے لئے ثابت کیا ہے

مقارنة الشرك فان كان مع هذا الشرك تكذيب لرسله لم ينفعهم ما معهم
من الايمان وان كان تصديق برسله وهم يرتكبون الانواع من الشرك
لا يخرجهم عن الايمان بالرسل واليوم الاخر فهم مستحقون للوعيد
اعظم من استحقاق اهل الكبائر وبهذا الاصل اثبت اهل السنة
دخول اهل الكبائر النار ثم خروجهم منها ودخولهم الجنة لما قام
بهم من السببين قال وقال ابن عباس في قوله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله
فاولئك هم الكافرون ليس بكفر ينقل عن الملة اذا فعله فهو به كفر
وليس كمن كفر بالله واليوم الاخر وكذلك قال طاؤوس وعطاء
انتهى كلامه وقال الشيخ تقي الدين كان الصحابة والسلف يقولون انه
يكون في العبد ايمان ونفاق وهذا يدل عليه قوله عز وجل هم للكفر يومئذ
اقرب منهم للايمان وهذا كثير في كلام السلف يبينون ان القلب يكون
فيه ايمان ونفاق والكتاب والسنة يدل على ذلك ولهذا قال النبي
صلى الله عليه وسلم يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة
من ايمان فعلم انه من كان معه من الايمان اقل قليل لم يخلد في النار
وان كان معه كثير من النفاق فهذا يعذب في النار على قدر ما
معه ثم يخرج انتهى الى ان قال فتامل هذا الفصل وانظر حكايتهم
الاجماع من السلف ولا تظن ان هذا في المخطئ فان ذلك مرفوع عنه
ثم خطائه كما تقدم مرارا عديدة فانتم الان تكفرون باقل القليل من الكفر
بل تكفرون بما تظنون انتم انا كفر بل تكفرون بصريح الاسلام فان
عندكم ان من توقف عن تكفير من كفرتموه خائفا من الله تعالى

ایمان کفر کے ساتھہ پس اگر اس شرک کی ساتھہ رسولونکی تکذیب بہی اون مین ہے تو یہ ایمان اونکو نفع نہ دیگا
اور اگر رسولون کی تصدیق اونکو ہے اور وے انواع شرک کے مرتکب ہین تو وہ شرک اون کو ایمان
رسل و یوم جزا سے خارج نہ کرے گا پس وے مستحق ہین زیادہ وہکی کے اہل کبائر سے اور اسی
دلیل سے اہل سنت نے ثابت کیا ہے اہل کبائر کا داخل ہونا آگ مین پہر اون گا آگ سے نکلکر جنت
مین جانا بہ سبب قائم ہونے دونون سبب کے اون مین کہا ابن قیم نے اور کہا ابن عباس نے
حقتعالی کے قول (اور جو کہ نہ حکم کرے مطابق خدا کے نہیجے ہوے کے پس وہ لوگ کفار ہین)
کی تفسیر مین کہ اس سے مراد وہ کفر نہین ہے کہ جس کے کرنے سے ملت اسلام سے نکلجائے پس
اسکے وجہ سے وہ کافر تو ہوگیا پر ایسا کافر نہین ہوا کہ جو خدا اور روز جزا کے انکار سے کافر ہوتا ہے
اور ایسا ہی کہا ہے طاؤس و عطا نے انتہی۔ اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ صحابہ و سلف کا قول
ہے کہ بندہ مین ایمان اور نفاق جمع ہوجاتے ہین اور اسپر دلیل ہے یہ قول حق تعالی کا (وے آجکے دن
کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور یہ امر کلام سلف مین بکثرت منقول ہے اون کا بیان ہے۔
کہ قلب مین ایمان و نفاق جمع ہوتے ہین اور کتاب و سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی
وجہ سے نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ سے نکلے گا جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا پس معلوم
ہوگیا کہ جو شخص اقل قلیل ایمان رکہتا ہے ہمیشہ آگ مین نہ رہے گا اگرچہ بہت سا نفاق رکہتا
ہو پس اوس کو آگ کا عذاب ہوگا بقدر اوس کے نفاق کے پہر آگ سے نکلجائے گا انتہی بیانتک
کہ کہا پس تامل کر تو اس فضل کو اور نظر کر اون کے اجماع سلف کی حکایت کو اور یہہ گمان مت کر
کہ یہہ حکم خطا کرنے والے مین ہے اس لئے کہ خطا کا گناہ تو پہلے سے معاف ہے جیسا کہ چند بار پیشتر
گذر چکا ہے پس اب تم کافر کہدیتے ہو خدا سے کفر کے وجہ سے بلکہ کافر بنا دیتے ہو اپنے خیالی
کفر کے وجہ سے بلکہ کافر کہدیتے ہو صریح اسلام پر بہی اس لئے کہ تمہارے نزدیک
جو شخص توقف کرے کافر کہنے سے اوس کو کہ جس کو تم کافر جانتے ہو خدا سے ڈر کر

فى تكفير من رأى عليه علامات الاسلام فهو عندكم كافر نسئل الله العظيم
ان يخرجكم من الظلمات الى النور وان يهدينا واياكم الصراط المستقيم
صراط الذين انعم عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين انتهى
وقال فيه فى صفحة ١٢ فان قلت على نفسه قتل الغالية بل حرقهم بالنار وهم
مجتهدون والصحابة قاتلوا اهل الردة قلت هذا كله حق فاما الغالية
فهم مشركون زنادقة اظهروا الاسلام تلبيسا حتى اظهروا الكفر ظهورا جليا
لا ليس فيه على احد وذلك ان عليا رضى الله عنه لما خرج عليهم من باب كندة
سجدوا له فقال لهم ما هذا قالوا له انت الله فقال لهم انا عبد من عباد الله
قالوا بل انت هو الله فاستتابهم وعرضهم على السيف وابوان يتوبوا فامر
بخدود الاخاديد فى الارض واضرم فيها النار وعرضهم عليها وقال لهم
ان لم تتوبوا قذفتكم فيها قالوا الآن تحققنا انك انت الله لان ما يعذب
بالنار الا الله فهذه قصة الزنادقة الذين حرقهم على رضى الله عنه
ذكرها العلماء فى كتبهم فان رأيتم من يقول لمخلوق هذا
هو الله فحرقوه والا فاتقوا الله ولا تلبسوا الحق بالباطل ولا تقيسوا
المسلمين على الكافرين بارائكم الفاسدة ومفاهيمكم الواهية انتهى
(قلت) قوله رحمه الله فحرقوه على سبيل التنزل والا فقد حققنا فى مقدمتنا
ان الاحراق بالنار لا يجوز لاحد سوى الله تعالى ولهذا رجع عنه على رضى الله
تعالى عنه لما بلغه قول عبد الله بن عباس رضى الله عنهما فى هذه الباب
فالاستدلال بهذه القصة بعد ما ثبت الرجوع عنها ليس من باب العلماء وقد علم مما نقلناه فى
رد قوله هذا انه ليس من اهل الاجتهاد ولا يصلح لتجديد دين الله بين العباد

اوس شخص کی تکفیر مین کہ جس مین علامتین اسلام کی دیکہی جاتی ہین پس وہ بہی تمہارے نزدیک کافر ہے
ہم خدائے بزرگ سے دعا کرتے ہین کہ تم کو اندہیرون سے اوجالے کے طرف نکال دے اور
ہمکو اور تم کو راہ راست کی ہدایت فرمائے راہ اون لوگون کا کہ جن پر اوس نے انعام فرمایا
ہے یعنے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین انتہی۔ اور کہا اوس کے صفحہ (۱۲) مین پس اگر کہے تو
کہ خود علیؓ نے فرقۂ غالیہ کو قتل کیا بلکہ اون کو آگ مین جلا دیا اور وہ مجتہد تہے اور صحابہ
نے مرتدون سے جہاد کیا مین کہون گا یہہ سب حق ہے لیکن غالیہ پس وہ تو مشرک زندیق تہے
اُنہون نے مکر سے اسلام کو ظاہر کیا تہا یہانتک کہ آخر کار کفر کو بالکل ظاہر کر دیا کہ جس مین کسیکو
شبہہ نہین رہا اور اس کا بیان یہ ہے کہ علیؓ نے جبکہ کندہ کے دروازے سے اونپر گذرے
تو اون لوگون نے اونکو سجدہ کیا پس حضرت امیر نے اون سے کہا کہ یہہ کیا حرکت ہے اونہون
نے کہا کہ تو خدا ہے پس آپ نے فرمایا کہ مین تو خدا کے بندون مین سے ایک بندہ ہون اونہون
نے کہا بلکہ تو ہی خدا ہے پس آپ نے اون سے توبہ طلب کی اور تلوار اون کو دکہائی اونہون نے
توبہ سے انکار کیا پس آپ نے خندقین کہودنے کا حکم دیا اور اون مین آگ گرم کرائی اور اونکو اوسپر
لاکر کہا کہ تم اگر توبہ نکروگے تو مین تمکو ان خندقون مین ڈالدونگا اونہون نے کہا کہ اب تو ہمکو ثابت ہو گیا کہ تو ہی
خدا ہے اسلئے کہ آگ سے خدا ہی عذاب دیتا ہے پس یہ قصہ ہے اون بیدینون کا کہ جنکو حضرت علیؓ نے جلایا تہا
اسکو ذکر کیا ہے علما نے اپنی کتابونمین پس اگر تم دیکہو کسیکو کہ مخلوق کے حقمین ایسا کہتا ہے تو اوسکو جلا دو ورنہ
ڈرو خدا سے اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور مسلمانون کو کافرون پر قیاس مت کرو اپنے فاسد آرا سے اور واہی
خیالات سے انتہی مین کہتا ہون کہ قول اوس کا پس تم اوس کو جلا دو بطور تنزل کے ہے ورنہ ہمنے مقدمہ مین
ثابت کر دیا ہے کہ آگ سے جلانا بجز خدا کے کسیکو جائز نہین ہے اور اسیوجہ سے علیؓ نے اس سے رجوع کیا ہے جبکہ اونکو
عبداللہ بن عباسؓ کا قول معلوم ہوا اس باب مین پس اس قصے سے دلیل لانا رجوع ثابت ہونیکے بعد علما کی عادت سے
خارج ہے اور ہمارے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اہل اجتہاد سے نہین ہے اور نہ وہ دین کی تجدید کی صلاحیت رکہتا ہے

بل لا يخلو رايه عن الفساد بل يفضى فى مواضع الى الزندقة والالحاد والله
الهادى الى سبيل الرشاد (قال) لا يستطيع احد من الانام ان يرى الله تعالى
فى دار الدنيا الا فى المنام او فى القلب بحقيقة الايمان بالرب قال ذو الجلال المتعال
ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن ترانى الآية اما قول
ومن الله التوفيق قد تمسك فى هذه الباب بالآية وبقول الحسين بن على رضى الله تعالى
عنهما فى قنوت الوتر اللهم انك ترى ولا ترى وانت بالمنظر الاعلى الحديث وبقول الحسن
بن على رضى الله تعالى عنهما رايت البارحة فى منامى عجبا رايت الرب تعالى فوق عرشه
الحديث مومیا بفحوى هذين الاثرين الى كونه تعالى فى الجهة الفائقة وهذا ايضا
باطل مخالف لما عليه المحققون كما قال الامام النووى فى شرح مسلم اعلم ان مذهب اهل
السنة باجماعهم ان رويته الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا (فبطل قوله لا يستطيع
احد من الانام ان يرى الله تعالى فى دار الدنيا) لان سلب الاستطاعة
يتبادر منه سلب الامكان وهو مخالف للاجماع والآية التى تمسك بها ايضا
يرشد الى الامكان لان موسى عليه السلام طلب الرويه منه تعالى فلو كانت
مستحيلة لما طلب لان طلب المحال سفاهة واجاب تعالى عن سواله عليه السلام
بانك لن ترانى ولو كانت مستحيلة لاجاب بانك لن تستطيع ان ترانى) ثم
قال الامام النووى بعد ذلك القول واجمعوا ايضا على وقوعها فى الآخرة
وان المومنين يرون الله تعالى دون الكافرين ثم مذهب اهل الحق ان
الرويه قوة يجعلها الله تعالى فى خلقه ولا يشترط فيها اتصال الاشعة
ولا مقابلة المرئى ولا غير ذلك لكن جرت العادة فى رويته بعضنا بعضا
بوجود ذلك على جهة الاتفاق لا على سبيل الاشتراط وقد قرب ائمتنا المتكلمون

اس لئے کہ مصنف کی رائے فساد سے خالی نہین ہے بلکہ بہت سے مقامات مین زندقہ والحاد کے طرف مفضی ہے اور خداہی رہنما ہے راہ حق کا (کہا مصنف نے) نہین طاقت رکھتا ہے کوئی شخص مخلوق مین سے کہ دیکھے حقتعالی کو دنیا مین بجز خواب کے یا دل مین ایمان پروردگار کی حقیقت سے فرمایا حقتعالی نے اور جبکہ آیا موسی ہمارے وقت معینہ پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے کہا اے پروردگار مجھکو نظر آ کہ مین دیکھلون تجھکو فرمایا کہ تو مجھکو ہرگز نہ دیکھیگا آخر آیت تک انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خداہی کے طرف سے ہے کہ مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس باب مین آیت مذکورہ کو اور قول حسین بن علیؓ کو کہ فتوت وترمین وارد ہے (ایخدا ہیشک تو دیکھتا ہے اور نہین دیکھا جاتا ہے اور تو نظر کرتا ہے بلندین ہے آخر حدیث تک اور قول حسن بن علیؓ کو کہ دیکھا مینے کل کی رات اپنے خواب مین امر عجیب کو دیکھا مینے حقتعالی کو اوسکے عرش پر آخر حدیث تک ان دونون اثر کے مضمون سے مصنف نے اشارہ کیا ہے حقتعالی کے جہت فوق مین ہونے کے طرف اور یہہ بہی باطل ہے مخالف ہے مذہب محققین کے چنانچہ امام نوویؒ نے مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔ (جاننا چاہئے کہ تمام اہلسنت کا مذہب بالاجماع یہ ہے کہ عقلاً حقتعالی کو دیکھنا ممکن ہے کچھہ اسمین استحالہ نہین ہے) پس اس سے باطل ہوگیا مصنف کا یہہ کہنا کہ نہین دیکھہ سکتا ہے کوئی شخص مخلوق سے حقتعالی کو دنیا مین) اس لئے کہ سلب استطاعت سے متبادر سلب امکان ہے اور وہ مخالف اجماع امت ہے اور جس آیت کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے وہ بہی امکان رویت کے طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے کہ موسیٰ نے حقتعالی سے دیکھنے کو طلب کیا پس اگر رویت الہی محال ہوتی تو موسیٰ طلب نہ کرتے اس لئے کہ محال کو طلب کرنا بے عقلی ہے اور اونکے سوال کا جواب حق تعالے نے فرمایا کہ تم ہرگز نہ دیکھوگے اور اگر محال ہوتی تو یون جواب دیتا کہ تم ہرگز نہ دیکھہ سکوگے پہر امام نوویؒ نے قول مذکور کے بعد فرمایا اور نیز اہلسنت نے اجماع کیا ہے رویت الٰہی کے واقع ہونے پر اور اسپر کہ مومن خدا کو دیکھینگے کافر نہ دیکھینگے پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ دیکھنا ایک قوت ہے کہ جسکو حقتعالے اپنی مخلوق مین پیدا کرتا ہے اور اوسمین شعاع ہونا اور شئے مرئی کا مقابلہ وغیرہ شرط نہین ہے لیکن ہمارے آپسمین دیکھنے کے واسطے عادت جاری ہوگئی ہے ان امور کے ہونے پر اتفاقی طور سے نہ کہ شرط ہونے کے طریق سے اور اوسکو ہمارے ائمہ متکلمین سے

ذلك بدلالة الجليته ولا يلزم من رويته الله تعالى اثبات جهة تعالى عن ذلك
بل يراه المومنون لا في جهة كما يعلمونه لا في جهة انتهى ملخصا وكما قال
الامام الحافظ ابو زراعة العراقي في الغيث الهامع شرح جمع الجوامع رويته
المومنين لربهم في الدنيا والآخرة متفق عليها بين اهل السنة وقد تواترت
به الاحاديث عن النبي صلى الله عليه وسلم ودل عليها قوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقوله تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون
فانه لما حجبهم في الغضب دل على انهم يرونه في الرضى وقوله تعالى للذين
احسنوا الحسنى وزيادة هي النظر الى وجه الله الكريم كما بين
في الصحيح وحديث صهيب رضي الله تعالى عنه والمخالف في ذلك المعتزلة
فانكروا الرويته لاعتقادهم ان شرط المرئي ان يكون في جهته واتصال
الشعاع بالمرئي فالرب تعالى منزه عن الجهات ومذهب المتكلمين من اهل السنة
انه علم يخلقه الله تعالى في نفس الرائي مقارنا للرويه ولا يشترط في ذلك
اتصال الاشعة بينهما وقد ثبت له رويته من غير شعاع في قوله عليه الصلوة والسلام
اني اراكم من وراء ظهري كما اراكم من امامي وقد وافق المعتزلة على انه تعالى
يرى عباده فهذا راء ليس في جهته ووافق الجمهور على ان الرب تعالى
يرى نفسه فهذا مرئي ليس في جهته وقال الشيخ عز بن الدين بن عبد السلام
في فتاويه اما رويته الرب في الآخرة فانه يرى بالنور الذي يخلقه الله تعالى
في الاعين زائدا على نور الاعين فان الرويته تكشف ما لا تنكشف به العلم
ولو اراد الرب تعالى ان يخلق في القلب نورا مثل نور الاعين لما اعجزه ذلك
بل لو اراد ان يخلق نور الاعين في الابدي والارجل لامكن ذلك انتهى

روشن دلیلون سے قریب الفہم کردیا ہے اور حقتعالی کو دیکھنے سے حق تعالی کے لئے جہت کا اثبات
لازم نہین آتا ہے بلکہ مومن اوسکو بلاجہت کے دیکھینگے جیسا کہ بلاجہت اوس کو جانتے ہین انتہی
اور جیسا کہ امام حافظ ابوزرعہ عراقی نے جامع شرح جمع الجوامع مین کہا ہے کہ رویت پروردگار کی
دنیا و آخرت مین اہل سنت کے مذہب مین متفق علیہ ہے اور احادیث نبویہ سے بتواتر ثابت ہے
اور قول حق تعالے کا (بہت سے لوگ اوس دن اپنے رب کو دیکھین گے) اور قول حق تعالے کا
(بیشک کفار اوس دن اپنے رب سے محجوب ہونگے) اس پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جبکہ
بندون کو حق تعالے نے غضب کے وجہ سے محجوب رکھا تو معلوم ہوگیا اون کو دیدار الہی خوشنودی
حق کے وجہ سے حاصل ہوگا اور حق تعالے کے قول (واسطے اون لوگون کے کہ جنہون نے نیکی کی ہے
اور زیادہ ہے) مین زیادہ سے مراد دیکھنا ہے خدائے تعالی کی وجہ کریم کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے
صحیح حدیث مین اور حدیث صہیبؓ مین اور اسباب مین المعتزلہ مخالف ہین پس اونہون نے
رویت کا انکار کیا ہے اس لئے کہ اونکے اعتقاد مین شرط یہ ہے کہ مرئی جہت مین ہو اور شعاع
مرئی سے جا ملے پس حقتعالی جہات سے منزہ ہے اور متکلمین اہل سنت کے نزدیک رویت ایک علم
ہے کہ جس کو حقتعالی دیکھنے والے مین پیدا کرتا ہے دیکھنے کے متصل اور اوس مین شعاع کا ملنا
شرط نہین ہے اور حضرت کے لئے بغیر شعاع کے دیکھنا ثابت ہے حضرت صلعم کے اس قول مین
(مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پشت کے طرف سے جیسا کہ تم کو دیکھتا ہون اپنے سامنے سے اور معتزلہ نے اتفاق
کیا ہے اسپر کہ حقتعالی اپنے بندونکو دیکھتا ہے پس وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ جہت مین نہین ہے اور جمہور موافق ہین اسپر کہ
پروردگار اپنی نفس کو دیکھتا ہے پس وہ مرئی ہے غیر جہت مین اور کہا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے فتاوی مین لیکن
دیکھنا پروردگار کو آخرت مین پس وہ دیکھا جائیگا ایسے نور سے کہ جسکو حقتعالی پیدا کرے گا آنکھ مین علاوہ آنکھون کی
روشنی کے اسلئے کہ رویت کہو لیتی ہے اوسکو کہ جو علم سے نہین کہلتا ہے اور اگر چاہے حقتعالی کہ پیدا کرے دل مین ایک نور مثل
آنکھونکے نور کے تو یہ اوسکی قدرت سے باہر نہین ہے بلکہ اگر چاہے کہ آنکھون کا نور ہاتھون اور پیرون مین پیدا کرے تو کرسکتا ہے انتہی

قال ابو القاسم القشيري في الرسالة بسنده عن سهل بن عبد الله التستري يقول
ينظر اليه المومنون بالابصار من غير احاطة ولا ادراك نهاية قال
الشيخ زكريا الانصاري رحمه الله في شرحه وعليه حمل قوله تعالى
لا تدركه الابصار اي ادراك احاطة ونهاية لان ذلك انما يكون في
محدود ومحصور وهذه صفة الاجسام وهو تعالى منزه عن ذلك انتهى
كذا في التنبيه وفي التحفه عقيده لست و دوم آنكه حقتعالى راتوان ديد ومومنين
در آخرت بديدار او مشرف شوند وكافران ومنافقان ازين نعمت محروم مانند وهمچنيست مذهب
اهلسنت وجميع فرق شيعه غير از مجسمه كه اجماع دار ند بر انكار رويت ويقولون لا يستطيع
الى اخره صفحه ٣٢٥ فعلم من هذه النقول من اكابر العلماء المحول ان استدلال
المصنف بالآية والاثرين المذكورين على ابطال الرؤية صراحة وعلى اثبات الجهة
اشارة باطل غير قابل للاعتبار ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ثم لما فرغ
من الايمان بالله تعالى واسمائه وصفاته شرع في بيان الايمان بملئكة الرحمن
واستدل عليه بعدة ايات واحاديث واثار بطول الكلام فيها بما لا طائل تحته
ولهذا صفحنا عن ذكرها بتفاصيلها وهذا الباب ايضا لا يخلو عن الافراط والتفريط
اما الافراط فلانه قد حكم في آخر الباب بتكفير من اول الملئكة بالقوى حيث
قال يحتم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تحذيرهم واستتابتهم فان تابوا والا
يجب على اولى الامر قتلهم آخر الامر والتوفيق من الله انتهى وقد حققنا
فيما مضى ان تكفير اهل القبلة ما دام شهد والا بالتوحيد والرسالة وقاموا
باركان الاسلام الخمسة ليس من مذهب اهل السنة والجماعة وانما هو من خصائص
المبتدعة واهل الشناعة والا فالمصنف وشيوخه واتباعه الذين قالوا بالجهة لله تعالى

کہا ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین اپنے سند سے سہل بن عبد اللہ تستری کہتے تہے کہ حقتعالی کو مومن دیکہین گے آنکہون سے بغیر احاطہ کے اور بدون پانے جہت کے کہا شیخ ذکریا انصاری نے اوسکی شرح مین اور اسپر محمول ہے اور حقتعالی کا یہہ قول نہین ادرآک کرتی ہینا نگاہین یعنے ادراک کرنا احاطہ وجہت کا اسلئے کہ یہہ ادراک شے محدود ومحصور مین ہوتا ہے اور یہہ احسام کی صفت ہے اور حقتعالی اس سے پاک ہے انتہی جیسا کہ تنبیہ مین مذکور ہے اور تحفہ کے صفحہ ۳۲۵ مین مذکور ہے کہ (بائیسوان عقیدہ یہہ ہے کہ حقتعالی کو دیکہنا ممکن ہے اور مومن آخرت مین اوس کے دیدار سے مشرف ہونگے اور کافر ومنافق اسی نعمت سے محروم رہین گے اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا اور شیعون کے تمام فرقون کا بجز معتزلہ کے کہ رویت کے انکار پر اون کا اجماع ہے اور کہتے ہین کہ نہین دیکہہ سکتا ہے آخر تک پس اکابر علمائے مخول کے ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ مصنف کا دلیل لانا آیت اور دونون اخبار مذکور سے ابطال رویت پر بصراحت اور اثبات جہت پر باشارت باطل ہے کہ اعتبار کے قابل نہین ہے اور نہین حول وقوۃ مگر خدائے علی وعظیم کی توفیق سے پہر جبکہ فارغ ہوا مصنف باب ایمان باللہ واسماء وصفات سے شروع کیا ایمان لانے مین اور ملائکہ رحمان پر اور اوسپر دلیل لایا چند آیات واحادیث وآثار سے کہ جنمین کلام کرنا طوالت بیفائدہ ہے اور اسیوجہ سے ہمنے اونکے تفصیلی ذکر سے درگزر کیا اور یہہ باب بہی افراط وتفریط سے خالی نہین ہے افراط اس وجہ سے کہ مصنف نے اسباب کے آخر مین کفر کا فتوی دیا ہے اون لوگون پر کہ جو ملائکہ کو قوتون سے تاویل کرتے ہین چنانچہ کہا ہے مصنف نے (واجب ہے عالمون پر اون کو کافر کہنا اور حکام پر اون کو ڈرانا اور اونسے توبہ کرانا پس توبہ کرلین تو خیر ورنہ حکام پر آخر کار اون کا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق خدا کے طرف سے ہے اور ہمنے ثابت کردیا ہے سابق مین کہ اہل قبلہ کو کافر کہنا جب تک کہ وہ توحید ورسالت کے مقر ہین اور اسلام کے پانچون رکنون کو قایم رکہتے ہین اہل سنت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ خاصہ ہے بدعتیون اور اہل شناعت کا ورنہ مصنف اور اوسکے شیوخ وشاگردان کہ جو جہت کے قائل ہین

وحملوا المتشابهات على ظواهرها اولى بالتكفير والاستتابة ممن اولوا الملئكة على خلاف
مقتضى الايات والاحاديث لان تنزيه الله تعالى عما لا يليق به اولى وارفع من تنزيه
الملئكة عما لا يليق بها ونحن لا نكفر هؤلاء ولا هؤلاء بل نقول كلهم على الضلالة ونعوذ
عن الهدايت صانهم الله تعالى عن الضلال وشفاهم من الداء العضال واما التفريط فانه
ادخل قصة الزهراء بين ذكر الملئكة وما درى ان هذه القصة تبين الملئكة وتهين
امرهم وقد عدها المحققون من اباطيل الاسرائيليات وصرح المتقنون بانها من الموضوعات
ونحن ننقل عبارة المصنف التي فيها ذكر هذه القصة اولا ثم نأتي بما قاله المحققون
فيها ثانيا والله الموفق والمعين واياه نعبد ونستعين قال المصنف في صفحة ٧٠ وعن علي
في قوله تعالى وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت قال هما ملكان من ملئكة
السماء اخرجه ابن ابي حاتم قال السيوطي في الاتقان وقد اوردت في قصتهما جزءً
وعن عمير بن سعيد قال سمعت عليا يخبر القوم ان هذه الزهرة تسميها العرب الزهرة
وتسميها العجم ان هيذ وكان الملكان يحكمان بين الناس فاتتهما فاتادها كل واحد منهما
عن غير علم صاحبه فقال احدهما لصاحبه يا اخي ان في نفسي بعض الامر اريد ان اذكره
لك قال اذكره يا اخي لعل الذي في نفسي مثل الذي في نفسك فاتفقا على امر في
ذلك فقال لهما الامرأة الا تخبرا الى ما تصعدان به الى السماء وما تهبطان به الى
الارض فقال باسم الله الاعظم نهبط وبه نصعد فقالت ما انا بموانيتكما الذي تريدان
حتى تعلماني به فقال احدهما لصاحبه علمها اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله
فقال الاخر انا نرجو اسعة رحمة الله فعلمها اياه فتكلمت به فطارت الى السماء
ففزع ملك في السماء لصعودها فطأطأ راسه فلم يجلس بعد ومسخها الله فكانت
كوكب اخرجه اسحق وعبد بن حميد وابن ابي الدنيا في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ

اور متشابہات کو اونکی ظاہری معانی پر حمل کرتے ہین تکفیر اور توبہ کرانے کے زیادہ لایق ہین اون لوگون کی نسبت کہ ہمون نے ملائکہ کی تاویل کی ہے برخلاف مقتضی آیات واحادیث کے اس لئے کہ حقتعالی کو پاک جاننا اون صفات سے جو اوسکے لایق نہین ہین بہتر اور بڑہ کر ہے فرشتون کو پاک جاننے سے اون صفات سے جو اونکے لایق نہین ہین اور ہم نہ انکو کافر کہتے نہ انکو بلکہ ہم کہتے ہین کہ یہ لوگ سبکے سب گمراہی پر ہین اور ہدایت علیحدہ ہین انکو خدا بچاے گمراہی سے اور شفا بخشے اس مہلک عارضہ سے اور تفریط اسوجہ سے کہ مصنف نے زہرہ کا قصہ ملائکہ کے ذکر مین داخل کردیا اور یہ سمجھا کہ یہ قصہ ملائکہ پر عیب لگاتا ہے اور اونکے امر کو ذلیل کرتا ہے اور محققین نے اس قصہ کو اسرائیلیات کی اباطیل سے شمار کیا ہے اور جانچنے والے علماء نے اسکے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اور ہم پہلے مصنف کی عبارت کو کہ جسمین اس قصہ کا ذکر ہے نقل کرتے ہین اوسکے بعد اس قصہ کے متعلق محققین کے اقوال کو ذکر کرینگے اور خدا ہی ہمارا توفیق دینے والا اور مددگار ہے اور اوسکی ہم عبادت کرتے ہین اور اوسی سے مدد طلب کرتے ہین کہا مصنف نے صفحہ (۸۱) مین (اور علیؓ سے مروی ہے حقتعالی کے قول (اور جو کچھ اتارا گیا بابل مین ہاروت و ماروت دو فرشتون پر) کی تفسیر مین کہا اونہون نے کہ وہ دونو دو فرشتے ہین آسمانکے فرشتونمین سے روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے کہا سیوطی نے اتقان مین کہ مینے جدا بیان کیا ہے ان دونون کا قصہ ایک جزمین اور عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ سنا مینے علیؓ سے کہ وہ ایک گروہ سے بیان کرتے تھے کہ یہ زہرہ کہ جسکو عرب زہرہ کہتے ہین اور عجم اناہید کہتے ہین دو فرشتونکو پاس آئی کہ جو فیصلہ کیا کرتے تھے لوگون کے معاملات کا پس اونمین سے ہر ایک نے بلا علم اپنے صاحب کو اس سے ارادہ کیا اور ایکنے دوسرے سے کہا کہ اے بھائی میرے بھی ہین ایک بات ہے مین اوسکو بیان کیا چاہتا ہون اوسنے کہا کہ اے بھائی بیان کر شاید میرے بھی مین بھی وہی بات ہے کہ جو تیرے بھی مین ہے پس اسباب مین دونون متفق ہوگئے پس اونہون نے دونونسے کہا کہ تم دونون کیا نہ بتادوگے مجھکو جس چیز سے کہ تم آسمان کیطرف آمد و رفت رکھتے ہو اونہون نے کہا کہ خدا کا اسم اعظم سے ہم اوترتے اور چڑھتے ہین پس عورت نے کہا کہ مین تمہاری مراد پوری نہ کرونگی یہانتک کہ تم مجھکو اسم اعظم سکھادو پس ایکنے دوسرے سے کہا کہ تو اسکو اسم اعظم سکھا دوسرے نے کہا کہ پھر خدا کے سخت عذاب سے ہمارا کیا حال ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم خدا کی وسعت رحمت سے امید مغفرت رکھتے ہین پھر اونہون نے اوس عورت کو اسم اعظم سکھا دیا پس وہ آسمان کے طرف اوڑ گئی اور ایک فرشتہ آسمان مین اوسکے چڑھنے سے گھبرایا اور اپنا سر جھکا لیا پس ابہی تک وہ بیٹھا نہ تھا کہ اوس عورت کو خدا نے ستارہ کی صورت مین مسخ کردیا روایت کیا اسکو اسحق و عبد بن حمید نے اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات مین اور ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے

فی العظمہ والحاکم وصححہ و لاسحق بن مروویہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ ازھرۃ فانھا ھی التی فتنت الملکین ھاروت وماروت انتھی
بدن ۱۲ الاثار کلھا منقول من تفسیر دار المنثور فی جلد الاول من صفحہ ۹۱ الی صفحہ ۱۹۲
اقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ قال المفسر الفاضل والمحقق الکامل ابو محمد
عبد الحق الدھلوی فی مقدمۃ تفسیرہ الحقانی فی صفحہ ۹ ما نصہ بالھندیۃ ھکذا
اب علم تفسیر دو جز سے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز حل لغات
وبیان محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جز اول کو نقلی کہتے ہین یہہ آثار
سلف واقوال قدما کے طرف مستند ہے جس کی ساخین معرفت ناسخ ومنسوخ
واسباب نزول ومقاصد آیات وشرح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری
اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ معتبرین ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے
کہ جنکا انتقال مین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر
ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسی طرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر
رطب ویابس صحیح وغلط ان مین سب کچھہ ہے کیونکہ اکثر روایات انمین
اہل کتاب سے منقول ہین اسلئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اونہون نے
وہ صحیح وغلط باتین کہ جو اون کی کتابون مین بھری پڑی تہین نقل کین
لوگون نے اون کو متبرک سمجھہ کر روایت کیا پھر کسی نے اونکو رواج دینے کیلئے
جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کیطرف اور کسی نے
کعب احبار اور وہب بن منبہ کیطرف منسوب کر دیا جلال الدین سیوطی کی
تفسیر دو منثور بھی اسی قسم کی ہے اور اس وقت مخالفین یہود ونصاری وہنود

عظمت مین اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسحاق بن مردویہ کی روایت علی سے ہے کہ کہا
اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لعنت کرے خدا زہرہ پر اس لئے کہ یہی ہے کہ جسنے ہاروت
وماروت دو فرشتون کو فتنہ مین ڈالا ہے انتہی - مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ
معتبر فاضل ومحقق کامل ابو محمد عبد الحق دہلوی نے مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۳۹ مین اردو عبارت
مین اس طرح بیان کیا ہے -

اب علم تفسیر دو جزسے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز حل لغات وبیان
محاورات ودفع اشکالات وغیرہا معلوم جزاول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف واقوال متد
طرف مستند ہے جس کی ساتھ معرفت ناسخ ومنسوخ واسباب نزول ومقاصد ایات
وشرح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مفسرین ہین
ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے کہ جنکا انتقال ہین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ
جس کو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسیطرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر رطب ویابس
صحیح وغلط ان مین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات ان مین اہل کتاب سے منقول ہے
اس لئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اور اونہون نے وہ صحیح وغلط باتین کہ جو
اون کی کتابون مین بھری پڑی ہین نقل کین لوگون نے اون کو متبرک سمجھکر روایت کیا۔
پھر کسی نے اون کو رواج دینے کے لئے جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت
عبد اللہ بن عباس کے طرف اور کسی نے کعبۂ احبار اور وہب بن منبہ کے طرف منسوب
کر دیا جلال الدین سیوطی کی تفسیر درمنثور بھی اس قسم کی ہے اور اسوقت مخالفین یہود ونصاری

جو کچھہ اعتراضات قران اور اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر کرتے ہین اونکی
بنیاد انہین لغو روایات پر کہ جنکا اسلام مین کچھہ بھی اعتبار نہین اور قصہ زینب
اور تلک غرانیق العلی اور زمین و آسمان کی کائنات اور زمین کا سات طبقی ہونا
اور ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا
مچھلی پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج و ماجوج کا ایک کان ایسا
اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیر ذلک من الاسرائیلیات سادہ لوح
محدثون کی خوش اعتقادی ہے اور بس ان علوم خمسہ مین اس قسم کی وہ غلط
اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعا قرآن کو بھی الٹ پلٹ
کر دیا خدا محققین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کہرا کہوٹا پرکہا اور لغو اور بے اصل
باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا انتہی بقدر الحاجۃ ومن شاء المزید فلیرجع الیہا
وایضا نقول ان ہذہ القصۃ ان ثبتت لیثبت باخبار الآحاد وحکمہا
قدس سرہ فی المقدمۃ بانہا لا تصلح للاستدلال بہا فی باب العقائد لانہا
لا تفید الا الظن والصالح لاثبات العقائد لیس الا ما یفید الیقین
وہذا ما اتفق علیہ جمہور اہل السنۃ والشیعۃ وما یفید الیقین
ہو ایضا انما تثبت بہ العقائد اذا کان موافقا للعقل والنقل
من الکتاب والسنۃ المتواترۃ وہذہ القصۃ لیست کذلک
لانہا تنبئی عن احتیاج الملئکۃ الی الزواج ومیلہم الی السفاح
وخیانتہم فی امانتہ اللہ تعالی وغیرہا من الشنائع والقبائح التی
یہین شان الملئکۃ وینا قض کلام اللہ تعالی ویفعلون ما یؤمرون
اعاذنا اللہ تعالی من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا واللہ الموفق

اور ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج وماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیرہ

ثالث از قسم اسرائیلیات سادہ لوح محدثون کی خوش اعتقادی ہے اور بس ان علوم جنسہ مین اس قسم کی وہ غلط اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعاے قرآن کو بھی اُلٹ پلٹ کر دیا خدا مصنفین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کہرا کھوٹا پرکھا اور لغو و بے اصل باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا تمام ہوا بقدر حاجت۔ اور جو زیادہ تحقیق چاہتا ہو تو چاہیئے کہ مقدمہ مذکورہ کے طرف رجوع ہو اور نیز ہم کہتے ہین کہ یہ قصہ اگر ثابت ہوا تو اخبار احاد سے ثابت ہوگا اور اون کا حکم مقدمہ مین گذر چکا ہے۔ باین طور کہ اون مین صلاحیت دلیل ہونے کی نہین ہے عقاید کے لئے اس لئے کہ وہ مفید ظن ہین اور اثبات عقاید کے لئے وہ دلیل صلاحیت رکھتی ہے کہ جو مفید یقین ہو اور جمہور سنی و شیعہ کا اسی پر اتفاق ہے اور جو دلیل کہ مفید یقین ہے اوس سے بھی عقاید کا ثبوت جب ہوتا ہے کہ مطابق ہو عقل و کتاب و سنت متواترہ کے اور یہ دلیل ایسا نہین ہے اس لئے کہ اس سے ملائکہ کا محتاج ہونا زوجہ کے لئے اور اون کی خواہش طرف زنا کے اور اون کا خیانت کرنا حقتعالی کی امانت مین اور اس کے سوا دوسری برائیون اور قباحتون کا ثبوت ہوتا ہے کہ جن سے شان ملائکہ کی اہانت ہوتی ہے اور خدا کے اس کلام (او وہ کرتے ہین جو کچھ اون کو حکم ہوتا ہے) سے مخالفت لازم آتی ہے سو خدا پناہ مین رکھے ہمارے نفسون کی بدیون سے اور ہمارے کاموں کی برائیون سے اور خدا ہی توفیق دینے والا ہے۔

ثم لما فرغ عن بيان الايمان بملئكة الرحمن شرع فى بيان الايمان بكتب الرحمن و
استدل عليه بعدة ايات واحاديث واثار لا يخلو اكثرها عن ضعف ولما كان
البحث فيها والكلام عليها يجرى الى الاطالة ويقتضى الطوالة صفحنا
عن النظر فيها ولخصنا منجملتها ما كان مخالفا لعقيدة اهل السنة
والجماعة وموافقا لليهود والنصارى والشيعة واجبنا عنه بما هو حق عند
اهل السنة ارغاما لمن خالفهم مدعيا بانه منهم وناصر لمذهبهم ولو كان
كما زعم لما حكم فى هذا الكتاب خلاف ما هو الحق عندهم والصواب فنقول
بتوفيق الله تعالى دعونه قال المصنف فى هذا الباب فى صفحة ٢٠٢ من هذا الكتاب
ولنعلم ان العبارات التى ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل
يوجد بعضها الى الآن فى التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء
بنى اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة فى مواضع شتى وكثير منها
لا يوجد الآن فى هذه الكتاب الموجودة فيحتمل ان اليهود والنصارى
اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التى اقربها المفسرون من النصارى
ويحتمل ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى
على نبينا وعليه السلام واحاديث انبياء بنى اسرائيل فان اهل الكتاب
يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا انتهى بقدر الحاجة
اقول هذا القول منه مخالف لما عليه جمهور الامة من اهل السنة والجماعة
لانه يستعر ان سائر الكتب السماية التى نزلت قبل القران موجودة فى هذا
الزمان وايضا لها مفسرون ولاحاديث من نزلت عليها من الانبياء السابقين
محدثون وهذا انما يتم اذا ثبت تواتر النقل وبقاء الاسناد فيهم كما هو ثابت فينا و

پھر جبکہ فارغ ہوا مصنف ایمان بملائکہ رحمان کے بیان سے شروع کیا بیان ایمان بکتب الرحمٰن کو اور اوس پر دلیل دلایا چند آیات واحادیث وآثار سلف کہ اکثر اون کے ضعف سے خالی نہین ہین اور جبکہ اون مین بحث کرنا اور اوپر کلام وارد کرنا باعث اطالت وموجب طوالت تہا لہذا ہمنے اون مین نظر کرنے سے درگزر کیا اور اون مین سے ہمنے اون دلائل کو چن لیا کہ جو اہل سنت کے عقیدہ کے مخالف تہے اور یہود ونصاریٰ وشیعہ کے موافق تہے اور اون کا جواب جو اہل سنت کے نزدیک حق تہا ہمنے درج کیا اون کے مخالف کو خاک مین ملانے کی غرض سے جو کہ دعوے کرتا ہے کہ مین اونمین سے ہون اور اونکے مذہب کا مددگار ہون اور اگر وہ ہوتا جیسا کہ اوس کا دعوے ہے تو اس کتاب مین مذہب اہلسنت کے خلاف کا حکم نہ کرتا پس ہم کہتے ہین حقتعالیٰ کی توفیق ومدد سے کہا مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ مین اور جاننا چاہیئے کہ ان عبارتون کو روات احادیث تورات وانجیل سے نقل کرتے ہین بعض اون مین سے انبک تورات وزبور وانجیل وصحائف انبیائی بنی اسرائیل مین موجود ہین اور بعض کے الفاظ متفرق طور پر مختلف مقامات مین پائے جاتے ہین اور بہت اون مین سے اب ان کتب موجودہ مین نہین پائے جاتے پس احتمال ہے اس کا کہ یہود ونصاریٰ نے اون کو ساقط کردیا ہے اپنی عادت مشہورہ کے موافق کہ جن کا نصاریٰ کے مفسرین نے اقرار کیا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ عبارتین موسیٰ وانبیائے بنی اسرائیل کی حدیثون کی کتابون سے منقول ہون اس لئے کہ اہل کتاب تورات کا لفظ اون کتابون پر بہی اطلاق کرتے ہین تمام ہوا کلام مصنف کا بقدر حاجت کے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ قول مخالف ہے مذہب جمہور امت واہل سنت والجماعت کے اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام آسمانی کتابین کہ جن کا نزول قرآن کے پہلے ہوا ہے اس زمانہ مین موجود ہون۔ اور نیز اون کے لئے تفسیر کرنے والے ہین اور جن انبیا پر وہ نازل ہوئی ہین اون کی حدیثون کیلئے محدثین ہین اور یہ قول جب کہ راہو سکتا ہے کہ جب تواتر نقل وبقائے اسناد اونمین ثابت ہو جائے جیسا کہ ہم ہین

ليس الامر كذلك ويتضح ذلك مما نص عليه صاحب قوت القلوب حيث
قال فيه في صفحة ١٣ ومما فضل الله تعالى به هذه الامة على سائر الامم وخصها به
ثلاثة اشياء بتبقية الاسناد فيهم بأثرة خلف ان سلف متصلا الى نبينا صلى الله
عليه وسلم الى من خلا من علمائنا وانما كانوا فيهم يستنسخون الصحف كلما
اختلقت صحيفة جدوت فكان ذلك اثر العلم فيهم والثانية حفظ كتاب
الله المنزل عن ظهر غيب وانما كانوا يقرأون كتبهم نظرا ولم يحفظ
جميع كتاب انزله الله تعالى قط غير كتابنا هذا الا ما الهمه الله تعالى
عزيرا من التوراة بعد ان كان بختنصر احرق جميعها عند احراق بيت
المقدس وفلذلك قال سبط من اليهود انه ابن الله عزعن ذلك
علوا كبيرا لما خصه به وافرده من حفظ جميع التوراة والثالث كل مؤمن
من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من رائه وعلمه
مع حداثة سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيس والرهبان لا غير من الناس انتهى فعلم ان الاسناد من خصائص
هذه الامة وكيف يصح الحكم بكون كتبهم السماوية وكتب احاديثهم النبوية
موجودة في هذه الزمان ان هذا الا زعم فاسد ورأى كاسد نشأ من قلب
جاحد وحاسد ثم قال المصنف في صفحة ٢٦ من كتابه هذا وفرقة اخرى يدعون
ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها
حرف واحد فهم يشنعون في رسائلهم تشنيعا عظيما على آيات هذه الكتب
الموجودة لا نها في زعمهم من تصنيفات اليهود والنصارى فتارة
يعمدون الى الآيات المتشابهات ويبتغون منها الفتنة ويقولون يلزم منه

ثابت ہے اور حالانکہ ایسا نہین ہے اور یہہ ظاہر ہوتا ہے اوس بیان سے کہ جسپر مصنف تصریح فرمائی ہے صاحب قوت القلوب نے چنانچہ اوس کے صفحہ ۳۰۷ مین کہا ہے (اور منجملہ اون امور کے کہ جنکی وجہ سے حقتعالی نے اوس امت کو اور امتون پر بزرگی بخشی ہے اور اسی امت کو اون کے ساتھہ خصوصیت عطا کی ہے تین چیزین ہین باقی رکہنا اسناد کا اس امت مین کہ نقل کرتا ہے خلف سلف سے تا بہ نبی صلعم اور ہمارے دیگر علما تک اور اگلی امتون مین صحیفون کو لکہہ لیتے تہے جب ایک صحیفہ پرانا ہو جاتا پہر اوس کی نقل لیکر دیا کر لیا جاتا پس اونمین بہی علم کا نشان تہا دوسری فضیلت اس امت کی برزبان کرنا ہے کتاب اللہ کا اور اگلی امتون مین ناظرہ پڑہتے تہے اپنے کتب سماویہ کو اور کبہی اون مین کوئی کتاب سماوی برزبان نہین کی گئی بجز ہماری اس کتاب مجید کے مگر جس قدر تورات کا الہام کیا تہا حقتعالی نے عزیر علیہ السلام کو بعد اس کے کہ بختنصر نے اوسکے کل نسخون کو جلا دیا تہا بیت المقدس کے جلانیکے وقت مین پس اسیوجہ سے یہود کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے پاک ہے اس سے حقتعالی بہت پاک ہونا اس سبب سے کہ حقتعالی نے تمام تورات کو یاد کرنیکے ساتہہ اون کو خصوصیت بخشی اور متفرد کیا اور تیسرا امر یہ ہے کہ ہر مومن اس امت کا سوال کیا جاتا ہے ایمان کے علم سے اور اوسکا قول سنا جاتا ہے اور اوسکی رائے علم پر عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کمسن ہو اور اگے علم کا مسئلہ اخبار و حسن و رہبان ہی سے سنتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس معلوم ہوا کہ اسناد اس امت کے خصائص مین سے ہے پس جبکہ اگلی امتون مین اسناد انتہی پہر اون کا حال کیونکر اس امت کے حال پر قیاس کیا جائے اور کسطرح درست ہو حکم کرنا اون کی کتب سماویہ و کتب احادیث کے موجود ہونے کا اس زمانہ مین یہ تو زعم فاسد و رائے کاسد ہے کہ منکر یا حاسد کے قلب سے پیدا ہوئی ہو پہر کہا مصنف نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۰۶ مین (اور دوسری جماعت دعوی کرتی ہے کہ تورات و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے ناپید ہو گئے ہین اور اون موجودہ کتابون مین اونکا اکثر حرف بہی نہین ہے پس یہہ لوگ اپنی کتابون مین بہت بڑی تشنیع کرتے ہین ان کتب موجودہ کی آیتون مین اس لئے کہ اونکے زعم مین یہہ کتابین یہود و نصاری کی تصانیف سے ہین پس کبہی تو قصد کرتے ہین آیات متشابہات کیطرف اور اون سے فتنہ کو تلاش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے ایسا لازم آتا ہے ۔

كذا وكذا ولا يطلبون لها تاويلا صحيحا مع علمهم بان المثال هذه المتشابهات موجودة في القران العظيم تارة يعمدون الى الآيات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير مقاصدها مع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنيعا عظيما وتارة يدعون التناقض في آيات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون التناقض جهلا وعنادا وتارة يشنعون على امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون الم يكن عند الله مثال غير هذا وقد قال الله تعالى ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها والاشياء التي هي محرمة في شريعتنا اذا وجدوها غير محرمة في شريعة سابقة يشنعون تشنيعا عظيما على هذه الكتب الالهية مع علمهم بان كثيرا من الاشياء التي هي محرمة في شريعتنا لم تكن محرمة في الشرائع السابقة فهؤلاء يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون في شان الكتب المنزلة بكلمات تقشعر منها جلود المومنين فان احتاط احد في تكفيرهم لاقرارهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقدانها فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعاذنا الله من شرورهم انتهى بقدر الحاجة اقول بتوفيق الله تعالى ادعونه ما قال المصنف في هذا القول فهو حكم منه قد فرعه على ما قال في القول السابق من ان الكتب السماوية السابقة موجودة في هذا الزمان وقد ابدع في هذا الحكم حيث قرنه بما هو ممنوع ومحرم جدا عند اهل السنة ولم يقل به صريحا ولم يفرعه مجردا على محض انكار وجودها الآن وهذا الطور من الحكم يجري على جل الاحكام الشرعية و جملة الامور الاصلية والفرعية مثلا نقول الصلوة حرام في حال السكر والزكوة حرام من مال الغير وتلاوة القرآن حرام في حال الجنابة والسجدة حرام لغير الله تعالى والايمان حرام بالطاغوت والنكاح

اور اونکی صحیح تاویل کو طلب نہین کرتے باوجود اونکے جاننے کے اس امر کو کہ اس قسم کی متشابہات قرآن مجید مین
بہی موجود ہین اور کبہی قصد کرنے آیات محکمات کی طرف اور اونکے معانی مین خلاف مقصود تحریف کرتے ہین یا آنکہ اونکے معانی
کہلے کہلے ہین پہر اون پر تشنیع عظیم کرتے ہین اور کبہی تناقص کا دعوے کرتے ہین اون آیتون مین کہ جنمین تناقص کا مظنہ نہین ہے
پس یہ لوگ نادانی وعناد سے دعوے تناقص کرتے ہین اور کبہی تشنیع کرتے ہین اون مثلون پر کہ جنکو حقتعالی نے اپنے بندون کو
سمجہانے کے واسطے بیان کیا ہے اور کہتے ہین کہ کیا انکے سوا خدا کے پاس کوئی مثل نہتی حالانکہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بیشک
اللہ نہین شرماتا ہے اس سے کہ مثل بیان کرے کوئی مثل ہو مچہر ہو یا اوس سے اوپر کی چیز اور جو چیزین کہ ہماری شریعت مین
حرام ہین جب اونکو یہہ لوگ پہلے کسی شریعت مین حلال پاتے ہین تو اون کتب الہیہ پر بڑی تشنیع کرتے ہین حالانکہ ان کو معلوم ہے
کہ بہت سی چیزین ہماری شریعت مین حرام کیگئی ہین پہلی شریعتون مین حرام نہتی پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف
کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جسکے سننے سے مومنونکے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین
پس اگر انکی تکفیر مین کوئی احتیاط کرے بسبب انکے اقرار کرنیکے ان کتابون کی اصل کا اور اعتقاد کرنیکے اونکے گم ہوجانے کا
پس اسمین تو شک نہین ہے کہ یہ لوگ بدعتی ہین بہت بڑی بدعت کے کہ جسکی وجہ سے قریب ہوگئے ہین کفر کے ہمکو
خدا پناہ دے انکے شرون سے انتہی بقدر حاجت مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین
جو کچہہ کہا ہے یہہ ایک فتوی ہے اوس کا کہ جسکو نکالا ہے پہلے قول سے وہ یہ کہ کتب سابقہ اس زمانہ مین موجود ہین
اور اس فتوی مین ایک نادر صنعت یہ بہی کی ہے کہ اسکو متصل کیا ہے ایسے افعال سے کہ جو اہل سنت کے نزدیک قطعا
منع اور حرام ہین اور اس کو صاف طور پر اور جداگانہ مبنی نہ کیا محض اتنی بات پر کہ ان لوگونکو اس وقت کتب سابقہ کے
وجود کا انکار ہے اور اس طور کا فتوی دیا جا سکتا ہے بڑے بڑے احکام شرعیہ پر اور تمام امور اصلیہ وفرعیہ پر
مثلاً ہم کہتے ہین کہ نماز حرام ہے حالت سکر مین اور زکوٰۃ دینے حرام ہے مال غیر سے اور تلاوت قرآن
حرام ہے جنابت کی حالت مین اور سجدہ کرنا حرام غیر اللہ کو اور ایمان لانا حرام ہے شیطان پر اور نکاح

حوالہ عن منکوحۃ الغیر التی زوجھا ھی وغیر ذلک من الامثلۃ فنقول ان
ھذا الحکم منہ علی منکری وجود الکتب السابقۃ الآن انما ھو راجع الی
جمھور اھل السنۃ ومحققی ھذہ الامۃ ویتضح ذلک مما نص علیہ المحقق المدقق
ابو محمد عبد الحق الدھلوی فی صفحہ ۲۰ من مقدمۃ تفسیرہ الحقانی حیث
قال بالھندیۃ (بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرسٹین ہوگئے ہین
قران مجید پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی ازحد
تصدیق کی ہیران بجات کی باتون کو اعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد
کیا اس سے قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی
نے تیازنامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے
مگر یہہ اعتراض کیونکر وارد ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ
جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہ مدح فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی
وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی وعیسی علیہم السلام کے ہوئی ہین تورات وانجیل
ہوسکتی ہین حاشا وکلا انتہی وفی ھذا الکلام تصریح بلیغ علی ان ھذہ الکتب
الموجودۃ التی فی ایدی الیھود والنصاری فی زماننا ھذا لیست
ھی التی صدقھا القرآن العظیم بل ھی مما الفقھا الیھود والنصاری بعد
قرون من زمن موسی وعیسی علیھما السلام فنکر ھذہ الکتب الموجودۃ
کیف یکون مستحقا للحکم علیہ بالکفر والبدعۃ العظیمۃ التی حکم
بھا المصنف علیہ اعاذنا اللہ من احکام الضالین وھفوات المبتدعین
شرحقق کلامہ المذکور انفا ذلک المحقق ھکذا امر ضروری یہ ہے
کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ

حرام ہے غیر کی منکوحہ سے کہ جس کا شوہر زندہ ہے اسکے سوا اور بہت سی مثالین ہین پس ہم کہتے ہیں کہ
مصنف کا یہہ فتوئی منکرین وجوہ کتب سابقہ پر اس وقت مین درحقیقت راجع ہے جمہور اہل سنت کی طرف
اور محققین اس امت کی طرف اور یہہ امر واضح ہوتا ہے اوس کلام سے کہ جس کو بصراحت بیان کیا ہے
محقق مدقق ابو محمد عبدالحق دہلوی نے اپنی تفسیر حقانی کے مقدمہ کے صفحہ ۲۰۵ مین چنانچہ اردو زبان مین
کہا ہے (بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرشٹین ہوگئے ہین قرآن مجید پر یہہ اعتراض
کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی ازحد تصدیق کی پہران کتابون کی باتون کو یعنی الوہیت
وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الٰہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری
صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے مگر یہہ
اعتراض کیونکر وارد ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور
ہین کس جگہ مدح فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام
کے ہوئی ہین تورات و انجیل ہوسکتی ہین حاشا وکلا انتہی) اور اس کلام مین بہت بڑی تصریح ہے اسپر کہ
یہہ موجودہ کتابین جو اس زمانہ مین یہود و نصاریٰ کے ہاتھون مین ہین وہ کتابین نہین ہین کہ
جنکی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی ہے بلکہ یہہ تو یہود و نصاریٰ کی تالیفات سے ہین موسیٰ و عیسیٰ
علیہم السلام کے بہت برسون بعد پس ان کتابون کا منکر کیونکر مستحق ہوگا کافر یا بدعتی کہے جانے کا
جیسا کہ مصنف نے فتوئی دیا ہے ہمکو خدا پناہ مین رکھے گمراہون کے فتوؤن اور اہل بدعت کے
فضول باتون سے پہر اوسی محقق نے اپنے کلام مذکور کی تحقیق اس طرح پر بیان فرمائی (امر ضروری
یہ ہے کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور زبور

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تہی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو
حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تہی اور کچھہ صحیفے حضرت ابراہیم وغیرہ انبیا پر نازل ہوئی
تہی اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک
متفق ہین پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچھہ مضامین تورات
اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے تورات نام رکہا قطعی وہ تورات
نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگون نے
تصنیف کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع
کردیا ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین
کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے
اور امام رازی وغیرہ جمیع علمائے اسلام اسکے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ
متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب
اس تورات و انجیل کو لئے پہرتے ہین اور اسکو اصل تورات و انجیل بتلاکر مسلمانون کو
ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہین محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے
انتہی وقال فی موضع اخر فی صفحہ ۱۷۸ منہا واضح ہو کہ یہہ بات ہمارے اور
عیسائیون کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰ کی تصنیف
ہین نہ اون کے عہد مین لکہی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کردینا چاہئے تہا
کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے
کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ تورات و
زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہہ مسیح کی
اناجیل نہین مگر یہہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہر چند اس بات کو بہی تم نے تجسس کرکے

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤدؑ کو عطا ہوئی تہی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل
ہوئی تہی اور کچھہ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئے تہے اس امر منصوص مین سنی شیعہ
کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک متفق ہین پس یہ کتاب جو موسیٰؑ کے بعد مین تصنیف
ہوئی اور کچھہ مضامین تورات اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے تورات نام
رکہا گیا قطعی وہ تورات نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسی طرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰ کے
بعد لوگون نے تصنیف کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰؑ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر
جمع کردیا ہے کہ جسکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین کہ جس کا
قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اس کی تصریح فرمائی ہے اور امام
رازی وغیرہ جمیع علمائے اسلام اس کے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ متفق علیہا ہے
بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب اس تورات و انجیل کو
لئے پہرتے ہین اور اوس کو اصل تورات و انجیل بتلاکر مسلمانون کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہین
محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین اوسی مقدمہ
تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۷۸ مین کہا ہے (واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیون کے نزدیک
متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیف ہین نہ اون کے عہد مین لکہی گئی
ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کردینا چاہئے تہا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین
اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس
نازل ہوئی ہے جسطرح کہ تورات و زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے
قائل ہین کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہین مگر یہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہر چند
اس بات کو بہی تم نے تجسس کرکے ۔

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائے خوش
اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بہی مانتے ہین کہ انمین کچھہ
مضامین الہامی بہی ماخوذ ہین اور یہہ بہی متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد نہین
خواہ سہوا خواہ عمدا بیشمار جگہ غلطیان اور کمی وزیادتیان ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علمائے
اہل کتاب ہزار ہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور
جنکا اقرار پادری صاحب کو بہی ہے انتہی وقال فی موضع آخر فی صفحہ ۱۶۰
منہا (واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ تورات وانجیل وزبور وصحف ابراہیم علیہ السلام
وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الٰہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض
مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا
ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٰہیہ کو بلا تفریق حق سمجھنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اسلئے مجھکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ
ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین
وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچونمین لوگونکو
بہکاتے پہرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین
بناتے ہین بلکہ سیانا پرونا سکہانیکے بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرونمین مستورات
کے بہکانیکے لئے جوان جوان شاطر میمون کو بہیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت
خوش اخلاقی سے پیش آکر رجہاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول
تمہارے قرآن مین بہی تورات وانجیل وزبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے
پاس ہین انپر ایمان لاؤ انمین جو کچھہ لکہا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا
کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب اونکو اور کچھہ سنایا کہ تمہارے

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائی خوش اعتقادی کے اور بھی
کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بھی مانتے ہین کہ انمین کچھہ مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہ بھی
متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان مین خواہ سہواً خواہ عمداً بے شمار جگہ غلطیان اور کمی و
زیادتیان ہوئی ہین کہ جن کا شمار بقول علمائے اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق
وغیرہ کتب مین ہے اور جن کا اقرار پادری صاحب کو بھی ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین مقدمۂ
مذکورہ کے صفحہ ۱۶۰ مین کہا ہے (واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ تورات و انجیل و زبور و صحف
ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور ان کی مدح اور تصدیق اور کتاب الٰہی ہونا بیان کیا
ہے اور بعض مضامین کا حوالہ ان کی طرف دیا ہے اس لئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر
ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٰہیہ کو ملا تفریق حق سمجھنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اس لئے مجھکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کردون تاکہ ہر شخص کو معلوم
ہوجائے کہ اس وقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ
مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگون کو بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر
کرکے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرشٹین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکھانے کے
بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گھرون مین مستورات کے بہکانے کے لئے جوان جوان شاطر
میمون کو بھیجتے ہین اور وہ گھر کی نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر رجھائین اور
دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول تمہارے قرآن مین بھی تورات و انجیل و
زبور پر ایمان لانے کی تاکید ہے یہہ کتابین ہمارے پاس ہین ان پر ایمان لاؤ ان مین
کچھہ لکھا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب انکو اور کچھہ بتایا کہ تمہارے

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قران مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو
وہ نبی نہ تہے اوسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے
پوچہا اچھا میم صاحب ان باتونکے غلط ہونے کی کیا دلیل تو اونہون نے کہا۔
جسکو تم چندروز ہوے تورات وانجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے برخلاف ہین
اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحبہ کی نرم وہین آواز اور یورپکے
ناز وانداز اور بہی غضب تزویر ہے اسلئے اس پرآشوب زمانہ مین ان کتابونکی
تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی (انتہی) یقد رالحاجۃ ومن شاء مزید
التحقیق فلیرجع الی تلک المقدمہ فعلم من ھذہ التحقیقات ان المصنف
فی ھذہ المسئلۃ لیس علی منہاج الحق وخارج عن ما علیہ سائر اھل القبلۃ
من اھل السنۃ والشیعۃ وغیرھما وحکمہ ھذا باطل کل البطلان لاینبغی
ان یصغی الیہ کل من کان من اھل الایمان لانہ یوھن بنیان الاسلام
ویقوی ما بناہ الیھود والنصاری وسائر عبدۃ الطاغوت وھمزۃ الشیطان
لصرف المومنین عن دینھم وایمانھم بصدق النبی والقران معاذ اللہ
منہ قال فی آخر ھذا الکتاب فی صفحۃ ۲ فقد علم انہ کرم اللہ وجہہ
جمع القران قدیما علی تنزیل الاول فالاول من سورہ کما ذکر الباقلانی
علی ما فی تفسیر القرطبی فابن کثیرا مشعرا باستثناء من بعضھا لبعض ایھا
وترتیب نزول الذی فی سورۃ خالف تنزیلھا ترتیب النظم کما کان
تلقاہ من رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم حیث کان لہ اعتناء بعلمہ
من اول تعلمہ ثم جمعہ بعد وفاتہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کما تقرر فی
العرضۃ الاخیرۃ خشیۃ ان ینفلت فقصد بہ محافظۃ علم التنزیل والتحدید

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو وہ نبی نہ تہے اوسنے
قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے پوچہا اچہا میم صاحبہ ان باتون کے غلط
ہونیکی کیا دلیل تو اونہون نے کہا جسکو تم چندروز ہوے تورات و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے
برخلاف ہین اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحبہ کی نرم دہین آواز اور یورپ کے
ناز و انداز اور بہی غضب تزویر ہے اسلئے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی ہمکو زیادہ
ضرورت ہوئی انتہی) تمام ہوا بقدر حاجت اور جسکو زیادہ تحقیق درکار ہو تو مقدمہ مذکورہ کیطرف رجوع ہو
پس ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصنف اس مسئلہ مین راہ حق پر نہین ہے اور تمام اہل قبلہ سنی و شیعہ وغیرہ
مذہب سے خارج ہوا اور اوسکا یہ فتوی سرتاپا باطل ہے نہین لایق ہے کہ اسکے طرف کان لگائے کوئی بہی ہو مسلمانون
مین سے اسلئے کہ یہ فتوی سست کرتا ہے اسلام کی عمارت کو اور قوی کرتا ہے یہود و نصاری اور دیگر بندگان طاغوت
و ہمزات شیطان کی بنا کو جسکو اونہون نے قایم کیا ہے مومنین کو پہیر دینے کے واسطے اونکے دین سے
اور اونکے صادق ماننے سے ہی اور قرآن کو خدا کی پناہ اس سے کہا مصنف نے اس کتاب کے آخر مین صفحہ ۲۹۲
مین (پس بیشک معلوم ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے زمانہ مین قرآن کو مطابق تنزیل اول پس اول اونکی
سورتونکے جمع کیا تہا جیسا کہ اسکو ذکر کیا ہے باقلانی نے تفسیر قرطبی کے بیان پر بنا کرکے ابن کثیر نے ظاہر کرکے
بعض آیتون کا استثنار دوسری بعض آیتونکی وجہ سے اور ترتیب آیتونکے نزول کی بعض سورہ مین کہ
اوسکے مخالف ہے ترتیب اس نظم کی جسطور پر کہ حضرت امیر نے اوسکو حاصل کیا تہا رسول خدا صلعم سے اسلئے
کہ اونکو قرآن کے سیکہتے ہی علم قرآن کے طرف خاص توجہ ہوگئی تہی پہر اوسکو جمع کیا آنحضرت صلعم کی
وفات کے بعد جسطرح جبر اخیر دورہ مین ثابت ہوچکا تہا ضایع ہوجانیکے خوف سے پس آپ کو جمع
قرآن سے علم قرآن کی حفاظت اور تجدید۔

وارشد الى معرفة الناسخ والمنسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كانه
كتاب علوم القران يعلم منه علما جما ظهريا وفهما عما بطنيا اعطاهما الله
من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكي في المنح المكية
واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه واله وسلم فكتب كتابا
فيه العلوم الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتاب لظفرت
بالعلم كله انتهى الى ههنا كتابه هذا ولذا قال بعده كمل الجزء الاول
من كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ويتلوه الجزء الثاني
من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى انتهى اقول ومن الله التوفيق هذه
الرواية مما ستشهد به الشيعة على ان امير المومنين سيدنا علي بن ابيطالب
كرم الله تعالى وجهه قد جمع قرانا جامعا لجملة ما ورد به التنزيل كافلا
لكل ما نزل به الترتيل لكن الصحابة قد تركوه وما اعتنوا به حق الاعتناء
لما رأوا فيه من اعلام قبائحهم ونقائصهم واخطاط درجتهم من
درجات اهل البيت وائمتهم وغير ذلك من الاحكام والمعالم
التي هم على خلافها فلهذا غاب عنهم وستر حتى اذا ظهر
الامام الثاني عشر من غار سر من راى يعمل بذلك القران الغايب
ويحكم به بين الناس ويامر الناس بترك العمل بالقران الموجود لان
الموجود محرف وناقص بخلاف الغائب فانه تام موافق للتنزيل الاول
فالاول ومطابق للمعرفة الاخيرة ولهذا تمنى ابن سيرين بانه لو اصاب
ذلك الكتاب لظفر بالعلم كله تعلم من فحوى هذه التمنى ان العلم كله
فيه لا في الموجود والا فما معنى للتمنى ههنا وبعد البيان المرجو على اهل السنة

دنظر تھی اور آپنے معرفت ناسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کے طرف رہبری فرمائی پس گویا کہ وہی قران علوم قرانکی کتاب تھی کہ جس سے علم کثیر قوی اور فہم عمیم حفی کا علم حاصل ہوتا تھا کہ جن دونون کو اپنے پاس سے حقتعالی نے اونکو عطا فرمایا تھا پس گویا سارا علم اوسی قرآن مین جسمیع ہوگیا تھا کہا دین حجبر کی نے مسخ مکیہ مین اور تنہائی مین بیٹھے علی مرتضے بعد وفات آنحضرت صلعم کے پس ایک ایسی کتاب لکھی کہ جو تمام علوم کا مجموعہ تھی یہانتک کہ ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مجھکو وہ کتاب میسر آتی تو سارا علم مجھکو حاصل ہوجاتا) یہانتک مصنف کی یہ کتاب ختم ہوگئی اور اسی وجہ سے اس عبارت کے بعد مصنف نے کہا ہے کہ (کامل ہوگیا پہلا حصہ کتاب فقہ اکبر عن ابیبیت الطہر کا اور اس سے متصل ہوگا دوسرا حصہ اس کتاب کا کہ جو شروع ہوگا انبیائی خدا اور اوس کے رسولون پر اجان لانے کے بیان سے انتہی۔ مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ اس روایت سے شیعہ دلیل لائے ہین اس پر حضرت امیر نے قران جمع کیا تھا کہ جو جامع تھا تمام آیات منزلہ کا ذمہ دار تھا کل الفاظ قرانیہ کا لیکن صحابہ نے اوسکو چھپا دیا اور اوسی کیطرف جیسا چاہیئے توجہ نہ کی اسوجہ سے کہ اونہون نے اوسمین اپنے قبائح و نقصانات اور اپنی پستی درجات اہلبیت اور اونکے ائمہ کے درجات سے اور دیگر امور کا اظہار دیکھا اسی سبب سے وہ قرآن اونہون سے غایب و مستور ہوگیا یہانتک کہ جبتک کہ بارھوین امام موضع سرمن رائے کے غار سے ظاہر ہونگے تو اوسی قران غایب پر عمل کرینگے اور اوس کے مطابق لوگونمین احکام جاری کرینگے اور قرآن موجود پر عمل کرنیسے اونکو روکینگے اس لئے کہ قران موجود محرف و ناقص ہے بخلاف قرآن غایب کے کیونکہ وہ کامل ہے اور تنزیل اول پس اول کے موافق ہے اور اخیر دورہ قرآن کے مطابق ہے اور اسی وجہ سے ابن سیرین نے تمنا کی ہے کہ اگر وہ قرآن میسر آتا تو سارا علم حاصل ہوجاتا پس اس تمنا کے مضمون سے معلوم ہوگیا کہ تمام علم اوسی مین ہے نہ کہ قرآن موجودمین ورنہ اس مقام مین تمنا کے کیا معنی ہوسکتے ہین اور اسی بیان سے شیعہ نے اہل سنت پر۔

بانکم علی الهدی وما عندکم لیس بما یهتدی به الوری فالمصنف لما سلم هذه الروایة
واستشهد بها قوی مزعوم الشیعة وثبت الزامهم علی اهل السنة والجماعة والعذر بانه رد ما زعمه
الشیعة فی صدر البحث بقوله وقد یتوهم انه قرآن له مجرد فیه ما لیس فی غیره ولیس کما یتوهم ولهذا
سماه بکتاب علوم القرآن لا بالقرآن لا یجدی لانه بنفسه صرح بان ذلک الکتاب کان قرآنا لا غیر
حیث قال بعد ذلک فقد علم انه کرم الله وجهه جمع القرآن قدیما علی تنزیله الاول فالاول الی
ان قال فکان کله کتاب علوم القرآن انتهی والعارف بلغات العرب یعلم ان معنی کان زید اسد لیس
ان زیدا اسد فی الحقیقة بل هو مشابه بالاسد فی صفة الشجاعة فصار کانه اسد فکذا ههنا قال
المصنف اولا انه کرم الله وجهه جمع القرآن علم ان ما جمعه کرم الله وجهه قرآن فی الحقیقة لا غیر ثم
لما قال بعده فکان کله کتاب علوم القرآن علم ان ذلک القرآن لکونه جامعا لجملة العلوم مشابه بکتاب
علوم القرآن فصح ان یقال لکتاب علوم القرآن استعارة لا حقیقة وبالجملة فاول کلامه ههنا مناقض لآخره
کما لا یخفی فعلم مما حققنا فی رد کتابه هذا من اوله الی آخره انه لیس من اعوان اهل السنة ولا من عیبی
علوم اهل البیت بل جاد ل نصرة مزعوماته منسترا فی دعوی نصرة اهل السنة واحیاء علوم اهل بیت
النبوة فتفوه بوضع یوافق اهل السنة ویخالف الشیعة وفی موضع بالعکس وفی موضع یخالفهما جمیعا
بل یخالف سائر اهل القبلة کما فی مسئلة الجسم خالفهما جمیعا وفی مسئلة الکتب السماویة السابقة خالف
سائر اهل القبلة بل خالف الیهود والنصاری ایضا کما یستفاد مما حققناه فیما مر فلا ینبغی للعاقل
ان یتوجه الی مزعوماته خالیا الذهن عن ما هو حق عند اهل السنة والجماعة کثرهم الله تعالی والتوفیق
فی هذه المسئلة بحیث ینکشف به الاختلاف فی القرآن الموجود بین اهل السنة والشیعة فما اقوا
بتوفیق الله تعالی دعونه قال خاتم المفسرین فی التحفة فی صفحه ۲۶ باید دانست که اقسام ولیز
ایشان چهار ست کتاب وخبر واجماع وعقل کتاب که قرآن مجید است بزعم ایشان قابل استدلال نیست زیرا
اعتماد بر قرآنیت او حاصل نمیشود الا وقتیکه ماخوذ باشد بواسطه امام معصوم وقرآنیکه ماخوذ از آئمه است

الزام لگایا گیا ہو کہ تم ہدایت پر نہین ہو اور جو قرآن تمہارے پاس ہو اس قابل نہین ہے کہ اوس سے مخلوق براہ حق کو پاسکے پس مصنف نے جبکہ اس روایت کو مان لیا اور اس سے دلیل لایا شیعہ کا اعتقاد قوی ہو گیا اور اونکا الزام اہلسنت پر ثابت ہو گیا اور عذر کرنا بایں طور کہ مصنف نے اس بحث کو شروع مین شیعہ کے خیال کو رد کیا ہو اپنے اس قول سے کہ کبھی ہم کیا جاتا ہو کہ وہ کتاب حضرت علی کا قران ہو کہ اوسمین وہ احکام مندرج ہین کہ اوس کے غیر مین نہین ہین اور ایسا نہین ہی اور اسی وجہ سے مصنف نے اوسکا نام کتاب علوم القران کہا ہو نہ کہ قران غیر نافع ہی اسوجہ سے کہ خود مصنف نے صاف کہدیا ہو کہ وہ کتاب قرآن تہا نہ کچھ اور چنانچہ اسکے بعد کہا ہو (پس معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر نے پہلے زمانہ مین قرآن جمع کیا تہا اوسکی تنزیل اول پر اول کے مطابق) یہانتک کے کہا پس گویا کہ وہ قرآن کتاب علوم قرآن بتی انہی اور لغات عرب سے جو شخص ماہر ہی جانتا ہو معنی کان زید اسد کے یہ نہین ہین کہ زید حقیقت مین شیر ہی بلکہ وہ شیر کے مشابہ ہی صفت شجاعت مین پس گویا کہ وہ شیر ہے اسطرح اس مقام مین جبکہ مصنف نے پہلے کہدیا ہو کہ حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تہا تو اوس سے معلوم ہو گیا کہ جو کچھ اونہون نے جمع کیا تہا وہ قرآن تہا درحقیقت اوسکے سوا اور کچھ نہ تھا پھر جب اسکے بعد کہا کان کانہ کتاب علوم القران پس اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن بسبب جامع ہونیکے جملہ علوم کو مشابہ ہو گیا کتاب علوم القرآن سے تشبیہ ہو گیا کہ اوسکو مجازاً کتاب علوم القران کہا جاتا نہ کہ حقیقتاً اور حاصل یہ ہو کہ مصنف کا اول کلام اس مقام مین مناقض ہر آخر کلام کو جیسا کہ مخفی نہین ہی پس ہمنے جو مصنف کی اس کتاب کا رد از اول تا آخر تخصیص کے ساتھ لکہا ہی اوس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اہلسنت کے معاندین سے نہین ہی اور علوم اہلبیت کے زندہ کرنیوالون مین سے ہی بلکہ اونہون نے اپنے خیالات کی تائید کا قصد کیا ہی تائید اہلسنت و احیاء علوم اہلبیت نبوت کا دعوے کرنا پس کسی مقام مین مصنف اہلسنت کا معاند اور شیعہ کا مخالف ہو اور کسی مقام مین اسکے برعکس ہے اور یکین دونون کا بلکہ تمام اہل قبلہ کا مخالف ہی جیسا کہ مسائل جبت مین دونونکا مخالف ہی اور کتب سماویہ سابقہ کی مسائل مین تمام اہل قبلہ کا بلکہ یہود و نصاریٰ کا بھی مخالف ہی جیسا کہ ہماری تحقیق سابق سے مستفاد ہوتا ہے پس عاقل کو لایق نہین ہی کہ مصنف کے خیالات کیطرف توجہ کرکے خالی الذہن ہو کر اون عقاید سے کہ جو حق ہین نزدیک اہلسنت والجماعت کے حضفائے اونکو زیادہ کرے اور تحقیق اس مسئلہ مین اس طرح پر کہ جس سے ظاہر ہو جاوے جو اختلاف کہ قرآن موجود کے متعلق اہل سنت اور شیعہ مین ہے پس وہ یہ ہے کہ جس کو مین بیان کرتا ہون حضفائے کی توفیق اور اوسکی مدد سے خاتم المفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۲۲۰ مین کہا سے جاننا چاہیے کہ دلیل کے اقسام شیعہ کے نزدیک چار ہین کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب کہ قرآن مجید ہے اونکے خیال مین اسلئے قابل نہین ہی کہ اوسکے قرآن ہونے پر اعتماد نہین ہو سکتا ہے کہ وہ کسی امام معصوم کے ذریعہ سے لیا جاوے اور جو قرآن کہ امامون سے لیا گیا ہے

در دست ایشان موجود نیست و این قرآن را ائمه برغم ایشان معتبر ندانسته اند و قابل استدلال و تمسک نشمرده
چنانچه از کلینی و غیره کتب معتبره ایشان منقول خواهد شد و این مطلب بچند وجه ثابت است اول آنکه جماعه کثیر از
امامیه ازائمه خود روایت کرده اند که قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن و اسقاط آیات بلکه سور نیز
بوقوع آمده و ترتیب هم متغیر شده و حالا آنچه موجود است مصحف عثمان است که هفت نسخه از آن نوشته
باکناف عالم شهرت داد و کسی را که قرآن منزل بر اصل ترتیب و وضع میخواند ضرب و شلاق نمود
تا آنکه طوعا و کرها همه آفاق برین مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک و استدلال نباشد نظم و انتظام
امور عام و خاص او و محل اعتماد نباشد چه جائز است که این احکام که درین قرآن موجود اند همه اینها یا اکثر اینها
منسوخ باشد بآیاتی و سوری که اسقاط کرده اند یا مخصوص باشد بآیات و سور مسقطه و وجه دوم آنکه ناقلان این قرآن
بلا تشبیه مثل ناقلان توریت و انجیل اند که بعضے از ایشان اهل نفاق بودند مثل عظماء صحابه و کبرای ایشان و
بعضے از ایشان را هم دین و مذهب مطلوب نبود و این فرد هم مثل عوام همه اینها که بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردند
از دین مرتد شدند مگر چهار کس یا شش کس و مثل پیغمبر را جواب او ندادند با خاندان او دشمنی و عداوت پیش گرفتند و
کتاب او را تحریف و خطاب او را تغییر کردند مثلا جای من الموافق آل المرافق ساختند و بجای ائمه هی از کی
من آئمتکم امته هی اربی من امته نوشتند و علی هذا القیاس الی آن قال پس چنانکه بر توریت و انجیل اعتماد
نتوان کرد و عقیده و عمل را ازان نتوان گرفت همچنین ازین قرآن موجود تمسک نباید کرد و هم چنانکه احکام
انها منسوخ شده اند بقرآن مجید همچنین ازین قرآن هم چیزے بسیار نسخ شده و ناسخ را از غیر ائمه کسی نمیداند
سوم آنکه ثبوت نزول قرآن و اعجاز او بلکه ثبوت نبوت پیغمبر نیز موقوف است بر ثبوت صدق ناقلین
و چون ناقلین نبوت پیغمبر اینجا عباشند که بسبب غرض فاسد خود نص را که بحضور یک لک دست و چهار هزار
کس پیغمبر فرموده بود اخفا و کتمان نمودند و هیچکس عند الحاجت اظهار نساخت تا آنکه حق خاندان نبوت
تلف شد و اصل عظیم دین که هم جنب نبوت است یعنی امامت برهم گشت بر نقل اینها چه اعتماد
شاید بنا بر غرض فاسدی که همه طوطیا مابر بسته باشند که فلانے نبی بود معجزها او ورد قرآن بر و نازل شد و

سنیوں کے ہاتھ میں موجود نہیں ہے اور اس قرآن کو ائمہ معتبر نہیں سمجھتے ہیں اور قابل استدلال و مسلک جاننے ہیں جیسا کہ کلینی وغیرہ انکی معتبر کتابوں سے منقول ہوگا اور یہ دعا چند وجہ سے ثابت ہے اول یہ کہ ایک بڑی جماعت امامیہ نے اپنے اماموں سے روایت کی ہے کہ قرآن منزل میں بدلدیا گیا ہے کلمات کو کلمات سے اور حروف کو حروف سے اور بعض آیات یکلیہ بعض سورتیں بھی دفعتہ آیا ہے اور ترتیب میں بھی تغیر ہوگیا ہے اور اب جو کچھ موجود ہے مصحف عثمان ہے کہ جسکو سات نسخوں کو جمع کرکے لکھا گیا ہے اور جو کہ قرآن منزل اور اسکی اصلی ترتیب و وضع پر پڑھتا ہے اور سکو زد و کوب کیا یہانتک مجبور تمام جہان نے اسی مصحف پر اجماع کرلیا پس مصحف مشہور کو ہی

ہمہ بلغا از معارضہ او عاجز شدند و در واقع ہیچ نباشد انتہی اذا تمھد ھذا وظھر منہ اختلاف الطاہرین
فی القرآن الموجود فاعلم انہ قال مولف طعن السنان علی من جرح فی القرآن فی صحف الامۃ قال المجتہد
المتمقام اور ابن عبدالبر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے
ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گھر مین بیٹھے رہے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیون
دیر کی تمنے میری بیعت مین ایا کراہت کی تھی میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو
نہین کی ہے لیکن قسم کھائی ہے میںنے کہ چادر نہ اوڑھونگا اپنی ردا کو سوائے وقت نماز کے جبتک کہ جمع نہ کرلون قرآن کو کہا
ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجھکو کہ اونحضرت نے جمع کیا قرآن کو موفق ہوسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر پاتا تہ آتا
وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبدالرزاق کے اسناد سے
اوسی کتاب مین مذکور ہے اقول بفضل العزیز العلام ملا علی قاری نے مرقات مین لکھا ہے کہ
یہ خبر ضعیف ہے اسواسطیکہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے اعظم الناس فی المصاحف اجرا
ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ھو اول من جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے
معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف و قوت مین برابر ہون پھر اسی کتاب مذکور مین ہے کہ
بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ برابر ہے یا جمع یا نفراد لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان
معتدبہ کا نہین رکھتا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے جمع کو پسند کیا اور اونکو کلمہ دعا سے خوشنود کیا
قال المجتہد المتمقام اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اوسکے
علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور جتنے سوال کہ تمنے ہمسے کئے تمسے ہی
کئے جاتے ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے اقول بفضل العزیز العلام یہ سوال فرع صحت روایت ابن سیرین کا
حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹھہری تو اب اس سوال کی گنجایش نرہی بلکہ بابر زعم ملازمان والا مستفتی کا
سوال اور جلا یا گیا کہ وہ پوچھیگا کہ یہ قرآن حاضر اوس قرآن غایب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر ناقص ہونیکی کیا
وجہ اور امام جعفر صادق نے کیون اسکو زمین پر پہینک مارا اور جدائی آسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی ہے

اور اسکے بعد اسکے مقابلہ میں ایسی روایت جو بالکل ضعیف اور مراسیل میں کچھ بھی نہ ہوگا انتہی) جبکہ یہ شبہ ہو چکی اور اس شیعہ سنی کا اختلاف قرآن ہونے میں ظاہر ہو گیا

دین جانتا ہے کہ کہا ملعون السنان علی من جمع فی القرآن کہ مصنف نے اسکے صفحہ ۱۱ میں کہا مجتہد تمقام نے (اور ابن عبد بکر مالکی اپنی کتاب ۱۲ باب میں محمد ابن سیرین سے روایت کی ہو کہ جب لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت نہ کی اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیوں بیٹھے رہے تم نے میری بیعت میں آنا کراہت کی تم نے میری امارت اور خلافت سے سر پر فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو نہیں کی ہے لیکن قسم کھائی ہے میں نے کہ ردا اپنی کو سوائے وقت نماز کے جمع نہ کروں قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت ہو چکی مجھکو کہ ادھر حضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے نازل ہوا تھا اور اگر یہ بات اتفاقاً ہو تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبدالرزاق کی اوستاد سے اوسی کتاب میں مذکور ہے میں کہتا ہوں عزیز علام کے فضل سے (ملا علی قاری نے مرقات میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسواسطے کہ اسند حسن ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے اعظم الناس پانے والا قرآن جمع کرنیکا لوگوں میں ابوبکر ہے۔ رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض نہیں کہہ سکتے معارضہ میں شرط ہے کہ متعارضان ضعف اور قوت میں برابر ہوں پھر اوسی کتاب مذکور میں ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ برابر سے ہے یا جمع بالفراد لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان معنی کا نہیں رکھتا اور اسی سبب سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے جمع کو پسند کیا اور ولکلمہ دعاسی خورسند کیا) کہا مجتہد تمقام نے (اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ قرآن کہاں ہوا اور کہاں غائب ہوا اور کوئی اوس کا حافظ اور اوسکے علم کثیر کا عالم ہے یا نہیں اگر ہے تو کہاں ہے اور کس ملک اور کس شہر میں ہے اور جتنے سوال کہ تمنے ہمسے کئے ہیں ہم نے بھی کئے جاتے ہیں اوسکا جواب تمپر لازم ہے) میں کہتا ہوں عزیز علام کے فضل سے یہ سوال فرع ہے صحت روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹھہری تو اب اس سوال کی کجا گنجایش رہی بلکہ بنا جز رعم ملازمان والا مستفتی کا سوال اور جلایا گیا کہ وہ پوچھے گا کہ یہ قرآن حاضر اوس قرآن غایب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پھر ناقص ہونے کی کیا وجہ اور امام جعفر صادق نے کیوں اس کو زجن پر سپنیک مارا اور حدائی اس میں اور اہل بیت میں کہاں لازم آئی۔

اور اگر غیر ہے تو کیون نماز وہین پڑہنی ہو اور اسپر عمل کرتے ہو اور اس قرآن کو کیون نہین وہ مانتے
اور امہ نے کیون اوسکو ظاہر نکیا اور بے نشان رکہا قرآن پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانیکو —
انتہی بقدر الحاجۃ فظہر من ہذہ التحقیقات ان المصنف لم یات فی ہذا الکتاب بما ہو تحقیق
عند اہل السنۃ فی ہذا الباب بل جمع اسق والباطل وایدہ المذہب العاطل وان مرادہ مذہب
اہل السنۃ ومرامہ تشیید مبانی اہل البدعۃ وان دعواہ غیر مطابق لدلیلہ وکلامہ مختلط بین
صحیحہ وعلیلہ مابین النقول کما ہی وما قرر المذاہب مثلما ہی قد افتی فی مواضع بغیر الحق و
قد تنی فی مواقع غیر الصدق وانہ اختار لنفسہ ما ہو لیس لہ باہل ونسب الی غیرہ
بالجدول الہزلی ومع ذلک یحسب انہ من المجدوین بل ہو من احسن الرسخین و
اکمل العالمین والعالمین وانا نسئل اللہ تعالی لنا ولاخواننا من امۃ سید المرسلین
ان یختم لنا بالخیر والعافیۃ ویرزقنا خیر الدنیا والآخرۃ ویحفظنا عن الضلالۃ بالہدایۃ
ویصونا عن الغوایۃ بالعنایۃ اللہم احد الضالین واحفظنا من شرورہم اجمعین
واکف المسلمین شر الشیاطین فی کل وقت وحین ہذا فی الدنیا واما فی الآخرۃ
فارزقہم شفاعۃ سید المرسلین وادخلہم جنات النعیم مع من یحبونہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵

اور اگر غیر ہے تو کیون نمازون مین پڑہتے ہو اور اس پر عمل کرتے ہو اور اس قرآن کو کیون نہین دہونڈتے اور ائمہ نے کیون اوسکو ظاہر نکیا اور بے نشان رکہا قران پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانے کو تمام ہوا بقدر حاجت کے پس ان تحقیق کے بیانات سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ باتین نقل نہین کی کہ جو اہل سنت کے نزدیک حق تہی اس باب مین بلکہ حق و باطل کو جمع کر دیا اور بیکار مذہب کی تائید کی اور یہ کہ نشانہ اوسکا اہلسنت کا مذہب ہے اور مقصود اوسکا فوی کرنا ہے اہل بدعت کے بنا لون کر اور یہ کہ اوسکا دعوی اوسکی دلیل سے غیر مطابق ہے اور اوسکا کلام ملا ہوا ہے درست و نادرست سے نہ تو نقول کو بیان کیا جسطرح پر کہ وہ تہی اور نہ مذاہب کو اون کی اصل حالت پر بیان کیا بہت سے مقامات مین خلاف حق فتوی دیا ہے اور بہت سی جگہ مین غیر راستی کی بنا بیان کی ہے اور اپنے واسطے وہ منصب اختیار کیا ہے کہ جسکا وہ اہل نہین ہے اور غیر کے اوصاف عمدہ اور خراب باتون کو منسوب کیا ہے اور اسپر اوسکا گمان ہے کہ مین محدثون جیسے علمائے کاملین مین احسن اور علمائے عاملین مین اکمل ہون درہم خدا سے دعا کرتے ہین اپنے لئے اور اپنے مومنی بہائیون کے لئے کہ ہمارا خاتمہ خیر و عافیت کے ساتہہ کرے اور دنیا و آخرت کی بہوتی بہلائی روزی کرے اور ہمکو بسبب رہائی کے گمراہی سے بچائے اور اپنی عنایت سے بیکنہ سے نگاہ رکہے اے خدا گمراہون کو ہدایت کر اور ہم سب کو اون کی شرارتون سے بچا اور شیاطین کی بدی کے سے ہر وقت اور ہر زمانہ مین مسلمانون کی کفایت فرما یہ دعا دنیا مین ہے اور لیکن آخرت مین پس مسلمانون کو سید المرسلین کی شفاعت نصیب کر اور نعمتون کے باغون مین اون کو داخل کر اونکے ہمراہ کہ جنکو وہ دوست رکہتے ہین یعنے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے

اور ہمارا آخری دعوی یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت ہین جہان کے پروردگار کو فقط۔

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا غاية تهذيب البيان فى تقريظ الكتابين للمولوي محمد شاه والمولوي حسن زمان نمقه العارف المتقى والعالم المتبحر اللوذعى المولوي احمد بن محمد بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني التمني كان الله له الحمد لله الذي هدانا للاسلام والايمان ومن علينا بالاتباع لنبيه الهادي الى الحق والبيان والصلوة على سيدنا محمد المبعوث الى الانس والجان وعلى اله واصحابه وتابعيهم باحسان اما بعد فاني نظرت ما صنفه المولوى حسين الزمان فوجدته اصلحه الله وعفى عنه قد طمح فى التخليط بلا تامل ولا امعان ثم رايت الرد على مصنفه فما خلط وغلط للمولوي العالم الورع محمد شاه بارك الله له فى العلم والعمل وحفه بالوار المعارف والغفران فالحق اقول والله المستعان ان الرد المسمى باحسن الدلير هو الحق الذي عليه السلف والخلف والحق احق ان يتبع وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب كتبه العبد الحقير القاصر عند ذوي البلاغة والمعرفه احمد بن محمد بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمني وفقه الله

هذا ما قرظه رئيس المحدثين فى هذا الزمان بحر العلوم مولنا المفتى محمد عباس عليجان افاض عليه الرحمن سبحال الرحمة والغفران ما حرره فى احسن الذريعة المولوي محمد شاه فاضل المحققين فانه لحق اليقين ولفضل من الله المعين ولتذكرة للمتقين ولتحفة للمسلمين ولبشرى للمومنين ولحسرة على المنكرين ولو تقول عليه احد لاخذه الله باليمين ولقطع منه الوتين فهو لقامع لافتراء المكذبين وبدعته

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ نہایت مہذب بیان ہے مولوی محمد شاہ صاحب و مولوی حسن الزمانصاحب کی دونون کتابونکی تقریظ مین اسکو لکھا ہے عارف متقی و عالم متبحر لوذعی مولوی احمد بن محمد بن حسین بن ابراہیم قدیمی حسینی نے خدا اون کا حامی رہے۔

شکر ہے اوس خدا کا جس نے ہم کو اسلام و ایمان کا راستہ بتایا اور اپنے نبی کی پیروی سے ہمپر احسان فرمایا ایسے نبی کہ امر حق اور اوس کے بیان کیطرف رہنما ہین اور درود ہمارے سردار محمد پر جو جن و انس کے طرف بھیجے گئے ہین اور اونکی آل و اصحاب و راونکی تابعین پر نیکی کرنیکے باب مین حمد و صلوۃ کے بعد پس مینے مولوی حسن الزمان کی کتاب کو دیکھا تو ایسی کتاب پایا (خدا اوسکو درست کرے اور اوسکی لغزش سے درگذر فرمائے) کہ دیکھے بوجھے حق و باطل مین خلط و ملط کیا گیا ہی پھر مینے اوس کتاب کی آمیزش و اغلاط کے رد کو دیکھا جس کے مؤلف عالم پرہیزگار مولوی محمد شاہ ہین خدا اونکے علم و عمل مین برکت دے اور اون کے انوار معارف اور مغفرت سے گھیر لیوے پس مین سچ کہتا ہون اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے کہ بیشک یہہ رد کہ جس کا نام احسن الذریعہ ہی یہی حق ہے کہ جس پر پہلے اور پچھلے علما تھے اور حق ہی اتباع کا زیادہ مستحق ہی اور میری توفیق خدا ہی سے ہے اوسی پر مینے بھروسا کیا اور اوسی کے طرف رجوع ہوتا ہون۔

یہہ **تقریظ** لکھی ہے اس زمانہ کے رئیس المحدثین بحر العلوم مولانا مفتی محمد عباس علیخان نے اونپر رحمن اپنی رحمت و مغفرت کے ڈول بہائے۔

جو کچھ کہ احسن الذریعہ مین مولوی محمد شاہ فاضل محقق نے لکھا ہی پس وہ بیشک امر حق یقینی ہے اور خدا معین کا فضل اور اہل تقوے کیلئے تذکرہ اور مسلمانون کیلئے تحفہ اور اہل ایمان کیلئے بشارت اور منکرین کیلئے حسرت ہے اور اگر کوئی شخص اس پر زبان درازی کریگا البتہ خدا اوس کے دہنے ہاتھ کو پکڑ لے گا

المبتدعين ولناف لتحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين فهو نور يهدي للمهديين

هذا ما قرظه ذو الفهم الثاقب والفكر الصائب جامع المعقول والمنقول حاوي الفروع والاصول الذي يلوح في جبهة سيماء الصالحين المولوي الالمعي ابو المظفر محمد صعيد الدين الرامفوري عم فيضه المعنوي والصوري مدرس المدرسه النظاميه في السنين الماضيه —

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله واهب العطايا - التي لا تحملها المطايا وغافر الخطايا بمكفرات المناسك والضحايا والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد البرايا محمد المصطفى صاحب البينات والهدايا وعلى اله وصحبه الذين هم سفن النجاة عن البلايا ونجوم الاهتداء في ظلمات الرزايا - وبعد فقد طالعت الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر الذي صنفه المولوي حسن الزمان الترکماني نسبا والحيدرابادي مسكناً من الاول الى الآخر بالنظر والتفكر والتدبر اللايق بالناظر ثم نظرت في رده احسن الذريعة للسد عن الاقوال الشنيعة الذي الفرحامي السنة قامع البدعة ذو الطبع النقاد والفكر الوقاد الذي تميز بالصدق والصلاح والفوز على مدارج الرشد والفلاح الشيخ الحاج الصوفي المولوي محمد شاه القميصي القادري اوصله الله الى ما يتمناه وعلى المراتب العلية ترقاه فوجدت المردود مطرودا - والرد عليه مقبولا محمودا وقلت قد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا - فلله در الراد حيث اتى في رده بما يطلب ويراد - من نظر في هذين الكتابين بالتدبر والامعان

اور اوسکی شہرگ کو کاٹ ڈالیگا اس لئے کہ یہہ کتاب جسمیں بنوالونکی دروغگوئی اور بدعتیونکی بدعت کو اوکھیڑ نیوالی ہے
اور علو کرنیوالونکی ردوبدل اور اہل باطل کی ادعا اور جاہلونکی تاویل کو مٹانیوالی ہے پس یہہ ایک نور ہے کہ اہل ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے فقط

یہہ تقریظ لکھی ہے صاحب فہم ثاقب و فکر صائب جامع معقول و منقول حامی فروع و اصول کہ جسکی پیشانی مین نیکون کی علامت نمایان ہے مولوی تیز رائے ابوالمظفر محمد سعید الدین رامپوری نے اونکا باطنی و ظاہری فیض عام ہو جیو جو کہ گذشتہ برسون مین مدرسۂ نظامیہ کے مدرس رہے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد خدا کو ثابت ہے کہ بخشنے والا ہے ایسی عطاون کا کہ جن کو بوجہ لیجانیوالے جانور نہ اوٹھا سکتے ہین اور معاف کرنے والا ہے خطاؤن کا عبادات حج و قربانیون کے کفارون سے اور درود و سلام مخلوق کے سردار حضرت محمد مصطفے پر کہ معجزون اور ہدیون والے ہین اور اون کی آل و اصحاب پر کہ بلاؤن سے بچنے کی کشتیان اور مصیبتون کی تاریکیون مین راہ پانیکے ستارے ہین اس کے بعد پس مینے کتاب فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان ترکھانی حیدرآبادی کو اول سے آخر تک نظر غائر و تدبر لایق سے دیکھا پھر مینے اوس کے رد احسن الذریعہ مولفہ حامی سنت قامع بدعت صاحب طبع نقاد و فکر وقاد جو کہ صدق و صلاح و فوز مدارج رشد و فلاح مین ممتاز ہین شیخ حاجی صوفی مولوی محمد شاہ قیصلی القادری (اونکو خدا اونکی آرزو تک پہونچائے اور بلند مرتبہ پر عروج کرائے) کو دیکھا پس مینے کتاب مردود کو مطرود اور اس کے رد کو مقبول و محمود پایا اور بیساختہ مینے کہا کہ امر حق آگیا اور امر باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی تھا پس خدا ہی کیلئے ہے نیکی رد کرنیوالے کی اس لئے کہ اپنے رد مین امر مطلوب و مراد کو درج کر دیا جو شخص ان دونون کتابون مین تدبر و امعان سے نظر کرے گا اوس پر ثابت ہو جائے گا کہ حسن الزمان

تحقق عليه ان حسن الزمان قد مان وزلت له قدمان وباء بالهوان والخذلان
(اى كذب كما في القاموس)
كخذلان الوباء في الامراض المهلكة للانسان لا بل هو اشد من الوباء بلاء واشنع من
ابتلاء لان ضرر الوباء انما هو على الابدان والاشباح وضرر كتابه المردود
على العقايد والارواح والضرر الروحي والايماني فوق الضرر الجسماني ومن
عقائده الفاسدة في هذا الكتاب المفسدة لبصائر القلوب والالباب انه
اثبت الجهة لله تعالى وهو خالق الجهات ومدبر الكائنات واثبت له البينونة
عن الخلق والاستقرار على العرش مع ان العرش ايضا من الخلق فالبينونة عن
الخلق تستلزم البينونة عن العرش على ان البينونة والاتصال من صفات النقص
والزوال والله تعالى مقدس عنهما ـــــ ومتصف بالكمال حيّ قيوم لم يزل
ولا يزال واثبت ان الايمان عند الامام ابي حنيفة النعمان هو نفس المعرفة والقول وعند
غيره من الائمة المعرفة والقول والعمل وكلاهما باطلان لان المعرفة ليست من
الايمان عند احد من اهل النجات والغفران سوى الطائفة المرجية التي من
اهل البدعة والطغيان كما هو مصرح في الملل والنحل وكتب العقايد بالتفصيل
والبرهان والذي هو المعتبر عند اهل الحق في الايمان التصديق بمعنى
الايقان كما نطق به القران وتشهد عليه سنة سيد الانس والجان واثبت
انحصار الائمة في العدد المعتبرة عند الاثنى عشريه بخلاف اهل السنة والجماعه واثبت
خروج الازواج المطهرات من اهلبيت صاحب المعجزات واثبت عدالة الضعفاء
الوضاعين من الرواة في مقابلة جروح اجلة المحدثين والثقات واثبت
ان الائمة من اهلبيت النبوة والصحابة والتابعين والائمة المجتهدين وساير

نے دروغگوئی کی ہے اور اوس کے دونون قدم پھسل گئے ہین اور خواری رسوائی کے لوٹنے
مثل رسوائی وبا کے انسان کے مہلک امراض مین نہین بلکہ وہ وبا سے زیادہ سخت بلا مین
اور اوس سے بدتر ہے ابتلا مین اس لئے کہ وبا کا ضرر تو بدنو اور جسمون ہی پر ہے اور اسکی مردود کتاب کا
ضرر عامد وارواح پر ہے اور روحی وایمانی ضرر بڑھکر ہے جسمانی ضرر سے اور منجملہ اوس کے عقائد فاسدہ کے
اس کتاب مین جو کہ دلون اور عقلون کی بنیادیون کو تباہ کرنے والے ہین یہہ عقیدے کہ اوس نے ثابت
کیا ہے جہت کو حق تعالے کیلئے حالانکہ وہ جہات کا خالق ہے اور سارے جہان کا مدبر ہے اور اُس کا
مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا ثابت کیا ہے باآنکہ عرش بھی ایک مخلوق ہے پس مخلوق سے
جدا ہونیکو عرش سے جدا ہونا لازم ہے اس کے علاوہ جدا ہونا اور ملنا نقصان وزوال کی صفاتین سے ہے
اور حق تعالی ان دونون امر سے پاک ہے اور کمال سے موصوف ہے زندہ قایم رکھنے والا ہے کہ نہ زایل
ہوا اور نہ زایل ہوگا اور ثابت کیا ہے کہ ایمان امام ابوحنیفہ نعمان کے نزدیک معرفت اور قول کا
مجموعہ ہے اور ان کے سوا دوسرے امامون کے نزدیک معرفت وقول وعمل کا مجموعہ ہے اور یہہ دونو
قول باطل ہین اس لئے کہ معرفت اہل نجات وغفران مین سے کسی کے نزدیک ایمان مین معتبر نہین
ہے بجز طائفہ مرجیہ کے جو کہ اہل بدعت وطغیان مین داخل ہے جیسا کہ ملل ونحل مین اور کتب عقاید
مین تفصیل وبرہان کیساتھہ مصرح ہے اور اہل حق کے نزدیک ایمان مین تصدیق بمعنی ایقان
معتبر ہے اور بس جیسا کہ اس پر قرآن ناطق ہے اور سید انس وجن کی نسبت شاہد ہے اور ثابت
کیا ہے ازواج مطہرات کا خارج ہونا صاحب معجزات کے اہل بیت سے اور ثابت کیا ہے امامون کا منحصر ہونا
ایسی عدد مین کہ جو اثنا عشریہ کے نزدیک معتبر ہے برخلاف اہل سنت کے اور ثابت کیا ہے
ثقہ ہونا اُن ضعیف راویون کا جو حدیثین بنا لیوے ہین اجلہ محدثین کی جرحون کے
مقابلہ مین اور ثابت کیا ہے اہل بیت نبوی کے امام اور صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین

العلماء الراسخين من اهل المعرفة والمحدثين والفقهاء والمتكلمين على بيضة الحق من الخلق وانه تعالى في اعلى عليين باعدا بمراحل من اسفل السافلين وفرع عليه تكفير ارباب العينية من اولياء الامة والصالحين واثبت وجود الكتب السماوية السابقة في هذا الزمان وبقائها الى الان وفرع عليه تكفير من انكر ذلك من سائر اصل الايمان مع ان اهل الكتب وعلمائهم ايضا في هذه المسئلة من المنكرين ويفقد انهما من صفة الوجود معترفين واثبت ان ارباب العينية وسائر المنزهين سبحانه عن ظواهر الصفات من المرتدين تدينا بحب احراقهم وضربهم وقتلهم وتشهيرهم ونفيهم من بلاد المسلمين كما فعل بائمتهم المرتدين السابقين بسيدنا علي امير المؤمنين امام الموحدين واثبت صحة القصة الموضوعة للزهرة عند المحققين ورجحها في بحث الايمان على الرحمن مع كونها مستلزمة لعصيانهم وفسادهم خلافا لامريهم وهم من المعصومين بالكتاب والسنة واجماع الامة بالصدق واليقين واثبت القران الثاني ما سوى هذا القران العظيم والسبع المثاني وانه كان كثير المعاني جامعا للعلوم مطابقا للتنزيل الرباني فكان كانه كتاب علوم القران يعلم منه علما جما ظهرا وفهما عميقا بطنيا ولهذا قال ابن سيرين لو اصبت ذلك لظفرت بالعلم كله وصرح بنفسه قبل هذا البحث بهذا القران المنزل المسطر يقرأ الامام المهدي المنتظر اذا ولد وظهر كما قرأه به المولى علي واهل بيته لا غير بلا نكير وهذا الكلام يهدم اساس الشريعة والعين العتيدة الرافضة والشيعة واثبت التلفيق بين مذهب المشبهة ومذهب اهل التحقيق حيث قال (قلت هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم) وبيانه ان مذهب المشبهة حمل المتشابهات على ظواهرها ومذهب اهل التحقيق صرفها عن ظواهرها وحملها على

اور تمام علمائے راسخین صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین کے قایل ہین کہ خدا مخلوق سے جدا ہے اور سب سے بلند تر ہے مقام مین جو نیچے کے مقام سے منزلون دور ہے اور اس پر ارباب وحدت وجود کو کافر بتایا ہے کہ جو اس مت کے اولیا و صالحین ہین اور ثابت کیا ہے اس زمانہ مین کتب سماویہ سابقہ کا موجود ہونا اور اونکا ابتک باقی رہنا اور اسپر کافر بتایا ہی تمام اہل قبلہ کو کہ جو اون کے وجود کا انکار کرتے ہین حالانکہ اہل کتاب اور اون کے علما ہی اس مسئلہ مین منکرون مین داخل ہین اور صفحۂ وجود سے اون کے گم ہونیکا اقرار کرتے ہین اور ثابت کیا ہی کہ اہل وحدت وجود اور تمام حق تعالی کو پاک جاننے والے صفات متشابہات کے ظاہری معانی سے مرتد ہین کہ جنکا جلانا اور مارنا و مار ڈالنا و تشہیر و جلاوطن کرنا واجب ہے جیسا کہ اونکے پیشواؤن کو جو اون سے پہلے مرتد ہو گئے تھے سیدنا امیر المومنین و امام موحدین علیؑ نے جلا دیا تہا اور ثابت کیا ہے زہرہ کے موضوع قصہ کا صحیح ہونا اور اوسکو درج کر دیا ہے ایمان بملئکہ رحمن کی بحث مین حالانکہ اس قصہ سے فرشتونکا نافرمان ہونا اور اپنے پروردگار کے حکم کے برخلاف کرنا لازم آتا ہے باآنکہ ملائکہ کرام معصوم ہین بحکم کتاب و سنت و اجماع امت صدق و یقین کے ساتھہ اور دوسرا قرآن ثابت کیا ہی علاوہ اس قرآن عظیم و سبع مثانی کے اور یہ ثابت کیا ہے کہ وہ قرآن کثیر المعانی تہا تمام علوم کا جامع اور تنزیل ربانی کے مطابق تہا پس گویا کہ علوم قرآن کی کتاب تہی کہ جس سے علم کثیر قوی و فہم عام باطنی معلوم ہوتی تہی اور اسی وجہ سے ابن سیرین نے کہا ہی کہ اگر مین اوسکو پاتا البتہ سارا علم کو پالیتا اور خود مصنف نے اس بحث سے پہلے اس طرح پر تصریح کی ہی (پس اسی قرآن اوتارے ہوئے للکے ہو کو امام مہدی منتظر پرہین گے جبکہ پیدا و ظاہر ہونگے جسطرح حسی کہ اوسکی قرات کی ہی مولی علی اور اونکی اہل بیت نے نہ دوسرون نے بدون خبر کی) اور یہہ کلام گرتا ہے شریعت کی بنیادکو اور اہل تشیع کے عقیدہ کو مدد دیتا ہی اور یہہ مذہب مشہور مذہب اہل حق مین تلفیق ثابت کی جاتی ہے کہ کہا ہی (کہ مین کہتا ہون کہ یہہ جیسا کہ مخفی نہین ہی متبصر متدبر پر ناظر ظاہر ہے ہماری تحقیق کے باب مین جسکو ہم نے ذکر کیا ہے یعنے جمع کرنا دونون امر مین پس تو سمجھہ لے اور وہم مت کر خدا دانا تر ہی) اور بیان تلفیق کا یہہ ہے کہ یہہ شیعہ کا مذہب متشابہات کو حمل کرنا ہی اون کے ظاہری معانی پر اور محققین کا مذہب اونکو پھیرنا ہی اون کے ظاہری معانی سے اور اونکو حمل کرنا ہی ایسی معانی پر

مايليق بجلال الله والمصنف حملها على ظواهرها ونفى الكيفية مقلدا الشيخ ابن تيمية فحصل التوفيق وان هو الا التلفيق هذا فالمولى الرادمولف احسن الاودية ازاح هذا الفساد واراح اهل المودة والسداد واطاح اهل الزندقة والالحاد فاقام الحق الحقيق وافاد عين التحقيق اذاقه الله حلاوة التصديق وافاض عليه من شآبيب التوفيق

هذا ماقرظه الفاضل اللبيب الطبيب الاريب الحبر اللوذعي والبحر المعي المولوي محمد منصور عليهم قيضه الجلي والخفي صدر المدرسين في المدرسة الطبيه من مدارس حيدرآباد دكن صين عن شرور الزمن

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد فاني رائت الكتاب الذي اخترع في هذا الزمان وسمى بالفقه الاكبر المنسوب الى حسن الزمان الذي قد احدث في امور الدين وخطاء جمهور الايمة والمسلمين فوجدته مشحونا بالاقاويل الباطلة والخيالات العاطلة التي تجب الاجتناب والاحتراز عنها لجميع المسلمين فان فيه من الاحاديث الموضوعة مالايحصى ومن الاقوال المزخرفة مالايخفى فاياكم واياها فلما رائت ردّه الذي صنفه الفاضل اليلمعي والبحر اللوذعي اعني المولوي محمد شاه مسلمه الله فرحت فرحا شديدا لما وجدت فيه من التحقيقات مايكفي ومن الحق الصريح مايروى جزاه الله تعالى خير الجزاء عنا وعن جميع اهل السنة والجماعة وهو جدير بان يتلقى بالقبول العام والخاص

محمد منصور على عفى عنه

هذا ماقاله الاديب الاديب الفطن اللبيب الفاضل الماهر الحكيم الذكي المتوقد الفهيم البارع المتبصر الفائق المتدبر الحبر اللوذعي البحر الالمعي ذو المجد والكمال صاحب

کہ جلال الٰہی کے لایق ہین اور مصنف نے متشابہات کو حمل کیا ہی ظاہری معانی پر اور کیفیت کی نفی کی ہی اسی شیخ ابن تیمیہ کا مقولہ
بنکر پس دونون مذہبون مین توفیق حاصل ہوگئی اور یہی توفیق ہی اسکو یاد رکھہ پس مولوی راو مولف لحسن الذریعہ نے اس فساد کو مٹا دیا
اور اہل مودت وسداد کو راحت پہنچائی اور اہل زندقہ والحاد کو ہلاکت مین ڈال دیا پس امر حق ثابت کو قایم کر دیا اور ہمین تحقیق کا
فائدہ پہونچایا اوس کو حق تعالی ایمان کی حلاوت چکھاوے اور توفیق کی بارشین اوس پر برساوے فقط

یہہ تقریظ وہ ہے کہ جس کو فاضل لبیب طبیب اریب جہبذ ذکی وبحر المعی مولوی محمد منصور علیصاحب عم فیضہ
الجلی والخفی مدرسہ طلبیہ حیدرآباد دکن کے صدر مدرس نے رقم فرمایا ہے۔

تمام تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ پروردگار سارے جہان کا ہے اور درود نازل ہو اوس کے رسول محمد پر
اور اونکی تمام آل واصحاب پر اس کے بعد پس دیکھا مینے اوس کتاب کو جو اس زمانہ مین تراشی گئی ہے اور فقہ اکبر کے
نام سے حسن الزمان صاحب کے طرف منسوب ہے کہ جنہون نے دین کے امور مین احداث کیا ہی اور جمہور ائمہ ومسلمانون کو خطا
بتایا پس مینے اوس کتابکو اون بے اصل باتون اور بیکار خیالات سے معمور پایا کہ جنسے سب مسلمانون کو اجتناب وپرہیز کرنا
واجب ہے اس لئے کہ اس کتاب مین موضوع حدیثین بے حد ہین اور بنائی ہوئی باتین اسقدر
ہین کہ کسی عارف پر مخفی نہین پس بچو تم اے مسلمانو اس کتاب سے اور اپنے سے اسکو دور رکھو پھر جبکہ
مین نے اس کا رد دیکھا کہ جس کو فاضل یلمعی وجہبذ ذکی اعنی مولوی محمد شاہ سلمہ اللہ نے تصنیف فرمایا ہے
تو مین بہت ہی خوش ہوا اسوجہ سے کہ مین نے اس مین اسقدر تحقیقات پائی کہ اسباب مین کافی ہین اور
حق صریح اس قدر پایا کہ طبیعت کو سیراب کر دیتا ہے حق تعالی ممدوح کو ہم تمام اہل سنت کے طرف سے
جزاء خیر عطا فرماوے اور یہہ کتاب اس لایق ہی کہ مقبول خاص وعام ہو۔

یہہ تحریر دلپذیر بطور تقریظ جناب ادیب اریب فطن لبیب فاضل ماہر حکیم ذکی متوقد فہیم بارع متبصر
فایق متدبر جہبذ ذکی بحر المعی ذو المجد والکمال صاحب سماعت ونوال مولوی ابو الجلال محمد اعظم صاحب
چریاکوتی دام اجلالہ وعم نوالہ نے قلم سند فرمائی ہے۔

السماحت والنوال المولوي ابو الجلال محمد اجريا كوتي دام جلاله وعم نواله مقرظا على الكتاب ومعرضا عن الخطاب

الحمد لوليه واهله والصلوة على نبيه واهله اما فان اختلاف العلماء رحمة ان كان هوى ثم عن الثقة فمنهم من اختار الرفق فقد ظفر وعرج ومن مال الى اللداد فقد عثر وعرج فكم من مسائل الخيرة السابقون من الاذكياء وخالفهم فيها المهرة اللاحقون من الاذكياء وكذالك هذا الكتاب وجوابه صرحت في مرو جر نظري ثم ثمه فوجد ثقاحيث تنطست في التنقيح وبذلت فيه الهمه وانا على ما عليه الاشاعرة امر الذين جهد وا في احكام مباني الاسلام فجزي الله المولف خير الجزاء وه عن المكاره والارزاء فقط الثامن من المحرم سنه ٣ ١٣ له خادم العلماء الجلال محمد اعظم اجريا كوتي

هذا ما قرظ الحبر اللوذعي والجهبذ الالمعي الاديب النبيه والمحدث الفقيه المولوي محمد حبيب الرحمن عم فيضه المعنوي والدي بخل محدث الهند مولنا المولوي احمد علي السهارنفوري حمدا لمن جعل الحر ايهتدي به وابان با العلماء الفرق بين المحكم منه والمتشابه والصلوة والسر على من لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى وعلى اله واصحابه الذين هم مصح الهدى ومفاتيح خزائن الورع والتقى رضوان الله عليهم اجمعين اما بعد فقد عثرت على نقاريظ عديد ذات ميان مشيدة ومعان سديدة على اكب الذي الفه المولوي محمد شاه القميصي القادري في بعض الملاحظات على كتاب الدالا كبر الحديث وولا وفيه من الاحاديث لكن لم يسع لي مع المشاغل المفوضا على ان اعكف الفكر عليها واجذب الراى

جمیع حمد ثابت ہے صاحب حمد کو کامل ہے اور درود اوس کے نبی اور اون کی آل پر
اس کے بعد پس معلوم ہو کہ علماء کا اختلاف ہے اگر نفسانیت سے دور ہو بعضے علماء وہ ہین کہ جنہون نے
راستی کو اختیار کیا وہ تو کامیاب ہو گئے اور کر گئے اور جس نے اونہین جھگڑے کی طرف میلان
کیا پس ٹھوکر کھائی اور لنگڑا ہو گیا بہت سے ایسے ہین کہ جن کو بہترین سابقین علماء نے جو
نفوس قدسیہ رکھتے تھے بخوبی ثابت کر چکے چالاک تیز طبع لوگون نے اون ہین
مخالفت شروع کر دی ایسا ہی حال ہے کتاب فقہ اکبر عن اہل بیت اطہر کا اور اوس کے
جواب کو جو مینے مختلف مقامات سے دیکھا اور دیدہ جہان سے مین نے چھان بین کی اور اپنی
ہمت کو صرف کیا اور اشاعرہ کرام نے جو عقائد اسلام مین تحقیق فرمائی ہے یہی میرا مسلک ہے
پس مولف کو اس تحقیق کے صلہ مین حق تعالیٰ از خیر دے اور مکروہات زمانہ و مصائب سے
محفوظ رکھے آمین۔

یہہ وہ تقریظ ہے کہ جس کو لکھا ہے حبر لوذعی و المعی ادیب نبیہ و محدث فقیہہ مولوی محمد حبیب الرحمن
نے اون کا فیض معنوی و صوری عام ہو جیو کہ محدث ہنا مولوی احمد علی سہارنپوری کے فرزند ہین
شکر کرتا ہون اوس ذات پاک کا جس نے علم کو ا روشنی بنایا ہے کہ جس سے راہ حق دیکھا جاتا ہے
اور جسنے علماء کے ذریعہ سے محکم و متشابہ مین فرق بتا ور درود و سلام ہو اوس پر کہ جو خواہش نفس سے
کلام نہین کرتا ہے اوس کا کلام تو وحی ہے جو اوس طرف بھیجی گئی ہے اور اوس کی آل و اصحاب
پر کہ ہدایت کے چراغ ہین اور ورع و تقوی کے خزانون ہین خدا کی خوشنودی اون سب پر کہ اوس کے بعد
پس مینے چند تقریظین دیکھی بلند الفاظ و درست معانی والی محمد شاہ قیصی القادری کی کتاب پر جو فقہ اکبر
جدید کے بعض جدید مسایل و احادیث پر لکھی گئی ہے مجکو مشاغل سرکاری کیوجہ سے اسقدر
گنجایش نملی کہ مین اوس کتاب پر فکر کرون اور اوس کے طرف اپنی راے و نظر دوڑاون

والروية اليه الا ان اقول ان موضوع كتب الاكبر اشرف موضوع وجامعه ومجموعه
اجل جامع ومجموع قد جمع ما تفرق في كتب هل السنه من علوم اهل البيت عليهم السلام
وقام ما استطاع عليه من القيام غير انه فرق بين صحيح ومسطور وبين بياض النهار
وظلمه الدجور ولم تميز بين الساقط المهم والاثبات الحفاظ الذين لعدالتهم وصدقهم
شهدت الامم وما احترز عن الاقوال الموقوفه والاحاديث الموضوعة المموهة لكن
الباذل الجهد وان لخطاء ماجور ولمذور ان كان نائيا عن التعمد بالكذب والزور
ولعل الكتب الذي رد عليه تدارك تلك الهفوات الجليلة وعالج الحكمة ادواء تلك
النقط العليلة ولعمري بعد اصلاح ما مانا اليه وتوطيد ما اسس ذلك القصر
المشيد عليه الكتب لا يوجد له نظير فجزى الله كلا المولفين ما يستحقه ويهدينا
الصراط المستقيم صراط جمهور الامة والمسلمين واخر دعوانا ان الحمد لله رب
العالمين

هذا ما قرظه الحبر العلامه والبحر الفهامه سباق الغايات في مضمار المناظرات
مولوى وكيل احمد السكندر فوري عم فيضه المعنوى والصورى نمقه ارتجالا
فلله دره ما احسنه مقالا حامدا ومصليا قد طالعت الكتب المستطاب الموسوم
باحسن الذريعة للسد عن الاقوال الشنيعة من الفاضل الكامل مولانا محمد شاه
القيصلي القادري جزاه الله تعالى خير الجزاء لله در المصنف فانه قد راى
فرض الكفاية يذعن من راى افتقار الاكبر عن اهل البيت الاطهر ناحا و
على امور مخالفة لمسلك اهل السنة والجماعة تقشعر منه جلود الذين يخشون
ربهم

نمقه وكيل احمد السكندفوري كان الله له

مگر مین اسقدر کہتا ہون کہ اس فقہ اکبر مین جس امر کا بیان ہے وہ اعلی درجہ کا ہے (یعنے مسائل ایمان) اور اسکا
جامع و مجموعہ بہت بڑا جامع و مجموعہ ہے جو کچھ علوم اہل بیت اہل سنت کی کتابون مین پھیلے ہوئے تھے اوسے
جمع کر دئے اور جس قدر ہو سکا اوس نے قایم کر دیا صحیح و غیر صحیح مین اور دون کی روشنی و ظلمت شب
مین اوس نے فرق نہین کیا اور نہ یہ تمیز کی کہ کون راوی ساقط الاعتبار و متہم ہے اور کون سے رواۃ
معتبر و حفاظ ہین کہ جنکی راست بازی اور سچائی پر بے [illegible] دی ہے اور نہ اوسنے بنائے ہوئے اقوال اور
گھڑی ہوئی بناوٹ کی ہوئی حدیثون سے احتراز کیا ہے [illegible] شخص کہ اپنی کوشش صرف کرتا ہے وہ اگرچہ خطا
کرے ماجور و معذور رہے بشرطیکہ عمداً جھوٹ بولنے اور طوفان باندھنے سے کنارہ رہا ہو اور امید
ہے کہ جو کتاب اوس کے رد مین لکھی گئی ہے اوس کی بڑی بڑی بیہودہ باتون کا تدارک ہو گیا ہے
اور اپنی حکمت سے اوس کتاب کے نادرست لفظون کا اوسنے [illegible] اج کر دیا ہے اور قسمیہ لکھتا ہون کہ یہ کتاب
اون امور کی اصلاح کے کہ جن کو اشارۃً ہم نے بیان کر دیا ہے اور اون [illegible] ام کے مضبوط کرنے کے بعد کہ
جن پر اس بلند عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے بے نظیر ہے پس [illegible] ون مولف اون کے عمل کی جزا دے
اور ہم کو سیدھے راستہ پر کہ جمہور ائمہ و مسلمانون کا راستہ ہی چلائے [illegible] اخر ہماری یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت
ہین خدا کو کہ سارے جہان کا پروردگار ہے

اس تقریظ کو لکھا ہے حبر علامہ و بحر فہامہ مناظرون کے میدان مین [illegible] بڑھ جانے والے مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے
اون کا فیض باطنی و ظاہری عام ہو جیو کہ اونہون نے فی الفور اس کو [illegible] ہی اون کو جزائے خیر دے کیا اچھا لکھا ہے

حمد و صلوۃ کے بعد مینے کتاب پسندیدہ مسمی باحسن الذریعہ للبحث عن الاقوال الشیعہ کو کہ جس کے مصنف فاضل
کامل مولانا محمد شاہ قمیصی القادری ہین دیکھا مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اونہون نے فرض کفایہ کو ادا
کر دیا جس نے فقہ اکبر عن اہل البیت الاطہر کو دیکھا یقین دیکھتا اس [illegible] کہ یہ کتاب برخلاف مسلک اہل سنت
والجماعت ایسے امور کو شامل ہے کہ جنکی وجہ سے خدا سے ڈرنیوالون کے بال بدن پر تھرا جاتے ہین فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

لائبریری
جامعہ کراچی